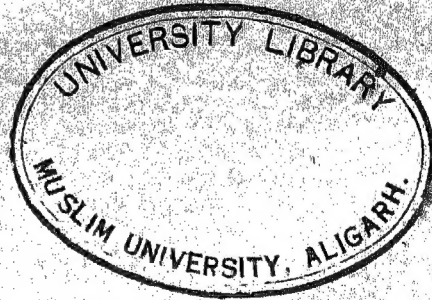


روحانی سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری کا سب سے زیادہ مستند تفصیل اور مکمل تاریخی تذکرہ



معین الایواح

۵۸



مفتی
محمد خادم حسن زبیری
گدڑی شاہی مراد آبادی ختم الاجمیری

Rana Baba Saksena Collection.

۹۲۲۵۹۷

۳۳۳

(۱۳۳۱)

مطبوعہ صوفی پریس جمیلہ مقدس

ماہ مئی ۱۹۴۸ء

(حقوق محفوظ)

ناشر

شعبہ اشاعت عی الادب و فائن معینی گڈری شاہی انجمن - جھارہ - جمیلہ مقدس

قیمت فی جلد ۵۰

سبب کرده محمد بن دهمان یعنی تهرانی ^{الف} حضرت امام ابوالمعالی استغفر الله عنه ۵۰۰ - ۱۰۰۰

فہرست مضامین معین الارواح

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱	دیباچہ	۱	۳۱	پنج تہیں حکیم فیہار الدین کا مرید ہوتا	۱۷	۵۹	درد و دلایا پورا درد سفر اجیر مصلحت	۳۴	۱	دیباچہ	۱
۲	معروضہ	۲	۳۲	غزنین	۱۸	۶۰	ہندوستان میں تہی سبکی کی	۳۴	۲	معروضہ	۲
۳	نقشہ	۳	۳۳	درد و ہند بار اول	۱۸	۶۱	آپ کے روکنے کے اختلاطات	۳۵	۳	نقشہ	۳
۴	دعا	۴	۳۴	ہندستان سے داپسی اور بیعت تصال	۱۸	۶۲	آپ کا دوبارہ ہند ہو کر داپسی	۳۵	۴	دعا	۴
۵	آپ کے خاندانی حالات	۵	۳۵	داقعات بیعت اقصالی	۲۰	۶۳	اجیر ہوتا	۳۵	۵	آپ کے خاندانی حالات	۵
۶	حضور غوث پاک سے آپ کا رشتہ قرابت	۶	۳۶	سفر حرمین شریف	۲۱	۶۴	آپ کا ہمت الہیہ سرگنا	۳۶	۶	حضور غوث پاک سے آپ کا رشتہ قرابت	۶
۷	آپ کا نسب نامہ پوری	۷	۳۷	درد و بدحشاں	۲۱	۶۵	سادھو رام دلو کا مشرق اسلام پور	۳۷	۷	آپ کا نسب نامہ پوری	۷
۸	آپ کا نسب نامہ اداری	۸	۳۸	درد و بخارا	۲۱	۶۶	اجیبیالی جوئی کا مسلمان ہوتا	۳۷	۸	آپ کا نسب نامہ اداری	۸
۹	آپ کی ولادت متبرکہ	۹	۳۹	بقیہ مزید دس سال	۲۲	۶۷	راجہ کا آپ کے پاس قاصد بھیجا اور	۳۸	۹	آپ کی ولادت متبرکہ	۹
۱۰	آپ کا اسم گرامی	۱۰	۴۰	ادش	۲۲	۶۸	اسلام لانا	۳۸	۱۰	آپ کا اسم گرامی	۱۰
۱۱	آپ کے خطابات	۱۱	۴۱	تعب و کد کا ایک ایک پانچ لاکھ	۲۲	۶۹	راجہ کا غصہ ہو کر دوسرا قاصد بھیجا	۳۸	۱۱	آپ کے خطابات	۱۱
۱۲	آپ کے خطابات	۱۲	۴۲	سیوستان	۲۳	۷۰	غریب نواز کا جواب اور سردار غنی گرفتار	۳۹	۱۲	آپ کے خطابات	۱۲
۱۳	آپ کے عہد اوائل اور ملکی حالات	۱۳	۴۳	دمشق	۲۳	۷۱	غریب نواز کا جناب باری میں التماس	۳۹	۱۳	آپ کے عہد اوائل اور ملکی حالات	۱۳
۱۴	آپ کے والد کا وصال	۱۴	۴۴	داپسی بھڑاد	۲۴	۷۲	آپ کے ایک جہاں نثار کا سرور و صفا	۴۰	۱۴	آپ کے والد کا وصال	۱۴
۱۵	حضرت ابراہیم خاندانی کی خدمت سے ملاقات	۱۵	۴۵	رسالہ انیس الارواح کا مکملہ	۲۴	۷۳	راجہ آپ کے شرف لیجا اپنے ہاتھ پر	۴۰	۱۵	حضرت ابراہیم خاندانی کی خدمت سے ملاقات	۱۵
۱۶	تحصیل علم ظاہر	۱۶	۴۶	پیر و مرشد سے تبرکات مصطفوی	۲۵	۷۴	آپ کا یادگار محلہ کو سدا بہار بہار سے	۴۱	۱۶	تحصیل علم ظاہر	۱۶
۱۷	حضرت غوث پاک سے آپ کی پہلی ملاقات	۱۷	۴۷	خرقہ و خلافت مخصوصہ پانا	۲۵	۷۵	شہر میں جائے قیام کی تلاش میں بھیجا	۴۱	۱۷	حضرت غوث پاک سے آپ کی پہلی ملاقات	۱۷
۱۸	بیعت سلسلہ و قیام	۱۸	۴۸	خرقہ اور علم معرفت	۲۵	۷۶	شکر کی تعداد	۴۲	۱۸	بیعت سلسلہ و قیام	۱۸
۱۹	شجرہ بیعت	۱۹	۴۹	از موہف	۲۸	۷۷	تاریخ محرم الحرام ۵۵۵ھ	۴۲	۱۹	شجرہ بیعت	۱۹
۲۰	شیخ نجم الدین کبری کی ملاقات و قیام	۲۰	۵۰	حصول ہدایت مرشد	۲۸	۷۸	ترتیب شکر شہاب الدین	۴۲	۲۰	شیخ نجم الدین کبری کی ملاقات و قیام	۲۰
۲۱	حضور غوث پاک سے جیلان میں بار	۲۱	۵۱	آپ کا ادب و صفات میں درد و	۲۹	۷۹	آغاز جنگ	۴۳	۲۱	حضور غوث پاک سے جیلان میں بار	۲۱
۲۲	دویم ملاقات	۲۲	۵۲	درد و بھڑاد شریف اور قطب متاکا	۳۰	۸۰	بہار و راجپوتوں کا قسم کھانا	۴۳	۲۲	دویم ملاقات	۲۲
۲۳	بھڑاد شریف میں مشائخ میں سے ملاقاتیں	۲۳	۵۳	داعی سلسلہ ہوتا	۳۱	۸۱	شہاب الدین غوری کو آپ کی بشارت فتح	۴۴	۲۳	بھڑاد شریف میں مشائخ میں سے ملاقاتیں	۲۳
۲۴	آپ کی سیاحت کے متعلق چند ضروری	۲۴	۵۴	تاریخی بحث	۳۱	۸۲	شہاب الدین غوری کی موت نہ خاشی	۴۴	۲۴	آپ کی سیاحت کے متعلق چند ضروری	۲۴
۲۵	امور کی تحقیقات	۲۵	۵۵	آپ کا موطب صاف سفر حرمین اور	۳۲	۸۳	میدان جنگ میں تازہ دم فوج	۴۵	۲۵	امور کی تحقیقات	۲۵
۲۶	بھڑاد شریف سے سلسلہ سیاحت سفر	۲۶	۵۶	شیخ محمد کلم طوسی کے فرزند سے ملاقات	۳۳	۸۴	شہاب الدین پرورش	۴۵	۲۶	بھڑاد شریف سے سلسلہ سیاحت سفر	۲۶
۲۷	ہند بار اول	۲۷	۵۷	عطا کے بڑے یعنی دربار رسالت سے	۳۳	۸۵	شہاب الدین غوری کا حملہ	۴۶	۲۷	ہند بار اول	۲۷
۲۸	سفر بہمان - تبریز	۲۸	۵۸	ولایت ہند کا خطبہ	۳۳	۸۶	شہاب الدین کی اجیر سردار	۴۶	۲۸	سفر بہمان - تبریز	۲۸
۲۹	قیام مناد خرقان	۲۹	۵۹	روایتی ہند	۳۳	۸۷	دربار خواجہ میں شہاب الدین کی	۴۷	۲۹	قیام مناد خرقان	۲۹
۳۰	استر آباد	۳۰	۶۰	کرمان	۳۳	۸۸	باریابی	۴۷	۳۰	استر آباد	۳۰
۳۱	حرات	۳۱	۶۱	ہرات	۳۳	۸۹	نکستار	۴۸	۳۱	حرات	۳۱
۳۲	محمد یادگار کی دربار خواجہ میں باریابی	۳۲	۶۲	آپ کا عالم رویا میں شہاب الدین	۳۴	۹۰	تکد جیوسی	۴۹	۳۲	محمد یادگار کی دربار خواجہ میں باریابی	۳۲
۳۳	محمد یادگار کے ہندستان آئیے متعلق مقنا	۳۳	۶۳	غوری کو سلطان ہند پوئل شہادت	۳۴	۹۱	جاسوسی کا الزام اور اس کی تردید	۴۹	۳۳	محمد یادگار کے ہندستان آئیے متعلق مقنا	۳۳
۳۴	بیان اور ان کا قصدا	۳۴	۶۴						۳۴	بیان اور ان کا قصدا	۳۴

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۸۸	نکاح اول سلسلہ	۴۸	۱۱۴	تصدیقِ فرزند	۴۸	۸۹	معاشرت مقدسہ	۴۸
۸۹	اولیٰ مسجد اور کاشانہ ولایت	۴۹	۱۱۵	اولادِ غریب نواز کا مختصر شجرہ نسب	۴۹	۹۰	نوراک	۴۹
۹۰	امیرِ سید حسین کی شہادت اور آپ کا شہد اکوہ دفن کرنا	۴۹		صاحبِ خزینۃ الامنیہ نے حبیبیہ کی حضرات کو بھی آپ کے خلفائیں لکھا کہ		۹۰	لباس مبارکہ	۴۹
				حضرت شیخ علی بخاری	۴۴	۹۰	ذریعہ معاش	۴۹
				خواجہ یادگار محمد سزوری	۴۴		مشاغلِ محمودہ	۴۹
۹۱	بارسوم ہندوستان میں تشریف	۱۱۶		حضرت شیخ ہتھایا شاہ	۴۴	۹۰	لغتِ تبلیغ اسلام و فیضانِ معرفت	۴۹
	آدری اور ورد لاہور دہلی بھیسہ	۱۱۸		شیخ وحید الدین خراسانی عینِ شجرہ	۴۴	۹۳	سیرِ اعلیٰ کا بیان	۴۹
	تغیب الدین ایک	۱۱۹	۵۰	سلطانِ مسعود غازی	۴۴	۹۳	ہندوستان میں اسلام	۴۹
۹۳	اس ورد ہند کے متعلق مسالکین کی رائے	۱۲۰	۵۰	بی بی حافظہ جمال بنتِ غریب نواز	۴۴	۹۴	آپ کی دعوتِ اسلام کے مخصوص اثرات	۴۹
				شیخ محمد ترک تارکولی	۴۴	۹۴	تاجِ آردہ زبان کی ابتدا	۴۹
۹۳	سفر خراسان سے واپسی اور چار چار	۱۲۱		شیخ صدر الدین کرانی	۴۵		باقِ سخن اور آپ کی تصانیف مبارکہ	۴۹
	ورد ہند	۱۲۲		آپ کے خلفاء و ممتاز مریدین	۴۵	۹۴	دیوانِ معین	۴۹
۹۳	سفر خراسان کے بعد چار چار ورد			حضرت امیر رہبان جی سدا سہاگ	۴۵	۹۵	تفصیلِ اسرار المؤمن بہ گنج الاسرار	۴۹
	ہند کا تاریخی ثبوت	۱۲۳	۵۲	حضرت اصغر قندھاری	۴۵	۹۶	انیس الارواح	۴۹
۹۵	آپ کا ہمیشہ ہجرت فرمایا ہو چکا	۱۲۴	۵۳	مولانا ضیاء الدین غفری	۴۵	۹۶	حدیثِ المعارف	۴۹
۹۶	ورد و دیوانہ اول بچہ شمس الدین انور	۱۲۵	۵۳	حضرت امام الدین رشتی	۴۵	۹۶	رسالہ موجودیہ	۴۹
۹۸	بابا خریز بخارا کا کرم فرما	۱۲۶	۵۵	شیخ ازاد خراسانی	۴۵	۹۶	دیگر تصانیف	۴۹
۹۸	سفر علی بابہ دہلی بعد شمس الدین انور	۱۲۷	۵۶	آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ متبرک	۸۰		تعلیم و تلقینِ صوری و دھنوی	۴۹
۹۹	خواجہ عثمان کا دہلی تشریف لانا	۱۲۸	۵۸	مختصر شجرہ بیعتِ خلافت روحانی	۸۲	۹۶	(الف) فیضانِ صحبت	۴۹
۱۰۰	نکاح ثانی سلسلہ	۱۲۸	۵۹	حصہ دوم		۹۷	ترغیب مجاہدہ بخدمتِ مرشد	۴۹
۱۰۱	آپ کا خواجہ تغیب الدین بختیار کاکی کو رخصت فرما	۶۳		سیرت مقدسہ		۹۷	ترغیب ادائیگی فرض و سنت	۴۹
۱۰۲	وفات سلسلہ	۶۴		شانِ نقشبند و درویشی	۸۴	۹۸	ترغیبِ بھارت	۴۹
۱۰۳	نازِ جہازہ	۶۴	۱۲۹	آپ کی بزرگی	۸۴	۹۸	ترغیبِ ششمن بعد نمازِ فجر	۴۹
۱۰۴	آپ کی ازدواج و اولاد	۶۶	۱۳۰	آپ کی مقبولیت	۸۴	۹۹	ترغیبِ معرفت	۴۹
۱۰۵	خواجہ ضیاء الدین ابو سعید	۶۸		عبادات و مجاہدات	۸۵		ترغیبِ نماز	۴۹
۱۰۶	خواجہ حسام الدین ابو صالح	۶۸		عشقِ خدا	۸۵	۱۰۱	ترغیبِ ازالہ غل جہالت	۴۹
۱۰۷	نکاح دوم	۶۸		ذوقِ سماع	۸۵	۱۰۲	ترغیبِ شریعت طریقت و معرفت	۴۹
	تاجِ المستورات بی بی حافظہ جمال	۶۸	۱۳۱	آداب و تعظیمِ مرشد	۸۵	۱۰۲	ترغیبِ صلوٰۃ	۴۹
	آپ کے نمبرنے اور اولاد	۶۹	۱۳۲	استغراق	۸۶	۱۰۲	ترغیبِ صدق و ترکِ دروغ گوئی	۴۹
۱۰۸	حضرت خواجہ سہیل الدین سوختہ	۶۹	۱۳۳	شانِ جلال	۸۶	۱۰۳	ترغیبِ خدایت درویشان	۴۹
۱۰۹	حضرت خواجہ احمد	۶۹	۱۳۴	شانِ جلالی	۸۶	۱۰۳	عزت و نمازِ حضورِ قلب	۴۹
۱۱۰	حضرت خواجہ وحید	۶۹	۱۳۵	جو دو کرم	۸۹	۱۰۳	وقت پر نماز پڑھنے کی ترغیب	۴۹
۱۱۱	حضرت خواجہ معین الدین نور	۷۰	۱۳۶	علم و تواضع	۸۹	۱۰۴	فیضِ صدق و محبت	۴۹
۱۱۲	حضرت شیخ قیام الدین	۷۰	۱۳۷	بذل و سخا	۸۹	۱۰۵	تہنید سے اڑہنے کی ترغیب	۴۹
۱۱۳	حضرت تطیب الدین مخاطب بر خشت خواجہ	۷۰	۱۳۸	زہد و قناعت	۸۹	۱۰۶	ترغیبِ گریہ	۴۹

الف

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار
۱۴۱	ترغیب الخشب از صحبت عوام	۲۰۶	تاثرات محبت	۱۲۸	۲۳۹	۱۵۲
۱۴۲	سفر آخرت	۲۰۷	صحبت و سنیکی	۱۲۹	۲۴۰	۱۵۳
۱۴۳	قبرستان میں کھائے پیئے سے باز رہنے کی ترغیب	۲۰۸	سید الطائفہ خواجہ بھیر کے عارفانہ کلمات	۱۳۰	۲۴۱	۱۵۳
۱۴۴	ہو و لعبت باز رکھنے کی ترغیب	۲۰۹	حضرت شہل علیا رحمۃ کے عارفانہ کلمات	۱۳۰	۲۴۲	۱۵۳
۱۴۵	مسلمانوں کو نہ مستانیں ترغیب	۲۱۰	حضرت دوانوں مہر کے عارفانہ کلمات	۱۳۰	۲۴۳	۱۵۳
۱۴۶	لوگوں کو برائی سے روکنے کی ترغیب	۲۱۱	حضرت داؤد طائی کے عارفانہ کلمات	۱۳۱	۲۴۴	۱۵۳
۱۴۷	زینت القلبی کی ترغیب	۲۱۲	خواجہ ابوسعید الخیر کے عارفانہ کلمات	۱۳۲	۲۴۵	۱۵۳
۱۴۸	فیضان عشق	۲۱۳	ذکر عشق قدس	۱۳۲	۲۴۶	۱۵۳
۱۴۹	والدین اور نادان کیساتھ خوش اسلوبی	۲۱۴	شان درویشی	۱۳۲	۲۴۷	۱۵۳
۱۵۰	سے پیش آنے کی ترغیب	۲۱۵	حضرت خواجہ حسن بھری کا ارشاد	۱۳۳	۲۴۸	۱۵۵
۱۵۱	ترغیب زیارت و تلاوت قرآن	۲۱۶	عارفوں کے خصلت خلوص سے	۱۳۳	۲۴۹	۱۵۶
۱۵۲	ترغیب ادب کلام مجید	۲۱۷	حضرت خواجہ سمون محب کا ذکر خیر	۱۳۳	۲۵۰	۱۵۶
۱۵۳	ترغیب دوستی علماء و مشائخ کیار	۲۱۸	توکل عارفانہ	۱۳۳	۲۵۱	۱۵۶
۱۵۴	زیارت کعبہ کی ترغیب	۲۱۹	کلمات حضرت شیخ شہاب الدین عسکری	۱۳۳	۲۵۲	۱۵۶
۱۵۵	ترغیب زیارت و خدمت مرشد	۲۲۰	سرور عالم کا قول	۱۳۳	۲۵۳	۱۵۶
۱۵۶	اہل اللہ سے واسطہ رکھنے کی ترغیب	۲۲۱	حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی و اقوال	۱۳۳	۲۵۴	۱۵۶
۱۵۷	ترغیب دین مہر	۲۲۲	حضرت بنی اللہ کا قول	۱۳۳	۲۵۵	۱۵۶
۱۵۸	ترغیب اطاعت حق تعالیٰ	۲۲۳	دوستان خدا	۱۳۳	۲۵۶	۱۵۶
۱۵۹	فیضان انکشاف از دیر و دعائی	۲۲۴	عشاق اور درویشیامت	۱۳۵	۲۵۷	۱۵۸
۱۶۰	فضائل سرور عالم و سورہ فاتحہ کا کلام	۲۲۵	حضرت مالک و بنابر کا ارشاد	۱۳۵	۲۵۸	۱۵۸
۱۶۱	مدارج معرفت	۲۲۶	بی بی راہبیری کے عارفانہ کلمات	۱۳۵	۲۵۹	۱۵۹
۱۶۲	سید الطائفہ حضرت جلال الدین کاکا زاد	۲۲۷	حضرت عثمان ہارونی کے عارفانہ کلمات	۱۳۵	۲۶۰	۱۶۰
۱۶۳	حضرت بایزید بسطامی کا راز دنیا	۲۲۸	موت کا تذکرہ	۱۳۶	۲۶۱	۱۶۰
۱۶۴	بی بی راہبیری کی آتش محبت	۲۲۹	برید کو اسخ الاعتقاد جو ناسیج ہے	۱۳۶	۲۶۲	۱۶۱
۱۶۵	عشق مقصود علیہ الرحمۃ	۲۳۰	تعلیم معرفت بذریعہ ارشاد و عاقل	۱۳۷	۲۶۳	۱۶۱
۱۶۶	مشاہد دوست میں استغراق	۲۳۱	فیضان معرفت بذریعہ مکتوب مبارک	۱۳۷	۲۶۴	۱۶۲
۱۶۷	راز دنیا و عرفان و تعلیم سرفراز	۲۳۲	ایوب اول	۱۳۷	۲۶۵	۱۶۲
۱۶۸	حضرت بایزید بسطامی کا راز دنیا و عرفان	۲۳۳	مکتوب دوم	۱۳۷	۲۶۶	۱۶۲
۱۶۹	راہبیری کا غلبہ شوق	۲۳۴	لاؤ تعلیم اور اراد و طاعت	۱۳۷	۲۶۷	۱۶۲
۱۷۰	خانی البقا کی تشریح	۲۳۵	برائے حل مشکل	۱۳۷	۲۶۸	۱۶۲
۱۷۱	سلک عشاق کا اظہار	۲۳۶	برائے کشف قہر	۱۳۷	۲۶۹	۱۶۲
۱۷۲	اسلامی پھر دی	۲۳۷	زینت شریعت زیارت رسول اللہ علیہ وسلم	۱۳۷	۲۷۰	۱۶۲
۱۷۳	بزرگوں کے عارفانہ اقوال کا تذکرہ	۲۳۸	برائے درد و غم	۱۳۷	۲۷۱	۱۶۲
۱۷۴	ترک دنیا	۲۳۹	برائے دفعہ دین	۱۳۷	۲۷۲	۱۶۲
۱۷۵	حضرت بایزید بسطامی پروردہ حال	۲۴۰	بوقت نزع	۱۳۷	۲۷۳	۱۶۲
۱۷۶	خواجہ سمون محب کا قول	۲۴۱	مرغن لاد و طاعت	۱۳۷	۲۷۴	۱۶۲

الف

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۱۹۸	(ب) اعراس باہ صفر	۱۸۴	حمید بیہ دالان	۳۰۲	۱۶۵	حضرت تاجی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ	۲۸۲
۱۹۹	(ج) اعراس باہ ربیع الاول	۱۸۴	کھرتی گاد بخت	۳۰۳	۱۶۵	نظام الدین شاہ صاحب	۲۸۳
۲۰۰	(د) اعراس باہ ربیع الثانی	۱۸۴	بیگی دالان ۵۳	۳۰۴	۱۶۵	مولانا عبد الشکور اکبر آبادی	۲۸۴
۲۰۱	(ه) اعراس باہ جادی الاول	۱۸۸	توشہ خانہ و خزانہ خواجہ نضر الدین گدڑی	۳۰۵	۱۶۶	(ب) بعض عازر نانہ تعبیرات	۲۸۵
۱۹۹	(و) اعراس باہ جادی الثانی	۱۸۹	روضہ مقدسہ سلطان الہند محمود خواجہ	۳۰۶		حصہ سویم	
۲۰۰	(ز) اعراس باہ رجب المرجب	۱۸۹	غریب نواز قدس سرہ		۱۶۷	آپنی درگاہ اور مراسم	
۲۰۱	(ح) اعراس باہ شعبان	۱۸۲	محبوبی بی مانظ جمال	۳۰۷	۱۶۸	آپنی درگاہ اور نذر عقیدت	۲۸۶
۲۰۲	(ط) اعراس باہ رمضان	۱۸۳	محبوبی النابت شہاں	۳۰۸	۱۶۸	درگاہ شریف	۲۸۷
۲۰۳	(ی) اعراس باہ شوال	۱۸۳	احاطہ نور	۳۰۹	۱۶۸	احاطہ تقار فانہ	۲۸۸
۲۰۴	(ک) اعراس باہ ذی قعدہ	۱۸۳	جنتی دروازہ	۳۱۰	۱۶۹	احاطہ صحن چراغ	۲۸۹
۲۰۵	(ل) اعراس باہ ذی الحجہ	۱۸۳	چتر شریف حضرت بابا فرید گنجشک	۳۱۱	۱۶۹	حدود دار بہ	۲۹۰
۲۰۶	منجانب النکتہ فی حیرتہ خدمت خواجہ	۳۱۲	جاسع مسجد شاہجہانی	۳۱۲		(الف) احاطہ آدل	
۲۰۷	سیدگان اجیر شریف رجبہ	۳۱۳	چار یار	۳۱۳	۱۶۹	عقلمند دروازہ	۲۹۱
۲۰۸	منجانب النکتہ فی حیرتہ خدمت خواجہ	۳۱۴	مزار خواجہ حسن اجیری	۳۱۴	۱۶۹	کلمہ دروازہ	۲۹۲
۲۰۹	شاہی النکتہ اجیر شریف رجبہ	۳۱۵	سولہ کلمہ	۳۱۵	۱۷۰	شفاف خانہ درگاہ شریف	۲۹۳
۲۱۰	منجانب پشادری صاحبان	۳۱۶	ایک بالشت کی چتری	۳۱۶	۱۷۰	اکبری مسجد	۲۹۴
۲۱۱	منجانب نوالان درگاہ معلیٰ	۳۱۷	بھالہ	۳۱۷	۱۷۰	بلند دروازہ	۲۹۵
۲۱۲	منجانب سید اسرار احمد مفتاحی درگاہ	۳۱۸	شاہی گھاٹ	۳۱۸		(ب) احاطہ دویم	
۲۱۳	منجانب مولانا عبد الباقی صاحب	۳۱۹	کرناٹی دالان	۳۱۹	۱۷۱	دیگر در صحن	۲۹۶
۲۱۴	مراسم قدیم کے تحت میں الفیٰ خدا	۳۲۰	عبادت خانہ مفتورات	۳۲۰	۱۷۱	بڑی دیگ ۹۷	۲۹۷
۲۱۵	درگاہ کیشی	۳۲۱	دالان حاجی دین علی صاحب	۳۲۱	۱۷۲	چھوٹی دیگ ۲۲	۲۹۸
۲۱۶	دیوان صاحب	۳۲۲	مقبور علی شہی خاں	۳۲۲	۱۷۲	صحن چہراغ	۲۹۹
۲۱۷	موتی	۳۲۳	سبیل خواجہ سنجری	۳۲۳	۱۷۲	محفل خانہ ۱۳۰	۳۰۰
۲۱۸	خدمت صاحبان	۳۲۴	عقیدت مندانہ خدمات دوسرے درگاہ		۱۷۳	خانقاہ ۱۷۷	۳۰۱
۲۱۹	(د) مراسم قدیم کے تحت میں دالان	۳۲۵	لافت مراسم قدیم کے تحت میں معلیٰ	۳۲۵	۱۷۳	حوض و محال خانہ ۱۹۱	۳۰۲
۲۲۰	آداب اندرون درگاہ شریف	۳۲۶	روزانہ صبح		۱۷۳	سبیل	۳۰۳
۲۲۱	آداب احاطہ نور	۳۲۷	مغرب سے قبل	۳۲۷	۱۷۳	نظر خانہ	۳۰۴
۲۲۲	آداب اندرون قبة مبارک	۳۲۸	نماز عشا	۳۲۸	۱۷۴	تاریخی چتری	۳۰۵
۲۲۳	آداب محفل سماع	۳۲۹	یخچنہ	۳۲۹	۱۷۴	بجلی گھر ۱۹۲	۳۰۶
۲۲۴	درگاہیں عقیدہ مندانہ مفید عام یادگار	۳۳۰	چھٹی شریف	۳۳۰	۱۷۴	(ج) احاطہ سویم	۳۰۷
۲۲۵	مدرسہ عثمانیہ عینیہ	۳۳۱	عوس شریف	۳۳۱	۱۷۴	احاطہ جمیل	۳۰۸
۲۲۶	خواجہ کاشک	۳۳۲	محفل قل	۳۳۲	۱۷۵	مسجد سندل خانہ	۳۰۹
۲۲۷	اکھاڑہ	۳۳۳	غسل شریف	۳۳۳	۱۷۵	زلیا مسجد ۱۲	۳۱۰
۲۲۸	شفاف خانہ دو خانہ	۳۳۴	(ب) مراسم قدیم کے تحت میں اعراس نور	۳۳۴	۱۷۶	مزار شیخ محمد یوکار	۳۱۱
۲۲۹	حصہ چارم حلقہ ارادت	۳۳۵	منجانب درگاہ شریف	۳۳۵	۱۷۶	نظام سقہ کا منوار	۳۱۲
۲۳۰	آپ کا دائرہ عقیدت	۳۳۶	(الف) اعراس باہ محرم	۳۳۶	۱۷۷		

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۲۳۱	حضرت شیخ سلیم چشتی فتح پور	۲۲۱	دلیل العارفین	۲۱۱	عقیدہ تمیزان حاضرین اور نذور	۳۵۳	عقیدہ تمیزان حاضرین اور نذور
۲۳۲	شیخ بدیع الدین شاہ بداد	۲۲۱	سیر العارفین	۲۱۱	شہاب الدین غوری رحمہ اللہ	۳۵۴	شہاب الدین غوری رحمہ اللہ
۲۳۲	حضرت مجدد الف ثانی سرسید	۲۲۱	سیر الانطاب	۲۱۱	سلطان شمس الدین التمش رحمہ اللہ	۳۵۵	سلطان شمس الدین التمش رحمہ اللہ
۲۳۲	سیدنا امیر ابو العلاء نقشبندی	۲۲۲	مونس الارواح	۲۱۱	سلطان محمد علی المودت بہ شاہ مانڈ	۳۵۶	سلطان محمد علی المودت بہ شاہ مانڈ
۲۳۲	احمدی اکبر آبادی	۲۲۲	اقتباس الاوار	۲۱۱	شہزادہ بہادر شاہ مظفر شاہ بن سلطان	۳۵۷	شہزادہ بہادر شاہ مظفر شاہ بن سلطان
۲۳۲	حضرت محمد نوح الدین المودت	۲۲۲	اخبار الاخبار	۲۱۱	محمود شاہ بیک گجراتی سلطنت	۳۵۸	محمود شاہ بیک گجراتی سلطنت
۲۳۲	مولانا فخر دہلوی	۲۲۲	غزینۃ الاصفیا	۲۱۱	اکبر بادشاہ	۳۵۸	اکبر بادشاہ
۲۳۳	سید حاجی شاہ محمد سجاد ابو العلاء	۲۲۲	دقائق شاہ معین	۲۱۲	شہساز خاں سلطنت	۳۵۹	شہساز خاں سلطنت
۲۳۳	سید غلام علی شاہ مرشد آبادی	۲۲۲	معین الادلیا	۲۱۲	جہانگیر سلطنت	۳۶۰	جہانگیر سلطنت
۲۳۳	سید امام احمدی ایدال	۲۲۲	تاریخ سلطنت	۲۱۳	خوشنودی عبدالنسا سلطنت	۳۶۱	خوشنودی عبدالنسا سلطنت
۲۳۳	سید مظفر علی شاہ جعفری قادری	۲۲۲	ماہتاب الجبر	۲۱۳	شاہ جہاں سلطنت	۳۶۲	شاہ جہاں سلطنت
۲۳۳	اکبر آبادی سلطنت	۲۲۲	عطائے رسول	۲۱۳	شہزادی جہاں آرا بیکم سلطنت	۳۶۳	شہزادی جہاں آرا بیکم سلطنت
۲۳۳	حافظی دارت علی شاہ بیک شریف	۲۲۲	کامل سوانح عمری غیب نواز	۲۱۵	اوزنگ زب عالمگیر سلطنت	۳۶۴	اوزنگ زب عالمگیر سلطنت
۲۳۳	حاجی سید شاہ محمد اکبر دانا پوری	۲۲۲	(دب) مناقب غریب نواز	۲۱۵	امیر حبیب شاہ غافل شاہ افغانستان	۳۶۵	امیر حبیب شاہ غافل شاہ افغانستان
۲۳۳	(دب) بعض متاخرین درباری	۲۲۳	شاہ شیاہ بریلوی	۲۱۵	نواب حامد علی خان صواد الی رامپور	۳۶۶	نواب حامد علی خان صواد الی رامپور
۲۳۵	حکیم دھت جین شاہ صاحب	۲۲۳	داغ دہلوی	۲۱۵	میر عثمان علی نقشاہ دکن سلطنت	۳۶۷	میر عثمان علی نقشاہ دکن سلطنت
۲۳۵	قادری اکبر آبادی	۲۲۳	مولانا معین اجیری	۲۱۶	ہزارہ گوہر بند شاہ دہلی ریاست	۳۶۸	ہزارہ گوہر بند شاہ دہلی ریاست
۲۳۵	سید سلطان حسین شاہ چشتی صابری	۲۲۳	بیدم شاہ دارت علی	۲۱۶	ہزارہ جہانگیر شاہ دکن سلطنت	۳۶۹	ہزارہ جہانگیر شاہ دکن سلطنت
۲۳۵	امرہ پوری	۲۲۳	سید محمد علی شاہ نیازی اکبر آبادی	۲۱۶	مولانا محمد علی جوہر سلطنت	۳۷۰	مولانا محمد علی جوہر سلطنت
۲۳۵	شاہ نواب غلام محی الدین خاں	۲۲۵	مولف	۲۱۶	ہما ناکندی سلطنت	۳۷۱	ہما ناکندی سلطنت
۲۳۵	حکیمی حیدر آبادی	۲۲۵	سردار خاں نواز اکبر آبادی	۲۱۸	عبدالرب نثر سلطنت	۳۷۲	عبدالرب نثر سلطنت
۲۳۶	نظیر شاہ عون محبت شاہ اکبر آبادی	۲۲۶	حکیم سید مقصود الحسن عرفانی چشتی	۲۱۸	پندت جواہر لال نہرو سلطنت	۳۷۳	پندت جواہر لال نہرو سلطنت
۲۳۶	ضیاء میاں صاحب نظامی کرناٹکی	۲۲۶	قادری المتخلص دلاور اکبر آبادی	۲۱۸	تقاضی عبدالغفار مراد آبادی سلطنت	۳۷۴	تقاضی عبدالغفار مراد آبادی سلطنت
۲۳۶	شاہ احمد رضا نقشاہ رامپوری صابری	۲۲۶	عویزی عشرت حسن سلمہ اوار ایم	۲۱۸	علی سنگھ جگر مراد آبادی سلطنت	۳۷۵	علی سنگھ جگر مراد آبادی سلطنت
۲۳۶	عبد الرحیم شاہ سدا سہاک لکھنوی	۲۲۶	لے پی ایچ ڈی مراد آبادی	۲۱۸	سر محمد یعقوب مراد آبادی سلطنت	۳۷۶	سر محمد یعقوب مراد آبادی سلطنت
۲۳۶	حضرت سید احمد علی جمال شاہ	۲۲۶	مولوی مظہر علیل حنا شوق مراد آبادی	۲۱۸	آپیکے نام سے عقیدہ مند مذہب مقامات دہلی	۳۷۷	آپیکے نام سے عقیدہ مند مذہب مقامات دہلی
۲۳۶	السودت یہ بل شاہ بابا دہلوی	۲۲۸	عویزی جواہر الحسن مراد آبادی	۲۱۹	حیدر آباد دکن	۳۷۸	حیدر آباد دکن
۲۳۶	سید میر محمد بادشاہ کوہاٹ	۲۲۹	حصہ پنجم آپیکے درباری	۲۱۹	ریاست جادوہ	۳۷۸	ریاست جادوہ
۲۳۶	منشی شوکت حسین چشتی مراد آبادی	۲۳۳	درباری	۲۲۰	بیان	۳۷۹	بیان
۲۳۸	درد غمہ عبدالعزیز خاں گدڑی شاہ پوری	۲۳۵	(الف) بعض متقدمین درباری	۲۲۰	آگرہ	۳۸۰	آگرہ
۲۳۸	حافظ محمد رفیع گدڑی شاہی جیسری	۲۳۵	مولانا فخر الدین زرا دی قدس سرہ	۲۲۰	لاہور	۳۸۱	لاہور
۲۳۸	حافظ محمد بخش امیری	۲۳۶	شیخ شرف الدین بعلی شاہ قلندر	۲۲۰	بھوپال	۳۸۲	بھوپال
۲۳۸	حکیم سید عرفان علی شاہ قادری اکبر آبادی	۲۳۸	پانی پتی	۲۲۰	متدسور	۳۸۳	متدسور
۲۳۸	بابا یوسف شاہ چشتی اکبر آبادی	۲۳۹	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا	۲۲۰	فالوجہ	۳۸۴	فالوجہ
۲۳۸	حاجی محبوب علی شاہ عطار	۲۴۰	چشتی ادشی ہرلوی	۲۲۱	آپیکے اذکار و مناقب	۳۸۴	آپیکے اذکار و مناقب
۲۳۹	بابا جی مراد آبادی دہلوی	۲۴۱	حضرت بابا فرید الدین گنج شکر چشتی	۲۴۱	(الف) اذکار	۳۸۴	(الف) اذکار
			ابو دین پاک پٹن				

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۴۲	عزیز الرحمن شاہ مراد آباد	۲۳۹	۲۴۳	کتاب شاہ صاحب مراد آبادی	۲۳۹	۲۴۲	تصدق حسین صاحب اشرفی مراد آبادی	۲۳۸
۲۴۳	امست الرشید سیک بھوپال	۲۳۹	۲۴۴	جماعت علی شاہ صاحب علی پوری سید	۲۳۹	۲۴۳	مصطفیٰ حسن سلمہ مراد آبادی	۲۳۸
۲۴۴	موجودہ دکن باری	۲۳۹	۲۴۵	نور احمد حسن نظامی دہلی	۲۳۹	۲۴۴	رضا حسن سلمہ مراد آبادی	۲۳۹
۲۴۵	سجاد حسین شاہ صاحب چشتی صابری آبادی	۲۳۹	۲۴۶	پیارے شاہ صاحب مراد آبادی	۲۳۹	۲۴۵	مولوی عبدالرحمان صاحب چشتی	۲۳۹
۲۴۶	امراؤ شاہ صاحب چشتی جیسوری	۲۳۹	۲۴۷	سید عبدالرب شاہ صاحب مراد آبادی	۲۳۹	۲۴۶	بابو عبدالرحیم صاحب قاضوی	۲۳۹
۲۴۷	مافا سید بہ الدین شاہ صاحب چشتی	۲۳۹	۲۴۸	صاحبی احمد حسن صاحب نقش بندہ	۲۳۹	۲۴۷	مفتی احمد علی صاحب قاضوی گڈری	۲۳۹
۲۴۸	تونسوی	۲۳۹	۲۴۹	مفتی نور الحسن صاحب چشتی مراد آبادی	۲۳۹	۲۴۸	ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب	۲۳۹
۲۴۹	عزیز میاں صاحب نظامی نیازی بریلی	۲۳۹	۲۵۰	محمد علی صاحب پوڑی داسے بیہی	۲۳۹	۲۴۹	ابراہیم خالص صاحب گڈری شاہی	۲۳۹
۲۵۰	میاں جان شاہ صاحب چشتی علی گڑی	۲۳۹	۲۵۱	حضرت قاسم میاں شاہ صاحب	۲۳۹	۲۵۰	سیلا بانی صاحب گڈری شاہی	۲۳۹
۲۵۱	سید عاشق علی صاحب متوطن فتح پور	۲۳۹	۲۵۲	ایوان العلانی حیدر آباد دکن	۲۳۹	۲۵۱	محمد اکبر صاحب	۲۳۹
۲۵۲	ہیات اللہ شاہ صاحب چشتی فتح پور	۲۳۹	۲۵۳	عاشق حسین صاحب شیکیدار مراد آبادی	۲۳۹	۲۵۲	نماز محمد	۲۳۹
۲۵۳	سلطان زان شاہ صاحب چشتی زامی	۲۳۹	۲۵۴	حبیب اللہ خاں صاحب اکبر آبادی	۲۳۹	۲۵۳	سکینہ بانی	۲۳۹
۲۵۴	سید رضا الحق صاحب چشتی اندنگ آبادی	۲۳۹	۲۵۵	رفیق محمد سلمہ عرف نمبر اکبر آبادی	۲۳۹	۲۵۴	کلی شاہ صاحبہ	۲۳۹
۲۵۵	منطق گیا	۲۳۹	۲۵۶	امین الدین سلمہ اکبر آبادی	۲۳۹	۲۵۵	عبد الغفور شاہ عرف غفور شاہ	۲۳۹
۲۵۶	مولوہ صاحب چشتی لاہوری	۲۳۹	۲۵۷	مولانا افلاق احمد سلمہ اکبر آبادی	۲۳۹	۲۵۶	حیدر خاں انداز	۲۳۹
۲۵۷	ہتاب شاہ ولد علی لکھنوی	۲۳۹	۲۵۸	حافظ نور سلمہ اکبر آبادی	۲۳۹	۲۵۷	یعقوب صاحب راجاش خدایان درگاہ	۲۳۹
۲۵۸	بابو مشتاق احمد صاحب بیچ آبادی	۲۳۹	۲۵۹	شیخ الدین عرف بچو سلمہ اکبر آبادی	۲۳۹	۲۵۸	سید محمد حنیف صاحب خادم درگاہ	۲۳۹
۲۵۹	صاحبی لیاقت حسین صاحب مراد آبادی	۲۳۹	۲۶۰	اعجاز محمد صاحب نشر	۲۳۹	۲۵۹	سید ظہور الرحمن صاحب عرف مولا	۲۳۹
۲۶۰	صاحبی حافظ معین الدین صاحب میرٹھی	۲۳۹	۲۶۱	خشت علی خالص صاحب سوداگر	۲۳۹	۲۶۰	میاں خادم درگاہ	۲۳۹
۲۶۱	سید محمد علی شاہ صاحب تادری نیازی	۲۳۹	۲۶۲	فیاض الدین صاحب اکبر آبادی	۲۳۹	۲۶۱	سید فضل رسول صاحب خادم درگاہ	۲۳۹
۲۶۲	اکبر آبادی	۲۳۹	۲۶۳	درباب الدین سلمہ اکبر آبادی	۲۳۹	۲۶۲	محمد حسین صاحب چشتی خادم درگاہ	۲۳۹
۲۶۳	سید نذیر علی صاحب تادری آبادی	۲۳۹	۲۶۴	محمد حسین سلمہ مراد آبادی	۲۳۹	۲۶۳	سید ولی الدین صاحب خادم درگاہ	۲۳۹
۲۶۴	حفیظ الدین شاہ صاحب تادری اکبر آبادی	۲۳۹	۲۶۵	حبیب خاں صاحب سلمہ	۲۳۹	۲۶۴	سید محمد امین صاحب نیازی	۲۳۹
۲۶۵	عرفت بھیا صاحب چشتی	۲۳۹	۲۶۶	ترغی علی بیگ سلمہ اکبر آبادی	۲۳۹	۲۶۵	خادم درگاہ	۲۳۹
۲۶۶	سید نظام الدین صاحب تادری اکبر آبادی	۲۳۹	۲۶۷	ڈاکٹر محبوب الرحمن سلمہ لکھنوی	۲۳۹	۲۶۶	سید کاظم علی صاحب نیازی خادم	۲۳۹
۲۶۷	حکیم سید ظہور حسین صاحب تادری اکبر آبادی	۲۳۹	۲۶۸	ڈاکٹر زبیدی صاحب	۲۳۹	۲۶۷	درگاہ	۲۳۹
۲۶۸	حکیم سید احمد حسین صاحب تادری اکبر آبادی	۲۳۹	۲۶۹	طفیل احمد صاحب فریدی	۲۳۹	۲۶۸	سید حسن علی صاحب خادم درگاہ	۲۳۹
۲۶۹	مولوی فرید الدین شاہ صاحب تادری اکبر آبادی	۲۳۹	۲۷۰	ذاب بانی سلمہ علی گڑہ	۲۳۹	۲۶۹	سید ظہور الرحمن صاحب عرف زیلہ	۲۳۹
۲۷۰	صوفی رضی الدین صاحب چشتی صابری مراد آبادی	۲۳۹	۲۷۱	ذاب زادہ صاحبی گرم علی خاں سلمہ	۲۳۹	۲۷۰	صاحب خادم درگاہ	۲۳۹
۲۷۱	محمد ابراہیم شاہ صاحب ملوٹ برہموتی تادری	۲۳۹	۲۷۲	اکبری سلمہ	۲۳۹	۲۷۱	سید محمد اسماعیل صاحب خادم درگاہ	۲۳۹
۲۷۲	انعام دہلوی	۲۳۹	۲۷۳	البت شاہ صاحب اکبر آبادی	۲۳۹	۲۷۲	سید نوشہ میاں صاحب خادم درگاہ	۲۳۹
۲۷۳	محمد سید الطاف حسین صاحب اکبر آبادی	۲۳۹	۲۷۴	اشتیاق صاحب چشتی صاحب	۲۳۹	۲۷۳	سید ظہور الرحمن عرف تلمر زیان	۲۳۹
۲۷۴	مولانا عبد الشکور سلمہ نظامی اکبر آبادی	۲۳۹	۲۷۵	چودھری رحیم بخش صاحب اکبر آبادی	۲۳۹	۲۷۴	(د) یعقوب مقامی وریاری علما	۲۳۹
۲۷۵	کتاب اشرف شاہ صاحب الہ آبادی	۲۳۹	۲۷۶	مولوی امام علی صاحب اکبر آبادی	۲۳۹	۲۷۵	مفتی امتیاز احمد صاحب بنیاب	۲۳۹
۲۷۶	دیگر شاہ صاحب تادری ریاست جاورہ	۲۳۹	۲۷۷	نماز علی صاحب حیدر آباد دکن	۲۳۹	۲۷۶	مولوی محمد شریف صاحب	۲۳۹
۲۷۷	غلام محی الدین شاہ صاحب تادری شریف	۲۳۹	۲۷۸	نمایا شاہ سیر آبادی	۲۳۹	۲۷۷	مولوی عبد الرحمن صاحب عوانی	۲۳۹

المبت

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار	مضامین
۵۳۶	مولوی محمد سید علی صاحب	۲۵۲	۵۶۵	رمضان بخش صاحب میلاد خواں	۵۹۳	سید معصوم علی شاہ عت حانقا	۲۶۲
۵۳۷	مولوی عبد اللہ صاحب	۲۵۲	۵۶۶	اجمیری	۲۵۴	نامنا	۲۶۲
۵۳۸	مولوی محمد یونس صاحب	۲۵۲	۵۶۷	امیر بخش صاحب میلاد خواں اجمیری	۵۹۴	عبد الکریم شاہ تاجی جیمپوری	۲۶۲
۵۳۹	مولوی محمد یحییٰ صاحب	۲۵۲	۵۶۸	کالے میاں صاحب کلیمی جیمیری	۲۵۹	حصہ ششم	۲۶۳
(۵۴)	بعض موجودہ مقامی درباری شعرا	۵۶۸	۲۵۹	زاہدین صاحب اجمیری	۲۵۹	اجمیری کی تاریخ و جغرافیہ	
۵۴۰	مولانا سید عبدالباری صاحب معنی	۲۵۲	۵۶۹	محمد عظیم صاحب اجمیری	۲۵۹	(المبت) جغرافیہ	
۵۴۱	سید راحت علی صاحب راحت	۲۵۳	(ج)	سید زئی و مقامی درباری قوالان			
۵۴۲	سید محمود علی صاحب عویشی	۲۵۳	۵۷۰	شاہی چوکی المعروف بہ چوکی اول	۵۹۵	جغرافیہ	۲۶۳
۵۴۳	رنجیلے شاہ صاحب رنگیلے	۲۵۳	۲۵۴	درگاہ اجمیری	۵۹۶	جائے وقوع	۲۶۳
۵۴۴	اختر صاحب مودودی	۲۵۳	۵۷۱	صباری چوکی المعروف بہ دویم		(ب) مختصر تاریخ	
(۵)	بعض موجودہ مقامی درباری البنا		۲۵۴	درگاہ اجمیری شریف	۵۹۷	اقوام ہند	۲۶۳
۵۴۵	ملک عبد اللہ عظیم خاں صاحب		۵۷۲	چوکی سوم درگاہ شریف	۵۹۸	اجمیری کی دبہ تسمیہ	۲۶۵
۵۴۶	تھانوی گدڑی شاہی المعروف بہ		۵۷۳	چوکی غلام حسین صاحب قوال	۵۹۹	راجہ لچے پال پکوا	۲۶۵
	نوشہ میاں	۲۵۴		عرف طوطی اجمیری	۶۰۰	راجہ دولہا رائے	۲۶۵
۵۴۷	ملک ضیاء الدین صاحب طبیب آستانہ	۲۵۴	۵۷۴	چوکی انگارہ شاہ صاحب	۶۰۱	پرس راج	۲۶۵
۵۴۸	ملک آوار احمد صاحب	۲۵۴	۵۷۵	چوکی خزانہ صاحب	۶۰۲	راجہ بیل دیو	۲۶۶
۵۴۹	ملک نظام الدین صاحب	۲۵۴	۵۷۶	چوکی نظیر صاحب	۶۰۳	راجہ سادنگ دیو	۲۶۶
۵۵۰	ملک نور الزمان صاحب دھوی	۲۵۴	۵۷۷	چوکی تصدق حسین جیمپوری	۶۰۴	راجہ انادیو	۲۶۶
۵۵۱	ملک اکبر فقیر علی سلمہ جعفری	۲۵۴	۵۷۸	چوکی مرلی صاحب شاہ جہا پوری	۶۰۵	راجہ جے پال	۲۶۶
۵۵۲	ملک نعیر الدین صاحب	۲۵۴	۵۷۹	چوکی عبد الکریم صاحب دھوی	۶۰۶	راجہ سوہین دیو	۲۶۷
۵۵۳	ملک سعید احمد صاحب	۲۵۴	۵۸۰	چوکی علی بخش صاحب اکبر آبادی	۶۰۷	راجہ پرتھوی راج	۲۶۷
۵۵۴	ملک محمد امجد صاحب	۲۵۵	۵۸۱	چوکی سند صاحب مراد آبادی	۶۰۸	سلطان شہاب الدین فوری	۲۶۷
۵۵۵	شاہ کت حسین کپور	۲۵۵	۵۸۲	چوکی یحییٰ صاحب خیر آبادی	۶۰۹	تطیب الدین ایک	۲۶۷
(۶)	بعض مقامی عائدین		۵۸۳	علی بخش صاحب قادری چشتی	۶۱۰	آرام شاہ	۲۶۸
۵۵۶	نواب محمد عمر صاحب جاگیردار			المعروف بہ داغظ قوال خیر آبادی	۶۱۱	سلطان شمس الدین القش	۲۶۸
	المعروف بہ نواب پور راج	۲۵۵	(ط)	بعض متاخرین ہاجرین درباری	۶۱۲	راجگان بیواؤ	۲۶۸
۵۵۷	سید محمد رفیع علی مودودی جاگیردار		۵۸۴	تاج المہاجرین حضرت سید ملک محمد	۶۱۳	سلطان محمد علی شاہ اولہ المعروف	
	عرف شاہ سی	۲۵۵	۵۸۵	عالم خیر الدین المعروف بہ گدڑی شاہ بابا	۶۱۴	یہ شاہ متدد	۲۶۸
۵۵۸	ڈاکٹر سید عبد الحق جاگیردار	۲۵۵	۵۸۶	حضرت عبد الرحیم شاہ صاحب المعروف	۶۱۵	امراء رائے	۲۶۸
۵۵۹	سید بختاور علی صاحب	۲۵۵		بہ تافنی گدڑی شاہ کاشی پوری	۶۱۶	اجمیری عبد مغلیہ میں	۲۶۸
۵۶۰	سید محمد یحییٰ صاحب جاگیردار	۲۵۵	۵۸۷	حضرت احمد علی شاہ صاحب بنارک	۶۱۷	محمد شاہ	۲۶۸
۵۶۱	محمد عبد المجید خاں صاحب	۲۵۵	۵۸۸	حضرت محمد علی شاہ	۶۱۸	جنکو جی سندھیا	۲۶۸
۵۶۲	عبد الفتوح خاں صاحب	۲۵۶	۵۸۹	بخاری شاہ	۶۱۹	ہمارا اجے سنگہ والی جود پور	۲۶۹
(۷)	بعض موجودہ درباری میلاد خواں		۵۹۰	حافظ بشیر علی بیگ	۶۲۰	(ج) آثار اجمیریہ	
۵۶۳	نظیر بخش سلمہ گدڑی شاہی	۲۵۶	۵۹۱	یعقوب شاہ	۶۲۱	حفاظی عبارات اور مفید عالم مقامات	
۵۶۴	حافظ عبد الرحمن صاحب اجمیری	۲۵۶	۵۹۲	رنگین شاہ	۶۲۲	قلندر نگار گڈہ	۲۶۹

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ	نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۶۲۰	اکبری فیصل شہر	۲۶۹	۶۵۰	مقبرہ سید حسین خٹک سوار	۲۶۵	۶۲۱	دروازہ	۲۶۹
۶۲۱	دروازہ	۲۶۹	۶۵۱	کچہ شہداد	۲۶۶	۶۲۲	فیل سنگ	۲۶۹
۶۲۲	فیل سنگ	۲۶۹	۶۵۲	مزارات میرزاخان امیر ترغان	۲۶۶	۶۲۳	سوت برج	۲۶۹
۶۲۳	سوت برج	۲۶۹	۶۵۳	شہر دار	۲۶۶	۶۲۴	سیسہ کان	۲۶۹
۶۲۴	سیسہ کان	۲۶۹	۶۵۴	مقبرہ عبداللہ خان	۲۶۶	۶۲۵	محل اکبری	۲۶۹
۶۲۵	محل اکبری	۲۶۹	۶۵۵	برائی سائر	۲۶۶	۶۲۶	پھول محل	۲۶۹
۶۲۶	پھول محل	۲۶۹	۶۵۶	درگاہ برہان الدین قتال	۲۶۶	۶۲۷	دولت خانہ شاہجہانی	۲۶۹
۶۲۷	دولت خانہ شاہجہانی	۲۶۹	۶۵۷	مزار روشن علی شاہ	۲۶۶	۶۲۸	دولت کدہ دانیال	۲۶۹
۶۲۸	دولت کدہ دانیال	۲۶۹	۶۵۸	مزار دار شاہ مجذوب	۲۶۶	۶۲۹	سیچ باغات	۲۶۹
۶۲۹	سیچ باغات	۲۶۹	۶۵۹	مزار دار شاہ	۲۶۶	۶۳۰	دولت باغ	۲۶۹
۶۳۰	دولت باغ	۲۶۹	۶۶۰	سیچ بزرگان دین کچلہ	۲۶۶	۶۳۱	نقیر باغ	۲۶۹
۶۳۱	نقیر باغ	۲۶۹	۶۶۱	جلد غریب دواز	۲۶۶	۶۳۲	باغ پوراج	۲۶۹
۶۳۲	باغ پوراج	۲۶۹	۶۶۲	جلد حضرت قطب الدین صاحب	۲۶۶	۶۳۳	سیچ بازار	۲۶۹
۶۳۳	سیچ بازار	۲۶۹	۶۶۳	جلد بی بی حافظ جمال	۲۶۶	۶۳۴	خاص بازار	۲۶۹
۶۳۴	خاص بازار	۲۶۹	۶۶۴	جلد شادی دیو	۲۶۶	۶۳۵	درگاہ بازار	۲۶۹
۶۳۵	درگاہ بازار	۲۶۹	۶۶۵	جلد حضرت غوث پاک	۲۶۶	۶۳۶	سہیلی بازار	۲۶۹
۶۳۶	سہیلی بازار	۲۶۹	۶۶۶	جلد بابا گنج شکر	۲۶۶	۶۳۷	نیا بازار	۲۶۹
۶۳۷	نیا بازار	۲۶۹	۶۶۷	جلد سار غازی	۲۶۶	۶۳۸	سیچ تالاب	۲۶۹
۶۳۸	سیچ تالاب	۲۶۹	۶۶۸	جلد شامدار	۲۶۶	۶۳۹	اناسگر	۲۶۹
۶۳۹	اناسگر	۲۶۹	۶۶۹	جلد عبدالشیر بیانی	۲۶۶	۶۴۰	تالاب بیسلہ	۲۶۹
۶۴۰	تالاب بیسلہ	۲۶۹	۶۷۰	جلد تالو اوں شاہ	۲۶۶	۶۴۱	تالاب پشکر	۲۶۹
۶۴۱	تالاب پشکر	۲۶۹	۶۷۱	سیچ مساجد	۲۶۶	۶۴۲	قائی ساگر	۲۶۹
۶۴۲	قائی ساگر	۲۶۹	۶۷۲	عید گاہ	۲۶۶	۶۴۳	کائن بادی	۲۶۹
۶۴۳	کائن بادی	۲۶۹	۶۷۳	مسجد شمس الدین التمش	۲۶۶	۶۴۴	بہار شاہ بادی	۲۶۹
۶۴۴	بہار شاہ بادی	۲۶۹	۶۷۴	مسجد گیسو خان	۲۶۶	۶۴۵	نور چشمہ جہانگیری	۲۶۹
۶۴۵	نور چشمہ جہانگیری	۲۶۹	۶۷۵	مسجد میا بانی	۲۶۶	۶۴۶	موسٹر	۲۶۹
۶۴۶	موسٹر	۲۶۹	۶۷۶	شاہجہانی مسجد	۲۶۶	۶۴۷	سیچ محلہ	۲۶۹
۶۴۷	سیچ محلہ	۲۶۹	۶۷۷	مسجد سرا	۲۶۶	۶۴۸	اندرو کوہ	۲۶۹
۶۴۸	اندرو کوہ	۲۶۹	۶۷۸	مسجد تلوک دی	۲۶۶	۶۴۹	خادم محلہ	۲۶۹
۶۴۹	خادم محلہ	۲۶۹	۶۷۹	سیچ جدید عمارات	۲۶۶	۶۵۰	الاکہ جھالوہ	۲۶۹
۶۵۰	الاکہ جھالوہ	۲۶۹	۶۸۰	موسٹر کالج	۲۶۶	۶۵۱	لاکھن کوٹھری	۲۶۹
۶۵۱	لاکھن کوٹھری	۲۶۹	۶۸۱	فری مین لاج	۲۶۶	۶۵۲	گولہ چوک	۲۶۹
۶۵۲	گولہ چوک	۲۶۹	۶۸۲	یار محمد بن برنج	۲۶۶	۶۵۳	سیچ مزارات	۲۶۹
۶۵۳	سیچ مزارات	۲۶۹	۶۸۳	گھنٹہ گھر	۲۶۶			
			۶۸۴	سینٹرل جیل	۲۶۶			
			۶۸۵	یادگار ایڈورڈ ہفتم	۲۶۶			
			۶۸۶		۲۶۶			
			۶۸۷		۲۶۶			
			۶۸۸		۲۶۶			
			۶۸۹		۲۶۶			
			۶۹۰		۲۶۶			
			۶۹۱		۲۶۶			
			۶۹۲		۲۶۶			
			۶۹۳		۲۶۶			
			۶۹۴		۲۶۶			
			۶۹۵		۲۶۶			
			۶۹۶		۲۶۶			
			۶۹۷		۲۶۶			
			۶۹۸		۲۶۶			
			۶۹۹		۲۶۶			
			۷۰۰		۲۶۶			
			۷۰۱		۲۶۶			
			۷۰۲		۲۶۶			
			۷۰۳		۲۶۶			
			۷۰۴		۲۶۶			
			۷۰۵		۲۶۶			
			۷۰۶		۲۶۶			
			۷۰۷		۲۶۶			
			۷۰۸		۲۶۶			
			۷۰۹		۲۶۶			
			۷۱۰		۲۶۶			
			۷۱۱		۲۶۶			
			۷۱۲		۲۶۶			
			۷۱۳		۲۶۶			
			۷۱۴		۲۶۶			
			۷۱۵		۲۶۶			
			۷۱۶		۲۶۶			
			۷۱۷		۲۶۶			
			۷۱۸		۲۶۶			
			۷۱۹		۲۶۶			
			۷۲۰		۲۶۶			
			۷۲۱		۲۶۶			
			۷۲۲		۲۶۶			
			۷۲۳		۲۶۶			
			۷۲۴		۲۶۶			
			۷۲۵		۲۶۶			
			۷۲۶		۲۶۶			
			۷۲۷		۲۶۶			
			۷۲۸		۲۶۶			
			۷۲۹		۲۶۶			
			۷۳۰		۲۶۶			
			۷۳۱		۲۶۶			
			۷۳۲		۲۶۶			
			۷۳۳		۲۶۶			
			۷۳۴		۲۶۶			
			۷۳۵		۲۶۶			
			۷۳۶		۲۶۶			
			۷۳۷		۲۶۶			
			۷۳۸		۲۶۶			
			۷۳۹		۲۶۶			
			۷۴۰		۲۶۶			
			۷۴۱		۲۶۶			
			۷۴۲		۲۶۶			
			۷۴۳		۲۶۶			
			۷۴۴		۲۶۶			
			۷۴۵		۲۶۶			
			۷۴۶		۲۶۶			
			۷۴۷		۲۶۶			
			۷۴۸		۲۶۶			
			۷۴۹		۲۶۶			
			۷۵۰		۲۶۶			
			۷۵۱		۲۶۶			
			۷۵۲		۲۶۶			
			۷۵۳		۲۶۶			
			۷۵۴		۲۶۶			
			۷۵۵		۲۶۶			
			۷۵۶		۲۶۶			
			۷۵۷		۲۶۶			
			۷۵۸		۲۶۶			
			۷۵۹		۲۶۶			
			۷۶۰		۲۶۶			
			۷۶۱		۲۶۶			
			۷۶۲		۲۶۶			
			۷۶۳		۲۶۶			
			۷۶۴		۲۶۶			
			۷۶۵		۲۶۶			
			۷۶۶		۲۶۶			
			۷۶۷		۲۶۶			
			۷۶۸		۲۶۶			
			۷۶۹		۲۶۶			
			۷۷۰		۲۶۶			
			۷۷۱		۲۶۶			
			۷۷۲		۲۶۶			
			۷۷۳		۲۶۶			
			۷۷۴		۲۶۶			
			۷۷۵		۲۶۶			
			۷۷۶		۲۶۶			
			۷۷۷		۲۶۶			
			۷۷۸		۲۶۶			
			۷۷۹		۲۶۶			
			۷۸۰		۲۶۶			
			۷۸۱		۲۶۶			
			۷۸۲		۲۶۶			
			۷۸۳		۲۶۶			
			۷۸۴		۲۶۶			
			۷۸۵		۲۶۶			
			۷۸۶		۲۶۶			
			۷۸۷		۲۶۶			
			۷۸۸		۲۶۶			
			۷۸۹		۲۶۶			
			۷۹۰		۲۶۶			
			۷۹۱		۲۶۶			
			۷۹۲		۲۶۶			
			۷۹۳		۲۶۶			
			۷۹۴		۲۶۶			
			۷۹۵		۲۶۶			
			۷۹۶		۲۶۶			
			۷۹۷		۲۶۶			
			۷۹۸		۲۶۶			
			۷۹۹		۲۶۶			
			۸۰۰		۲۶۶			
			۸۰۱		۲۶۶			
			۸۰۲		۲۶۶			
			۸۰۳		۲۶۶			
			۸۰۴		۲۶۶			
			۸۰۵		۲۶۶			
			۸۰۶		۲۶۶			
			۸۰۷		۲۶۶			
			۸۰۸		۲۶۶			
			۸۰۹		۲۶۶			
			۸۱۰		۲۶۶			
			۸۱۱		۲۶۶			
			۸۱۲		۲۶۶			
			۸۱۳		۲۶۶			
			۸۱۴		۲۶۶			
			۸۱۵		۲۶۶			
			۸۱۶		۲۶۶			
			۸۱۷		۲۶۶			
			۸۱۸		۲۶۶			
			۸۱۹		۲۶۶			
			۸۲۰		۲۶۶			
			۸۲۱		۲۶۶			
			۸۲۲		۲۶۶			
			۸۲۳		۲۶۶			
			۸۲۴		۲۶۶			
			۸۲۵		۲۶۶			
			۸۲۶		۲۶۶			
			۸۲۷		۲۶۶			
			۸۲۸		۲۶۶			
			۸۲۹		۲۶۶			
			۸۳۰		۲۶۶			
			۸۳۱		۲۶۶			
			۸۳۲		۲۶۶			
			۸۳۳		۲۶۶			
			۸۳۴		۲۶۶			
			۸۳۵		۲۶۶			
			۸۳۶		۲۶۶			
			۸۳۷		۲۶۶			
			۸۳۸		۲۶۶			
			۸۳۹		۲۶۶			

دیا چہ

العق

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U32582

۳۲۵۸۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیا چہ

CHECKED-2002

31 AUG 1963

تاریخ ایک مستقل فن ہے۔ فخر و ترفع کے موقوں پر لوگ اپنے اسلاف کے کارنامے خواہ خواہ بیان کرتے تھے۔ تفریح و گرمی صحبت کے لئے پہلی لڑائیوں کا ذکر کیا جاتا تھا۔ باپ دادا کی پرانی عادات و اسلام کی یاد گاریں قائم رکھی جاتی تھیں اور یہی چیزیں تاریخ و تذکرہ کا سرمایہ ہیں۔ عرب میں بعض خاص باتیں ایسی پائی جاتی تھیں جن کو تاریخی سلسلہ سے تعلق تھا اور جو اور قوموں میں نہیں پائی جاتی تھیں مثلاً انساب کا چرچہ۔

”تجہ تجہ اپنے ابا و اجداد کے نام و غیرہ پشتوں تک محفوظ رکھتا تھا
”فلاں ابن فلاں ہوں اس لئے پکا دلاؤ ہوں
تخیل ہے میرا خون سمندر میں شاد ہوں

عرب میں جب تمدن کا آغاز ہوا تو سب سے پہلے تاریخی کیفیات وجود میں آئیں اسلام سے بہت قبل بادشاہان خیرہ نے تاریخی واقعات قلم بند کرائے۔ پانچویں صدی سے قبل قدامت کا دور کہلاتا ہے اور پانچویں کے آغاز سے متاخرین کا دور شروع ہوتا ہے۔

متاخرین نے تاریخ کے ساتھ من حیث الفن کوئی احسان نہیں کیا متاخرین نے یہ طرز اختیار کیا کہ کوئی قدیم تصنیف رکھ لی اور تغیر و اختصار کے ساتھ اس کا قالب بدل دیا۔

بہر حال معین الارشاد کی تالیف کے لئے جو سرمایہ کام آسکتا تھا۔ وہ یہی قدامت اور متاخرین کی تصنیفات ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تاریخ و تذکرہ کے فن نے جو آج ترقی کی ہے اُس کے لحاظ سے یہ بے بہا خزانہ بھی چنداں کارآمد نہیں۔ جناب مصنف شیخ المشایخ۔ دلی کامل فردا کمل۔ صاحب کشف و کرامات و خرق

عادات۔ سرآمد لیا۔ حاجی الحرمین۔ واقعات اسرار حقیقت جناب نواب خدام حسن صاحب اجمیری معینی گڈری شاہی نے اپنی سعی و محنت تلاش و تجسس اور بھر علمی سے واقعات جو پردہ اخفا میں مستور تھے اُن کو معلوم کیا۔ یہ معلومات سرسری۔ سطحی۔ یا سنی سنائی نہیں ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل سمجھنے کے لئے پہلے یہ جاننا چاہیے کہ فن تاریخ کی اہمیت اور حقیقت کیا ہے ایک بڑے مصنف نے تاریخ کی تعریف اس طرح کی ہے کہ ”نظرت کے واقعات نے انسان کے مالا میں جو تغیرات پیدا کئے ہیں اور انسان نے عالم نظرت پر جو اثر ڈالا ہے اُن دونوں کے مجموعہ کا نام تاریخ ہے ایک اور عالم نے تاریخ کی اس طرح تعریف کی ہے۔

”اُن حالات اور واقعات کا پتہ لگانا جس سے یہ دریافت ہو کہ موجودہ زمانہ گزشتہ زمانہ سے کیونکر بطور نتیجہ کے پیدا ہو گیا ہے یعنی چونکہ یہ مسلم ہے کہ آج دنیا میں جو تمدن معاشرت خیالات موجود ہیں سب گزشتہ واقعات کے نتائج ہیں جو خواہ مخواہ اُن سے پیدا ہونے چاہئیں تھے۔ اس لئے ان گزشتہ واقعات کا پتہ لگانا اور اُن کو اس طرح ترتیب دینا جس سے ظاہر ہو کہ موجودہ واقعہ گزشتہ واقعات سے کیونکر پیدا ہوا اُس کا نام تاریخ ہے“

پس تاریخ کے لئے دو باتیں لازمی ہیں ایک یہ کہ میں عہد کا حال لکھا جائے اس زمانہ کے ہر قسم کے واقعات قلم بند کئے جائیں دوسرے یہ کہ تمام واقعات میں سبب اور سبب کا سلسلہ تلاش کیا جائے۔ قدیم تاریخوں میں یہ دونوں چیزیں مفقود ہیں۔

علامہ ابن خلدون نے فلسفہ تاریخ کی بنیاد ڈالی اور اس کے آئین مرتب کئے۔ لیکن اُس کو اتنی تہمت نہ ملی کہ وہ ان اصولوں پر عمل پیرا ہوتا۔ مسلمان اس فن کی تدوین میں درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے۔ تفتیش حالات و تحقیق مقالات میں مسلمانوں کی موشگافیاں و دقت نظر کو دنیا کی دانشور قومیں حیرت کی نگاہوں سے دیکھتی تھیں۔ مسلمانوں کے علمی منزل نے اُن کو اتنی تہمت نہ دی کہ وہ پھر اس کا خیال کرتے۔

ایک بڑا سبب جس کی وجہ سے یہ فن ناقص رہا یہ ہے کہ تاریخ کے واقعات کو مختلف فنوں سے

رابطہ ہوتا ہے۔ اور اگر مؤرخ ان تمام امور کا ماہر ہو تو واقعات کو علمی حیثیت سے دیکھ سکتا ہے ورنہ اس کی نظر سرسری اور سطحی ہوگی جیسی کہ ایک عامی کی ہو سکتی ہے۔

واقعات کی تحقیق و تنقید کے لئے روایات کے اصول سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔ علامہ ابن خلدون نے روایات کے اصول نہایت احتیاط سے مرتب کئے۔ چنانچہ اپنی کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے۔ "خبروں میں اگر صرف روایات پر اعتبار کر لیا جائے۔ اور عادت کے اصول اور سیاست کے قواعد اور انسانی سوسائٹی کے اقتصاد کا لحاظ ابھی طرح نہ کیا جائے اور غائب کو حاضر پر اور حال کو گزشتہ پر تکیا نہ کیا جائے تو اکثر لغزش ہوگی۔"

"معین الارواح" میں قدیم تاریخوں کے نقائص و سوانح کی غامبیوں کی تلافی کی گئی ہے اب تک جو کتابیں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں مستقل حیثیت سے لکھی گئی ہیں۔ ان میں ہر قسم کے ضروری واقعات نہیں ملتے۔ ان کتابوں کا طرز تحریر فلسفہ اور انشا پردازی سے مرکب ہے۔ لیکن حقیقت تاریخ اور انشا پردازی کی حدیں بالکل جدا جدا ہیں۔ ان دونوں میں نمایاں فرق ہے۔ مؤرخ کو واقعہ نگاری کی حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیے۔ اصل مؤرخ کی اس طرح تعریف کی گئی ہے۔ اس نے تاریخ میں شاعری سے کام نہیں لیا۔ وہ نہ ملک کا ہمدرد بنا نہ مذہب اور قوم کا طرفدار ہوا۔ کسی واقعہ کے بیان کرنے میں مطلق یہ پتہ نہیں لگتا کہ وہ کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور اس کا ذاتی اعتقاد کیا ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات بڑی جامع المحتیات اور اپنی خصوصیات کے لحاظ سے منفرد شان رکھتی ہے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی رشد و ہدایت اور مخلوق کی خدمت میں گزاری۔ آپ کی مستند سوانح عمری کی بڑی ضرورت تھی۔ اس فریضہ کو جناب حاجی الحرمین ذواب خادم حسن صاحب اجیری معینی گدڑی شاہی نے نہایت خوش اسلوبی سے پورا کیا۔ اور "معین الارواح" کے نام سے ان کی مبسوط سوانح عمری مرتب کی جو چھ حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں "سوانح مبارکہ" دوسرے میں "سیرۃ مقدسہ" تیسرے میں "علقہ ارادت" چوتھے میں "آپ کی درگاہ اور مراسم" پانچویں میں آپ کے درباری اور چھٹے میں "تاریخ اخیر" درج ہیں۔

غرض خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے ہر پہلو پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے آپ کی سوانح مقدسہ ذات حالات عادات و خصائل۔ اشغال زندگی اور مذہبی خدمات کافی وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات یعنی وہ مختلف تاریخی واقعات۔ مذہبی عقائد و خیالات۔ صوفیانہ و درویشانہ لطائف و نکات اور دوسرے مختلف النوع معلومات بھی بہم پہنچائے گئے ہیں۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ہر لمحہ ملت کی زندگی کے لئے ایک نیا پیام لاتا تھا۔ وہ توحید خالص کے پرستار۔ دین کامل کے علمبردار۔ اور تجدید ملت کے طلبگار تھے۔ اُن کے روئے گئے و روئے گئے میں رسول انام علیہ السلام کا عشق پیوست تھا آپ نے ہند میں اسلام پھیلانے کا جو خواب دیکھا تھا اُس کی تعبیر ہی کا آج یہ نتیجہ ہے کہ اتنی تعداد میں مسلمان یہاں نظر آتے ہیں۔

بلا غوت تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ ”معین الارواح“ ایک ایسی تصنیف ہے جو محض سوانح سے تعلق نہیں رکھتی۔ وہ ہند میں اسلام کی تاریخ ہے۔ وہ یقیناً ایک درسی کتاب کا کام دے گی۔ وہ مصنف کے جذبات و عقیدت کی ایک دلکش تصویر ہے۔ جو نقطوں سے کھینچی گئی ہے کتاب اُس عہد سے تعلق رکھتی ہے۔ جب خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ کی ذات والا صفات اپنے جلال جہاں آرا سے دنیا کو نورانی کر رہی تھی۔ میں خوش ہوں کہ ایسی کتاب کا دیباچہ لکھوں جو نہ صرف اپنی ادبی خوبیوں کے لحاظ سے دیر پا ہے بلکہ مذہبی اور اخلاقی پہلو سے مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے لئے چراغ ہدایت ہو سکتی ہے۔

اُن خصائل کا ذکر عجیب پیرائے میں کیا گیا ہے جو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کا جزو تھیں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت قنبر دزی مجذوب سے ملاقات۔ حضرت غوث پاک سے پہلی ملاقات۔ شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات۔ حضرت غوث پاک سے دوسری ملاقات۔ بغداد شریف میں مشائخین سے ملاقاتیں درود ہند و تان سفر حرمین شریف۔ پیرو مشد سے تبرکات معنوی اور خرقہ خلافت پانا۔ درود ہند و شریف اور قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا داخل سلسلہ ہونا۔ شہاب الدین غوری کو آپ کی بشارت فتح دربار غریب نواز رحمۃ اللہ میں شہاب الدین غوری کی باریابی۔ سفر دہلی بار اول

دویم بھدر سلطان شمس الدین التمش۔ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے حضرت خواجہ عثمان مکی ہر دینی قدس سرہ کا دہلی تشریف لانا۔ ان تمام دیگر واقعات، مصنفات و متعلقات کو جواب تک شاعرانہ مبالغہ کے ساتھ بلا تحقیق و تدوین لکھے گئے تھے۔ مخدومی حضرات نواب خادم حسن صاحب زمبیری معینی گڈری شاہی نے اختصار مگر مورخانہ شان اور محققانہ آن بان کے ساتھ مرتب و مدون کیا ہے۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان تشریف لانے کے حالات جو چند سطور سے زیادہ کتاب میں نہ ملتے تھے۔ یہاں دلکش پرلے میں اجمالی طور پر سنین و مستند کتب کے حوالہ سے درج کئے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے مشکلات کا جو مقابلہ کیا وہ حالات معنی خیز طریق سے لکھے گئے ہیں۔ جب حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان تشریف لائے تو ان کے ساتھ نہ کوئی لشکر تھا نہ کوئی فوج تھی۔ بغیر تیر و کمان اور تیغ و لنگ کے آپ نے ہندوستان فتح کیا۔
نہ ان کے ساتھ بھیجے تھے نہ سامانِ رسد کوئی
نہ ان کی پشت پر تھا جز غذا پہرہ مدد کوئی

اور ۵

نہ زہر ہیں تھیں نہ ڈالیں تھیں نہ خنجر تھے نہ شمشیر ہیں
فقط خاموش تسبیح تھی۔ فقط پرچہ شش تبکیر ہیں
اس کتاب کی ایک بڑی خصوصیات یہ بھی ہے کہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و طبیات کے ساتھ ہی ساتھ ایک علیحدہ حصہ میں ان صوفیائے کرام و عقیدہ مند ان کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو یا تو ترک دطن کر کے اجمیر شریف میں سکونت پذیر ہوئے اور یا جن کو دربار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں اکثر و بیشتر حاضری کا شرف رہا ۵

یہی در ہے جہاں شاہان دنیا سر جھکاتے ہیں
سوالی بٹکے آتے ہیں۔ مرادین لیکے جاتے ہیں
یہ کتاب برادر کشی۔ عناد پرور اور کشیدگی کے در میں ستمبر ۱۹۴۷ء میں اگر کے قیام کی فرصت

میں کچھ اجاب کے اصرار پر کچھ اہل محبت کی ہمدردانہ روش سے متاثر ہو کر کچھ جذبات سے مجبور ہو کر لکھی گئی۔ یہ کتاب اُس وقت لکھی گئی جب داخلی حالات دہنگامہ شورش نے حاجی الحرمین۔ جامع علوم ظاہری منبع فیوض یا طنی جناب نواب خادم حسن صاحب کو اجمیر شریف سے دور رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جناب قبلہ گاہی صاحب مظلہ عالی کی تویہ آرزو ہے کہ دیار یار میں خدمت یار کرتے رہیں اور وہیں پیوستہ حق ہوں چنانچہ اس آرزو کو آپ نے خود ایک شعر میں اس طرح ادا کیا ہے ۵

”خواجہ نہ رکھنا دور تو خادم کی نفس کو

مثی اسے نصیب ہو تیرے دیار کی

مخدوم مخدیان جناب معصفت کو تو گدائے کوئے جاناں بننے اور رہنے میں فخر ہے لیکن رہنے یا نہ رہنے دینا بھی تو محبوب کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس لئے آپ خود ایک شعر میں ملتجی ہیں کہ ۵

”مجھے اپنے گداؤں میں پڑا رہنے دے یا خواجہ

گداۓ تیرے کو چہ کی ہے بہتر پادشاہی سے

محبوب کی یاد نے آستنا یا۔ دل بھر آیا۔ کلیجہ منہ کو آیا۔ جدائی شاذ نے اپنا کرشمہ دکھایا۔ ”معین الارواح“ کا وجود عالم میں آیا۔ علاوہ ازیں اُن کو اس بات کا بھی خوب احساس تھا کہ ۵

”گئی دنیا سے آقائے محمد کے غلاموں کی

تھلا بیٹھے ہیں یاد اپنے سلف کے کا زیا مونی“

پس انہوں نے چاہا ۵

”سناؤں ان کو ایسے دلولہ انگیزانے

کرے تائید جس کی عقل بھی تیار تج بھی مانتے“

تمنا ہے کہ اس دُنیا میں کوئی کام کر جاؤں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمتِ اسلام کر جاؤں

جب لکھتے بیٹھے تو گئے پچھتے تذکرے سامنے آئے جن میں روایات کی تلقین و اذاعت
کی تنقید اور اخبار و سنین کی تحقیق کی مطلق کوشش نہیں کی گئی۔ لیکن عارفانہ تجلیات نے ان کو خوب
بتادیا تھا کہ ۵

یہ دنیاوی وسائل کی طلب ہی کوئی حیلہ نہ
خدا پر رکھ نظر غافل خدا تیرا وسیلہ ہے

پس ہمت ہارنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ نیز محبت۔ عقیدت و جدیہ خدمت نے اپنا
کام کیا اور وہ کام جو بہت زیادہ مشکل معلوم ہوتا تھا۔ اور جس کے واسطے علمی استعداد۔ قسمل
میں زورِ خدا و در دشمن دماغی۔ وسعت خیال۔ وضاحت بیان صحبت صافی۔ تہیہ سامان
اور سب سے بڑھ کر وجاہتِ صوری نیابتِ معنوی کی ضرورت تھی۔ بھدا اللہ پائے تجھیں کو
پہنچ گیا چند ماہ میں برسوں کا کام ختم ہو گیا۔

اس کے لکھنے میں مخدوم مکرم جناب چچامیاں دامِ مجد کم کو جو محنت شادہ اٹھانی پڑی ہوگی وہ
خدا ہی بہتر جانتا ہے ۵

مری دنیا کا سرمایہ ہے عقبتی

بڑی تنخواہ کا مزدور ہوں میں

مجھے اُمید ہے کہ ”معین الارواح“ کا خیر مقدم خواص اور عوام میں پُر جوش ہوگا۔ البتہ
اون لوگوں کو میں سراپا معذور سمجھتا ہوں جنکی چشمِ خرد پر تعصب کی عینک چڑھی
ہوئی ہے۔

اس کتاب سے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی جامع حثیات اور مقبول
شخصیت کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کس طرح مختلف بلکہ متضاد جماعتوں میں

یکساں مقبول تھے۔

امید ہے کہ آپ کی مقبولیت کی طرح آپ کے سوانح حیات کو بھی قبول عام حاصل ہوگا

ظہور الحسن شاریہ

گل افشاں

ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی ڈایرکٹر اور نیشنل رورل
ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف آرٹس اینڈ لیٹرس

مراد آباد

مورخہ مارچ ۱۹۴۸ء مطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ

(ب)

معروضہ

عرصہ سے احباب کا بار بار تقاضہ تھا کہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مرتب کروں مگر انہیں برابر یہ جواب دیتا رہا کہ سلطان الہند کے سوانح حیات تقریباً سیکڑوں کی تعداد میں اب تک لکھے جا چکے ہیں اور کوئی بات چھوڑی نہیں گئی ہے اب اس باب میں میرا قلم اٹھانا بے سود ہے آخر ستمبر ۱۹۲۲ء میں آگرہ کے قیام کی فرصت احباب کے اصرار اور اہل محبت کی ہمدردانہ رودش نے ترغیب دی کہ یہ سعادت حاصل کروں مگر جب لکھنے بیٹھا تو وہی گئے چنے حالات سامنے آئے اور وہ بھی بکثرت اختلافات روایات کیساتھ ان متضاد بیانات نے شکل بدیتان نمودار ہو کر ہمت پست کر دی خیال ہوا کہ اب لکھوں تو کیا لکھوں کس کو غلط بتاؤں کس کو صحیح سمجھوں مگر غریب نواز کے تصرفات باطنی نے دستگیری فرمائی اور تاریخی اختلافات کے وہ فیصلے ذہن میں آئے جو اب تک کسی تذکرہ میں نظر سے نہیں گذرے تھے اب انکی تائید کا سوال پیدا ہوا آخر معیہ کتابوں نے اس انتقال ذہنی کی تائید فرما کر ہمت افزائی کی ملاحظہ ص غریب نواز کے مرتبہ رسالہ کجیل اسرار المعروضات نہ گنج الاسرار کے قلمی نسخہ نے میری بہت مشکلات حل کر دیں۔

حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز سے حضور غریب نواز کی ملاقات۔ غریب نواز کے درود ہند کے مختلف پتے۔ حضور خواجہ جگن حضرت خواجہ عثمان یار دنی قدس سرہ کی ہندوستان میں تشریف آوری۔ آنحضرت کی خدمت میں غریب نواز کی باریابی کا زمانہ۔ اور دیگر اختلافی امور ایک مسمت ہوئے تھے۔ اور اس مسمت پر چونکہ بہ تعداد کثیر مؤرخین نے طبع آزمائی کر کے مختلف حل پیش کئے ہیں اس لئے یہ تمام حل ملکر بمقدار صد شدہ پریشاں خواب من از کفرت تعبیر ہوا۔ مسمت کی صحیح تعبیر ہونے کے بجائے خود مسمت در مسمت بن گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے حالات زندگی بھائے طاہر ہونیکے اور زیادہ حجاب عظیم میں کنز مخفی کی طرح پردہ پوش ہو گئے اور اختلافات کے انبار نے ناظرین کو کسی صحیح نتیجہ پر آج تک نہیں پہنچنے دیا۔ مگر الحمد للہ کہ ان پریشان کن دیرینہ اختلافات کے فیصلے کیلئے معتبر کتب نے ایسے ثبوت فراہم کئے جنکے بعد کسی شبہ کی گنجائش نظر نہیں آتی۔

اولیاء اللہ کے حالات مورخانہ طور پر مرتب نہونیکے دوست ادلیار اللہ کامتبرک کردہ بخندہ تاج و تخت ہے نہ کہ مرہٹوں سلطنت

دنیاوی اس لئے ان مقدس حضرات کی حال زندگی ایک گیری اور جنگی کشت و خون سے میرا ہیں نہ ابھیں کہیں کسی ملک پر ملاطین
کی طرح لشکر کشی کا واقعہ ہے نہ کسی اعلیٰ علم ظاہر کو فتح کر کے حکمران بننے کا ذکر نہ ہزاروں بندگان خدا کے قتل کر نیکی حکایت
میدان رزم کے خونین کارنامے نہ نرم نشاط کی برطاعت داستانیں انہیں دجوات سے مؤرخین سنہ داران مقدس
حضرات کے متبرک حالات لکھنے کے سلسلہ میں ضخیم کتابیں مرتب کرنے سے معذور رہے اور قتل و غارتگری کی طولانی داستان
نہ پا کر طویل طور پر فہام فرسانی نہ کر سکے اور جس طرح ایک ایک بادشاہ کے حالات میں ایک ایک دفتر لکھ کر دنیا کے سامنے پیش کیا اس طرح
اس میں مکمل متحرک حالات لکھنے کے سلسلہ میں ضخیم کتابیں مرتب کرنے سے کسی کے حالات میں ضخیم کتاب نہ لکھ سکے بلکہ انہیں بحیثیت مؤرخ
میں صرف سالوں کی وفات اور کسی خاص واقعہ کی تاریخ یا سنہ لکھنے پر اکتفا کرنا پڑا
ان ملفوظات کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نہ تو کسی وجہ سے اولیاء اللہ کے تذکرے زیادہ تر بحال حکایات نظر آتے ہیں نہ کہ
مورخانہ سوانح حیات چنانچہ حضور غریبؐ کے تذکروں (جو سوقت کم و بیش ایک ہزار کی تعداد میں ہونگے) میں بھی
ولادت و وفات و ہجرت کے علاوہ کسی اور واقعہ کا سنہ مشکل سے دستیاب ہو سکیگا۔

لیکن بفضلہ تعالیٰ ہم نے ایسی تاریخی گتھیاں جوین لکھنے کی ایمازت نہیں دیتی تھیں سچا کر قریب قریب ہر اہم
واقعہ کا سنہ وقوع پیش کیا ہے اور ان میں کی مطابقت صحت غریب نواز کے متبرک حالات زندگی و روایات تک میں
نہیں بلکہ اس ذیل میں حضرت خواجہ قطب الاقطاب کا سنہ ولادت بھی جو اب تک پردہ راز میں تھا برآمد ہو گیا ہے جو
کے صحیح سنہ مریدی نے دستیاب ہو کر ان روایات کو جو اب تک تاریخی تطابق نہ ہو سکی وجہ سے متعین نہ ہوئی تھیں
طویل ہوا کر دیا ان انکشافات اور بعض پورانی متذکرہ کتابوں کے قلمی نسخوں کی دستیابی نے قریب قریب تمام تاریخی گتھیاں
سچا دیں اور اس تذکرہ کو وہ مایہ ناز خصوصیت حاصل ہوئی جو اب تک غریب نواز کے کسی تذکرہ میں نظر نہ آتی تھی یعنی ہر واقعہ
میں کیساتھ نظر آنے لگا۔

تقسیم ابواب ہم نے ان ملفوظات کو چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصہ میں "سوانح حیات" دوسرے میں
سیرۃ مقدسہ سویم میں "اپنی درگا اور مراسم" حصہ چہارم میں "اپ کا حلقہ ارادت" اور حصہ پنجم میں "پکے درباری اور شہنشاہ کے تاریخی حالات"
درج کئے گئے ہیں اور ایک نقشہ بھی قریب قریب ہر متعلقہ محل وقوع ظاہر کر نیکی لئے شروع کتاب میں لگایا گیا ہے تاکہ تاریخی
معلومات کیساتھ ساتھ جغرافیائی سیر بھی ہوتی جائے۔

شکر یہ دعائے خیر غریب نواز کا لاکھ لاکھ شکر و احسان کی لازماً شفقت ہے پایاں درم بیکراں اس ناکارہ خادم کو اپنی اس خدمت جلیلہ کی انجام دہی کا شرف عطا فرمایا۔

جن عزیزان قلبی نے مسودات نقل کرتے مجھے سروسامان مسافر کیلئے کتا ہیں فراہم کئے اور بعض اجیر سے متعلق معلومات بہم پہنچائے میں سہولیت پہنچائی ان کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ یا مخصوص بڑی محمد حسن مراد آبادی رحمن کے والد سے میرے والد کے مراسم تھے) امین الدین اکبر آبادی مولانا عبد الشکور اکبر آبادی۔ وہاب الدین اکبر آبادی۔ مولانا پھول احمد اکبر آبادی حبیب اللہ خاں اکبر آبادی عابدی عابدی نور محمد اکبر آبادی۔ ممتاز محمد اکبر آبادی غم اجیری۔ گل شاہ اجیری اور مولانا نظیر بخش اجیری کے لئے بندہ بوسیلہ غریب نواز دیر بار ایزدی دین و دنیا میں بہتری کی التجا کرتا ہے۔

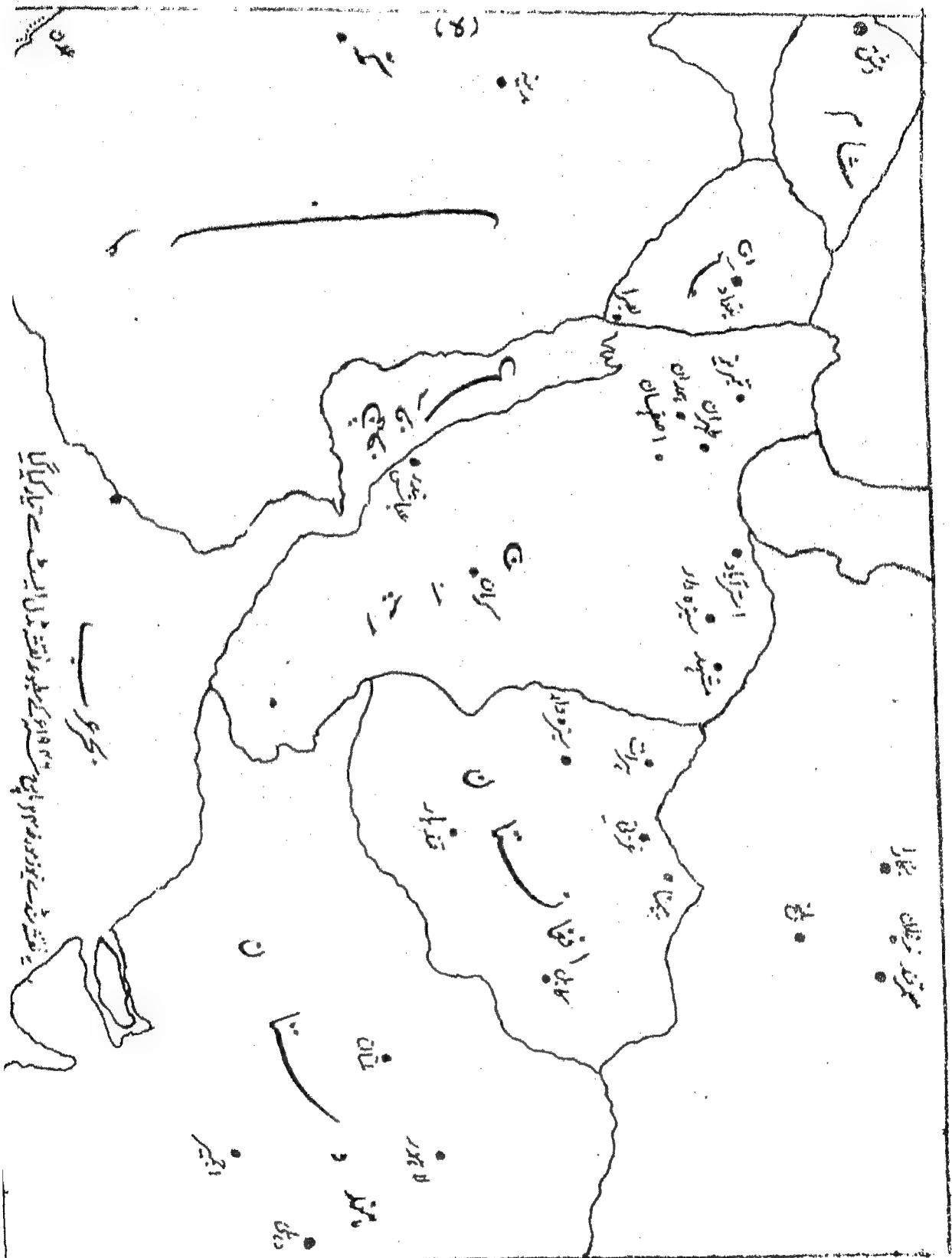
معذرت اگر صاحبان فن تاریخ کسی صحیح ترمیم کی طرف توجہ دلائیں گے تو وہ شکر یہ کیا تھ قابل قبول ہوگی۔ اس مسافرت بے سروسامانی کی حالت میں حسب دین کتا ہیں دستیاب ہو سکیں جن سے تذکرہ تیار کیا گیا۔ مگر بعض کتا ہیں جنکی ضرورت محسوس ہوئی مگر دستیاب نہ ہو سکیں۔ ممکن تھا ان کے لئے پرینہ تذکرہ اور زیادہ مشرغ اور مفصل ہو جاتا تو تفصیلاً دست حسب ذیل ہیں۔

فہرست کتب جو دستیاب ہوئیں: مسالک السالکین۔ سیر القصاب۔ انیس الارواح نجات الانس۔ دلیل العارفین انوار العارفین۔ نوایا السالکین۔ خزینۃ الاصفیاء۔ راحت القلوب۔ نوایا القواہد۔ تذکرۃ الاولیاء۔ تذکرۃ الاولیاء رہنہ۔ تاریخ سلف عطاءے رسول۔ اہتتاب اجیر۔ کامل سوانح عمری۔ خواجہ غریب نواز۔ تاریخ فرشتہ۔ منتخب التواریخ۔ روضۃ الاحباب۔ کامل مکمل سوانح عمری غریب نواز۔ جواہر فریدی۔ احسن السیر۔ ذائقہ شاہ معین الدین حسنی اخبار الدخا۔ کتب اسرار طبقات ماضی فہرست کتب جو دستیاب نہ ہو سکیں: تاج الماثر۔ تاریخ جلال۔ فہم القواہد۔ غیر المجالس۔ مؤنس الارواح۔ تاریخ نظامی معین الاولیاء۔ افسان الاولیاء۔ مرآۃ الاسرار۔ سیر المشائخ۔ تذکرۃ العاشقین۔ مخبر الاولیاء۔ فیروز شاہی۔ اکبر نامہ تواریخ برقی راج۔ تواریخ بہار شاہی۔ سیر العارفین۔ معجزہ قرآنی۔ غریب نواز کی سوانح حیات مکمل ہو جانیکے دن بتاریخ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۶۲ ہجری چار شنبہ (شعبہ پنجشنبہ) خیال ہوا کہ سردرق پر کھٹے کیلئے کوئی آیتہ شریفہ کلام ربانی میں سے منتخب کی جائے۔

حیات اللہ نے عزیزی کرم علیہاں سلمہ کا کلام مجید لا کرد یا کھولے ہی یہ آیتہ جو سردرق پر لکھی گئی ہے برآمد ہوئی۔ آیتہ شریفہ محمد دیم شاہ صاحب قادری جاوردی نے دیجی تو کھٹے لگے کہ یہ تو تصدیق علی ہے جو رحمت کاملہ سے اس کتاب کے مستند اور مفصل ہونیکے متعلق کی گئی ہے۔ چنانچہ اس آیتہ مبارکہ کے پیش نظر ملفوظات ہذا کے مستند اور مفصل ہونیکے باب میں تسکین قلبی ہو گئی۔

محمد خادم حسن قاضی گڈری شاہی مراد آبادی ثم الاجیری

تاج البلاد اکبر آباد۔ خانقاہ عثمانیہ



سَبَّحَ الْحَمْدُ لِلَّهِ ثُمَّ فَصَّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ

کتاب جس کے دلائل (آیات) مضبوط ہیں اور پھر مفصل بیان کئے گئے ہیں
ایک حکمت والے خبردار کی طرف سے

سَوَاحِجُ مُبَارَكَةٍ

حصہ اول

معہ

جدید تاریخی انکشافات



خواب کے

حلقہ بگوش کی دعا بدرگاہ قاضی الحاجات

یا اللہ یا رحمن یا رحیم

آج سے سات سو سال پہلے تو نے اپنے جس حبیب کی مقدس پیشانی پر

هَذَا حَبِيبِ اللَّهِ مَاتَ فِي حُبِّ اللَّهِ

کی مبارک ہر شے کی تھی اس محبوب کے یہ ملفوظات بواسطہ حمزہ اللعالمین تیرے

دربار کربانہ میں یہ حقیر فقیر بندہ درگاہ محمد خادِم حسن زبیری معینی گڈڑی شاہی تلمیذی

پیش کر کے ملتجی ہے کہ شرف قبولیت سے قلب مہتمی کو سرفراز فرما۔

اور اے سبب الاسباب

تیرے سامنے یہ خاکپائے درویشاں دست بدعا ہے کہ جو اہل حاجت

میرے آقا میرے مولا حضور غریبؐ کو ازل کے عالم نواز سوا سچ کا یہ مجموعہ

پڑھ کر بند النبی کی روح پر فتوح کو فاتحہ خیر سے یاد کریں اُن سب کے دینی

و دنیاوی جائز مقاصد پورے کر کے دامن مراد اکرام مصطفوی اور فیوض معینی

سے پُر کر دے۔

سائل بنوا

محمد خادِم حسن زبیری گڈڑی شاہی قاضی مراد آبادی

نم اجمیری و مقیم تاج البلاد اکبر آباد

خانقاہ عثمانیہ گڈڑی منصو خان

معروضہ مورخہ

۱۳۶۶ھ ہجری

مطابق

۱۹۴۶ء عیسوی یوم جمعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ اٰجَمِیْنَ

آپ کے خاندانی حالات

آپ کے جد امجد سید حسن رحمۃ اللہ علیہ نے خلفائے عباسیہ کے مظالم سے بھاگ کر ترک وطن کیا اور سرمن رائے (یعنی سامرہ یا عسکر جو عراق میں ہے) سے ہجرت کر کے بخاری تامت اختیار فرمائی۔ یہیں حضرت خواجہ غیاث الدین حسن (پیدرغریب نواز کی دلاوت شریف ہوئی اور آپ نے اپنے والدین کے سایہ میں پرورش پائی تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوئے آپ (غریب نواز) کے والد صرف عالم و فاضل ہی نہ تھے بلکہ ولی کامل بھی تھے۔ مشائخین خراسان میں عالی مرتبت تھے فقر کے ساتھ ساتھ صاحب دولت و ثروت بھی تھے۔ آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

غریب نواز کی والدہ ماجدہ محترمہ کا اسم مبارک بی بی ماہ نور المعروفہ بہ ام الورد رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ حضرت اود بن عبداللہ الجبلی کی صاحبزادی ہیں۔ ایسی جائے ولادت بلدہ اصفہان ہے حضور خواجہ غریب نواز

۱۰ صرائف محرقہ ۱۰ سیر الاقطاب و مسالک السالکین وغیرہ ۱۰ آپ کے مزار مقدس کی مولف نے ۱۹۳۵ء میں خود زیارت کی ہے۔ ایک حجرہ میں بیرون شہر واقع ہے وہاں ایک مجاور بھی رہتا ہے حجرہ بہت پرانا ہو گیا ہے اور مزار شریف پر چادر بھی بہت پرانی چڑھی ہوئی تھی۔ شکید خاتون سلمہ، برادر بستی کی نو سالہ بیٹی جو ہم سفر تھی مزار مقدس کی پرانی چادر دیکھ کر ہنسنے لگی "ابا یہ تو بڑی پرانی چادر ہے سم تو خواجہ پرانے والد کے مزار پر اپنی ڈوڈیا کی چادر چڑھائیں گے اور تم حجرہ بھی بنوا چھاؤ" (ب) ممکن ہے یہ مقام بغداد شریف میں دروازہ شام کے نام سے مشہور ہو ۱۰ مسالک السالکین ۱۰ خرنیتہ الاصفیاء۔

و حقیقی بھائی تھے۔

حضور غوث پاک سر آپکا
رشتہ قرابت

غریب نواز کے شجرہ مادری مندرجہ سالک السالکین اور حضور غوث پاک کے شجرہ پدری مرقومہ مرآۃ الانساب کے بموجب حضور غوث پاک حضرت عبداللہ لجنبی کے پوتے ہیں اور غریب نواز کی والدہ ماجدہ حضرت عمید اللہ لجنبی کی پوتی ہیں۔ مگر دونوں کے والد آپس میں حقیقی بھائی ہیں یعنی حضور غریب نواز کی والدہ ماجدہ حضور غوث پاک کی چچا زاد بہن ہیں اور اس رشتہ سے حضور غریب نواز غوث پاک کے بھائی تھے ہیں۔

بغداد شریف میں یہ روایت زبانی مشہور ہے کہ حضور غریب نواز اور حضور غوث پاک آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں اس رشتہ کے پیش نظر حضور غریب نواز اور حضور غوث پاک کی مائیں آپس میں بہنیں ہیں۔ مگر اس کی تصدیق کسی کتاب سے نہیں ہوئی۔

آپکا نسب نامہ پدری
 آپ کا نسب بارہ واسطوں سے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے اس لئے بلحاظ شجرہ پدری آپ سادات

حسینی سے ہیں۔

نسب نامہ حسب ذیل ہے۔ حضرت تاج الدین حسین بن خواجہ کمال الدین بن سید احمد حسین بن سید نجم الدین طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید درویش بن سیدنا حضرت موسیٰ کاظم بن سیدنا حضرت امام صادق بن سیدنا حضرت امام باقر بن سیدنا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بن سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ (مرآۃ الانساب)

۱۵ تذکرۃ الاولیاء ہند ۱۵۳۵ء میں مولف حاضر نقاد شریف ہوا اس وقت ایسا علم میں آیا کہ کتاب سالک السالکین سید درویش بن سیدنا موسیٰ کاظم کی بجائے امام موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم کا اسم گرامی درج ہے۔

آپ کا نسب نامہ مادری { آپ کا نسب مادری حب "مرۃ الانساب" گیارہ واسطوں سے سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام ابن شاہ دلایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے اس لئے آپ بلحاظ شجرہ مادری سادات حسنی سے ہیں۔

نسب نامہ حسب ذیل ہے۔ بی بی ام الوریع الموسومہ بی بی ماہ نور و ملقبہ بی بی بی خاص الملکۃ (دالہ محترمہ غریب نواز) بنت سید داؤد بن سید عبداللہ الحنبلی بن سیدنا یحییٰ زاید بن سیدنا محمد روحی بن سیدنا داؤد بن سیدنا موسیٰ ثانی بن سیدنا عبداللہ ثانی بن سیدنا موسیٰ جون بن سیدنا عبداللہ محض بن سیدنا حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن علیہ السلام ابن شاہ دلایت سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

آپ کی ولادت متبرکہ { جس طرح لوگوں نے ذاتِ صمدیت کے اول و آخر کے تجسس میں سرگراں رہ کر طرح طرح کی روایات کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح مورخین نے حضور غریب نواز کے عالم اجسام میں تشریف فرما ہونیکے سنین میں مختلف روایات کا ایک خاصہ

مجموعہ پیش کیا ہے یہ تو خدا ہی جانے کہ انہیں صحیح سنہ ولادت کا پتہ لگ سکا یا نہیں۔ البتہ مختلف سنہیں کی متعدد روایات ضرور پیدا ہو گئیں۔

حالانکہ یہ لازمی ہے کہ سنہ ولادت تو صرف ایک ہی ہوگا۔ مگر قریب سنہیں ۵۲۶ھ ۵۳۰ھ ۵۳۳ھ ۵۳۶ھ ۵۳۷ھ ۵۳۸ھ ۵۳۹ھ ۵۴۰ھ ۵۴۱ھ ۵۴۲ھ ۵۴۳ھ ۵۴۴ھ ۵۴۵ھ ۵۴۶ھ ۵۴۷ھ ۵۴۸ھ ۵۴۹ھ ۵۵۰ھ ۵۵۱ھ ۵۵۲ھ ۵۵۳ھ ۵۵۴ھ ۵۵۵ھ ۵۵۶ھ ۵۵۷ھ ۵۵۸ھ ۵۵۹ھ ۵۶۰ھ ۵۶۱ھ ۵۶۲ھ ۵۶۳ھ ۵۶۴ھ ۵۶۵ھ ۵۶۶ھ ۵۶۷ھ ۵۶۸ھ ۵۶۹ھ ۵۷۰ھ ۵۷۱ھ ۵۷۲ھ ۵۷۳ھ ۵۷۴ھ ۵۷۵ھ ۵۷۶ھ ۵۷۷ھ ۵۷۸ھ ۵۷۹ھ ۵۸۰ھ ۵۸۱ھ ۵۸۲ھ ۵۸۳ھ ۵۸۴ھ ۵۸۵ھ ۵۸۶ھ ۵۸۷ھ ۵۸۸ھ ۵۸۹ھ ۵۹۰ھ ۵۹۱ھ ۵۹۲ھ ۵۹۳ھ ۵۹۴ھ ۵۹۵ھ ۵۹۶ھ ۵۹۷ھ ۵۹۸ھ ۵۹۹ھ ۶۰۰ھ ۶۰۱ھ ۶۰۲ھ ۶۰۳ھ ۶۰۴ھ ۶۰۵ھ ۶۰۶ھ ۶۰۷ھ ۶۰۸ھ ۶۰۹ھ ۶۱۰ھ ۶۱۱ھ ۶۱۲ھ ۶۱۳ھ ۶۱۴ھ ۶۱۵ھ ۶۱۶ھ ۶۱۷ھ ۶۱۸ھ ۶۱۹ھ ۶۲۰ھ ۶۲۱ھ ۶۲۲ھ ۶۲۳ھ ۶۲۴ھ ۶۲۵ھ ۶۲۶ھ ۶۲۷ھ ۶۲۸ھ ۶۲۹ھ ۶۳۰ھ ۶۳۱ھ ۶۳۲ھ ۶۳۳ھ ۶۳۴ھ ۶۳۵ھ ۶۳۶ھ ۶۳۷ھ ۶۳۸ھ ۶۳۹ھ ۶۴۰ھ ۶۴۱ھ ۶۴۲ھ ۶۴۳ھ ۶۴۴ھ ۶۴۵ھ ۶۴۶ھ ۶۴۷ھ ۶۴۸ھ ۶۴۹ھ ۶۵۰ھ ۶۵۱ھ ۶۵۲ھ ۶۵۳ھ ۶۵۴ھ ۶۵۵ھ ۶۵۶ھ ۶۵۷ھ ۶۵۸ھ ۶۵۹ھ ۶۶۰ھ ۶۶۱ھ ۶۶۲ھ ۶۶۳ھ ۶۶۴ھ ۶۶۵ھ ۶۶۶ھ ۶۶۷ھ ۶۶۸ھ ۶۶۹ھ ۶۷۰ھ ۶۷۱ھ ۶۷۲ھ ۶۷۳ھ ۶۷۴ھ ۶۷۵ھ ۶۷۶ھ ۶۷۷ھ ۶۷۸ھ ۶۷۹ھ ۶۸۰ھ ۶۸۱ھ ۶۸۲ھ ۶۸۳ھ ۶۸۴ھ ۶۸۵ھ ۶۸۶ھ ۶۸۷ھ ۶۸۸ھ ۶۸۹ھ ۶۹۰ھ ۶۹۱ھ ۶۹۲ھ ۶۹۳ھ ۶۹۴ھ ۶۹۵ھ ۶۹۶ھ ۶۹۷ھ ۶۹۸ھ ۶۹۹ھ ۷۰۰ھ ۷۰۱ھ ۷۰۲ھ ۷۰۳ھ ۷۰۴ھ ۷۰۵ھ ۷۰۶ھ ۷۰۷ھ ۷۰۸ھ ۷۰۹ھ ۷۱۰ھ ۷۱۱ھ ۷۱۲ھ ۷۱۳ھ ۷۱۴ھ ۷۱۵ھ ۷۱۶ھ ۷۱۷ھ ۷۱۸ھ ۷۱۹ھ ۷۲۰ھ ۷۲۱ھ ۷۲۲ھ ۷۲۳ھ ۷۲۴ھ ۷۲۵ھ ۷۲۶ھ ۷۲۷ھ ۷۲۸ھ ۷۲۹ھ ۷۳۰ھ ۷۳۱ھ ۷۳۲ھ ۷۳۳ھ ۷۳۴ھ ۷۳۵ھ ۷۳۶ھ ۷۳۷ھ ۷۳۸ھ ۷۳۹ھ ۷۴۰ھ ۷۴۱ھ ۷۴۲ھ ۷۴۳ھ ۷۴۴ھ ۷۴۵ھ ۷۴۶ھ ۷۴۷ھ ۷۴۸ھ ۷۴۹ھ ۷۵۰ھ ۷۵۱ھ ۷۵۲ھ ۷۵۳ھ ۷۵۴ھ ۷۵۵ھ ۷۵۶ھ ۷۵۷ھ ۷۵۸ھ ۷۵۹ھ ۷۶۰ھ ۷۶۱ھ ۷۶۲ھ ۷۶۳ھ ۷۶۴ھ ۷۶۵ھ ۷۶۶ھ ۷۶۷ھ ۷۶۸ھ ۷۶۹ھ ۷۷۰ھ ۷۷۱ھ ۷۷۲ھ ۷۷۳ھ ۷۷۴ھ ۷۷۵ھ ۷۷۶ھ ۷۷۷ھ ۷۷۸ھ ۷۷۹ھ ۷۸۰ھ ۷۸۱ھ ۷۸۲ھ ۷۸۳ھ ۷۸۴ھ ۷۸۵ھ ۷۸۶ھ ۷۸۷ھ ۷۸۸ھ ۷۸۹ھ ۷۹۰ھ ۷۹۱ھ ۷۹۲ھ ۷۹۳ھ ۷۹۴ھ ۷۹۵ھ ۷۹۶ھ ۷۹۷ھ ۷۹۸ھ ۷۹۹ھ ۸۰۰ھ ۸۰۱ھ ۸۰۲ھ ۸۰۳ھ ۸۰۴ھ ۸۰۵ھ ۸۰۶ھ ۸۰۷ھ ۸۰۸ھ ۸۰۹ھ ۸۱۰ھ ۸۱۱ھ ۸۱۲ھ ۸۱۳ھ ۸۱۴ھ ۸۱۵ھ ۸۱۶ھ ۸۱۷ھ ۸۱۸ھ ۸۱۹ھ ۸۲۰ھ ۸۲۱ھ ۸۲۲ھ ۸۲۳ھ ۸۲۴ھ ۸۲۵ھ ۸۲۶ھ ۸۲۷ھ ۸۲۸ھ ۸۲۹ھ ۸۳۰ھ ۸۳۱ھ ۸۳۲ھ ۸۳۳ھ ۸۳۴ھ ۸۳۵ھ ۸۳۶ھ ۸۳۷ھ ۸۳۸ھ ۸۳۹ھ ۸۴۰ھ ۸۴۱ھ ۸۴۲ھ ۸۴۳ھ ۸۴۴ھ ۸۴۵ھ ۸۴۶ھ ۸۴۷ھ ۸۴۸ھ ۸۴۹ھ ۸۵۰ھ ۸۵۱ھ ۸۵۲ھ ۸۵۳ھ ۸۵۴ھ ۸۵۵ھ ۸۵۶ھ ۸۵۷ھ ۸۵۸ھ ۸۵۹ھ ۸۶۰ھ ۸۶۱ھ ۸۶۲ھ ۸۶۳ھ ۸۶۴ھ ۸۶۵ھ ۸۶۶ھ ۸۶۷ھ ۸۶۸ھ ۸۶۹ھ ۸۷۰ھ ۸۷۱ھ ۸۷۲ھ ۸۷۳ھ ۸۷۴ھ ۸۷۵ھ ۸۷۶ھ ۸۷۷ھ ۸۷۸ھ ۸۷۹ھ ۸۸۰ھ ۸۸۱ھ ۸۸۲ھ ۸۸۳ھ ۸۸۴ھ ۸۸۵ھ ۸۸۶ھ ۸۸۷ھ ۸۸۸ھ ۸۸۹ھ ۸۹۰ھ ۸۹۱ھ ۸۹۲ھ ۸۹۳ھ ۸۹۴ھ ۸۹۵ھ ۸۹۶ھ ۸۹۷ھ ۸۹۸ھ ۸۹۹ھ ۹۰۰ھ ۹۰۱ھ ۹۰۲ھ ۹۰۳ھ ۹۰۴ھ ۹۰۵ھ ۹۰۶ھ ۹۰۷ھ ۹۰۸ھ ۹۰۹ھ ۹۱۰ھ ۹۱۱ھ ۹۱۲ھ ۹۱۳ھ ۹۱۴ھ ۹۱۵ھ ۹۱۶ھ ۹۱۷ھ ۹۱۸ھ ۹۱۹ھ ۹۲۰ھ ۹۲۱ھ ۹۲۲ھ ۹۲۳ھ ۹۲۴ھ ۹۲۵ھ ۹۲۶ھ ۹۲۷ھ ۹۲۸ھ ۹۲۹ھ ۹۳۰ھ ۹۳۱ھ ۹۳۲ھ ۹۳۳ھ ۹۳۴ھ ۹۳۵ھ ۹۳۶ھ ۹۳۷ھ ۹۳۸ھ ۹۳۹ھ ۹۴۰ھ ۹۴۱ھ ۹۴۲ھ ۹۴۳ھ ۹۴۴ھ ۹۴۵ھ ۹۴۶ھ ۹۴۷ھ ۹۴۸ھ ۹۴۹ھ ۹۵۰ھ ۹۵۱ھ ۹۵۲ھ ۹۵۳ھ ۹۵۴ھ ۹۵۵ھ ۹۵۶ھ ۹۵۷ھ ۹۵۸ھ ۹۵۹ھ ۹۶۰ھ ۹۶۱ھ ۹۶۲ھ ۹۶۳ھ ۹۶۴ھ ۹۶۵ھ ۹۶۶ھ ۹۶۷ھ ۹۶۸ھ ۹۶۹ھ ۹۷۰ھ ۹۷۱ھ ۹۷۲ھ ۹۷۳ھ ۹۷۴ھ ۹۷۵ھ ۹۷۶ھ ۹۷۷ھ ۹۷۸ھ ۹۷۹ھ ۹۸۰ھ ۹۸۱ھ ۹۸۲ھ ۹۸۳ھ ۹۸۴ھ ۹۸۵ھ ۹۸۶ھ ۹۸۷ھ ۹۸۸ھ ۹۸۹ھ ۹۹۰ھ ۹۹۱ھ ۹۹۲ھ ۹۹۳ھ ۹۹۴ھ ۹۹۵ھ ۹۹۶ھ ۹۹۷ھ ۹۹۸ھ ۹۹۹ھ ۱۰۰۰ھ

اگرچہ اکثر مورخین نے سنہ ولادت ۵۳۷ھ لکھا ہے مگر ہمارے نزدیک ۵۳۸ھ اور ۵۲۶ھ سے روایات کی مطابقت ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک آپ کی ولادت کے یہی دو سنہ ہو سکتے ہیں۔

ہر دو سنین پر غور کرنے کے بعد آخر ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ ۵۳۸ھ قابل ترجیح ہے۔ کیونکہ صرف یہ سنہ

۵۳۸ھ سیدنا عبداللہ الحنبلی بی بی ماہ نور (دالہ، جدہ غریب نواز) اور حضور غوثِ پاک کے بموجب کنسب "مسالک سالکین" دمرۃ الانساب میں ہے

۵۳۸ھ سالک سالکین میں سیدنا یحییٰ زاید کے بعد اسی طرح درج ہے سیدنا یحییٰ زاید بن سیدنا موسیٰ جون بن سیدنا داؤد بن سیدنا موسیٰ جون۔

خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ کے وصال (موجب مسالک السالکین ۲۷ھ میں ہوا) کے تین سال بعد آپ
درغریب نوازؒ کی ولادت ہوئے کی روایت مندرجہ تاریخ السلف سے مطابقت کرتی ہے۔ چھ ہزار چاہ و جلال
خواجہ خواجگان قطب دوران فخر ہندوستان۔ حضرت خواجہ معین الدین حسن قدس سرہ نے ۳۷ھ میں
بمقام سنجستان نزول اجلال فرمایا۔

آپ کا اسم گرامی {معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری قدس سرہ العزیز} ہے۔

آپ کے خطابات {ہند الہی، ہند الولی، خواجہ، خواجہ بزرگ، غریب نواز، سلطان الہند، معین الحق،
قطب المشائخ، معین الملت، رحمت ہند، خواجہ غریب نواز، حبیب اللہ}

نائب رسول فی الہند۔

آپ کے القابات {سلطان العارفین، وارث الانبیاء المرسلین، قطب الاقطاب دوران محب لادلیا،
زماں، امام شریعت والطرقت، مخزن معرفت والحقیقت مقتدائے ارباب}

دین، پیشوائے اصحاب الیقین، صاحب اسرار ہیط انوار، عالم علوم ظاہری و باطنی، واقف رموز صوری
و معنوی قدوة السالکین، برہان الواصلین، پناہ بیگناہ، قدوة الاولیاء، برہان الاصفیاء، تاج المقربین
سید العابدین، امام العاشقین۔

آپ کے عہد اوائل میں ملک فتنہ و فساد کا مرکز بنا ہوا تھا خراسان کا بادشاہ سلطان
سنجر وجود دولت سلجوقیہ کی یادگار تھا، کے خلاف خطائی تاتاریوں کا گروہ بہت خوش
و خروش میں کھڑا ہو کر سخت و تاراج کرنے لگا سلطان سنجر اس فتنہ کی تباہی نہ لاسکا

یہی وہ علاقہ تھا جس میں ایک طرف تاتاریوں کے مظالم پر پائے اور دوسری طرف ملاحدہ عقائد اسلام

۱۵ الف حسب حسن السیر یہ مقام بلاد غور سے ہے (ب) حسب مسالک السالکین سنجستان مغرب سینان کا ہے اور اس کا
منفعت بفتح سین و سکون جیم ذرائع معجز ہے۔ مگر مولف نے یہاں عام طور سے سنجیو لیتے مسئلہ ۱۶ بعض ماں کے تذکرہ میں آپ کی
ولادت و رجا دی الثانی اور ۱۴ رجب بروز دوشنبہ لکھی ہے۔ مگر اسکی کسی پورا نے تذکرہ سے تصدیق نہیں ہوئی۔ مولف
۱۷ خزینۃ الاصفیاء۔ "مسالک السالکین"

کے خلاف ارتداد و کفر پھیل رہے تھے تا ناری علاقہ خراسان میں حملہ آور ہوئے۔ ہمدان طوس۔ مشهد مقدس
نیشاپور برباد کیا عورتوں کی بے عزتی کی لڑکی لڑکوں کو غلام بنایا۔ مساجد تباہ و برباد کر دیں۔ اس قدر قتل عام کیا
کہ لاشوں کے انبار لگ گئے۔ علما و فقہا تک اس غارتگری سے محفوظ نہ رہے۔ محمد بن یحییٰ نقیہ جو علم و فضل
میں مرجع عالم تھے اور جن کے پاس صد ہا شاگردوں کا مجمع رہتا تھا اس فتنہ میں شہید ہوئے۔ عبدالرحمن
بن عبدالصمد نیشاپوری (جو بڑے فقیہ اور عابد ذراہد تھے جن کے پاس سلطان سنجر حسن عقیدت سے حاضر
رہتا تھا) نے بھی جام شہادت نوش فرمایا امام قشیری کے لوا سے حضرت احمد بن حنبل کا تب ابو برکات
خرازمی امام علی صباح اور بہت سے علما و مشائخ و عباد و زہاد بیدردی سے شہید کئے گئے (ماہنامہ اجمیر)
آپ کے والد کا وصال آپ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ نے جب
اوقات پائی اس وقت حضور غریب لوا کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ آپ کے
تین لڑکے تھے ترکہ پوری میں سے حضور غریب لوا کے حصہ میں ایک پن چکی اور ایک باغ آیا۔ اس سے آپ
اوقات بسر فرماتے تھے۔ (ماخوذ از سیر الاقطاب و مسالک السالکین)

حضرت ابراہیمؑ
قندری مجذوب ملاقات
ایک دن آپ اپنے باغ کے درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ حضرت
ابراہیم قندریؑ کا دہاں گزر ہوا۔ حضرت خواجہ نے ان کو نہایت عزت کیست
بٹھایا۔ اور خوشہ انگور سے انکی تواضع کی۔ مجذوب بہت خوش ہوئے۔ اپنی
بغل سے ایک کسل کا کڑا نکالا۔ اور دانت سے کتر کر حضرت خواجہ کو دیا۔ اس کے کھانے کے بعد آپ کا دل دنیا کے
دلی سے منفر ہو گیا۔ آپ نے باغ اور چکی فروخت کر کے قیمت موصولہ فقراء میں تقسیم کر دی (ماخوذ از مسالک السالکین)
۶۵۴۵ لغایۃ ۶۵۴۶
تخصیص علم ظاہر
آپ شاگرد مولانا حسام الدین بخاری مولانا شرف الدین (صاحب شرع الاسلام)
کے ہیں۔ (ماخوذ از خزینۃ الاصفیاء تاریخ فرشتہ)

۱۱
لے صاحب تذکرۃ الاولیاء ہند نے آپ کے والد کے وصال کے وقت آپ کی عمر شریف گیارہ یا چودہ لکھی ہے۔

صاحب "مسالک السالکین" نے مدت تحصیل علم چوبیس یا پچیس برس لکھی ہو مگر ہماری رائے میں ایک ہونہا
ذات گرامی کا اتنی مدت تک تحصیل علم میں مصروف رہنا قرین قیاس نہیں ہے اس لئے اغلب ہے کہ چوبیس
سال تک نہیں بلکہ چوبیس سال کی عمر تک تحصیل علم میں مصروف رہے۔ مولف

حضور غوث پاک سے
آپ کی پہلی بار ملاقات

حضور غوث پاک سے ملاقات ہونے نہ ہونے کے متعلق ماہین
مورخین ایک معرکہ الاراء بحث عرصہ سے چھڑی ہوئی ہے مگر
ہیں "سیر الاقطاب" و "مسالک السالکین" کے اس بیان سے اتفاق
ہے کہ آپ کی ملاقات حضور غوث پاک سے دو مرتبہ ہوئی اور جب آرائش محفل پہلی ملاقات اس وقت ہوئی ہے
جب آپ کی عمر بیس سال کی تھی جب "سیر الاقطاب" قصہ جبل میں ہوئی جبکہ آپ کا ابتدائی زمانہ تھا نیز حسب
اقتباس الاقوال دوسری ملاقات اس وقت جیلاں میں ہوئی جب آپ (بارادل) ہندوستان تشریف لے جا
رہے تھے۔

مگر ہماری رائے میں آرائش محفل کے اس بیان کے پیش نظر کہ آپ بیس سال کی عمر میں حضور غوث پاک سے
سے لے ہیں زیادہ قرین قیاس ہے کہ آپ نے حضور خواجہ عثمان ہردوی اور شیخ نجم الدین سے حضور غوث پاک
کی خدمت میں بارادل حاضر ہو نیکی بعد ملاقات کی ہے۔ کیونکہ حضور غوث پاک سے پہلی ملاقات کا زمانہ تحصیل علم
میں مصروفیت کا زمانہ تھا۔ اس لئے ان ایام میں آپ کا حضور خواجہ عثمان ہردوی کی خدمت بابرکت میں ڈائی سال
حاضر رہنا قرین قیاس نہیں (مولف) ۱

بیس زمانہ تحصیل علم بیس سال کی عمر میں آپ اپنے ماموں حضور غوث الاعظم غلام محی الدین عبدالقادر جیلانی
قدس سرہ کی خدمت اقدس میں پہلی بار حاضر ہوئے۔ یہ حاضری قصہ جبل میں ہوئی۔ اس موقع پر آپ پانچ ہینڈ
سات دن تک حضور غوث پاک کی خدمت میں حاضر رہے۔ غوث پاک نے آپ کو اس ابتدائی حال میں دیکھ کر

۵۰۰ ہتایا جبر میں بھی آپ کا چوبیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہونا کما ہے ۵۰۰ تاریخ مذکور ہے ۵۰۰ جس کوہ جودی کے دامن
میں آباد ہے۔ بخدا تشریف سے اس کا فائدہ ساٹھ منزل ہے۔ صاحب سیر العارفین کہتے ہیں کہ خواجہ غریب نواز جس حجرہ میں رونق افروز
ہوئے تھے میں نے اس کی زیارت کی ہے۔ وہ آج تک موجود اور زیارت گاہ علایین ہے۔ مرمت اسکی ہوتی رہتی ہے ۱۲

فرمایا یہ مرد مقتدا ہے روزگار ہوگا۔ اور بہت لوگ اس سے منزل مقصود کو پہنچیں گے۔

(ماخوذ از سیر اقطاب سالک السالکین وغیرہ)

تھیں علم کے بعد آپ نے تلاش پیر و مرشد سیر و سیاحت شروع فرمائی۔ آخر ذکر مقصود سے دامن مراد پڑ ہو گیا۔ قصبہ اردوں میں پہنچ کر خواجہ خواجگا حضرت خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز کے دست حق پر بیعت سلسلہ

کی۔ اور ڈھائی سال تک آپ پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں حاضر رہ کر صاحب اجازت ہوئے

(ماخوذ از مسالک سالک السالکین وغیرہ)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی بخاری رحمۃ اللہ علیہ دھومن حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عثمان ہر دنی قدس سرہ العزیز دھومن حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ دھومن حضرت

خواجہ قطب الدین مودودی رحمۃ اللہ علیہ دھومن خواجہ ابوالیوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ دھومن خواجہ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ دھومن خواجہ احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ دھومن حضرت ابوالاسحاق شامی چشتی

رحمۃ اللہ علیہ دھومن حضرت خواجہ محمد شاد علوی دیوڑی رحمۃ اللہ علیہ دھومن شیخ ابن الدین ابوالہیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ دھومن سدید الدین رحمۃ اللہ علیہ دھومن سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی

رحمۃ اللہ علیہ دھومن خواجہ ابوالفضل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ دھومن حضرت خواجہ عبدالواحد بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ دھومن حضرت خواجہ شیخ حسن بصری انصاری رحمۃ اللہ علیہ دھومن حضرت امیر المومنین

حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ماخوذ از مسالک سالک السالکین)

بعد ازاں آپ قصبہ اردوں سے قصبہ سنجا میں تشریف لائے یہاں آکر آپ نے

شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات کی اور پندرہ دن ان کے پاس قیام فرمایا

(از احسن السیر و مسالک سالک السالکین)

۱۵۱ الف) یہ مقام نواح نیشاپور میں ہے۔ (ب) حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو ہرون تحریر فرمایا ہے۔

۱۵۲ آپ کا وصال ۱۱۱۱ھ میں ہوا۔ (مسالک سالک السالکین)

۱۵۳ دوسری روایت دو سال قیام کی بھی ہے۔ مگر وہ مطابقت نہیں کرتی (مولف)

یہ ملاقات اس وقت ہوئی جب حضور غوث پاک جیلاں میں تشریف لے رہے تھے اُس موقع پر جب غریب نواز بسلسلہ سیاحت ہندوستان تشریف لانے لگے تو حضور غوث پاک نے جناب باری میں آپ کے واسطے دعائے خیر فرما کر رخصت کیا ہے۔

(افتباس الانوار)

اس ملاقات کے دوران میں آپ جیلاں سے بغداد تشریف حضور غوث پاک کے ہمراہ تشریف لائے۔

(نخزینۃ الاصفیاء)

دوران ملاقات میں آپ نے حضور غوث پاک سے کہا کہ آنحضرت خدائے تعالیٰ کا کچھ تذکرہ فرمائیں حضور غوث پاک نے فرمایا ذکر اللہ تعالیٰ کے لئے گوشہ درکار ہے غریب نواز نے کہا کہ گوشہ سے جانے میں فقیر کے لئے دو چیزیں مانع ہیں ایک یہ کہ مبادا یہ بات میرے پیرو دشمن ضمیر کے کانوں تک پہنچے اور غیر سے ان کی خاطر تشریف آزر رہے ہو اور میرے حال کی خرابی کا باعث ہو کیونکہ میں کسی دوسرے کے کمال کو اپنے پیر کے کمال سے زیادہ اپنے عقیدہ میں نہیں جانتا ہوں نہ اُن کی ذات بابرکات میں کوئی قصور دیکھتا ہوں۔ اُن کو غیر ذات حق نہیں سمجھتا۔ بلکہ اکمل الاکملین روزگار جانتا ہوں لہذا مجھ سے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

(سیر الاقطاب)

اس کے علاوہ دوسرے اس وجہ سے بھی گوشہ گیری مناسب نہیں کہ اگر یہ گردہ محرم ہے تو اس سے کلمہ حق کہنے میں دریغ نہ ہونا چاہیئے۔ اور اگر نامحرم ہے تو یہ کیا بھجیں گے کہ آپ نے کیا فرمایا یہ سنکر غوث پاک نے سکوت اختیار فرمایا۔ کچھ جواب نہ دیا۔

(سیر الاقطاب)

جب آپ حضور غوث پاک کے یہاں مدعو ہوئے۔ تو آپ نے عرض کیا کہ میں جیتی ہوں غزلے روحانی درکار ہے۔ چونکہ حضور غوث پاک کو آپ کی خاطر دل سے منظور تھی فرمایا کہ اگرچہ میرے مشرب میں

۵۱ جیلاں وہ مقام ہے جو غوث پاک نے زمین خرید کر اپنے فرزندان کی بود و باش کے لئے آباد فرمایا تھا ۱۲

۵۲ حضور غوث پاک کا وصال ۵۶۱ھ میں ہوا (سیر الاقطاب)

۵۳ اس سے ثابت ہے کہ غوث پاک سے اس بار دویم ملاقات سے پہلے آپ حضرت خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز سے بیعت کر چکے تھے۔

سماع نہیں ہے لیکن مجھے آپ کی خاطر منظور ہے۔ اس وقت بہت سے اولیائے اعظام مجلس عالی میں موجود تھے۔

حضور غوث پاک نے اپنی روائے مبارک ایک خادم کو دیکر فرمایا کہ جس وقت میں مجلس سے باہر چلا جاؤں تو اس چادر کو مجھ کے اندر بچھا کر باہر سے حجرہ کے کیوار بند کر دینا۔ پس جب حضور غوث پاک باہر تشریف لے گئے خادم نے ارشاد کی تعمیل کی حجرہ کے کیوار بند ہوتے ہی صد ہا قسم کے راگ و ساز کی آواز آنے لگی اور مجلس سماع ایسی گرم ہوئی اور وہ بد حال کی یہ کیفیت ہوئی کہ دیکھنے والوں کی زبان پر کلمہ الہی غیر کچھ جباری تھا حضور غوث پاک اپنے اعمامے مبارک سے زمین کو اس زور سے دابے ہوئے تھے کہ حجرہ مبارک سرخ ہو گیا تھا۔ صد ہا آدمی بیہوش از غور رفتہ ہو گئے یہاں تک کہ بہت سے زخمی ہوئے اور اصل بکھن ہو گئے۔ آخر حسب ایمانے مبارک حضور غوث پاک سماع بند ہوا بعد ازاں حضور غوث پاک کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کیوں زمین کو زور سے دابے ہوئے تھے اور کیوں روئے مبارک سرخ و عرق آلود ہو رہا تھا فرمایا کہ جس وقت خواجہ صاحب پردہ کی حالت طاری تھی اس وقت تمام زمین و آسمان شجر و حجر حالت وجد میں تھے اپنے اعمامے زمین کو اس لئے زور سے دابے ہوئے تھا کہ کہیں وہ ایسی جنبش نہ کرے جس سے تقدیر کی جان و مال کو نقصان پہنچے۔ (مسالک السالکین)

آپ نے دورانِ نیام بغداد شریف میں شیخ ضیاء الدین ابو نجیبؒ (جن کا وصال بعمر ۳۳ سال ۶۳۸ھ میں ہوا) اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (جن کا وصال بعمر ۹۳ سال ۷۳۲ھ میں ہوا) کے پیر و مرشد حضرت عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ

بغداد شریف میں شاخین سے ملاقاتیں

(ماخوذ از اقتباس الاوار و مسالک السالکین وغیرہ)

علیہ سے ملاقات کی۔

حضرت شیخ احمد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت

(مسالک السالکین)

ابتدائی حالت میں تھے۔

گورخر میتہ الاصفیاء نے لکھا ہے کہ آپ نے شیخ احمد الدین کرمانی سے کرمان پہنچ کر خرقہ خلافت پایا

۱۵۰ باب الثانی فی بیان شیخ احمد الدین کرمانی حضرت شیخ رکن الدین بخاری کے مریدین و تلامذہ کے اس بیان (شیخ الحدادین)

کرمانی آمد و رسد بزمین اور دہ سے جتہ چلتا ہے کہ شیخ موصوف غریب نواز کا شل پیر کے ادب کرتے تھے (مولف)

ہمارے نزدیک یہ واقعہ قطعی قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ حسب مسالک السالکین اس وقت شیخ موصوف کا ابتدائی زمانہ تھا۔ دوسرے غوث پاک سے جو گفتگو (مندرجہ ملاقات دوم) آپ نے کی ہے اس کے پیش نظر یہ کسی طرح قرین قیاس نہیں کہ آپ نے سوائے اپنے پیر کے کسی اور سے خرقہ خلافت لیا ہو۔ بلکہ بعض نے شیخ احمد الدین کرمانی کو آپ سے خرقہ خلافت لینا لکھا ہے۔ مگر صاحب مسالک السالکین نے اسے بھی تسلیم نہیں کیا ہے۔ (مولف)

صاحب مسالک السالکین بحوالہ میر العارفین لکھتے ہیں کہ اس وقت شیخ حسام الدین چلبی (خلیفہ بزرگ حضرت مولانا روم) مولانا موصوف کی خدمت میں مصروف مجاہدہ تھے۔ کہ آپ سے خرقہ خلافت پا یا۔

صاحب نعمات الانس نے مولانا موصوف کا سلسلہ ولادت ۶۰۰ھ ارقام فرمایا ہے اس کے بعد بالارادیتہ بھی اس موقع سے متعلق نہیں ہو سکتی (مولف)

البتہ ہمیں صاحب وقایع شاہ معین الدین سے اس باب میں اتفاق ہے وہ لکھتے ہیں: شیخ احمد الدین کرمانی یا حضرت خواجہ اعتقاد راسخ پیدا شدہ۔ بلکہ شیخ حسام الدین خلیفہ مولانا ہلال الدین ردی جی نگار نے کہ ایشان مرید و خلیفہ خواجہ بودند۔

آپ کی سیاحت کے متعلق تفصیلات آگے درج ہیں) مگر ان سب سفروں میں گزرنے والے مقامات میں سے ایک ہی سفر ہند کے ذیل میں لکھ گئے ہیں نیز بعض ایسے مقامات ہیں جہاں برہانیتہ دلیل العارفین وغیرہ آپ کا پہنچنا ثابت ہے (کا ذکر تک بھی اس سلسلہ سفر میں نہیں کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر وجوہات سے بھی یہ سفر نامہ مکمل معلوم ہوا ہے تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حسب خزینۃ الاصغیاء وغیرہ میرزا سے صفہان کا سفر اگر ۵۶۱ھ کے سفر ہند کے سلسلہ میں مانا جائے تو اس وقت حضرت خواجہ قطب الاقطاب (بر ۴۷ سال ۶۳۳ھ یا ۵۳۳ھ میں وفات پانے کے پیش نظر بھی) کی عمر ایک یا دو سال کی تھی اس لئے اس سفر میں بمقام اصفہان قطب الاقطاب کا حضرت محمود اصفہانی کی طرف مریدی کے لئے رغبت کرنا اور غریب نواز کی طرف راغب ہو کر مرید ہونا غیر ممکن ہے علاوہ ازیں حسب خزینۃ الاصغیاء آپ کا سفر خراسان سے (۵۶۱ھ) میں واپس آنا اور حسب دلیل العارفین حضرت قطب صاحب کو ساتھ لے کر

دوبارہ حرمین شریفین کا سفر کرنا۔ نیز بصرہ۔ لہستان۔ حصار وغیرہ کا ان میں کہیں نام نہیں ہے حالانکہ دلیل العارضہ^{فنی} وغیرہ کی روایات سے ان مقامات پر آپ کا پہونچنا ثابت ہے لہذا معلوم ہوا کہ بعض سفر اس سلسلہ سفر میں شامل بھی نہیں کئے گئے ہیں ان حالات میں ہیں آپ کی سیاحت بہت ہندوستان بارادول اور سفر ہندوستان بار دوم وغیرہ کا مطابق روایات قرین تیس سفر نامہ مرتب کرنا لازمی ہے۔ قبل اس کے کہ ہم سفر نامہ پیش کریں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ سیاحت میں کسی مقام سے پیچھے واپس جانا ممکن ہے مگر کسی خاص جگہ جانے کا عزیمت کر کے جانے میں اس کا امکان نہیں اس لئے ہماری رائے میں ۵۶۱ھ میں سفر بکاتب ہند سیاحت کے ذیل میں ہے اور حرمین سے ہندوستان بار دوم جانا سردر عالم کے ارشاد کے مطابق سفر ہند کے سلسلہ میں ہے۔ اس لئے اس سفر میں بھگت تمیل ارشاد بنجوی کے پیش نظر آپ کا کسی مقام پر زیادہ قیام کرنا یا راستہ سے ہٹے ہوئے مقامات کی سیاحت کرتے ہوئے ہندوستان جانا قرین قیاس نہیں ہے۔ لہذا ہماری رائے میں بیرومشد کے ساتھ سفر کرنے کے علاوہ بقیہ سیاحت و سفر کا حسب ذیل نقشہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ سیاحت بہت ہندوستان براہ بہدان۔ تبریز۔ منا۔ خرقان۔ استرآباد۔ ہرات۔ سبزہ دار۔ حصار۔

بلخ۔ غزنین۔ لہستان۔ دواہی۔ ہند۔ درمیان ۵۵۶ھ۔ ۵۶۲ھ۔

۲۔ ہند۔ اوسے سفر۔ اوش۔ اصفہان ۵۶۲ھ۔

۳۔ ہند۔ اوسے سفر۔ حرمین۔ بعد مدینہ منورہ سے سفر ہندوستان براہ بصرہ۔ کرمان۔ ہرات۔ سبزہ دار۔ لاہور۔

اجمیر۔ درمیان ۵۶۳ھ۔ ۵۶۶ھ۔

۴۔ درود۔ لاہور۔ دہلی ۶۰۳ھ۔

۵۔ خراسان سے درود۔ لاہور ۶۱۱ھ۔

تیز ایک ہی سلسلہ میں ہندوستان کے ہر چار درود کے زمانوں کے پتے اور حالات ایک ہی موقع کے متعلق متضاد بیانات نظر آکر چیتان بن گئے ہیں چونکہ اب تک ہندوستان کا ایک سفر تصور کیا جاتا تھا۔ اور مورخین کے لئے جبکہ وہ دیکھتے تھے کہ اسی ایک سفر کے سلسلہ میں ایک جگہ آپ کے درود ہند کا سنہ ۵۶۱ھ تحریر ہے پھر اسی سفر کے سلسلہ میں (جو دراصل ہندوستان کا دومراور و تھا)

تھریس ہے کہ رائے پتھور کا زمانہ تھا اور شہاب الدین غوری نے اس زمانہ میں اجمیر فتح کیا تھا بعد ازاں اسی ایک درود ہند جو دراصل بار سویم درود ہند تھا یعنی خراسان سے داروہند ہو کر لاہور سے دہلی آنے کا موقوفہ تھا) کا پتہ یہ لکھا جاتا ہے کہ جب شہاب الدین غوری نے غزنی جاتے ہوئے انتقال کیا اور اس موقع پر آپ کا قیام گاہ دہلی میں راجہ کا محل بنایا جاتا ہے حالانکہ ان سنین میں دہلی تسخیر نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے راجہ کے محل یا اس کے متعلق عمارت میں مقام کرنا قرین قیاس نہیں۔ نہ ان سنین میں شہاب الدین غوری کا انتقال ہوا بلکہ شہاب الدین کا سنہ وفات سنہ ۶۰۵ھ ہے۔ مگر بار چہارم درود ہند کا (جو ۱۱۰۰ھ میں بعد سفر خراسان) اس سلسلہ میں کہیں تذکرہ نہیں جسکی تفصیلات آگے درج ہیں (مولف)

بغداد شریف سے آپ ۵۵۵ھ میں بسلسلہ سیاحت ہندوستان روانہ ہوئے۔ دوران سفر میں آپ نے حسب ذیل مقامات پر درود فرمایا۔
بغداد شریف سے بسلسلہ سیاحت ہندوستان پر درود
 (ماخوذ از مسالک السالکین)

ہمدان میں پہونچ کر آپ نے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کے مزار شریف سے فیض باطنی حاصل کیا۔
 (خزینۃ الاصفیا)

تبریز میں آپ نے خواجہ ابوسعید تبریزی قدس سرہ العزیز (جو حضرت جلال الدین تبریزی کے پیر و مرشد ہیں) ملاقات کی۔
 (خزینۃ الاصفیا)

۵۵۹ھ - ۵۵۸ھ میں آپ نے شیخ ابوسعید انجیری کے مزار اقدس پر دو سال قیام فرمایا اور فیوض باطنی حاصل کئے۔
 (مسالک السالکین)

خرقان خرقان میں آپ نے شیخ ابوالحسن خرقانی کے مزار سے فیض باطنی حاصل کیا۔
 (ماخوذ از مسالک السالکین و خزینۃ الاصفیا)

۵۵۸ھ میں فتح ہوئی اور ۵۵۹ھ میں اسپر بند راجہ قطب الدین ایبک اسلامی قبضہ ہوا (درشت) حضرت یوسف ہمدانی کا وصال ۵۵۸ھ رجب ۲۵ھ میں ہوا (مسالک السالکین) ۵۵۸ھ و ۵۵۹ھ حضرت جلال الدین تبریزی قدس سرہ برہے عالی رتبہ شیخ تھے حضرت نظام الدین محبوب الہی ٹرائے ہوا شیخ ابوسعید تبریزی ایسے عظیم المراتب شیخ تھے کہ حضرت جلال الدین تبریزی جیسے ستر مرید انکی خدمت میں تھے (مسالک السالکین) ۵۵۹ھ شیخ ابوسعید انجیری کا وصال ۴۳ شعبان ۵۵۹ھ میں ہوا (مسالک السالکین) شیخ ابوالحسن خرقانی کا وصال ۴۳ شعبان ۵۵۹ھ میں ہوا۔ (مسالک السالکین)

استرآباد | یہاں تشریف فرما ہو کر آپ نے شیخ ناصر الدین امیر آبادی سے ملاقات کی یہ شیخ بزرگ عظیم القدر تھے اور
دو واسطوں سے حضرت سلطان العارفین خواجہ ابوسعید بھٹائی سے نسبت رکھتے تھے۔ انکی عمر ایک سو ساٹھ سال بقول
دیگر ایک سو اسی سال کی تھی۔ یہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کے فیض صحبت
سے متفیض ہونے پر فخر کیا کرتے تھے۔
(مسالک السالکین و خزینۃ الاصفیاء)

ہرات | استرآباد سے آپ ہرات تشریف فرما ہوئے۔ یہاں آپ اکثر اوقات حضرت شیخ عبد اللہ انصاریؒ کے
قبر مبارک میں شب بیداریاں فرماتے تھے اور بیشتر عشا کے دنوں سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔
(مسالک السالکین)

۵۶۰
محمد یادگار کی دربار | جب آپ کی بزرگی اور کشف و کمالات کا شہرہ ہوا۔ اور خلقت کا ہجوم ہوا اور آپ ہرات
خواجہ میں باریابی سے اٹھ کر سبزہ دار میں تشریف لائے۔ وہاں کا حاکم محمد یادگار نہایت ظالم و بد مزاج
تھا اور رخص میں صدر درجہ غلو رکھتا تھا اس کا ایک باغ حوالی شہر میں تھا باغ میں ایک حوض پر آب نہایت صفائی
اور لطافت سے واقع تھا۔ آپ اس باغ میں وارد ہوئے۔ اور حوض میں غسل کر کے دو گانہ بجالائے اور حوض
کے کنارے بیٹھ کر تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہوئے۔ اس وقت محمد یادگار کی آمد آمد کی خبر مشہور ہوئی۔ خادم
نے اس خوف سے کہ شاید آپ کی جناب میں بے ادبی سے پیش آئے آپ سے عرض کیا کہ حاکم جابر آتا ہے باغ
میں بیٹھا مناسب نہیں بہتر ہے کہ باہر تشریف لے چلیں آپ نے اس کا اضطراب دیکھ کر قسم فرمایا اور کہا کہ اگر
تجھ کو خوف ہے تو تو فلاں درخت کے نیچے بیٹھا اور قدرت کا تماشہ دیکھ ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ فراشوں نے
پہونچ کر حوض پر آپ کے پہلو میں فرش دغا بیچے بچھائے شروع کئے لیکن آپ کی عظمت و شوکت کی وجہ سے ان
کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہوئی کہ یہاں سے اٹھ جائے ناگاہ محمد یادگار کی سواری آپ پہونچی اس نے آپ کو اس مقام
پر دیکھ کر اپنے خدمت گاروں سے گھور کر کہا کہ اس فقیر کو یہاں کیوں رہنے دیا اور باغ سے باہر کیوں نہ کیا یہ سنکر
آپ نے سر مبارک اٹھایا اسکی طرف دیکھا نظر کا چار ہوتا تھا کہ وہ مثل بید کے کانپ کر زمین پر گر پڑا اور یہ ہوش
ہو گیا۔ یہ حال دیکھ کر اس کے ہمراہی حواس باختہ ہو گئے دوڑ کر آپ کے قدموں پر گر پڑے اور نہایت
منت و سماجت سے طالب معافی ہوئے آپ نے خادم کو اشارہ فرمایا اس نے تھوڑا پانی حوض سے لیکر

پیش کیا آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر محمد یادگار منہ پر چھینٹا مارا محمد یادگار کو ہوش آگیا اور اس نے آپ کے قدموں پر سر رکھ کر نہایت عاجزی اور انکساری سے مغذرت چاہی آپ نے چند کلمات نصیحت آمیز فرمائے جس کو شکر یادگار محمد اور اس کے ساتھی رونے لگے اور اسی وقت دفعہ اور جمیع منہیات سے تائب ہوئے۔ یادگار محمد نے حسب ارشاد آپ کے دستور کے دو گانہ شکر یہ توفیق تو یہ ادا کیا اور یہ عقیدت تمام سولہ اپنے کل توالی کے مرید ہوئے اور اپنا کل مال و اسباب فقر کو تقسیم کر کے اور لونڈی غلاموں کو آزاد اور بیویوں کو طلاق دیکر تارک الدنیا ہو گئے اور آپ کی خدمت میں صحبت اختیار کی۔ جب آپ تشریف لیجانے لگے تو حضار شاہ ماں تک آپ کے ہمراہ آئے چونکہ عرصہ قلیل میں آپ کی تربیت و برکت صحبت سے عارفان اور واصلمان حق میں سے ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ نے اس نوح کو بالفعل ان کی حمایت میں چھوڑ کر انہیں وہاں مقیم کیا۔
(از مسالک السالکین)

فرشتہ اور صاحب تذکرۃ الاولیاء ہند نے محمد یادگار سبزواری کا ہندوستان آنا تسلیم نہیں کیا۔ وقائع شاہ معین الدین چشتی کا بیان ہے چند روز وہاں (سبزہ واد) قیام فرمانے کے بعد غریب نواز حضار تشریف لے گئے۔ اور اس سرزمین کو محمد یادگار کی سپرد فرمایا۔ خود بلخ کی طرف روانہ ہوئے۔ محمد یادگار نے تمام عمر وہیں بسر کی ان کا مزار وہیں ہے مگر صاحب مسالک السالکین غریب نواز کے ہمراہ بامیں وجہ ان آنے کے مقرر ہیں کہ ان کی اولاد اجمیر میں موجود ہے نیز میرالاقطاب میں پر تھوڑی راج کے زوال سے قبل رہنشی ۱۱۵۷ھ میں ان کا غریب نواز کے لئے (جبکہ آپ سدہا ہار پناڑی پر لب آنا ساگر مقیم تھے) اجمیر کی آبادی میں جائے رہائش منتخب کرنے کے لئے جانام قوم ہے اس لئے ان کا غریب نواز کے ہمراہ ہندوستان آنا ثابت ہے ان کی اولاد آج تک بلقب شیخ زادگان اجمیر میں موجود ہے نیز صاحب تذکرۃ الاولیاء ہند۔ اپنے آپ کو محمد یادگار کا ہم جد کہتے ہیں۔ (مولف)

ان دونوں متضاد روایتوں میں اس طرح تطابق ہوتا ہے کہ غریب نواز نے بار اول روہنڈی ۱۱۵۷ھ کے موقع پر محمد یادگار کو مرید کیا۔ اور حسب روایت فرشتہ وغیرہ انہیں اس وقت وہیں چھوڑا مگر دوسرے (۱۱۵۷ھ) روزۃ الصفا کی جلد ۱۱۵۷ھ میں مرقوم ہے کہ مرزا یادگار محمد حاکم سبزہ دار کو سلطان جین بالقر نے قتل کیا بغیر معقولہ و

درد ہند کے موقع پر یہ غریب نواز کے ساتھ (۱۷۵۵ء) میں حب روایتہ سالک السالکین و سیر الاعطاب
ابیر آئے (مولف)

بلغ میں سیکھنا الدین کا مرید ہونا
الغرض سبزو داری سے آپ براہ حصار بلخ پہونچکر چند روز حضرت احمد خردیہ
رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مقیم رہے اس وقت بلخ میں ایک فاضل حکیم
مولانا ضیا الدین تھے ان کو علوم فلسفہ میں پوری مہارت تھی لیکن عقیدہ
ان کا ناسد تھا علم تصوف کو ہدیان اور اہل تصوف کو مخبوط اور دلو اندہ کہتے
تھے بلخ کے قریب ان کا ایک باغ اور درہ تھا اس میں لوگوں کو تعلیم علوم حکمت و فلسفہ کی دیتے تھے۔

”غریب نواز کے پاس حالت میر و ساحت میں ہمیشہ تبرکات۔ چقائق اور نمکدان رہتا تھا جب
بیاباں اور بنیاد مقام میں رہنے کا اتفاق ہوتا اور انظار کے واسطے کچھ ہم نہ پہونچتا تو بطور کاشکار کے روزہ
انظار فرماتے تھے فضا کا ایک روز آپ کا گذر مولانا ضیا الدین کے بلخ میں ہوا۔ اس روز آپ نے ایک کاشکار
شکار کیا خادم سے اس کے کباب تیار کرنے کو فرمایا اور آپ نماز میں مشغول ہوئے۔ اس آثار میں مولانا نے
آپ کو نماز پڑھتے اور خادم کو کباب تیار کرتے پایادہ آپ کے پاس آئے جب آپ نماز سے قایم ہوئے
تو آپ کو بادب تمام سلام کر کے مودب بیٹھ گئے اسنے میں خادم کباب تیار کر کے لایا آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم
کر ایک ران کنگ کی مولانا کو عنایت فرمائی اور دوسری ران میں سے کسی قدر خود تناول فرمایا۔

کباب کا کمانا تھا کہ ظلمت انکاری اور رنگ علوم فلسفہ کا دل سے دور ہو گیا۔ اسرار الہی ان پر تکشف
ہو گئے۔ اور یکایک یہوش ہو گئے آپ نے اسے پس خورہ میں سے کبھی قدر لیکر مولانا کے منہ میں دیا

بقیہ مضمون صفحہ ۱۷۔ اسنے ممکن ہے ہم نام نور سہو دار ہونگی جہ سے بعض لوگوں کو فلان فہمی ہوتی ہو۔ اور انکو غریب نواز کے ساتھ آنے
والا یادگار محمد سہو کران کے ہندوستان آنیکل تردید کی ہو۔ حالانکہ ان کا سہ شہادت ۱۷۵۵ء سے یعنی غریب نواز کے دھال سے
دوسو بیس سال بعد کا زمانہ ہے۔ اسنے یہ غریب نواز کے ساتھ آنے والے یادگار محمد نہیں ہو سکتے (مولف)

(ب) درمغ رہے سبزو داری اور بلخ میں دوسرا فقہا تیان میں مندرجہ بالا یادگار محمد سبزو داری ایرانی ہیں اور غریب نواز
کے ہمراہ آنے والے یادگار محمد سبزو داری افغانی ہیں یہ سبزو داری ہرات کے غریب اور ایرانی سبزو دار موجود دیوسے اسٹیشن شاہد
کے قریب ہے۔ دیکھتے نقشہ ایران و افغانستان مشککہ (مولف)

۱۷ حصار سبزو دار اور بلخ کے درمیان ہے۔ (ماخوذ از دقاع شاہ مین الدین)

کہ ان کو ہوش آگیا۔ پھر مولانا نے تائب ہو کر کل کتا میں فلسفہ کی دریا میں غرق کرادیں۔ پھر اپنے ملازمہ کو آپ کے مرید ہوئے اور آپ کی خدمت و صحبت اختیار کی جب آپ کی شہرت ہوئی اور لوگوں نے عجب کم کیا تو آپ نے مولانا کو خرقہ خلافت عطا فرما کر وہاں چھوڑا۔ خود سفر اختیار کیا۔ (ماخوذ از واقع شاہ معین الدین مسالک سالکین)

بخ سے غزنی پہونچ کر آپ نے حضرت شیخ عبدالواحد (جو شیخ نظام الدین ابوالموید کے

غزنین (پیریں) سے ملاقات کی۔ (خزینۃ الصغیا)

غزنین سے روانہ ہو کر آپ پہلی بار ہر دایات متواتر بتائیں۔ (محرم الحرام ۵۶۱ھ)

ورد و دہندہ بار اول

ہندوستان میں تشریف فرما ہوئے اس وقت خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی

جو بہرام شاہ کا پوتا تھا (لاہور میں حکمران تھا۔ (ماخوذ از تاریخ فرشتہ وغیرہ)

مگر اس زمانہ میں چونکہ رولت اسلام صرف لاہور اور ملتان تک تھی اور یہی ہر دو مقامات شمالی ممالک

سے آئیوالے کے لئے قیام و سیر کے قابل تھے۔ اسلئے قرن قیاس ہے کہ اس ورد و دہندہ کے موقع پر آپ

صرف لاہور و ملتان تک ہی تشریف لائے۔ (ماخوذ از تاریخ فرشتہ)

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ درملتان بودم از بر در گے شنیدم۔ (دلیل العارفین)

ہندوستان سے واپسی کے بعد آپ نے دوبارہ حاضر خدمت ہو کر خواجہ

خواجگان خواجہ عثمان ہر و فی قدس سرہ العزیز سے بیعت انصالی کی۔

اور بیعت انصالی بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہندوستان آکر آپ کا داپس جانا کسی

۱۲۵۸ھ میں خسرو شاہ غزنوی نے انتقال کیا اسکا بیٹا خسرو ملک لاہور میں تخت نشین ہوا۔ اسے شکست دے کر

فیث الدین محمد سام نے ۱۲۵۸ھ میں لاہور پر قبضہ کر لیا۔ (روضۃ الصفا)

۱۲۵۹ھ (الف) میں سلطان محمود غزنوی نے ملتان تہجیر کیا اور لشکر کے احضار کا حکم نافذ کیا۔ اسلئے کہ ملتان کا والی

شیخ جہرودھی امیر ناصر الدین سبکتگین سے اخلاص کا سلوک رکھ کر مذمت شایعہ نہ لانا تھا۔

۱۲۶۰ھ (ج) میں سومات کی واپسی پر سلطان محمود غزنوی سندھ کے بیابان کی راہ سے ملتان جانا چاہتا تھا کہ ایک ہندو رہبر

نے بسبب شتمی سلطان کو معرکہ لشکر کے بے آب بیابان میں پہونچا دیا تاکہ ہلاک ہو جاوے۔ سلطان نے رہبر کو سزائے قتل دی اور خود تہجیر

غزنی روانہ ہوا۔ اور ۱۲۶۱ھ میں معرکہ لشکر عظیم کے ملتان کی طرف رخ کیا اور ہاں پہونچ کر ایک جنگ عظیم کے بعد ان جوں کی تو شالی

(ج) ۱۲۶۲ھ میں محمد یحیٰ نے اپنے چھوٹے لڑکے کو سپہ سالار ہندوستان کا مقرر کیا۔

(د) ۱۲۶۳ھ میں علی بن ربیع غزنی سے پشاور کی طرف سوار ایک کثیر تعداد زر و جو اہر کے بھاگا اور اسے اپنے ہمراہ لے گیا۔ (بقیہ صفحہ منبر)

لواہیت سے ثابت نہیں۔ مگر بارے نزدیک ہر چار روایات درود ہند کے درمیان بعد عظیم ہونے نیز سابق روایات سے آپ کا چارہ تہ ہند مسکن تشریف لانا ثابت ہے جس کی تفصیل ہر چار درود ہند کے مواقع پر لکھی گئی ہے مجملہ ص ۱۱ سے۔

”آپ کا درود درود ہند“

حب دلیل العارفین کے درود ہند کے وقت پیر ہندوں کی ملکیت تھی۔ اور حب مسالک السالکین دیارِ فرشتہ وغیرہ اجمیر میں پتھوی راج کی حکومت تھی۔ اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جب شہاب الدین غوری نے پتھوی راج پر آخری بار حملہ کر کے اجمیر فتح کیا اور پتھوی راج کو زندہ گرفتار کیا چونکہ یہ اقویا اتفاق شہدہ میں ہوا ہے اسلئے آپ کا دوسری بار درود ہند شہدہ میں ہونا ثابت ہے۔

”آپ کا درود ہند بار سویم“

صاحب سیراج الدین کا بیان ہے کہ جب معز الدین سام غزنوی جاتے ہوئے (۶۰۲ھ) میں واصل ہوئے تو اس زمانہ میں آپ وارد لاہور ہوئے۔

”آپ کا درود ہند بار چہارم“

حب خرمیۃ الاصغیا بموجب ارشاد حضرت قطب صاحب جب آپ خراسان سے ہندوستان وارد ہوئے جبکہ مفصل حال آگے درج ہے اس وقت قباچہ بیگ اور کفار مغلوں کے درمیان جنگ شعلوزن تھی۔ اور قطب صاحب حمۃ اللہ علیہ کی استعانت باطنی سے قباچہ بیگ نے فتح پائی۔ چونکہ حب منتخب التواریخ یہ جنگ قطب الدین ایبک کے انتقال کے بعد قباچہ بیگ اور کفار مغلوں سے ۶۱۱ھ میں ہوئی۔ لہذا غریب نواز کا جو تھی بار درود ہند وستان ہونے کا سال بھی یہی ہے۔

مندرجہ بالا بتاتفصلاً کے پیش نظر ایک چار مرتبہ ہندوستان تشریف لانا بخوبی ثابت ہے اور مقررہ سابقہ ہر چار درود ہند کی متضاد روایات جو ایک ہی سفر درود ہند میں لکھی گئی ہیں، کی مطابقت

بقیہ مضمون صفحہ ۱۸ -

(۱) عدد سے اس خط کو ملتا ہے اور سند تک اپنے قبضہ میں لایا۔ وغیرہ (از فرشتہ)

(۲) لاہور ہاتھ مندرجہ بالا ثابت ہے کہ لاہور میں یہاں رونق اسلام تھی (مولف)

مطابقت ہو جاتی ہے۔

واقعات بیعت اقصالی {رسالہ "انیس الارواح" میں بیعت قربیت کے مفصل واقعات خود حضور غریب کو اس طرح تحریر فرمائے ہیں۔

یہ مسلمانوں کا دعا گو مسین الدین حسن بخری بمقام شہر بغداد خواجہ بنید قدس سرہ العزیز کی مسجد میں دولت پابوسی حضرت خواجہ ہرذی قدس سرہ العزیز سے مشرت ہوا۔

اس وقت مشایخ کبار حاضر خدمت اقدس تھے جب اس درویش نے سر نیاز زمین پر رکھا پیرد مرشد کا ارشاد ہوا۔ دو رکعت نماز ادا کریں نے ادا کی۔ فرمایا قبلہ دیکھو۔ میں بیٹھ گیا حکم دیا سورۃ بقرہ پڑھیں نے پڑھی فرمان ہوا اکیس بار دود و شریف پڑھیں نے پڑھا۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا۔ اور فرمایا۔ آٹھ گز میں تجھے خدا تک پہنچا دوں اور مقررہ منے کر دعا گو کے سر پر چلائی۔ کلاہ چہار تری کی اس عقیدت کیش کے سر پر رکھی۔ حکیم خاص عطا فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا فرمایا ہمارے خاندانہ میں ایک شعبانہ روز مجاہدہ کا معمول ہے تو آج کے دن اور رات بھر مشغول رہ یہ درویش حکم بشارت محترم مشغول رہا۔ دوسرے دن جب حاضر خدمت ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جا اور ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ میں نے پڑھی پھر فرمایا آسمان کی طرف دیکھ میں نے دیکھا۔ فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے عرض کیا عرش اعظم تک۔ فرمایا زمین کی طرف دیکھ میں نے دیکھا فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے عرض کیا تحت الثریٰ تک فرمایا پھر ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ میں نے پڑھی فرمایا پھر آسمان کی طرف دیکھ میں نے دیکھا فرمایا اب کہاں تک دیکھتا ہے میں نے عرض کیا حجاب عظمت تک فرمایا آنکھیں بند کریں نے بند کر لیں فرمایا کھول میں نے کھولیں۔ پھر مجھے اپنی دو انگلیاں دکھائیں اور فرمایا کیا دیکھتا ہے میں نے عرض کیا ہزار ہزار عالم دیکھتا ہوں فرمایا جا تیرا کام پورا ہوا۔

سامنے پڑی ہوئی ایک انیٹ کے لئے فرمایا کہ اسکو اٹھائیں نے اٹھایا تو مٹھی بھر دینار برآمد ہوئے فرمایا ان کو لجا کر فقراء میں صدقہ کریں نے حکم کی تعمیل کی۔ اور حاضر خدمت ہو گیا۔ ارشاد ہوا چند روز ہماری صحبت میں رہ۔ عرض کیا تابع فرمان ہوں (ماغذازانیس بالارواح)

۵۸۲ ۵۶۲

مرشد کے ہمراہ سیاحت

سفر حرمین حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ بعد ازاں میں چند دن پیر و مرشد کینیت
کا ماضیہ پھر آنحضرت نے اس دعا کو ساتھ لیکر سفر خانہ کعبہ کا اختیار فرمایا الغرض ایک
شہر میں پہنچے یہاں ایک جماعت درویشوں کی دیکھی جو شراب عشق الہی سے سرشار در عالم سکرو حیرت میں از خود
رختہ تھی چند روزان کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا مگر وہ حضرات عالم صحو میں نہ آئے۔

(ازامیں الارواح)

بعد ازاں مکہ معظمہ پہنچے اور زیارت و طواف خانہ کعبہ سے فارغ ہوئے۔ پیر و مرشد نے یہاں بھی میرا ہاتھ
پکڑا اور حق تعالیٰ کے سپرد کیا اور زیر نادران خانہ کعبہ دعا گو کے باب میں مناجات کی۔ آواز آئی بہتے معین اللہ
کو قبول کیا پھر مدینہ منورہ آئے اور وہ مقدمہ حضور سرور عالم رسول اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے مجھ
سے فرمایا سلام عرض کر میں نے سلام عرض کیا آواز آئی وعلیکم السلام یا قلوب المشائخ برزخ بجز آواز شکر
حضرت خواجہ اعظم نے خواجہ باب تیرا درجہ کمال کو پہنچ گیا۔ (اذا نوازا میں الارواح)

ورود بخشاں پھر بخشاں پہنچے یہاں ایک بزرگ حضرت جلیل رحمۃ اللہ علیہ کے پیشکار
میں سے تھے ان کی عمر سو سال کی تھی از حد شغول تھے۔ ان کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا جب اس کی نسبت
دریافت کی گئی تو کہنے لگے کہ ایک موقع پر میں نے اپنی خواہش نفس سے اس پاؤں کو صومعہ سے باہر نکالا
تھا کہ یہ ندا آئی اے بدی ہی عہد تھا جو فراموش کر دیا میں نے اسی وقت اس پاؤں کو کاٹ کر پھینک دیا
اس واقعہ کو گزیرے چالیس سال ہو گئے اس وقت سے عالم حیرت میں مبتلا ہوں کہ کل قیامت کے
دن کیونکہ درویشوں میں منہ دکھاؤں گا (ازامیں الارواح)

ورود بخارا بخارا پہنچے اور یہاں کے صدر مشائخ سے ملے جو دوسرے
عالم میں تھے جنکی کمر لیت و توصیف حد بیان سے باہر ہے۔ الحاصل دس سال تک میں حضرت

ان حضرات سے مراد ہے جن کے ذریعہ اہل حاجت اپنے معاملات باطنی طور پر پیش کرتے ہیں۔

میں حضرت خواجہ اعظم کی ہمرکابی میں مسافر رہا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ اعظم داپس بغداد شریف تشریف لائے اور غزل گزین ہوئے۔ (ماخوذ از انیس الارواح)

غریب نواز فرماتے ہیں چند دن بعد آنحضرت نے پھر مسافرت اختیار فرمائی اور میں مزید دس سال تک آنحضرت کا رخت خواب درپانی کی چھاگل سر پہنے سفر میں ساتھ رہا اس دس سال کے دوران سفر میں آپ کا مرشد کے ہمرکاب حبیبیل مقامات پر پہنچنا قرین قیاس ہے۔

اوش فرمایا ایک وقت دعا گو اور شیخ عثمان ہارونی مع ایک اور درویش کے مسافرت میں تھے ہم شیخ بہاد الدین بختیار اوشی سے ملے یہ بڑے بزرگ تھے اور واسطان حق میں سے تھے ان کے یہاں یہ رسم تھی کہ جو کوئی اُن کی خالقاہ میں آمادہ محروم نہ جاتا۔ اگر برہنہ آتا اسکو کپڑے دیتے اور ان کے لئے عالم غیب سے اور کپڑے آجاتے۔ الغرض کچھ دن ہم ان کی صحبت میں رہے۔ اُن درویش نے کہا کہ اول نصیحت یہ ہے کہ اے درویش جو کچھ تجھے ملے وہ خدا کی راہ میں دنیا اور دولت جمع نہ کرنا اور خدا کے بندوں کو کھانا پہنچانا تاکہ خدا کے دوستوں میں ہو جائے (دلیل العارفین)

حضرت قطب صاحب کا اس موقع پر حضرت خواجہ قطب صاحب کو ان کی والدہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا۔ میں بھیجا۔ اس وقت حضرت قطب صاحب کی عمر چار برس چار ماہ چار دن کی تھی۔ غریب نواز نے چاہا کہ آپ کا تختہ لکھیں۔ مگر غیب سے آواز آئی کہ اے خواجہ ابھی لکھنے میں توقف کرو۔ قاضی حمید الدین ناگوری آتا ہے۔ وہ ہمارے قطب کا تختہ لکھے گا اور تعلیم دیگا۔ پس قاضی صاحب طرفۃ العین میں آگئے۔ غریب نواز نے تختہ ان کے ہاتھ میں دیدیا۔ (مسالک السالکین)

سیوستان غریب نواز نے فرمایا ایک وقت میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ہمرکاب سیوستان کے سفر میں تھا وہاں ایک صومعہ تھا اُس میں ایک بزرگ رہا کرتے تھے ان کا نام شیخ نور الدین محمد احمد سیوستانی تھا یہ بزرگ بہت مشغول تھے میں چند دن تک ان کی خدمت میں رہا جو شخص اُن کے صومعہ میں آتا محروم نہ جاتا اور عالم غیب سے کوئی چیز لا کر اسکے ہاتھ میں دیتے اور اُس سے کہتے کہ اس درویش

کو سلامتی ایمان کی دعا سے یاد کر کیونکہ اگر میں گورس اپنا ایمان سلامت لے گیا تو بہت بڑا کام کیا یہ بزرگ جب ہیبت مرگ اور گور کا تذکرہ سننے مثل بید کے کاپٹنے لگتے اور ان کی آنکھوں سے خون کے آنسو پانی کے چشمہ کی طرح جاری ہو جاتے اور سات دن تک روتے رہتے اور اپنی دونوں آنکھیں ہوا میں کھول کر کھڑے ہو جاتے ہیں ان کے رونے سے رونا آجاتا اور کہتے یہ کیسا بزرگ شخص ہے جب وہ اس عالم سے فارغ ہوتے بیٹھ جاتے اور ہماری طرف منہ کر کے کہتے کہ اے عزیزاں مجھے مرگ درپیش ہے جسکا ملک الموت حمد لیف ہو اور قیامت جیسا دن سامنے ہو اس کو سونے خوشدلی قرار دینا وہ سے کیا کام اور اُسے کیسے کسی دوسرے کام میں مشغول ہونا اچھا معلوم ہو۔ (دلیل العارفین)

دُشَق فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ ابدال دین کرمانی اور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے۔ ایک شہر میں پہنچے جسے دُشَق کہتے ہیں۔ دُشَق کی مسجد کے سامنے بارہ ہزار انبیاء کرام مزارات ہیں اور یہاں لوگوں کی حاجتیں برآتی ہیں انبیاء علیہ السلام کے مزارات کی زیارات کیں۔ اور یہاں کے بزرگوں سے ملے چنانچہ دُشَق کی مسجد میں ایک دن دعا گو شیخ ابدال دین کرمانی حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ اور محمد عارف (جو بہت بزرگ عامل تھے) موجود تھے ان کے برابر چند اور درویش بھی بیٹھے تھے۔ محمد عارف نے کہا کہ قیامت کے دن درویش معذور ہونگے اور مالداروں سے حساب ہوگا ایک شخص پر یہ بات گراں گزری وہ ان سے اس باب میں بحث کرنے لگا اور کہا کہ یہ کس کتاب میں لکھا ہے محمد عارف کو اس کتاب کا نام یاد نہ تھا انہوں نے کچھ دیر مراقبہ کیا فرشتوں کو حکم ہوا کہ جس کتاب میں یہ بات تحریر ہے وہ اس شخص کو دکھا دو فرشتوں نے کتاب دکھا دی وہ شخص کھڑا ہوا اور قدموں پر سر رکھا۔ (دلیل العارفین)

بعد ازاں یہ گفتگو ہوئی کہ جو یہاں موجود ہیں وہ اپنی اپنی کرامت دکھائیں حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے مُصَلَّے کے نیچے ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر تک کھائے زر نکال کر ایک درویش کو دئے تاکہ حاضرین کیلئے حلوہ الایں پھر شیخ ابدال دین نے اپنے قریب کی لکڑی پر ہاتھ مارا خدا کے حکم سے وہ لکڑی زر ہو گئی۔ مگر اس دعا گو نے بسبب اُشبہ کچھ نہ کیا حضرت خواجہ عثمان نے میر لطیف منہ کر کے فرمایا کہ تم نے کچھ نہیں کیا بعد ازیں حکم مرشد میں نے گلیم میں سو چار قرص نکالے در ایک بھوکے درویش کی طرف بڑھائے اوس درویش اور خواجہ عارف نے کہا کہ جس درویش میں اتنی قوت نہ ہو اسکو درویش نہ کہنا چاہئے۔ (دلیل العارفین)

وایسی بغداد بعد ازاں آنحضرت واپس بغداد شریف آکر محتکف ہوئے اور فقر سے ارشاد فرمایا کہ اس مقام سے چند روز باہر نہ آؤں گا مگر تجھے چاہئے کہ چاشت کے وقت آیا کر تجھ سے ترغیب فقیر بیاں کروں تاکہ مریدوں اور فرزندانوں کے لئے میرے بعد یادگار رہے۔ یہ فقیر حسب الحکم روزانہ حاضر خدمت ہوتا رہا اور جو کچھ آنحضرت کی زبان گوہر افشاں سے سنتا تھا۔ اس کو قلم بند کرتا تھا چنانچہ اٹھائیس مجلسوں کا ایک رسالہ الموسوم بہ انیس اللارواح مرتب کیا۔ (از انیس اللارواح)

اسی سال اپنے رسالہ انیس اللارواح مکمل کر کے شجرہ طریقت میں شامل فرمایا۔
رسالہ انیس اللارواح کا تکمیل
(ماخوذ از انیس اللارواح دسالک السالکین)

سالہ انیس اللارواح میں غریب لوار نے اپنے پیر و مرشد کے ملفوظات ارقام فرمائے ہیں اور حضرت قطب الاقطاب نے اپنے پیر کی سنت کے پیش نظر اپنے مرشد کے حالات دلیل العادین میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے اپنے مرشد کے حالات فوائد السالکین میں اور حضرت شیخ الشیخ نے اپنے مرشد کے ملفوظات راحت القلوب میں قلمبند فرمائے ہیں۔ چاروں رسالے ملفوظات وچکان کے نام سے مشہور ہیں ہر چند کہ ان ملفوظات سے مولانا حمید دلدور نے انکار کیا ہے اور نیز الحالی (ملفوظات حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی مرتبہ مولانا حمید دلدور) میں صاف لکھا ہے کہ یہ ملفوظات آنحضرت کے نہیں ہیں کیونکہ ان میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو ان حضرات کے علم و ارشاد کے مناسب نہیں ہیں۔ نیز ان حضرات کی کوئی تصنیف نہیں مگر انقل القوار (جس میں حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات مرتبہ حضرت امیر خسروؒ ہیں) میں مرقوم ہے کہ خواجہ بزرگ اور حضرت سلطان المشائخ جو کچھ اپنے پیر و مرشد کو سنتے تھے وہ لکھ لیتے تھے۔ ان دونوں روایات کے اختلاف میں اس طرح ظہن ہو جاتی ہے کہ سلطان المشائخ کے زمانہ تک یہ رسالے بشکل رسالہ جات ظاہر نہیں ہوئے تھے بلکہ بزرگ شجرہ کیساتھ تھے اور بزرگ شجرہ سمجھے جاتے تھے نہ کہ رسالہ جات۔ عاودہ ازیں کسی دوسرے شخص کو ان حضرات کی ملفوظات مرتب کرنے کی کوئی خاص وجہ نہیں معلوم ہوتی غیر متعلق شخص اتنی محنت کر کے یہ سارے کیوں مرتب کرنا۔ نیز حضرت امیر خسروؒ کے بیان کو کیسے طرح غیر معتبر نہیں کہا جاسکتا و بعد ان کیفیات اور عالم جزیب کی وارداتیں عام کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ اہل سلسلہ کیلئے ہوا کرتی ہیں جیسا کہ سرور عالم نے نبی بی عاثرہ صدیقہؑ سے ارشاد فرمایا (کون عاثرہ کس کی بیٹی عاثرہ) لہذا ہماری رائے میں یہ رسالہ جات انھیں حضرات کے ہیں۔

(ماخوذ از سالک السالکین درائے مولف)

پیر و مرشد کے ہمکاب بیس سال تک سیاحت میں رہ کر اور
بشمول سابق ڈہائی سال یعنی کل بائیس سال چھ ماہ (مطلقاً)
بائیس سال) پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں حاضر رہنے

۵۸۲
پیر و مرشد سے تبرکاتِ صطفوی
اور خرقہ خلافتِ مخصوصہ پانا

کے بعد لہر ۵۲ سال آپ ۵۸۲ء میں بغداد واپس تشریف لائے اس وقت حضور خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز نے خرقہ خلافتِ مخصوصہ یعنی سرورِ عالم کے تبرکات جو سلسلہ بسلسلہ خواجگانِ چشت میں چلے آتے تھے آپ کو عطا کئے اور امین و سجادہ نشین بنا کر ممتاز فرمایا تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

(ماخوذ از انیس الارواح و سالک السالکین)

غریب نواز بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں حضور خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا اے معین میں نے یہ سب کلام تیری تکمیل کے لئے کیا ہے تجھ کو اس پر عمل کرنا واجب ہے اور فرزند (روحی فرزند) خلفِ دہی ہو جو اپنے گوشِ دہوش میں اپنے پیر و مرشد کے ارشادات کو جگہ دے۔ اور اپنے شجرہ میں لکھے اور انجام کو پہنچائے تاکہ کل قیامت کے دن شرمندگی نہ ہو۔ اس ارشاد کے بعد عصائے مبارک جو آنحضرت کے سامنے رکھا تھا دعا گو کو عنایت فرمایا۔ بعد ازاں خرقہ تعلیم چوہیں اور متصلے بھی عطا فرما کر سرفراز کیا پھر ارشاد فرمایا کہ یہ تبرکات ہمارے پیرانِ طریقت قدس اللہ اسرارہم کی یادگار ہیں جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہنچے ہیں اور ہم نے تجھے دے دی ہے ان کو اسی طرح اپنے پاس رکھنا جس طرح ہم نے ان کو رکھا ہے اور جس کو مردِ پانا اس کو یہ ہماری یادگار دینا غریب نواز فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کے بعد پیر و مرشد نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا ”تجھ کو خدا کے سپرد کیا یہ فرما کر آپ عالمِ تحیر میں مشغول ہو گئے اور دعا گو خست ہوا (ماخوذ از انیس الارواح و سالک السالکین)

و خرقہ خلافت و علم معرفت کی ابتدا اور وجہ تسمیہ

خرقہ اور علم معرفت { سراج شریف کے بعد سے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے درمیان صحتہائے تخلیہ رہتی تھیں اور کسی کو یہ خبر نہ ہوتی تھی کہ کیا گفتگو ہوتی ہے جیسا کہ روایات میں آیا ہے جہاں تخلیہ کا موقع نہ ہوتا تھا وہاں سرگوشی ہوتی تھی۔ جیسا کہ ان دونوں

حدیثوں سے ثابت ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

اسلم تزدی میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ سرور عالم نے غزوہ طائف کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر سرگوشی کی لوگوں نے کہا یا للتحقیق سرور عالم نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک سرگوشی کی سرور عالم نے ارشاد فرمایا میں نے ان سے سرگوشی نہیں بلکہ اللہ نے سرگوشی کی ہے۔
۲ امام احمد حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا قسم ہے خدا کی سرور عالم کے آخر زمانہ میں آنحضرت کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قریب علی بن ابی طالب تھے۔ جب آنحضرت مریض ہو گئے تو انتقال کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر دیر تک ان سے سرگوشی کی اور ایک مومہ تک چپکے چپکے باتیں کرتے رہے۔ پھر اسی دن آپ کا انتقال ہو گیا۔

اس اعتبار سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سرور عالم کے آخر زمانہ میں سب سے زیادہ قریب تھے یعنی اقرب الہمد۔ یہ صحیحہائے تخلیہ اور سرگوشیاں احکام شریعت کے متعلقہ معاملات کی بابیت تھیں کیونکہ شریعت ظاہر ہے اور اس کے احکام علی الاعلان آئے ہیں اس لئے ان کے اختیایان کے واسطے صحیحہائے تخلیہ یا سرگوشی کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ یہ صحیحہائے تخلیہ اور سرگوشیاں علوم باطنی یعنی اسرار حقیقت و معرفت کی تعلیم کے لئے تھیں جن کا کتمان ضرور تھا۔ کیونکہ بسبب نا فہمی ارباب ظاہر پران کا ظاہر ہونا موجب فسادات اور منافی شریعت ظاہر تھا یہ وہ علوم سینہ اور اسرار باطنی تھے جن کا حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے بھی حق تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچانا گوارہ نہ فرمایا اور انہی اسرار کی تعلیم کے واسطے شب معراج میں اپنے پاس بلا کر ایسے مقام میں جو مقام کوئی قدرتی سے بھی بالاتر تھا اور جہاں سوائے ذات مطلق کے اور کچھ نہ تھا یہاں تک کہ تحت فوق زمین و سماں سے بھی یہ مقام پاک و منزہ تھا۔ آپ اس صورت سے باریاب ہوئے۔

تَزَكَّىٰ نَفْسُهُ فِي السَّمَاءِ فَتَدَلَّىٰ وَتَذَكَّرَ تَلْبِيَهُ فِي صِدْقِ الْمُنْتَهَىٰ وَتَذَكَّرَ ذُو جِدِّ بِغَابِ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ بَقِيَ سِرُّهُ وَرَبُّهُ۔

ترجمہ۔ یعنی چھوڑا اپنے نفس کو آسمان پر اور آگے بڑھے پھر چھوڑا اول مظهر کو سدرۃ المنتہی پر اور چھوڑا

روح کو قلاب تو سین ادا دنی کے مقام پر باقی رہا سر اس کا اور پروردگار اس کا (مسالک السالکین)
یہاں باطنی اور سر باطنی کی تعلیم فرمائی۔ اور اس سے آپ کے فیض گنجینہ کو معمور کیا۔ اور خلعت
ولایت مطلق اور خلافت خاص اور خرقہ درویشی سے جو مخصوص بذات پاک تھا مشرف فرمایا۔

ان علوم و اسرار باطنی کے متعلق اپنے کلام پاک میں بھی صاف طور پر ظاہر نہ فرما کر صرف
فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَمَّارٍ وَحْيًا بِرَأْفَتِهِ فَمَا يَدْرِي مَا كُنْهُ سِرِّهِمْ وَكَانَ سِرُّهُمْ خَائِماً لِّأَنْبِيَائِهِمْ وَرُسُلِهِمْ هِيَ آيَةُ الْكُنْهِ
نہ تھی اس لئے حق تعالیٰ جل شانہ نے حضرت شاہ ولایت امام الادلیا ولی المؤمنین حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کو اس علم سینہ و اسرار باطنی کا وارث بنایا اور اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام سے یہ اسرار
مولائے کائنات کو پہونچا کر خلعت ولایت کبریٰ سے سرفراز فرمایا۔ جیسا کہ عطاءے خرقہ درویشی اور
بروز غدیر خم دستار عطا کرنے اور اس آیتہ کریمہ سے ظاہر ہے یا ایہا الرسول بلغ ما أنزل الیہ من ربہ
ترجمہ۔ "اے رسول پہونچا دے لوگوں تک جو تیرے رب نے نازل کیا ہے"۔ اس طرح اس شمع نبوت
سے جس کی شان میں سرابا منیر آیا ہے خلق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اس شمع ولایت کو روشن
کیا۔ جس شمع ولایت سے چراغ ولایت روشن ہے۔ اور سلسلہ بسلسلہ قیامت تک روشن رہے گا۔
(مسالک السالکین)

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے سرور عالم کے اس ارشاد (میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا
نے کی ہے) کی حسب ذیل اشعار میں کیا خوب تشریح کی ہے۔

دو دہاں داریم گویا ہچوا لئے	یک دہاں پنہاست در لہا دے
یک دہاں نالاں شد سوئے شما	ہائے دہوے در فلندہ در شما
لیک و اندہر کہ اور امنظرست	کین فغساں این ہر تے ہم زان سرست
دولہ این نالے از دہاے دوست	ہائی دہوے روح از لہاے دوست

(مسالک السالکین وغیرہ)

از مولف { در اصل یہ سرگوشی تعلیم معرفت تھی۔ یہی علم آگے چل کر علم تصوف کہلایا۔ اور اولیا و صوفیا و عارفان اسی علم باطنی اور سرالہی کے حامل ہیں۔ (مولف)

اس خرقہ مقدسہ کے متعلق صاحب تذکرۃ الاولیاء نے ہنر کا بیان حسب ذیل ہے۔
جملہ ارباب تصوف متفق ہیں کہ خرقہ درویشی درگاہ رب العالمین سے شب معراج میں حضرت رسالت پناہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ کو مرحمت ہوا۔ جب حضرت معراج سے واپس تشریف لائے۔ تو صبح کو مجلس اصحاب میں بموجب فرمان الہی وہ خرقہ حضرت علی کرم اللہ کو عطا فرمایا اور علم معرفت کی تعلیم دی وہ خرقہ کلیم سیاہ تھا۔ حضرت علیؑ نے ستر صاحبوں کو اپنا مرید فرمایا اور چار صاحبوں کو تعلیق کیا وہ چار پیر کہلاتے ہیں۔ اول حضرت امام حسن علیہ السلام دوم حضرت امام حسین علیہ السلام۔ سوم خواجہ بیکیل بن زیاد قدس سرہ۔ چہارم خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

ان کو حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے وہ خرقہ درویشی عطیہ رسول مقبول عنایت فرما کر مقدس لائے مشائخ بنایا۔ جب وہ خرقہ خواجگان چشت میں منتقل ہوا تو خرقہ خواجگان چشت کہلایا۔ چنانچہ حضرت شیخ نصیر الدین چیلغ دہلوی تک یہ خرقہ سلسلہ دار پہونچا۔ (تذکرۃ اولیاء ہند)

۵۸۲ آپ کے جاتے وقت خواجہ عالم دعالیاں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ **حصول ہدایات مرشد** عثمان ہاردنی قدس سرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ اے معین الدین ہرگز خلق سے طمع نہ رکھنا اور آبادی سے دور علاقے سے کنارہ کش رہنا اور کسی سے کچھ طلب نہ کرنا (مسالک اسالکین)

۵۸۴

۵۸۲

پیر و مرشد سے رخصت ہو کر سیاحت و واپسی بغداد

اس سفر کے متعلق سیر الاقطاب کا حسب ذیل بیان ہے۔

چوں آن حضرت از خدمت پیر و مرشد | ترجمہ۔ جب حضرت نے پیر و دشمن ضمیر سے نعمت تمام
ردشمن ضمیر نعمت تمام یافت و مسافرت کرد | پائی مسافرت اختیار کی۔

پنجماہ و دو سال بود
اس وقت آپ کی عمر باون سال کی تھی۔
بعد حصول خلافت سفر اصفہان کے متعلق بحوالہ مولد عطائے رسول تاریخ سلف میں
حب ذیل روایت ہے۔

کتاب گلشن نیز دوسری کتابوں سے روایت
ہے کہ جب شیخ (خواجہ بزرگ) نے پیر مرشد سے خرقہ
خلافت و طریقت اجازت رخصت برکت سعادت حاصل
کی تو اطراف اصفہان کی جانب توجہ فرمائی بلکہ سبھراہنی
اطراف میں ہے۔ اس وقت خواجہ بزرگ کے ہمراہ
غیر الدین تھے۔

اِنَّهُ دَرِي فِي كِتَابِ كُنْشَن وَغَيْرِهَا اَنَّ الشَّيْخَ
رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَمَّا اخَذَ مِنْ شَيْخِ الْخَلَاوَةِ
وَحَرَقَهُ النَّسَبَ وَمَالَ الْاَذَنِ وَالْبَرَكَهَ
وَالْمِنَّةَ وَتَوَجَّهَ اِلَى الْخُرَابِ مُنْقَضًا لِمَشْغَلِ
عَلَى بَلَدَةِ سَبَاحٍ وَمَعَ تَحْزَنُ الدِّينِ.

آپ کا اوش و اصفہان
میں ورود
اول آپ ادش میں تشریف فرما ہوئے۔ پھر اصفہان میں ورود
فرمایا یہاں شیخ محمود اصفہانی سے ملاقات کی۔ جب آپ اصفہان
میں تشریف لائے اس وقت خواجہ قطب الدین اوشی شیخ موصوف کی طرف راغب تھے۔ مگر وہاں آپ کے
تشریف فرما ہونے پر آپ کی طرف رجوع ہوئے۔ اور ۵۸۳ھ میں آپ کے دست اقدس پر بیعت ارادت کی
(از خزینۃ الاصفیاء و مسالک السالکین)

۱۔ اصفہان کے قریب ایک قصبہ ہے۔
۲۔ ہر چند کہ کسی معتبر تذکرہ میں حضرت قطب الاقطاب کمال ولادت و مرجع نہیں ہے۔ مگر حسب مسالک السالکین ۶۳۳ھ
میں آپ کا وفات پانا ثابت ہے۔ مگر بوقت وفات آپ کی عمر میں اختلاف ہے۔ مورخین نے بوقت وصال قطب صاحب کی عمر ۵۲-۶۴
۶۴-۷۴ اور ۳۰ سال لکھی ہے۔ مگر ہمارے نزدیک روایت احسن السیر ۶۴ سال آپ کا وصال پانا معتبر ہے۔ لہذا ۶۳۳ھ میں
سے ۶۴ سال کم کرتے کے بعد ۶۹ پر آمد ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت قطب صاحب کا سن ولادت ۵۶۹ھ
ہے۔ نیز اس سن سے حب ذیل روایات متعلقہ قطب صاحب سے مطابقت ہوتی ہے۔

(الف) حب احسن السیر ۶۴ سال ۵۸۳ھ میں وفات پانا۔
(ب) حب ایل العارفين (حبی تشریح آگے تاریخی بحث میں ہے۔ ۵۸۴ھ) میں بمقام بغداد آپ کا مرید ہونا۔
(ج) اٹھارہ سال کی عمر میں جبکہ انیسواں سال جاری تھا۔ آپ کا دہلی میں حب روایت خزینۃ الاصفیاء موجود ہونا جبکہ قاضی صادق
دقاسمی اعماد نے قطب صاحب پر یہ اعتراض کیا تھا کہ اردو کا محفل سماع میں ہونا خلافت تاعہ ہے۔ بقیہ مضمون صفحہ ۳۰ پر

۵۸۴ھ
روو بدخاؤ شریف اور قطب صاحب نے مسجد ابولیت سمرقندی میں بتاریخ پنجم ماہ رجب پکے دست حق پرست پر بیعت کا داخل سلسلہ ہونا
اسلسلہ کی اسوقت حب خزنیتہ الاصفیا قطب صاحب کی عمر
شریف چودہ سال کی تھی (ازدلیل العارفین و خزنیتہ الاصفیا)

بقیہ مضمون صفحہ ۲۹ اور اسی وقت ریش برآمد ہو کر آپ سے کرامت کا ظہور ہوا تھا۔
بوجہات مندرجہ بالا آپ کی ولادت ۵۸۹ھ میں وقوع پذیر ہوئی اور بعد ۴۲ سال چنڈاہ گزرنے پر بمقام بدخاؤ ۵۸۴ھ میں آپ نے غریب نواز سے بیعت سلسلہ کی۔ اور بعد ۱۰ سال (۵۹۹ھ) میں خرو خلافت پایا۔ اور ۹۷ھ میں قطب صاحب نے با فرید الدین گنجشکر کو مرید کیا اس سلسلہ میں قطب صاحب کے مرید ہونے پر اعتراض ہو سکتا ہو کہ بابا صاحب نے خود سالہ نو ایل لکین میں اپنا بیعت ہونا ۵۸۴ھ میں ارقام فرمایا ہے اسلئے اس میں چوں و چرا کا موقع نہیں مگر یہی رائے میں آسکتی ہے لہذا یہی ہمارے اس کہنے کی تصدیق خود اس کتاب میں بابا صاحب کے فرمان سے ہوتی ہے چنانچہ اسی مجلس میں آگے جھلک رہا بابا صاحب فرماتے ہیں کہ قطب صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر شیخ الاسلام دہلی برہادرم شیخ جلال الدین تبریزی دور رخ فرج کر دے اور بارادہ نظر اور دعویٰ درویشی می کنند چنانچہ اس خبر بشیر مسالین والی ہند سید بیچ ہوا کے جلال الدین گفت پھر بابا صاحب اسی مجلس میں فرماتے ہیں کہ سنی درصفت آپ جو شخص کسی حق رفت خواہ قطب لاسلام دام برکاتہ فرمود انچہ شمس الدین والی ہند خواست کہ حوض بنا کند یکروز سوار شدہ جمیع ارکان دولت زمین از راستہ راستہ کشا شدن حوض میدید۔ نیز اس روایت سے آگے قطب الاقطاب فرماتے ہیں ”وقتے بجانب بدایوں بود شمس والی ہم در بدایوں بود لہذا قطب صاحب کے مندرجہ بالا ارشادات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ارشادات آپ نے اسوقت فرمائے تھے جب اسلامی دور تھا۔ شمس الدین التمش والی ہند تھا۔ اور تالاب شمس تیار ہو گیا تھا۔

اس پرفرشتہ دیگر مورخین کا اتفاق ہے کہ ۵۸۸ھ میں دہلی فتح ہوئی اور ۵۸۹ھ میں قطب الدین ایبک دہلی فتح کر کے پانچ تخت بنایا اسوقت دہلی میں دور اسلامی شروع ہوا۔ چونکہ ۵۸۷ھ میں نہ اسلامی دور تھا نہ مسلمانوں نے دہلی پر قبضہ کیا تھا۔ نہ تالاب شمس اسوقت تیار ہوا تھا۔ اور نہ شمس الدین زیر نگرانی شہاب الدین غوری یا قطب الدین ایبک یا بطور خود والی دہلی تھا۔ لہذا ثابت ہوا یہ سب چیزیں ۵۸۸ھ یا اسکے بعد کی ہو سکتی ہیں۔ نیز چونکہ بدایوں حب منتخب لتواریخ ۹۷ھ میں فتح ہوا اسلئے حضرت قطب صاحب کے ارشادات ۹۷ھ کے بعد کے ہیں۔ لہذا یقیناً ناقل ذوالکمال لکین سے نقل کرنے میں سہو کتابت ہوا اور بجائے (اربع تسعین و تسعین) کے (البتہ ثمانین و خمائیں) لکھ دیا ہے علاوہ ازیں چند پوری روایات غلط لکھنا ممکن نہیں۔ صرف ایک تاریخ میں غلطی ہونا زیادہ اسکا فی چیز ہے۔ (مولف)
۱۔ جب سرور عالم نے مکہ کی عربیت فرمائی تو مکہ فتح ہونے سے قبل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ روانہ کیا۔ اس زمانہ میں سرور عالم کو یہ خبر دی گئی کہ دشمنوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ سرور عالم نے یہ سن کر تمام اصحاب کو طلب کر کے تازہ بیعت کر کے حکم دیا کہ مکہ والوں سے حرب کریں۔ صحابہ کبار نے تعمیل ارشاد تازہ بیعت کی اس موقع پر سرور عالم درخت کے تنہ کا ٹکیہ لگاتے بیٹھے تھے۔ اس بیعت کو بیعت رضواں کہتے ہیں۔

اس وقت ایک صحابی نے آکر از سر نو بیعت کر نیکی لئے درخواست کی سرور عالم نے فرمایا کہ تم نے پہلے بیعت کی ہے۔ ان صحابی نے عرض کیا کہ اسوقت جبکہ ہم مکہ والوں سے جنگ کرنے جا رہے ہیں دوبارہ بیعت واجب ہے سرور عالم نے۔ بقیہ مضمون صفحہ ۳۱ پر

تاریخی بحث

یہاں حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے سال مریدی پر یہ ایک بڑا اعتراض واقع ہوتا ہے کہ قطب لا قطاب رحمۃ اللہ علیہ نے ”ذیل العارفین“ میں اپنا سال مریدی ۵۱۴ھ ارقام فرمایا ہے اس لئے کسی کو اس میں مجال دم زدن نہیں مگر ہمارے نزدیک اس کا جواب خود حضرت قطب صاحب کے بیان سے واضح ہے یعنی آپ کا بیان ہی اس سنہ کی تصحیح کر دیتا ہے دلائل حسب ذیل ہیں :-

۱۔ ”ذیل العارفین“ کی اسی پہلی مجلس میں (جس میں سال مریدی ۵۱۴ھ تحریر ہے) قطب صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ حاضر مجلس تھے۔ شیخ موصوف کا سال ولادت ۵۳۹ھ ہے علاوہ ازیں شیخ کی عمر اس وقت ضرور اتنی تھی کہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سربراہ آورده مشایخ میں شمار کر کے شیخ موصوف کی موجودگی مجلس میں تحریر فرمائی ہے۔

۲۔ ۵۱۴ھ میں حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مریدی اس وجہ سے بھی بالکل غیر ممکن ہے کہ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بلکہ حضور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کی ولادت بھی اس سال میں نہیں ہوئی تھی۔

۳۔ علاوہ ازیں ”رسالہ ذیل العارفین“ ہی کی مجلس اول کے ارقام سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضور غریب نواز اس وقت (یعنی ۵۸۳ھ میں) اپنے پیر و مرشد کی خدمت آٹھ سال مجاہدہ شاقہ کے ساتھ کر چکے تھے (یعنی بیس سال تک مرشد کی خدمت میں رہ کر آٹھ سال مجاہدہ شاقہ دوران سفر میں کر چکے تھے) مگر چونکہ اس سنہ (یعنی ۵۱۴ھ) میں بالاتفاق حضور غریب نواز کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی اس لئے یہ سنہ (یعنی ۵۱۴ھ) کسی طرح سنہ مریدی قطب صاحب نہیں ہو سکتا۔ لہذا جو بات مذکورہ خواجہ قطب صاحب ہی کے مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہو کہ ناقل کتاب سے سہو کتابت ہوا۔ اور اس نے بجائے (۵۱۳ھ) اربعہ عشرہ۔ بسنہ اربعہ ثمانین خمسۃ کے اربعہ عشرہ خمسۃ لکھ دیا ہے علاوہ ازیں یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ

(بقیہ مضمون صفحہ ۳۲ کا دیکھو) اپنا ہاتھ دیا اور شرف بیعت سے شرف فرمایا کہ اس کے بعد سے توحیدیت کا ہونا اور اس کے دعاگو (بابا زید الدین گنج شکر) نے اتنا س کیا کہ اگر پیر نہ ہو تو کیا کرے۔ فرمایا کہ جامہ پیر سائے رکھ کر بیعت کرے خواجہ قطب السلام نے فرمایا کہ خواجہ معین الدین ہی اسی طرح بیعت فرماتے تھے۔ اور دعاگو بھی اسی طرح کرتا ہے۔ (آؤ فائدہ السالکین)

قطب صاحبؒ کے اس سنہ مریدی یعنی ۵۸۴ھ سے قطب صاحبؒ کی متعلقہ روایات سے بخوبی مطابقت ہوتی ہے۔ اس لئے یہی سنہ ۵۸۴ھ مریدی صحیح ہے۔

اس مبارک سفر میں حضرت قطب صاحب فرماتے ہیں
 جبکہ میں خواجہ معین الدینؒ کے ساتھ خانہ کعبہ کے سفر
 میں تھا کہ ایک دن صبح کی نماز کے بعد ہم روانہ ہو کر
 ایک شہر میں پہنچے وہاں ایک بزرگ کو دیکھا جو صومعہ کے اندر مختلف تھمے اور ایک غار میں مثل سوکھی
 لکڑی کے کھڑے تھے۔ اور اپنی آنکھیں ہوا میں کئے ہوئے تھے۔ یعنی عالم حیرت میں اپنی آنکھیں کھولے
 کھڑے ہوئے تھے۔ ایک ماہ تک ہم اُن کے پاس رہے اس عرصہ میں وہ بزرگ صرف ایک مرتبہ عالم
 صحو میں آئے۔ اور ہم نے اُنہیں سلام کیا جو اب دیا اور فرمایا اے عزیز تمہیں میرے اس حال سے
 صدمہ ہوا۔ مگر تمہارے اس رنج سے مکافات میں تمہاری بخشش ہوگی کیونکہ اہل صفہ فرماتے ہیں کہ جو
 درویشوں کی خدمت کرتا ہے وہ مقبول ہوتا ہے الغرض انہوں نے بیٹھنے کے لئے فرمایا ہم بیٹھ گئے پھر
 فرمانے لگے کہ میں شیخ محمد اسلم طوسی کا فرزند ہوں اور تیس سال سے عالم تہجد میں متفرق ہوں نہ مجھے دن کی
 خبر ہے نہ رات کی خدائے تعالیٰ تمہاری وجہ سے آج مجھے عالم صحو میں لایا ہے تمہیں پھر آنے سے تکلیف
 ہوگی مگر یہ ایک بات اس فقیر کی یاد رکھنا کہ جب تم نے طریقت میں قدم رکھا ہے تو ہوائے نفس سے
 دنیا کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ اور خلقت سے عزت رکھنا اور جو کچھ تمہیں تحفہ میں ملے اس سے صرف
 کر دینا۔ اور اُس میں سے کچھ نہ بچانا کیونکہ ذخیرہ کرنا شومی ہے اور سوائے حق کے مشغول ہونا تاکہ ختم نہ ہو جب
 ان بزرگ نے یہ نصیحت تمام کی پھر عالم تہجد میں مشغول ہو گئے۔ (فوائد السالکین)

عطاء رسول یعنی دربار رسالت
 سے دلالت ہمت کا عطیہ

دربار رسالت سے بشارت ہوئی کہ اے معین الدین تو میرے
 دین کا معین ہے۔ میں نے دلالت ہندوستان تجھ کو عنایت کی۔ وہاں ظلمت کفر و ضلالت کی

بھیلی ہوئی ہے۔ اجیر میں اقامت کر کے تیسرے وجود سے ظلمت کفر و ضلالت کی دور ہوگی اور دین اسلام رونق پذیر ہوگا آپ یہ بشارت سنکر بہت خوش ہوئے لیکن حیران تھے کہ الٰہی اجیر کون سا مقام اور کہاں ہے کہ آپ کی آنکھ لگ گئی۔ اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے مشرف فرمایا۔

آنحضرت صلعم نے طرفۃ العین میں آپ کو تمام شہر قلعہ و کوہستان وغیرہ اجیر کا دکھادیا اور ایک انارہشتی عطا فرما کر رخصت کیا۔ (ماخوذ از مسالک السالکین)

۵۸۵ھ { آپ بفرمان رسالت آب اُسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور عزم بالجزم اجیر کا کر کے مدینہ منورہ سے ہندوستان روانہ ہو گئے۔ منازل و مراحل طے کرتے ہوئے بصرہ میں تشریف فرما ہوئے۔ (از مسالک السالکین دلیل العارفین)

بصرہ یہاں آپ ایک بزرگ سے ملے جو بہت مشغول تھے۔ غریب نواز فرماتے ہیں کہ میں اور وہ گورستان میں ایک قبر کے قریب بیٹھے تھے۔ اُنہیں کشف سے معلوم ہوا کہ اس قبر کے مردہ پر سخت عذاب ہو رہا ہے۔ جب ان بزرگ نے یہ دیکھا نعرہ لگایا اور انتقال کر گئے۔ تھوڑی دیر میں مثل نمک کے پگل کر پانی ہو گئے۔ اور ناپید ہوئے جو خوف ان بزرگ میں دیکھا وہ آج تک نہ کسی میں دیکھا نہ سنا۔

(از دلیل العارفین)

کرمان { بصرہ سے روانہ ہو کر حسب دلیل العارفین آپ معہ شیخ احمد الدین کرمانی کے کرمان تشریف فرما ہوئے۔

ہرات { کرمان سے روانہ ہو کر بروایت حضرت بابا گنج مشکر رحمۃ اللہ علیہ معہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب ہرات میں تشریف فرما ہوئے۔ (از خزینۃ الاصفیاء)

۵۸۶ھ { جب شہاب الدین غوری جنگ میں زخمی ہو کر ہندوستان سے خراسان پہونچا اُس نے عالم رویا میں دیکھا کہ آپکا عالم رویا میں شہاب الدین غوری کو سلطان ہند ہونیکی بشارت دیتا ہے وہ آپ (غریب نواز) کی خدمت میں کھڑا ہوا ہے

اور آپ ازراہ کرم اُس سے فرما رہے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ہندوستان کی سلطانی تجھے بخشی جلد اس طرف توجہ کر اور اُس بد بخت (راجہ) کو زندہ گرفتار کر کے سزا دے۔ جب شہاب الدین بیدار ہوا۔ اُس کو اس واقعہ سے حیرت ہوئی اُس نے اپنا یہ خواب عقلاً و فضلاً سے بیان کیا سب نے خواب کی بہت تعریف کر کے اس کو تعبیر میں فتح کا شہوہ سنایا اور ہر طرح دلچسپی کی۔ آخر دل میں خواجہ سے استغاثت کا طلب گار ہو کر ہندوستان روانہ ہوا۔ (سیر الاقطاب)

بالآخر لاہور پہونچ کر آپ نے حضرت شیخ حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور دو ہفتہ تک حضرت مخدوم علی ہجویری الملقب بہ داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر متکف رہے بعد ازاں اجمیر روانہ ہوئے (مسالک السالکین)

لاہور سے روانگی کے وقت حب و دلیل العارفین قطب صاحب فرماتے ہیں کہ آپ نے چشم پر آب ہو کر فرمایا اب میرا سفر اس مقام پر ہو گا جہاں میرا مدفن ہو گا یعنی اجمیر شریف جا رہا ہوں ہندوستان میں تشریف لے جاؤں گا اور دور دورہ تھا ملک میں ہندوؤں کی آبادی با تعداد کثیر تھی راجہ پنھور کے دارالسلطنت اجمیر میں بہت سے مندر تھے۔ جو تھوڑے سے مسلمان کہیں کہیں پائے جاتے تھے اُن سے تعصب یرتا جاتا تھا۔ ہندو صبح کو مسلمانوں کی صورت تک دیکھنے کے روادار نہ تھے۔ بلکہ اُن کی پرچھائیں تک سے احتراز کرتے تھے ایسی صورت میں جبکہ کسی گروہ کو صورت دیکھنے اور پرچھائیں تک سے گریز ہو تبیلغ کا کام کیسے انجام ہو سکتا ہے تبیلغ کے لئے ضروری ہے کہ یا ہم صحبتیں رہیں اور تبادلہ خیالات کا موقع ملے چونکہ ہندو صاحبان کا ٹیپے کافی دلچسپی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کو عبادت تصور کرتے تھے چنانچہ اب تک یہی ہی عالم ہے ان حالات کے پیش نظر ایسے گروہ کو برائے تبیلغ اسلام ہندوستان بھیجا قرین مصلحت

۱۵ تذکرہ الاولیاء میں دو ماہ لکھے ہیں۔

۱۶ آپ کی مہلات ۳۳۰ میں ہوئی اور وفات ۳۷۴ میں ہوئی۔

تھا جو سماع سے ذوق رکھتا ہو۔ تاکہ گانے کے دلدادہ ہندو مجلس سماع میں رہنے لگے۔ اور تبادلات خیالات کا موقعہ حاصل ہو کر تبلیغ اسلام کا فرض ادا کیا جاسکے بایں وجہ اس خدمت کے لئے جہتی بھیجے گئے۔ (مولف)

چنانچہ صاحب سیرالقطاب لکھتے ہیں۔

صاحب سماع بود اکثر شنیدے دیکھ کس
از علماء فقہائے وقت انکار سماعش
نہ کردے۔ ترجمہ۔ صاحب سماع تھے اکثر سماع سنتے
تھے اور علماء و فقہائے وقت میں کوئی آپ
کے سماع سننے پر اعتراض نہیں کرتے تھے۔

آپ کے روکنے اجمیر کے راجہ کی ماں نے آپ کے آنے سے بارہ سال قبل نجوم سے دریافت
کے استقامات کر کے کہہ دیا تھا کہ اس شکل و صورت کا شخص تیرے ملک میں آئے گا اور تیرا
راج تباہ کر دیگا۔ اس پیشین گوئی سے راجہ غمگین رہنے لگا اور آپ کی تلاش میں جا بجا محیر مقرر کئے
جب آپ کا گذر سمانہ گاؤں میں ہوا۔ ملازمان راجہ نے آپ کو مطابق علیہ مشہورہ پا کر ازراہ دعا و فریب
آپ سے بہ نیت بد بٹھرنے کے لئے کہا مگر چونکہ آپ کو دربار رسالت سے بشارت ہو چکی تھی کہ ان کا
کہنا بگڑنا ماننا لہذا آپ نے ان کی ایک رہنمائی اور اپنے ہمراہیوں کو اس بشارت سے آگاہ فرما کر اجمیر روانہ
ہوئے (ماخوذ از تذکرہ مرتبہ قاضی مولوی شاہ محمد فاضل دودیک گتھ)

اسرار الالہ لیاہ اخبار الایار کا بیان ہے کہ جب خواجہ بزرگ اجمیر شریف
آپ کا دوبارہ وارد ہند ہو کر داخل جمیشریف ہونا
تشریف لائے اسوقت راجہ پتھور افرام روئے اجمیر تھام حضرت
قطب الاقطاب فرماتے ہیں دعا گو دو مہینہ تک (غریب نواز) کے

۱۵ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کسی تذکرہ میں آپ کا ہندوستان میں سماع سننا ثابت نہیں۔
ایسے حضرات کیلئے یہ جواب کافی ہے کہ آپ کی محافل سماع فی الہند کا تذکرہ ہمارے رائے میں اس وجہ سے نہیں ہے کہ ان کے ذیل میں
کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا۔ مگر حضرت خواجہ قطب صاحب کی محفل سماع کے متعلق چونکہ بعض خاص اوقات ہیں ان کا تذکرہ اس ذیل میں آیا
علاوہ ازیں جبکہ حضرت قطب الاقطاب ہندوستان میں سماع سنتے تھے تو آپ کا سماع سننا کسی طرح قرین قیاس نہیں بلکہ یہی محافل غریب نواز
کی محافل سماع فی الہند ہونے کا ثبوت ہیں۔
۱۶ ایک گاؤں پٹیل کے علاقہ میں ہے۔

ہم کاب رہا بعد ازاں ہم (لاہور سے روانہ ہو کر) اجمیر پہنچے اور ان دنوں میں اجمیر ہندوؤں کی ملکیت میں تھا اور اسلام کی روشنی ایسی نہ تھی۔ مگر جب آپ کے قدم مبارک وہاں پہنچے تو یہ بہت زیادہ اسلام پھیلایا۔

(دلیل العارفین)

بالآخر ^{۸۸} ^{۸۸} میں آپ معہ چالیس ہمراہیوں کے لاہور سے چل کر اجمیر میں رونق افروز ہوئے

(مسالک السالکین)

آپ کا عہد انتہائی مشہور
 الغرض اجمیر پہنچ کر آپ نے شہر کے باہر ایک مقام پر سایہ دار درختوں کے نیچے قیام فرمانا چاہا لیکن ملازمان راجہ مانے ہوئے۔ کہنے لگے کہ یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں آپ یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ اچھا اونٹ بیٹھتے ہیں تو بیٹھیں اور آنا ساگر کے کنارے جا کر قیام فرمایا جب اونٹ اپنی جگہ پر آئے تو سب کے سب زمین پر بیٹھ گئے اور زمین نے ان کو ایسا پکڑا کہ باوجود بہت کچھ کوشش کے نہ اٹھ سکے۔

منقول ہے کہ آنا ساگر و ہسیلہ تالاب کے گرد اور اس پاس بہت سے تنہا تھے جن میں ہزاروں بچے پوجا کا کام انجام دیتے تھے اور ایک حالیشان مندر راجہ کا تھا جس میں خود راجہ پر تھوڑی راج اور عاکدین شہر پوجا کے واسطے حاضر ہوا کرتے تھے۔ (مسالک السالکین)

اس مندر کا اہتمام سادھورام دیو کے متعلق تھا۔ جو سارے پوجاریوں کا سردار اور اپنے مذہب کا بڑا عالم دفاصل دھرو فزون میں کامل تھا اس کو تمام ہندو مانتے تھے اور راجہ بھی اس کا متقد تھا چونکہ لب آنا ساگر آپ کا اور آپ کے ہمراہیوں کا قیام بے تکلفانہ طور پر تھا اس لئے مسلمانوں کا طرز رہائش ہندوؤں پر بہت شاق گذرا۔ انہوں نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو وہاں سے اٹھانے کی غرض سے یورش کی اور سختی سے پیش آئے آپ نے ایک مشت خاک اٹھا کر اس پر ایتھ الکرسی دم کی اور ان کی

۵۱ یہ مقام ایک چھوٹی سی پہاڑی (جو سدھار کے نام سے مشہور ہے) لب آنا ساگر واقع ہے اس میں ایک گھاٹی ہے جہاں آپ نے قیام فرمایا تھا۔ یہ جگہ آجکل چلہ غریب نواز کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے چاروں طرف وسیع احاطہ ہے جس میں متعدد عمارات ہیں۔ اس احاطہ میں حضرت گدڑی شاہ حضرت قاضی گدڑی شاہ حضرت معصوم بابا حضرت احمد علی شاہ حضرت بخاری شاہ اور حضرت یعقوب شاہ کے مزارات ہیں (مولف)

طرت پھینک دی جس پر وہ خاک پڑی اس کا جسم خشک ہو گیا اور جس وحرت کی قدرت جاتی رہی یہ حالت دیکھ کر ہندو جو اس باختہ ہو کر بھاگ گئے اور راجہ کے مندر میں سادھورام دیو کے پاس مجتمع ہو کر ساری کیفیت بیان کی۔

سادھورام نے کہا کہ یہ درویش جو آیا ہے اپنے دین کا بڑا صاحب کمال ہے اس سے عہدہ برا ہوتا دشوار ہے شاید کچھ کام سحر و فنون سے بچلے۔ الغرض ایک جماعت کثیر ہندوؤں کی جن میں بہت سے لوگ

سحر و ساحری میں مشاق تھے بہ سحر و سادھورام آپ کی طرف روانہ ہوئے جب نزدیک پہنچے اور آپ پر نظر پڑی تو سب کے پاؤں رفتار سے اور زبانیں گفتار سے عاری ہو گئیں۔ سادھورام دیو جمال باکمال دیکھ کر مثل بید کے تھلنے لگا۔ اور پھر یکایک اپنی جماعت سے علیحدہ ہو کر خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور صدق دل سے ایمان لایا۔ آپ نے اس کا نام شادی دیو رکھا۔ (مسالک سالکین)

اس کے بعد اچیل جوگی نے جو قن ساحری میں طاق اور شہرہ افاق تہا مع اپنے ڈیڑھ ہزار چیلوں کے جو سحر و ساحری میں کامل تھے آپ کا مقابلہ کیا اسی اثناء میں آپ کی کرامت سے کل پانی انا سا گرد و بیلہ تالاب وغیرہ کا ایک پیالہ میں

آگیا۔ کل تالاب و چشمے و کنوئیں وغیرہ خشک ہو گئے یہاں تک کہ عورتوں کے پستان اور چار پائیوں کے تھنوں میں دودھ تک باقی نہ رہا۔ پھر آپ کی رحمت سے تمام چیزیں اپنی اصلی حالت پر آ گئیں۔ اچیل جوگی اور اس کے چیلوں نے بہت کچھ سحر و فنون کے مگر آپ کی کرامت کے مقابلے میں کسی کو پیش نہ آئی آخر اچیل جوگی نے اسلام قبول کیا۔ اور آپ کی ارادت میں داخل ہو کر کمالان وقت سے ہوئے اور عبد اللہ بیابانی نام ہوا نیز آپ کی دعا کی برکت سے عمر جاودانی پائی لیکن خلق کی نظر سے پوشیدہ اور ہر شب جمعہ کی روضہ منورہ پر حاضر ہوتے ہیں اور بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھانا اور درمندان کی دستگیری کرنا ان کا کام ہے۔

(مسالک سالکین)

یہ تو اس جنگ کے حالات تھے جو ہنود نے بامداد جیپال جوگی
 اور رام دیو بھجاری سحر و سحری کے ذریعہ لڑی مگر اس کے ساتھ ایک
 دوسری مالکانہ جنگ بندریہ اراکین سلطنت ہی جاری تھی چنانچہ

۵۸۷
 راجہ کاپکے یاس قاصد بھیجنا
 اور اس کا سلام لانا

جب ساربانوں کے داروغہ نے راجہ سے عرض کیا کہ جب سے درویش نے اونٹوں کے بیٹھنے کے لئے
 کہا ہے اس وقت سے اونٹ کھڑے نہیں ہوئے یہاں تک کہ اپنی جگہ سے جنبش تک نہیں کی راجہ کو یہ
 واقعہ سنکر اپنی ماں کی یہ پیش گوئی (تیرا راج ایک درویش کی بددعا سے برباد ہوگا) یاد آگئی اور گھبرا کر
 ایک معتمد کو کہا جان ساربانوں کو ساتھ لجا کر ان فقیر سے معافی منگو امیری طرف سے بھی کہنا کہ آپ جہاں
 جی پاس رہیں مگر ہمارے مذہبی قانون کے پیش نظر انا ساگر سے پھلیاں پکڑ کر تناول نہ فرمائیں راجہ کے
 اس قاصد کو جب حضور سے شرف ہمکلامی حاصل ہوا تو اس کے دل و دماغ پر ایک خاص نیاز مندانہ اثر
 مرتب ہوا شام کو اپنے فرائض منصبی سے فراغت پا کر بجائے گھر جانے کے دربار خواجہ صاحب میں حاضر
 ہوا۔ آپ اس وقت لکڑی کے پیالہ میں سٹو گھول کر افطار کے لئے منتظر بیٹھے تھے کہ یہ راجپوت سردار
 بھی ایک کنارہ آکر بیٹھ گیا افطار کا وقت ہوا آپ نے دعائے افطار پڑھ کر پیالہ سے ایک گھونٹ نوش
 فرمایا اور سیدھے ہاتھ والے کو عنایت کیا تو بت بنو بت سٹو کا پیالہ راجپوت سردار تک پہنچا سردار نے
 پیالہ ہاتھ میں لے لیا اور کچھ سوچنے کے بعد جو کچھ اس میں بچا ہوا تھا پیالی گیا سٹو کا گھونٹ حلق سے اترنا تھا کہ
 راجپوت سردار کا سینہ نور ایمان سے منور ہو گیا شقاوت دور ہوئی نیاز مندانہ طور آپ کے قدموں پر گر پڑا
 اور مشرف بہ اسلام ہوا۔ یہ سردار بڑا خوش قسمت تھا جو راجپوتانہ میں شاید سب سے پہلے آپ کے

ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ (عطائے رسول)

۵۸۸
 راجہ کا غصہ ہو کر آپ کے
 یاس قاصد بھیجتا

ایک دن راجہ کے یہاں محفل عیش و نشاط گرم ہوئی حاضرین کم تھے راجہ
 نے اس کی وجہ دریافت کی تو ایک سردار کہنے لگا کہ جب میں اس پر غور
 کرتا ہوں تو غصہ سے میرا خون کھولنے لگتا ہے میں نے آج تک یہ ماجرہ نہیں کہا تھا مگر اب دریافت
 کیا ہے تو ظاہر کرتا ہوں یہ کہہ کر راجہ کو قلعہ کی برجی پر لا کھڑا کیا یہاں سے انا ساگر اور اس کے کنارہ کی

سدا بہار پہاڑی صاف نظر آتی تھی راجپوت سردار نے غیب نواز کے قیام گاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ دیکھئے اُس پہاڑی پر کیا نظر آتا ہے راجہ نے دیکھا کہ غیب نواز کے گرد اہل حاجت کا ہجوم ہے راجہ پر یہ امر شاق گذر اور فرط غضب میں ایک راجپوت سردار کو حکم دیا کہ ایک دستہ سپاہیوں کا لیجا کر ان تمام سرداروں کو جو وہاں ہیں گرفتار کرنا اور فقیر سے کہدینا (نمود با اللہ کل تک اجمیر چھوڑ کر چلے جائیں ورنہ سزا دوں گا اور ڈنڈی کے ذریعہ شہر میں اعلان کرانا کہ جو شخص اس مسلمان فقیر کے پاس جائیگا قتل کیا جاوے گا اس کا گھر بار لوٹا دیا جائے گا۔

غیب نواز کا جواب قاصد اور کو تو اں راجہ کے حکم کی تعمیل میں جب فوج کا دستہ لیکر سدا بہار اور سرداروں کی گرفتاری پہاڑی پر پہنچے اور راجہ کا حکم سنایا تو آپ نے فرمایا کہ ہم تو خلق اللہ کی غجاری کے لئے آئے ہیں پتھور اگر ہمارے اس نیک کام میں حائل ہونا ہے تو ہم نے اسے بھی شہاب الدین غوری سے زندہ گرفتار کرادیا۔ راجہ کا گستاخانہ پیغام اور ماضی میں سرداروں کی گرفتاری حضور پر شاق گذری آپ مغرب تک جاننا زیر خاموش بیٹھے رہے جب ماہ و سال کا پانچ نکلا تو آپ دربار ایزدی میں اس طرح ملتجی ہوئے۔

ترجمہ
اے دونوں جہاں کے مالک اور پالنے والے جنات و انسان کے یہ تیرا فرمان بندہ رائے پتھور اغور و تکبر کے گھوڑے پر سوار ہو کر حد اعتدال سے نکلا جاتا ہے اور عدل و انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ کر مردم آزادی پر کمر باندھ لی ہے اور تجھ کو اور تیرے دین کو حقیر جانتا ہے اور تیرے بندوں پر طرح طرح کے ظلم کرتا ہے پس اے خدا کے ذوالجلال رائے پتھور اور اُس کا لشکر اصحاب نبیل سے

غیب نواز کا جواب اے مالک دو جہاں باری میں التماس پروردگار اُس جہاں میں بندہ نافرمان تو رائے پتھور راہ سپ کی غور و سوار شدہ از حد اعتدال بیرون رفتہ است و ز نام عدل و انصاف از دست فرو شستہ مگر مردم آزادی و غجاری بستہ است تا بہ حد رسیدہ کہ دین ترا حقیر شمردہ بندہ کا ترا مستحق زجر و تعزیر دانستہ پس اے خدا کے نکلا نہ رائے پتھور نہ لشکر رائے پتھور از ذیل اصحاب

مولد عطاے رسول میں مرقوم ہے کہ آپ نے راجہ کو جواب دیا کہ تین دن میں معلوم ہو جائے گا کہ میں شکستہ ہوں یا نہ۔

فیل قوی تر اند نہ شہاب الدین دلشکر ادا از طیرا
ابابیل کنترین امید دارم کہ ایں ماہ نو منقضی نہ گشتہ
کردن رائے پتھورا در پنجہ آہتی شہاب الدین باد
سزائے این لعین زبردست آل خادم دین
اعتتام پذیر باید۔

قوی ہے اور شہاب الدین اور اس کا لشکر ابابیل
سے کم ہے پس میں تجھ سے امید دار ہوں کہ اس
چاند کے گذرنے تک رائے پتھورا کی سزا کیو اسطے
شہاب الدین ناچیز کو جو دین کا خادم ہے قوت
کلی اور اختیار عطا فرما۔

دعا کے بعد اپنے روزہ افطار فرمایا اور نماز مغرب ادا کی بعد نماز عشاء تھوڑی دیر مراقبہ کیا پھر ہر ایوب
سے مصروف گفتگو ہوئے۔ اگرچہ چاند اب موجود نہ تھا مگر آپ کے روئے منور کے انوار اسقدر جلوہ
ریز تھے کہ حاضرین واضح طور پر آپ کا چہرہ مبارک دیکھ رہے تھے چنانچہ دوران گفتگو میں ایک جاں
نثار نے عرض کیا۔

آپ کے ایک جاں نثار کا معروضہ ہے کہ
جام فدایت امروزر رخ انوار در عین اطہر بجائیک
ماہ نو دو ہلال عید می بینم حضرت قبلہ گاہ بسیار
مسرور و بخور باشند کہ در اثنا بے مراقبہ از حضرت
جل و علی در باب ایں مرد (پتھورا) نا فرمان یافتہ
باشند در جواب فرمودہ شد بلے خبر کردہ شدم
مالکان تضاد قدر زمام اختیار پتھورا را بدست
شہاب الدین سپردند تا وہ روزگار اور و
بعد ازاں انہی خدا خواستہ باشند آں خواہد شد۔

اے پیر مرشد میر بجاں آپ پر قربان آج ہم حضرت
کے روئے مبارک اور پیشانی اطہر میں بجائے ایک
چاند کے دو عیدوں کے چاندوں کے برابر انوار بھیجے
ہیں۔ اور حضرت قبلہ کو بہت مسرور پلستے ہیں کیا اثنا
مراقبہ میں خدا کی جانب سے نافرمان (راجہ) کے
معاملہ میں کچھ خوشخبری پہونچی ہے آپ نے جواب میں
فرمایا کہ ہاں مجھے معلوم ہوا ہے کہ حکم خدا سے رائے
پتھورا کے اختیارات کی باگ شہاب الدین کے
قبضہ میں دیدی گئی۔ بعد ازاں خدا جو چاہے کرے۔

آپ کے مکاشفہ کی صداقت۔ راجہ کی گرفتاری اور آپ کا شہراجیم میں قیام فرمانا
راجہ آپ کے تشریف
پر تھوی راج کے تینوں احکام میں دو کی تعمیل ہو چکی تھی اب تیسرے حکم کی تعمیل
لیجائیے انتظار میں

کابے چینی کیساتھ انتظار کر رہا تھا حالت اضطراب میں رات گزری دوسرے

دن تک آپ کے تشریف لے جانے کا منتظر رہا۔

آخر صبح ہوتے ہی راجہ قلم کے بیچ پر دیکھنے گیا کہ آیا آپ تشریف لینگے یا نہیں راجہ نے سدا بہار پہاڑی کی طرف نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ گڑاگھائی کی طرف سے دو سائڈی سوار بجلیات تاراگڑہ کی طرف آ رہے ہیں راجہ کو انہیں دیکھتے ہی یہ خیال گذرا کہ یہ کھانڈے راؤ کے قاصد ہیں اور دہلی سے کوئی بڑی خبر لیکر آئے ہیں دل میں یہ خیال آنا تھا کہ سب کچھ بھول گیا ان آنے والے قاصدوں کا خیال دل میں ہوئے عمل میں واپس آیا۔ اہل دربار کی طلبی کا حکم دیا اور خود قاصدوں کا انتظار کرنے لگا تھوڑی دیر میں راجپوت سردار جمع ہو گئے۔ اور دو قاصد بھی پہنچ گئے خریطے سے ایک مکتوب نکال کر راجہ کو دیا خط کھول کر پڑھا تو غصہ سے چہرہ شہخ ہو گیا کیونکہ کھانڈے راؤ کے اس خط کے ساتھ شہاب الدین کا بھی اعلان جنگ تھا جو غوری سردار نے بتایا تھا اذ لہجہ شہ شہ تحریر کیا تھا۔ راجہ نے ان دونوں خطوط کے جواب میں پہلے کھانڈے راؤ کو جواب لکھ دیا کہ اس پاس کے راجاؤں کو بلاؤ اپنی طاقت جمع کر دیا کہ ہفتہ کے اندر روانہ ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ میں بھی منہ اپنے لشکر کے روانہ ہوتا ہوں پھر اس نے اپنے تمام سرداروں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے ٹھکانہ اجاؤ اور ہر ممکن سامان جنگ سے آراستہ ہو کر ایک دن میں واپس آکر سامنے میدان میں جمع ہو جاؤ یہ حکم دیکر راجہ خود بھی جنگ کی تیاری میں مشغول ہوا۔

شادی دیو اور اسے پالنے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اب حضور شہر ہی میں قیام فرمائیں تاکہ مخلوق آپ شہر میں جائے قیام کی تلاش میں بھیجا کے قدموں کی برکت سے مستفیض ہو آپ نے ان کا التماس قبول فرمایا اور اپنے خاص خادم یادگار محمد کو حکم دیا کہ شہر میں جا کر فقرا کے لئے مناسب جائے تلاش کا انتظام کرو یادگار محمد نے بتجلیل ارشاد شہر میں وہ مقام پسند کیا جہاں اس وقت آپ کا روضہ منورہ ہے اس جگہ اس وقت شادی پور ہوتا تھا حضرت یادگار محمد نے معروضہ پیش کیا اور آپ وہاں تشریف لے گئے یہاں مقیم ہو نیکے بعد آپ نے چند لوگوں کے ذریعہ راجہ کو سلام کی دعوت دی مگر اسپر کچھ اثر نہ ہوا سب نے واپس آکر ماجرا عرض کیا آپ نے جب حقیقت حال سنی مراقبہ کیا پھر آنکھیں کھول کر فرمایا کہ اگر یہ بد بخت

ایمان نہ لایا تو میں اس کو بدست لشکر اسلام زندہ گرفتار کرادوں گا۔
لشکروں کی تعداد چونکہ اس مرتبہ راجہ نے یہ قصد کر لیا تھا کہ شہاب الدین کی شکست پر اکتفا نہ
 کر دے گا بلکہ شکست دینے کے بعد بھی اُس کے تعقب میں غزنی تک تاخت و تاراج کرتا ہوا جاؤں گا۔ اس
 لئے اُس نے راجگان ہند کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔

راجہ کا لشکر ڈیڑھ لاکھ سوار ایک لاکھ پیدل تین ہزار جنگی ہاتھی سولہ ہزار سامان کے چھکڑوں (جن میں
 رسد تھی) پر مشتمل تھا۔ لاکھ پیدل اور ڈیڑھ سوار راجگان کی قوت اس کے علاوہ تھی راجہ ایہ جرأت کر لیکر شہاب الدین
 کے آنے سے پہلے دریائے سرستی عبور کر کے تراوڑی کے میدان میں فروکش ہوا۔ اور شہاب الدین
 بھی لاہور سے روانہ ہو کر تراوڑی کے قریب خیمہ زن ہوا۔ (شہاب الدین کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ سوا
 لاکھ کے درمیان تھی اگرچہ بہادر راجپوتوں کے مقابلہ میں یہ تعداد کچھ بھی نہ تھی تاہم شہاب الدین کو اطمینان
 تھا کہ خدا کے فضل سے فوجیاب ہو کر رہوں گا۔ آخر وہ دن بھی آگیا جس کی تیاری بہت دن سے کی جا
 رہی تھی (ساغداد از فرشتہ و عطائے رسول وغیرہ)

تاریخ محرم الحرام ۵۸۸ھ سورج نکلنے سے پہلے طرفین میں صفت بندیاں ہو گئیں راجپوتوں نے
 صرت ایک بات طے کر لی تھی کہ ہم بیک وقت حملہ کر کے گھوڑوں کو ہاتھیوں سے روند کر رکھ دیں گے۔ اس
 لئے رائے پتھورائے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا تھا کہ آگے ایک لاکھ تیر اندازوں کی قطار تھی ان کے پیچھے
 ڈیڑھ لاکھ سوار صفت بستہ تھے پشت پر ڈیڑھ سوار جاؤں کی فوجیں تھیں۔ ان کے پیچھے راجہ خود مع اپنے
 پچاس ہزار سوار اور بہادروں کے موجود تھا۔ اس نے اپنی پشت کی جانب ہاتھیوں کی قطار کھڑی کی تھی تاکہ
 جس وقت غزوئی لشکر میں شکست دہتری کے آثار نمایاں ہوں تو ہاتھیوں کے ریلے سے انہیں روند کر ختم
 کر دیا جائے (فرشتہ و عطائے رسول وغیرہ)

ترتیب لشکر شہاب الدین مگر شہاب الدین نے اپنے مختصر لشکر کو اور ہی طرح ترتیب دیا تھا۔
 سب سے آگے ایک کمان کی شکل میں بیس ہزار سوار اور تین ہزار پیدل تھے ان کے وسط میں
 قطب الدین ایک تھا میمنہ پر اپنے بیٹے عید اللہ کو اور میسر پر اپنے لڑکے محمود خاں کو مقرر کیا اور بقیہ

ع حسب فرشتہ تین لاکھ فوج تھی۔ ع حسب فرشتہ ایک لاکھ سات ہزار فوج تھی۔

تقریباً آٹھ ہزار سواروں کو بارہ بارہ ہزار کے پانچ دستوں پر تقسیم کیا۔ آخر کار راجپوتوں کے لشکر میں طبل جنگ بجا۔ ادھر شہاب الدین غوری نے اپنے گھوڑے کو بڑھا کر پورے لشکر میں گشت لگایا۔ اور قلب لشکر میں ہرگز ایک پرچہ کی تقریر کی۔

آغاز جنگ اتنے میں راجپوتوں کے ایک لاکھ تیر اندازوں نے یکبارگی تیر اندازی شروع کر دی سوار آگے بڑھے۔ ادھر غوری لشکر نے بھی اپنے نیزے ہلائے دیکھتے ہی دیکھتے دونوں لشکر آپس میں مقابل ہو گئے اور جھڑپاں جدال و قتال گرم ہوا۔ سرگردوں سے جدا ہو کر زمین پر گرنے لگے شور و بکاس سے فضا بے بسیط گونجنے لگی پورے گھنٹہ بھر سخت معرکہ رہا۔ شہاب الدین محسوس کیا کہ سپاہیوں کے شانے تھک گئے اور ان کے داراب کمزور ہونے لگے تاہم وہ ثابت قدم ہیں اور راجپوتوں کا لشکر بڑھ بڑھ کر ان کے پیچھے ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے یہ دیکھ کر شہاب الدین نے بارہ ہزار کے ایک دستہ کو جو تازہ دم تھا آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ایک گھنٹہ بعد دوسرے دستہ کو آگے بڑھایا پھر ایک گھنٹہ بعد تیسرے دستہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اس طرح ہر گھنٹہ کے بعد تازہ دم غوری لشکر کو کمک ملنے سے بڑی تقویت ہوتی رہی۔ برخلاف اس کے رائے پتھور نے اپنی کثیر فوج کے زعم میں صبح سے سب کو بیک وقت لڑائی میں جھونک دیا تھا۔ کیونکہ اس کو یقین تھا کہ وہ اپنی طاقت کی وجہ سے بہت جلد غوریوں کو روند ڈالے گا۔

بہادر راجپوتوں کا اب آفتاب نصرت النہار پر پہنچ چکا تھا۔ تھارت آفتاب موسمی حرارت درازہ کی گئی **تم کھانا** سے تمام سپاہی ختم ہو گئے تھے رائے پتھور نے دیکھا کہ اگر ایک گھنٹہ اور لڑائی کی یہی حالت رہی تو راجپوتوں کے قدم اکھڑ جائیں گے۔ اور سہارا دینے کیلئے کوئی تازہ دم فوج نہیں ہے اس لئے اس نے فوراً تمام راجاؤں اور راجپوت سرداروں کو اکٹھا کیا اور سب نے مل کر راجپوتی آن سے تلوار پر ہاتھ رکھ کر مرنے کا عہد کیا۔ تلسی کے پتے چبائے تلواروں کے میان توڑ ڈالے اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے۔

۱۵۔ دقائغ شامین الدین وغیرہ نے ایک لاکھ بیس ہزار لکھا ہے۔

شہاب الدین غوری کو { اُدھر شہاب الدین بھی غافل نہ تھا جنگ کا رنگ اور فوج کی مکمل حالت آپ کی بشارت فتح { اُس کی لفظوں میں تھی۔ صبح سے اس پر غور کر رہا تھا اور ایک جھڑپ کے سایہ میں ٹھوڑے کی پشت پر اپنی خیالوں میں منہمک تھا کہ اُس نے زین کے آگے رکھے ہوئے ترکش پر اپنی پیشانی رکھ دی یعنی بشارت دینے کے لئے غیبی سامان ہوا۔ آنکھ چھپکی اور آن واحد میں اُس نے عالم رویا میں دیکھا کہ ایک بڑی شاندار مسجد میں نماز جمعہ ہو رہی ہے ہمیں وہ خود بھی شامل ہے بعد نماز خطیب نے اسکی طرف رخ کیا اور سیدھا بازو پکڑ کر بلایا زین سے اٹھایا اور کہا

اے معز الدین برنجیز۔ ایں وقت خواب نصیب
ترجمہ لے معز الدین ائمہ یہ وقت مہونے کا نہیں ہے
کہ معز دینی دکار پر دازاں قضا و قدر فتح و نصرت
معز دینی اور کار پر دازاں قضا و قدر نے فتح و نصرت
را بنام تو معز کردہ اند من فتح ترا از خدا خواستہ ام
تیرے لئے مقرر کر دی ہے میں نے تیرے لئے
د ہلاکت رکھے پتھورارا بدست تو سپردم غم نہ
خدا سے فتح چاہی ہے اور رے پتھوراک کی ہلاکت
من خدا کے عز و جل کا رسا زلتست۔
ترے ہاتھ میں دی ہو غم نہ کہ خدا کے عز و جل تیرا ساز ہی

شہاب الدین غوری نے خواب سے چونک کر فوج پر نظر ڈالی۔ مگر جس طرف دیکھتا ہے اس طرف اپنی فوج والے بزرگ کو فوج کی نگرانی کرتے ہوئے دیکھتا ہے حیران تھا الٰہی یہ کون بزرگ ہیں جو میری رہنمائی کر رہے ہیں کاش میں انہیں عالم مثال میں بھی دیکھتا۔

شہاب الدین غوری کی { سلطان شہاب الدین نہ صرف بہادر سپاہی تھا بلکہ وہ میدان جنگ میں موقع شناسی { ایک موقع شناس سپہ سالار بھی تھا صبح سے لشکر کی کمان قلیب الدین ایک کر رہا تھا

اُدھر شہاب الدین غوری شہر کا کام انجام دے رہا تھا جب شہاب الدین غوری نے دیکھا کہ طرفین کے لشکر اس طویل اوچکھان کی لڑائی سے اتنے تھک چکے ہیں کہ کسی فریق کی ادنیٰ حرکت دوسرے کے لئے باعث شکست ہو سکتی ہے کیونکہ اس سپاہ میں مزید حرکت کا دم نہ تھا۔ مٹی کی گرمی میں پورے آٹھ گھنٹہ تلوار جھلا کر دہ گرمی نکان اور پیاس سے خستہ جان تھے۔

میدان جنگ میں تازہ دم فوج { مگر شہاب الدین غوری کے پاس بارہ بارہ ہزار کے ابھی دو تازہ

دم دے سکتے اور موجود تھے۔ ان میں ایک دستہ عامہ لشکر کا تھا اُس کو شہاب الدین نے چھ چھ ہزار کے دو حصوں میں تقسیم کر کے راجپوتوں کے مہمہ دھیرہ کی طرف روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ جب تک میں افارہ نہ کر دوں حملہ نہ کرنا اب شہاب الدین غوری کے پاس خود اُس کی خاصہ فوج کے بارہ ہزار سپاہی تھے۔ سب عربی گھوڑوں پر سوار لمبے نیزوں پرانی تلواروں سے آراستہ زرد پوش تھے۔ شہاب الدین خود اُن کے دو ہزار کی چھ حصوں میں ترتیب دیکر قلب لشکر سے نکلا اور راجپوتی لشکر کی طرف بڑھا کر اُسے پتھور کی نظر جب اُس تازہ لشکر پر پڑی تو اُسے اپنی شکست کا پورا یقین ہو گیا۔ تاہم وہ بھی راجپوت کا بچہ تھا۔ اور کارآمد وہ سپہ سالار تھا۔ فوراً گھبرا اور ساتھیوں کو لٹکار کر کہا۔

شہاب الدین پر پوریش { بہادر راجپوتوں! شہاب الدین تمہارے سامنے ہے ہر طرف سے اُسے گھیر لو خبردار بھاگے نہ پائے۔ ادھر پیل باؤں کو حکم دیا کہ ان تین ہزار جنگی ہاتھیوں کو راجپوت شہاب پلا کر مست کئے گئے ہے، دشمن کی طرف بڑھاؤ۔

شہاب الدین غوری کا حملہ { شہاب الدین نے زیادہ تامل نہیں کیا۔ بلکہ شہاب الدین ثاقب کی طرح اپنے دستہ کو بڑھا کر اُسے پتھور پر حملہ آور ہوا۔ اور ان دونوں دستوں کو بھی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے بھی دو نیم کمائوں کی شکل میں دشمن کو گھیرے میں لے لیا۔ اب تین طرف سے رائے پتھور اکھ گیا تھا غور اور کے غلجی فوجیوں نے تھوڑی ہی دیر میں تھکے ہوئے راجپوت بہادروں کو پیچھے ہٹا دیا۔

فتح مرحوم شہ { راجپوتی لشکر ابھی کچھ دور پیچھے ہٹا تھا کہ خود اپنے ہی ہاتھیوں سے دوچار ہونا پڑا جو عقب سے بڑھ چلے آ رہے تھے۔ ان مست ہاتھیوں نے خود اپنے لشکر کو روندنا شروع کیا اور راجپوت جادوں طرف سے مصیبت میں گھر گئے راجپوت آخر دیو تو تھے نہیں البتہ بہادر انسان تھے ان میں سراپگی پھیل گئی۔ اور ایک گھنٹہ میں شہاب الدین نے تراوڑی کا معرکہ سر کر لیا۔ رائے پتھور اور چند دیگر راجگان کا غور پور نے تعقب کیا۔ اور کھانڈے راؤ اور چند راجگان دوران تعقب میں مارے گئے۔

رائے پتھور ادیرائے سرستی کے کنارے گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ اور اس طرح غریب نواز کے مکاشفہ کی صداقت عالم میں آشکارا ہو گئی۔ (ماخوذ از عطاءے رسول)

۱۵ سرستی ندی پنجاب میں ہے

بعد فتح شہاب الدین غوری تڑاڑی سے براہ کیکڑی عازم اجیر ہوا۔ اور دیولی میں
 شہاب الدین کی } ان راجاؤں کے رٹکے جن کے باپ تڑاڑی میں مارے گئے تھے۔ اطاعت و
 اجمیر شریف روئی } فرماں برداری کی دستاویزات لیکر معہ شاہانہ تحائف کے شہاب الدین کے استقبال
 کے لئے جمع ہوئے۔ یہاں شہاب الدین کی شاہانہ نظریں ہوئیں دفا داری کی دستاویزات پر مہر تصدیق
 ثبت کرنے کے لئے شہاب الدین سے درخواست کی گئی۔ اس گروہ میں رائے پتھوراکار کا بھی تھا شہاب الدین
 سب سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آیا اور ہر ایک کی سند پر یہ عہد بیان و تخط کئے۔ جاگیریں و اگداشت کیں اور
 رائے پتھوراکے رٹکے کو بھی از روئے ترمیم خسروانہ اس کے باپ کی گدھی یعنی اجمیر کی حکومت عنایت کی اس خوش
 میں راجپوتوں نے کیکڑی کے مشہور تالاب کے کنارے جتن منایا گنا کشتیاں تالاب میں چھوڑیں اور
 چہرا غاں کیا۔ (عطائے رسول وغیرہ)

اسلامی لشکر ان آیام میں مضرت عبادت رہا یہاں سے چوتھے دن روانہ ہو کر اجمیر شریف کا رخ
 کیا۔ شہاب الدین کو کیا معلوم تھا کہ جذبہ پنہائی اس مقدس ہستی کے قدموں کی طرت لئے جا رہا ہے
 جسے بمقام تڑاڑی عالم رویا میں دیکھ کر عالم اجسام میں دیکھنے کی آرزو جاگزیں ہو گئی تھی۔ آفتاب غروب
 ہوئے والا تھا اور شہاب الدین اجمیر شریف سے تین میل دور گھوڑے پر سوار بہت اجمیر آ رہا تھا
 جلو میں ہمارا جگان کے رٹکے ان کے دائیں بائیں و ذرا امرا و عقوب میں شہاب الدین کا
 مشہور لشکر تھا (عطائے رسول وغیرہ)

دربار خواجہ میں شہاب الدین } جب شہاب الدین غوری کا شانہ ولایت اور آفتاب معرفت
 غوری کی باریابی } (جہاں اس وقت غریب نواز کار و ضہ ہے) کے قریب پہنچا تو
 آفتاب دنیا غروب ہو گیا اور کا شانہ ولایت سے اذان کی آواز آئی۔ شہاب الدین متعجب ہوا کہ اس

۱۵۰ تراٹن جس کا بعد کا نام تڑاڑی ہے ٹھانیمر سے سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس پر سترتی تدی کے کنارہ ہے منتخب النسخ
 ۱۵۱ (الف) کیکڑی اجیر سے ۴۵ میل کے فاصلہ پر ہے (ب) مفتوحہ علاقہ کو دیکھتے ہوئے براہ کیکڑی شہاب الدین کا اجمیر تا قرین قیاس ہے۔

۱۵۲ دیولی اجیر سے ۲۰ میل ہے۔

اس کفرستان میں آذان کی آواز کیسے کسی سے پوچھنا چاہتا تھا کہ محل شناس رائے پتھوراکا بیٹا آگے بڑھا۔ سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ ”جہاں پناہ کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں“ شہاب الدین نے کہا اس کفرستان میں آذان کی آواز کیسے لڑکے نے کہا کچھ مسلمان درذیش سال بھر سے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ روزانہ کئی مرتبہ ایسے پکار کر کچھ پوچھا کرتے ہیں یہ گفتگو ختم ہوئی تھی کہ کاشائہ ولایت آگیا۔

مساز پہلی صفت کے وسط میں کچھ لوگ کھڑے ہو چکے تھے۔ تکیہ تحریمیہ میں امام کے ساتھ صرف اٹھارہ آدمی تھے۔ مگر جب رکوع میں گئے تو بارہ ہزار تھے۔ نماز ختم ہونے کے بعد جب امام نے مقتدیوں کی طرف متہ کر کے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو شہاب الدین کی نظر حضرت خواجہ غریب نواز کے روئے اقدس پر پڑی پہچان لیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کی زیارت عالم رویا میں تراوڑی کے میدان میں پشت اسپ پر ہوئی تھی۔ اور میرے لشکر کی نگہبانی فرما رہے تھے۔

قدیموسی ان خیالات کے آتے ہی شہاب الدین غریب نواز سے قدیموس ہونا چاہتا تھا کہ حضور نے اوس کو اپنے بازوؤں کی طرف لیا اور بغلیں ہوئے۔ شہاب الدین بہت دیر تک اپنے رخسار حضور کے سینہ مبارک سے لگائے رہا۔ اور جب حضور نے دعائیں دیکر بیٹھنے کے لئے فرمایا تو شہاب الدین کی ڈاڑھی خوشی کے آنسوؤں سے ترقی۔

حب ردایہ ”آتشکہ آذر“ شہاب الدین غوری نے آپ کے دست حق پر بیعت بھی کی۔
جاسوسی کا الزام اور بعض کوتاہ بین لوگوں نے یہ الزام لگایا ہے کہ آپ شہاب الدین غوری کے
اس کی تردید جاسوس کی حیثیت سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اس الزام کا

قیاسی ثبوت صرف یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے آنے کے کچھ ہی دن بعد ہی شہاب الدین غوری نے پرتھوی راج پر فوج کشی کر کے اجیر دہلی فتح کر لیا۔ اس کے سوا اور کوئی تاریخی ثبوت پیش نہیں کیا جاتا کہ کسی

۱۵ شہاب الدین غوری۔ بہا الدین محمد سام کا بیٹا تھا۔ اور غیاث الدین غوری کا برادر عیانی تھا۔ ۷۵۵ھ میں اجیر کے راجہ پرتھوی راج کو شکست دی اور اذان قطب الدین ایبک کو اپنا نائب بنا کر مفتوحہ علاقہ میں چھوڑا۔ مفصل حالات تاریخ فرشتہ و تاریخ تاج الماثر میں دیکھئے۔ (مولف)

تاریخ سے شہاب الدین کے کسی محکمہ میں آپ کا ملازم رہنا معلوم ہوتا ہے اگر ایسا ہوتا تو بعد فتح شہاب الدین کوئی انعام جاگیر یا کوئی عمدہ بطور حق المحنت آپ کو پیش کرتا اور آپ امیرانہ زندگی بسر کرتے مگر کسی تذکرہ و تاریخ سے اس کا پتہ نہیں چلتا۔

اس کے سوا قرآن کا جہاں تک تعلق ہے اُن سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایک تارک الدنیا جو اپنا مال زبردستی راہ میں لٹا چکا ہو۔ وہ ملک گیری اور زرد مال کے خزانے حاصل کرنے اور دنیاوی حکومت و شاہی پر قابض ہونیکے لئے کہاں تک تیار ہو سکتا ہو ظاہر ہو کہ رویش و رویشانہ زندگی پر شاہانہ زندگی ہزار بار قربان کر دیا کرتے ہیں چنانچہ اسی خاندان چشتی کے شیخ اعظم حضرت ایراہیم بن ادم رحمۃ اللہ علیہ کا دافنہ زبان حال سے ہمارا شاہد ثبوت اور دافع الزام ہے۔

بالغرض محال اگر آپ نے جاسوسی کی خدمات انجام بھی دیں تب بھی آپ کے مذکورہ بالا استغنا اور تارک الدنیا ہونے کے پیش نظر یہ ماننا پڑے گا کہ کسی جاہ و شتم کے لئے نہیں بلکہ فی سبیل اللہ جز و جہاد سمجھ کر تبلیغ و ترقی اسلام کے لئے آپ نے یہ خدمت انجام دی ہوگی۔ (مولف)

۸۹ھ { ایک روز امیر سید حسن نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عالم رویا میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں ”اے فرزند سرور عالم کا حکم ہے تم اپنی لڑکی عصمت اللہ کا نکاح خواجہ معین الدین سے کرو“ آپ نے خواب سے بیدار ہو کر اپنے خواب کا سارا ماجرا غریب نواز سے عرض کیا غریب نواز نے فرمایا اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں مگر بموجب ارشاد امام میں یہ رشتہ قبول کرتا ہوں۔ بالآخر (یعمر ۹۹ سال) امیر موصوف کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح ہو گیا۔ (ماخوذ از سیرۃ الاقطاب)

۱۱۵ھ (الف) یہ سنہ نکاح حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ کی وفات (مندرجہ خزینۃ الاصفیا) یعنی ۶۳ سال ۶۵۳ھ سے مطابقت کرتا ہے (ب) ”حسب میرا اقطاب“ پہلی بار دہلی کے سفر سے (بزادہ نیابت قطب الدین ایبک) واپس آکر نکاح کیا (مولف) (ج) اسی زمانہ میں حضرت قطب الاقطاب سب زوایہ خزینۃ الاصفیا بواٹھا رہے تھے۔ (دہلی موجود تھے۔)

۱۱۶ھ (الف) حسب تاریخ فرشتہ و چہار گلشہ حضرت امیر سید حسن رحمۃ اللہ علیہ سادات عظام سے ہیں اور حضرت زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں ہیں۔ (ب) سلطان شہاب الدین غوری کے افسر تھے۔ جب سلطان مذکور رائے پتھورا پر تھیاب ہوا اور قطب الدین ایبک کو نائب مملکت مقرر کر کے وہ سوا لک عمالات کو ہستان غارت کرتا ہوا غزنین پہنچا۔ سلطان قطب الدین ایبک نے حضرت سید حسن شہیدی رحمۃ اللہ علیہ کو (جو عم بزرگوار سید حسین جنگ سوار کے تھے) اجمیر کا قلعہ دار کر دیا (از حسن اسیر) (ج) آپ مونیہ مذہب (یعنی تفصیلی) تھے اور علیہ تقویٰ سے آراستہ اور اولیاء اللہ کے مسلک میں انتظام رکھتے تھے۔ (از فرشتہ)

۵۹۲ھ میں **اولیا مسیحی اور کاشانہ ولایت** { آپ نے جھارہ سے تقریباً سو گز کے فاصلہ پر بجانب شمال ایک کچی مسجد عبادت کے لئے بنوائی۔ آپ کے ہمراہیوں نے مسجد کے آس پاس اپنے بھونپڑے بنائے۔ ان بھونپڑوں کے گرد تہور کے درختوں کی قطار قائم کر دی گئی۔ یہ تھا سلطان **بالولایت** کی مقدس قیام گاہ کا سادہ منظر۔ (ماخوذ از عطاءے رسول)

۵۹۲ھ میں **امیر سید حسین رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت** { آپ کے عہد امیر سید حسن اور برادر نبی امیر سید حسین شہید **اور آپ کا شہد اکو دفن کرنا** خنگ سوار کی ہدایت سے بہت سے مرد و زن مشرقت بہ اسلام ہوتے تھے۔

ہر دو حضرات مسلک صوفیہ کے مطابق تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دیتے تھے یہ تبلیغ از راہ حکومت نہ تھی بلکہ جو ایمان نہ لاتا اس سے کچھ تعرض نہ تھا۔ (از سیر الاقطاب)

بسیب روز افزوں ترقی اسلام اہل ہنود عداوت قلبی رکھتے تھے۔ آخر جب قطب الدین ایبک کی غلط خدشات اجمیر میں پہنچی تو راجپوت علاقہ داران ایک کثیر جماعت کے ساتھ کندول کے ذریعہ داخل قلعہ ہوئے۔ اور شب خون کیا۔

امیر سید حسین رحمۃ اللہ علیہ اس شب قلیل جماعت کے ساتھ قلعہ میں تشریف رکھتے تھے۔ لشکر کے اکثر آدمی پرگنوں میں زر شاہی کے لئے گئے ہوئے تھے۔ الغرض بتاریخ، ارجیب (اٹھارویں شب) ۵۹۲ھ میں حضرت امیر سید حسین جمعہ جماعت مسلمان شہید ہوئے۔ مگر کفار بھی آپ کے ہمراہیوں کے ہاتھ سے بہت مارے گئے (ماخوذ از دتالغ شاہ معین الدین داحن السیر و عطاءے رسول)

صبح کی نماز کے بعد جب غریب نواز جانماز پر تشریف فرما تھے۔ کہ تارا گڈہ کی طرف سے ایک چھوٹا

۱۵ یعنی غریب نواز کی اہلیہ بی بی عصمت کے چچا زاد بھائی (مولف)

۱۶ (الف) حسب خزینۃ الاصفیاء آپ اجمیر میں غریب نواز کے سب سے پہلے عقیدت مندوں میں ہیں۔

(ب) آپ اکثر غریب نواز کے پاس آیا کرتے تھے اور استفادہ حاصل کرتے تھے (دتالغ شاہ معین الدین)

۱۷ احسن السیر و غیرہ میں آپ کا سنہ شہادت ۵۹۲ھ عطاءے رسول میں ۵۹۲ھ مگر دونوں نے بدوفات سلطان قطب الدین لکھا ہے لیکن فرشتہ کے بیان سے ۵۹۳ھ میں انتقامی جنگ ہونا ثابت ہے اس لئے میرا صاحب کی شہادت کا سنہ ۵۹۲ھ ہے (مولف)

ہوا کا آیا آپ نے مراقبہ سے آنکھیں کھولیں اور حاضرین سے فرمایا "اے بیچ بڑے بمشام شایاں رسیدہ" یعنی اس نسیم صحر سے تمھارے دماغوں میں کوئی غم نہ آئی۔ سب نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا "بے یوئے شہدا آدرہ بدم" یعنی اس ہوا میں شہدا کے خون کی بو آتی ہے (از عطاءے رسول)

بعد ازاں آپ مع مریدین و معتقدین تارہ گدہ تشریف فرما ہوئے۔ اور میراں سید حسین خٹک سوار رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بلند مقام پر دفن کیا۔ اور بقیہ شہدا کو اُس مقام کے نیچے پچاس پچاس کی چار قطاریں میں سپرد خاک کیا۔ (از عطاءے رسول)

صاحب مسالک السالکین کا بحوالہ سیر المعارفین بیان ہے
بار سوم ہندوستان میں تشریف آوری اور { کہ جب آپ لاہور پہنچے ہیں تو ان ایام میں سلطان معز الدین
ورد لاہور دہلی بعد قطب الدین ایبک { سام نے دہلی فتح کیا اور قطب الدین ایبک کو اپنا نائب
 بنا کر خود غزنین کی طرف روانہ ہوا۔ اور اثنائے راہ میں داصل بخت ہوا۔

چونکہ حسب تاریخ قرشتہ و منتخب التواریخ وغیرہ معز الدین سام کی وفات ۳ شعبان ۶۸۷ھ میں ہوئی اس لئے ۵۸۷ھ کے بعد آپ کا پھر لاہور ۶۸۷ھ میں تشریف لانا ثابت ہے۔

در دہند کے متعلق مختلف اوقات کی روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی پرورش گاہ (یعنی خراسان جو ہندوستان کا حصہ تھا) آنے جانے کا سلسلہ اجیر آنے کے بعد ہی قائم رکھا۔ اور آپ کی خراسان میں متعدد تفصیلات کا ہونا یہ امر ثابت کرتا ہے کہ آپ کا وہاں وقتاً فوقتاً قیام رہا ہے۔ چونکہ آپ کے لئے تعینات کا موقع اجیر آنے کے بعد بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اغلب گمان ہے کہ آپ اس مرتبہ بھی خراسان ہی سے وارد لاہور ہوئے (مولف)

اس وارد ہند کے متعلق صاحب { جب معز الدین سام داصل بخت ہوئے اس وقت آپ (لاہور)
 مسالک السالکین کی { معہ تفصیلات (سے) دہلی تشریف لائے اور کئی ہینہ قیام فرمایا۔ وفاق متبرکہ
 یمنی حرم سرا آپ کا اس مقام پر تھا جہاں شیخ رشید دہلی کی قبر ہے اور آج تک اُس زمانہ کی نشانیوں میں سے آنکھی مسجد کی خراب قائم ہے۔ جب خلق کا زیادہ ہجوم ہوا تو آپ دہلی سے اجیر تشریف لے گئے۔

اگرچہ اس وقت اجمیر میں رونق اسلام شروع ہو گئی تھی۔ لیکن کفار کا غلبہ بہت تھا اور سلطان قطب الدین ^۱ ایک کی طرف سے حضرت سید حسین شہرہ ری رحمۃ اللہ علیہ داروغہ اجمیر تھے۔
 فرشتہ وغیرہ کا بیان ہے کہ سلطان شہاب غوری نے ^{۵۸۸ھ} میں راجہ پتھورا پر فتح پاکر دہلی پر قبضہ کیا اور ^{۵۸۹ھ} میں دقات پائی اور قطب الدین ایک متقل بادشاہ ہوا۔ اسرار الاولیاء اخبار الاخبار اور دیگر کتب معتبرہ سے ظاہر ہے کہ جب آپ رونق افروز اجمیر تھے اس وقت فرماں روا کے اجمیر راجہ پتھورا تھا۔ اس لئے یہ روایت آپ کے بار اول (یعنی ^{۵۸۸ھ} میں) اجمیر آنے کی نہیں جیسا سابق روایت سے ظاہر ہے۔ (مسالک السالکین، دلائل مولف)

۱ قطب الدین ایک یوزدو شنبہ ۱۸ رذی قعدہ ^{۵۸۸ھ} میں دہلی سے لاہور آکر تخت نشین ہوا۔ منتخب التواریخ
 ۲ (الف) دہلی ^{۵۸۹ھ} میں نسیم ہوا (فرشتہ)

(ب) سرستی اور ہانسی کے قلعے فتح کر کے بعد ^{۵۸۹ھ} میں شہاب الدین غوری نے قصبہ کرام (جو دہلی سے ستر کوس ہے) میں قطب الدین ^۱ کو چھوڑ کر خود کوہ سوا لک کی طرف متوجہ ہوا۔ اور تاخت و تاراج کرتا ہوا غزنین پہنچا گیا (منتخب التواریخ)

۶۱۱ھ

سفر خراسان سے اپسی اور بارچہارم رو دہند

شہر میں جمہیر شریف آنیکے بعد یہ آپ کا دوسری مرتبہ خراسان کی طرف سفر تھا۔ اس موقع پر بھی اغلب گمان ہے کہ آپ نے اس قواح میں کافی عرصہ قیام کر کے تصنیف و تالیف کا کام انجام دیا۔ جیسا کہ حسب روایت ”سبع سنابل“ آپ کی متعدد تصانیف وہاں موجود ہونے سے ثابت ہے۔

سفر خراسان کے بعد بارچہارم { آپ کا بارچہارم ہندوستان وارد ہونا منظر عام پر نہیں آیا۔ اسلئے درودہند کا تاریخی ثبوت ممکن ہے عوام پر اس کا انکشاف گراں گذرے۔ مگر مورخین اور باریک بین نظریں اس انکشاف کی قدر کریں گی۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

”خزینۃ الاصفیاء“ کا بیان ہے کہ جب حضور خواجہ معین الدین حسن چشتی علیہ الرحمۃ خراسان سے وارد ہندوستان ہوئے ہیں۔ اسوقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جلال الدین تبریزی دونوں ملکر شیخ بہا الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے تشریف لے گئے تھے۔ اور جبکہ یہ تینوں حضرات (یعنی شیخ بہا الدین علیہ الرحمۃ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ) ایک مجلس میں تشریف رکھتے تھے اسوقت قباچہ بیگ (ناصر الدین قباچہ) حاکم ملتان خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ لشکر کفار مغل ملتان تخیر کرنے آیا ہے۔ (شکر بے شمار ہے۔ مجھے مقابلہ و مجاہدہ کی طاقت نہیں ہے۔ خدا کے لئے میری امداد فرمائیے۔

اتفاقاً اسوقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا وہ حضرت قطب صاحب نے حاکم ملتان (قباچہ بیگ) کو دیا۔ اور فرمایا یہ تیر رات کے وقت دشمن کے لشکر میں پھینک دینا اور مطلق ہو جانا۔ قباچہ بیگ نے یہ عمل کیا اور دشمن کے لشکر میں کوئی متفہن ایسا نہ بچا جو

ناصر الدین قباچہ اور شمس الدین التمش سے لڑائی ہوئی۔ جب قلعہ بھنگہ فتح ہو گیا تو ناصر الدین قباچہ پنجاب کے کس دریا کے اندر

۶۱۵ھ میں بکمر گیا (مختار التواریخ)

۶۲۰ھ مغل اہل قوم ترکستان کا ایک فرقہ ہے بمعنی عمدہ (مولف)

تیر خورده نہ ہوا ہو تمام کفار نے راہ فرار اختیار کی
چونکہ صاحب منتخب التواریخ کا بیان ہے کہ ۱۱۱۱ھ میں مغلوں نے فوج کشی کی اور چالیس دن تک
سلطان کا محاصرہ کیا اس لئے یہی سنہ یعنی ۱۱۱۱ھ غریب نواز کی خراسان سے واپسی ہندوستان اور
ورد دہ لاہور کا ہے۔ (مولف)

۱۱۱۱ھ لکھنؤ سے اجمیر پہنچنا اور
ادھر آپ لاہور سے اجمیر پہنچے اور حضرت قطب الاقطاب نے
سلطان سے ہو چکر آپ کی خدمت میں درخواست لکھی اور اجمیر
قطب صاحب کی درخواست حاضری
حاضر ہونے کی اجازت چاہی گر آپ نے جواب دیا کہ دہلی کا کارولت
تمہارے سپرد ہے۔ تم وہیں سکونت رکھو۔ کچھ دن بعد ہم خود دہلی آئیں گے۔ (از خزینۃ الاسفیا)

ورد دہلی بار اول بعد شمس الدین التمش
خواجہ غریب نواز اجمیر شریف سے دہلی تشریف فرما ہو کر قطب صاحب
کی خانقاہ میں ٹھہرے قطب صاحب نے چاہا کہ سلطان کو
خبر دیں مگر غریب نواز نے بوجہ کثرت ازہام خلقت آپ کو منع فرما دیا قطب صاحب خاموش ہو گئے
(مسالک السالکین)

مگر یاد جو اس کے بھی سلطان شمس الدین التمش اور خواص و عام کو دہلی میں خبر ہو گئی سب حضرات خواجہ
علیہ الرحمۃ کی زیارت اور دیدار فرحت آثار کو غنیمت سمجھ کر حاضر خدمت بابرکت ہوتے رہے۔
مگر نجم الدین صغریٰ پوچھ رہا کہ دھڑ آپ کے پاس نہ آئے خواجہ علیہ الرحمۃ کی شیخ نجم الدین سے خراسان
کی ملاقات تھی اور آپ خلق محمدی بدرجہ غایت رکھتے تھے اس لئے خود شیخ نجم الدین صغریٰ سے ملنے کے لئے
اُن کے گھر تشریف لے گئے اس وقت نجم الدین صغریٰ اپنے صحن خانہ میں ایک صفہ تعمیر کر رہے تھے جب
حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ اُن کے پاس پہنچے تو انہوں نے نہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کا استقبال کیا نہ اُن کی

۱۱۱۵ھ آپ سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں دو مرتبہ دہلی تشریف لائے (سیر الاقطاب وغیرہ)
۱۱۱۵ھ شمس الدین التمش آخر سنہ ۱۱۱۵ھ میں تخت دہلی پر بیٹھ نشین ہوا۔ پڑا ایک بادشاہ تھا (فرشتہ و سیر الاقطاب) غریب نواز سے استفادہ حاصل کیا
قطب صاحب سے مرید تھا۔ خواجہ عثمان ہاردنی دس سرسے تجدید بیعت کی بتایا۔ ۱۱۳۳ھ میں وصال ہوا عقبہ مسجد قوۃ الاسلام
(فرشتہ منتخب التواریخ و خزینۃ الاسفیا)

جانب متوجہ ہوئے یہ بات حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ پر گراں گذری اور آپ نے فرمایا کہ اے نجم الدین صفری تجھ پر کیا ایسی بلا آئی ہے کہ شیخ الاسلامی کے نشہ میں انسانیت سے درگزر اور راہ درسم دیریتہ دو وضع داری قدیم کو یکبارگی ترک کر دیا۔ یہ سنکر شیخ نجم الدین صفری بہت خرمائے اور خواجہ صاحب کے قدموں پر سر رکھ کر معذرت کرنے اور کہنے لگے کہ میں پہلے جیسا آپ کا مخلص تھا ویسا ہی اب بھی ہوں مگر قطب صاحب نے میری قدر و منزلت بالکل برباد کر دی ہے جب سے وہ مرید آپ کا یہاں آیا ہے تمام خلایق اُسی کی طرٹ رجوع ہے میں شیخ الاسلام برائے نام ہوں کوئی میری پیش نہیں کرتا یہ سنکر غریب و ازلے تبسم فرمایا اور کہا کہ تو خاطر جمع رکھ میں اس بار گراں کو جو تیرے دل پر ہے اپنے ہمراہ اجمیر لے جاؤں گا یہ فرما کر آپ وہاں سے چلے آئے۔ ہر چند نجم الدین صفری طعام حاضر کی نسبت کہا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا جب آپ اجمیر تشریف لے جانے لگے تو قطب صاحب کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا۔ چونکہ سکائے دہلی کو قطب صاحب سے محبت قلبی ہو گئی تھی۔ جناب بقصد اجمیر آپ شہر سے باہر آئے تو کوئی شخص آپ کے زاق کی تاب نہ لاسکا۔ تمام شہر میں یکبارگی شور و غوغا اور ماتم غلیم برپا ہو گیا اور شہر کی خلقت دیوانہ دار آپ کے پیچھے ہوئی جہاں آپ قدم رکھتے تھے وہاں اُسی جگہ کی خاک اٹھا کر تیشاؤ تبر کا اپنے پاس رکھتے تھے اور آنکھوں سے لگاتے تھے۔

جب سلطان نور الدین قندھار نے آپ (قطب صاحب) کی روانگی اجمیر تشریف کی خبر سنی بے اختیار دوڑ کر آئے اور حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے بالکمال منت و نزاری عرض کیا کہ حضور قطب صاحب کو اجمیر تشریف نہ لے جائیں میرے خدا یہیں چھوڑ جائیں۔

جب خواجہ علیہ الرحمۃ نے یہ معاملہ کچشم خود معاینہ فرمایا اور تمام اہل شہر کو آپ کا فریقہ و شیفتہ پایا تو النجا سلطان کی قبول فرمائی۔ اور کہا بابا قطب الدین تم یہیں رہو۔ تمہارے جانے سے سارے اہل شہر پریشان دیے قرار ہیں میں نہیں چاہتا کہ اس قدر مخلوق کے دلوں کو تمہاری آتش جدائی سے کباب کر دوں میں نے اس شہر دیار کو تمہاری حمایت میں چھوڑا یہ فرما کر خود حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ اجمیر تشریف روانہ ہو گئے۔

(از مسالک السالکین حالات قطب صاحب)

بابا فرید الدین گنج شکر سے آپ کا کرم فرمانا

جب غریب نواز اجمیر سے دہلی تشریف لائے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اپنی اپنی لیاقت کے مطابق آپ سے نعمت حاصل کی بعد ازاں غریب نواز نے حضرت قطب صاحب سے دریافت کیا کہ تمہارے

مریدوں میں سے کیا کوئی اور نعمت پانے سے رہ گیا ہے۔ قطب صاحب نے عرض کیا کہ ایک مسعودی (بابا با فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ) نامی فقیر رہ گیا ہے وہ چلہ میں بیٹھا ہے۔ غریب نواز کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا کہ آؤ اسے دیکھیں۔ دونوں بزرگ حجرہ کے دروازہ پر تشریف فرما ہوئے۔ اور دروازہ کھولا۔ حضرت بابا صاحب نے صنعت کی وجہ سے تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہو سکے ناچار چشم پر آب ہو کر سر زمین پر رکھ دیا۔ غریب نواز نے جب یہ دیکھا فرمایا۔ اے قطب الدین کب تک اس بیچارہ کو مجاہدہ میں گمراہ کر دے گا۔ آؤ تاکہ اسے کچھ عطا کریں۔ پس اسے باز حضرت غریب نواز نے اور بایاں باز حضرت قطب صاحب نے پکارا کر اٹھایا۔ پھر غریب نواز نے آسمان کی طرف منہ کر کے جناب باری میں عرض کیا تھیل جلائے ہمارے فرید کو قبول فرما۔ اور اکمل درویشوں کے مرتبہ پر پہنچا۔ آواز آئی ہم نے فرید کو قبول کیا اور فرید و حید عصر ہو گا۔ یہ سن کر بابا صاحب کا حال دگرگوں ہوا جب غریب نواز نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ فرید کو اسم اعظم (جو خواجگان چشت میں سینہ بسینہ پلا آتا تھا) تلقین کرو اس وقت علم الدینی منکشف ہو گیا اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ذات حق تعالیٰ کے درمیان سے حجابات اٹھ گئے پس غریب نواز نے بابا صاحب کو خلعت عطا فرمایا۔ نیز حضرت قطب الاقطاب نے دستار مثال اور دیگر لوازمات خلافت عطا فرمائے اس محفل میں انعام و اکرام میں قاضی شیخ حمید الدین ناگوری۔ مولانا علی کریم نور الدین غزنوی۔ مولانا مبارک شیخ نظام الدین ابوالموید مولانا شمس الدین ترک خواجہ موید موہنہ دوز اور دیگر مشائخین صاحب نظر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم موجود تھے۔ ایک شاعر نے فی البدیہہ مطابق حال یہ شعر کہا۔

۱۔ سیر الاقطاب میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کا بے پناہ ۷۵ سالہ عہد میں وفات پانا قوم ہے۔ اس حساب سے بابا صاحب

کا سنہ ولادت ۷۵۵ھ برآمد ہوتا ہے (مولف)

۲۔ صاحب سالک السالکین نے قیام بیگ سے مغلوں کی جنگ ہونے اور بابا فرید کے شرف اراہت (ہجری) کے میں بیعت خلافت آئیں ہونیکا ایک ہی زمانہ لکھا ہے چونکہ جنگ مذکور حسب فتویٰ التواتر ۷۶۱ھ میں ہوئی نیز حسب سیر الاقطاب یہ واقعہ ۷۶۸ھ میں ہوا ہے اسلئے غریب نواز کے دہلی آنے اور بابا صاحب کو خرقہ عطا کر نیکا سنہ بھی یہی ہے (مولف)

”بخش کونین از شجین گرفتہ فرید بادشاہی یافتہ از بادشاہان جہاں“
 بعد ازاں حضرت غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ بابا قطب الدین بڑے شاہ بہار کو دمام میں لائے ہو کہ جس کا
 آشیانہ سدرة المنتہی ہو گا اسیر الاقطاب (تذکرہ بابا فرید الدین)
 دوسری بار پھر آپ بعد شمس الدین اجمیر سے بزمہ خدمت خلیفہ دہلی شریف
 سفر دہلی یار دوم بعد
 شمس الدین اجمیر
 فرما ہوئے اور دوران قیام دہلی میں آپ نے حضور خواجہ خواجگان حضرت
 خواجہ عثمان مکی قدس سرہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا جس کی تفصیلات
 درج ہیں (ماخوذ از کج الاسرار وقائع شاہ معین الدین حسن)

کتاب تاریخ السلف میں یحیٰ الہ جامع الکلیم قریب حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز حسب ذیل روایت ہو
 خواجہ بزرگ اجمیر سے دہلی تشریف لائے شیخ قطب الدین نے سنا تو استقبال کیا۔ اور جس طرح کہ مرید کو خدمت
 پیرو مرشد میں ہونا چاہیے اس میں ذرہ بھر کمی نہ کی۔ جب خواجہ بزرگ نے مکان میں قدم رنجہ فرمایا عرض
 کیا کہ خدائے بزرگ نے کس سبب سے حضور کے قدم سے اس شہر کو روشن فرمایا۔ آپ نے جواباً فرمایا۔ بابا بختیار
 میں نے کھیتی کی ہے وہ تیار ہو چکی ہے حاکم فرمان طلب کرتا ہے لڑکوں نے مجھے معذور نہیں چھوڑا۔
 ادھر بھجوا دیا تم یہاں مجھ سے پہلے سے ہو کوئی تدبیر بناؤ۔ صاحب وقایع معین الدین چشتی نے متذکرہ بالا
 روایات سے ان وجوہات کی بنا پر انکار کیا ہے اور ایک دوسری روایت لکھی ہے۔
 وجہ اول سلطان شمس الدین چونکہ داخل سلسلہ تھا اس لئے بجائے خود تشریف لانے کے اگر آپ اپنے
 کسی خادم کو اس کام کی انجام دہی کے واسطے روانہ کر دیتے تو سب کام بہ آسانی ہو جاتا۔

دوسری وجہ یہ کہ اکثر اولیاء اللہ نے حکومت اور شجاعت کو قبول نہیں فرمایا
 دوسری روایت } جب آپ اجمیر میں قیام پذیر ہوئے تو ایک کاشتکار نے آپ کو
 وقایع شاہ معین الدین چشتی } سے عرض کیا کہ میرے کھیت کی پیداوار یہاں کے حاکم نے ضبط
 کر لی ہے۔ کہتا ہے کہ جب تک شاہی فرمان نہ لاؤ گے اس میں سے کچھ نہیں پاسکو گے لہذا حضرت کی
 امداد کا خواہاں ہوں تاکہ اس سال کے خراج سے نجات ملے کیونکہ میری روزی کا دیلہ سوائے اس کے

اور کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ بعد ازیں حاکم کیا کیے گا۔ اُس نے عرض کیا کہ جو حکم ہوگا۔ اس کے مطابق عمل کرے گا آپ نے فرمایا کہ اگر استمراری فرمان دستیاب ہو جائے تو ہمیشہ کے لئے یہ تکلیف دور ہو جائے۔ اُس نے عرض کیا کہ اگر حضور حضرت قطب الدین بختیار کاکی کو سفارشی خط تحریر فرمادیں تو استمراری یا میعادوی فرمان مل جائیگا آپ نے غور و تامل کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگرچہ سفارشی سے تیسری مقصد برآمدی آسان ہے مگر اللہ نے مجھے تیسرے کام پر متعین فرمایا ہے لہذا میرے ساتھ چل اور آپ اسی وقت دہلی روانہ ہو گئے پہلے جب آپ تشریف لے گئے تھے تو حضرت قطب الدین کو پیشتر مطلع فرمادیا تھا اور تاریخ مقرر پر بادشاہ اور قطب صاحب اپنی پیشوائی کیلئے حاضر ہوئے تھے مگر اس مرتبہ آپ نے اپنی دہلی پہونچنے کی اطلاع نہیں دی لیکن اتفاق سے ایک شخص آپ کو ملا اور اُس نے دُور کر حضرت قطب الاقطاب کو آپ کے تشریف لانے کی اطلاع کر دی قطب صاحب متعجب ہوئے اور فوراً بادشاہ کے پاس جا کر آپ کے تشریف لانے کی خبر بیان کی خود آپ کی پیشوائی کے لئے تشریف لے گئے بادشاہ نے بھی معہ افواج و جلوس شاہی سے آپ کا استقبال کیا۔ خواجہ قطب صاحب بلا اطلاع تشریف آوری کا سبب دریافت کرنے کے لئے مضطرب تھے لوگوں کے چلے جانے کے بعد قطب صاحب نے عرض کیا کہ بلا اطلاع یکبارگی حضور کے تشریف لانے کا سبب کیا ہے آپ نے کسان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس شخص کے کام کیلئے آیا ہوں۔ قطب صاحب نے عرض کیا کہ اگر حضور کے خادموں میں سے کوئی بھی سلطان سے عرض کرتا تو اس کا کام حسب دلخواہ ہو جاتا اس کام کے لئے حضور کے تشریف لانے کی کیا ضرورت تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ درست ہے مگر ہر اہل اسلام ذلت و غربت کے وقت خدا کی رحمت سے قریب ہوتا ہے۔

جب یہ شخص میرے پاس آیا تھا بہت رنجیدہ تھا جب میں نے مراقب ہو کر درگاہ ایزدی میں عرض کیا تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ رنج و غم میں شریک ہو نا عین بندگی اور عبادت ہے اس لئے میں باری تعالیٰ کی خوشنودی کے پیش نظر یہاں تک آیا ہوں۔ (وقائع شاہ معین الدین چشتی)

ان دونوں روایتوں میں اس طرح تطبیق ہو جاتی ہے کہ جب حضور غریب نواز اشرار تعالیٰ کی خوشنودی کے خیال سے کسان کو ساتھ لے کر اجیر سے دہلی گئے لگے تو آپ کے صاحبزادگان نے بھی اپنی کاشت

کے داگداشت ہو نیکی متعلق آپ سے فرمان شاہی لانے کی درخواست کی ہے اور آپ نے بزمہ خدمت خلیق صاحبزادگان کے معاملہ کے متعلق بھی حضرت قطب صاحب سے مشورہ کیا۔ (مولف)

حضرت خواجہ خواجگان احمد عثمان قدس سرہ کے ہندوستان
غریب نواز سے ملنے کیلئے خواجہ عثمان
کا وہلی تشریف لانا
تشریف لائیکے متعلق ہندوستان سے پورے میں اختلاف
چلا آتا ہے۔

بعض حال کے تذکروں میں آپ کے ہندوستان تشریف لانے سے انکار کیا گیا ہے فرشتہ اور صاحب سیر العارفین آپ کے ہندوستان تشریف لانے سے تو متفق ہیں لیکن غریب نواز سے کہلی ہندوستان میں ملاقات ہونے کے متعلق متامل ہیں نیز سیر العارفین اور سالک اسالکین کے مندرجہ ذیل بیان حضور خواجہ اعظم کا ہندوستان کی طرف سفر کرنا تو ثابت ہے مگر ہندوستان پہنچنا اور غریب نواز کو اپنی ملاقات سے مشرف فرمانے کا کچھ پتہ نہیں چلتا عبارت حسب ذیل ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد خواجہ اعظم حضور شیخ عثمان بارونی قدس سرہ العزیز نے خواجہ برگ غریب نواز کی محبت و طلب میں سفر فرمایا تو اُن کے سفر ہندوستان میں آپ علاؤ الدین گجرات کے ایک ایسے مقام پر پہنچے جو آتش پرستوں کا مسکن تھا۔ وہاں ایک آتشکدہ جس میں میں کڑی لکڑیاں اور بروایت صاحب تالیف و سوغدار لکڑیاں روزانہ ڈالی جاتی تھیں اور آگ ہمیشہ روشن رکھی جاتی تھی۔

آپ ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوئے مصلیٰ پہنچا کر نماز میں مشغول ہوئے اور اپنے خادم سید فخر الدین رحمۃ اللہ (کہ یہ بزرگ ہمیشہ سفر و حضر میں آپ کے ہمراہ رہتے تھے) سے فرمایا کہ آگ لا کر انظار کیلئے روٹی تیار کرو۔ وہ آگ لینے آتشکدہ پر گئے۔ آتش پرستوں نے آگ دینے سے انکار کیا اور کہا یہ ہمارا معبود ہے ہم اس میں سے آگ نہیں دے سکتے خادم واپس آئے اور ساری کیفیت خواجہ اعظم

۱۵ چونکہ یہ کھل اسرار معروف بہ گنج الاسرار حضور خواجہ اعظم نے ہندوستان تشریف لاکر تین سال تک وہلی میں قیام فرمایا اور حسب سالک اسالکین سالکین میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اس لحاظ سے آپ کا ہندوستان تشریف لانا سلاطین میں قرین قیاس ہے۔ (مولف)

۱۶ خواجہ فخر الدین سلوات میں سے ہیں۔ آپ کو غریب نواز سے نہایت ارادت و محبت تھی۔ اپنا وطن ترک کر کے ہجرت میں قیام کیا آپ کی اولاد آج تک نہایت آستانہ غریب نواز بخلائی ہے (مذکرۃ الاولیاء سے ہندوستان افغانستان الانوار و مرآۃ الاسرار)

قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بیان کی۔ آپ تجدید دھرم فرما کر خود تشریف لیکے۔ دیکھا کہ ایک پیر مرد مخیشا نام ایک تخت چوبی پر بیٹھا ہے۔ ایک ہفت سالہ لڑکا اس کی گود میں ہے۔ اور بہت سے آتش پرست اُس کے گرد و پیش بیٹھے ہوئے آگ کی پرستش کر رہے ہیں۔

آپ نے اُس پیر مرد سے فرمایا کہ آگ پوسنے سے کیا فائدہ یہ حق تعالیٰ کی ایک ادنیٰ مخلوق ہے اور تھوڑے پانی سے نیست و نابود ہو جاتی ہے کیوں اُس خالق کی پرستش نہیں کرتے جس کی یہ مخلوق ہے تاکہ کارآمد ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ آگ ہمارے دین میں بہت بزرگ اور ہمارے لئے باعثِ نجات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس کو بہت دونوں سے پوجتے ہو اور اس کی خدمت کرتے ہو۔ آؤ اُس میں ہاتھ ڈالو۔ اگر باعثِ نجات ہے تو میں دیکھوں تم کو جلنے سے نجات دے۔ اُس نے کہا تجلانا آگ کی خاصیت ہے۔ کس کی مجال ہے جو اُس میں ہاتھ ڈالے اور سلامت رہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تابعِ حکمِ خالق ہے اس کی کیا مجال کہ بلا حکم اُس کے بال بھی جلا سکے یہ فرما کر اُس کی گود سے لڑکے کو اپنی گود میں لے لیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم یا فانی کوئی جود آؤ مَسْكُوْنًا عَلٰی رَاْسِکُمْ مَکْرًا تَشْکِدَہ میں داخل ہو گئے۔ یہ حال دیکھ کر سارے آتش پرست آہ و فغاں کرنے لگے آپ چار ساعت کامل آتشکدہ میں رہ کر معہ اُس لڑکے کے صبح و سالم باہر تشریف لائے۔ آگ نے جسم یا ملیوس مبارک پر کچھ اثر نہ کیا۔ اور نہ اُس لڑکے کو کچھ ضرر پہنچا یا۔ پیر مرد اپنے لڑکے کو صبح و سالم دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اُس سے پوچھا کہ آگ میں کیا حالت پیش آئی اُس نے کہا کہ میں تو شیخ کی بدولت باغ میں سیر کر رہا تھا۔

یہ کرامت دیکھ کر آتش پرستوں نے صدقِ دل سے اسلام قبول کیا اور آپ کے مرید ہوئے آپ نے مخیشا کا نام عبد اللہ اور اُس کے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا۔ ڈھائی برس تک آپ وہاں مقیم رہے۔ اور سب کو طریقِ اسلام سے واقف و آگاہ کیا۔ اور شیخ عبد اللہ کو خرقہ و خلافت پہنایا کہ وہ اور اُن کے صاحبزادے ابراہیم اولیا اللہ سے ہوئے۔ اور آتشکدہ کو مسمار کر کے ایک عالیشان مسجد وہاں تیار کرائی۔ اور مقبرہ شیخ عبد اللہ و شیخ ابراہیم کا اُس مسجد کے پہلو میں ہے نیز دیگر بہت سے متبرک لوگوں کی قبریں وہاں ہیں۔ اور ان سے فیض جاری ہے آپ کا جھوہ بھی وہاں موجود ہے ہر سال وہاں عرس شریف

ہوتا ہے اور زائرین و حاجت مند وہاں جمع ہوتے ہیں اور فیض پاتے ہیں صاحب "سیر العارفین" لکھتے ہیں کہ میں نے اس مقام کی زیارت کی ہے۔ اور دو ہفتہ وہاں مقیم رہا ہوں (از مسالک السالکین)
 محمد اللہ آج گنج الاسرار مصنفہ خواجہ غریب نواز نے حضور خواجہ اعظم کے ہندوستان تشریف لانے نہ لانیکی طویل بحث کو ختم کر دیا اور بروز روشن کی طرح یہ اعتراف ہر ہو گیا کہ حضور خواجہ اعظم نے باکمال شفقت و رحمت ہندوستان میں قدم رنجہ فرمایا ہے۔

تین سال قیام فرما کر واپس تشریف لے گئے اور دہلی میں خواجہ غریب نواز کو خواجہ اعظم سے شرف قدمبوسی حاصل ہوا۔ گنج الاسرار کی عبارت حسب ذیل ہے۔

ترجمہ

اس ملفوظ کے مصنف غلام معین الدین بنجری حسی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں بحالت مسافرت بائیس سال اپنے پیرو مشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی خدمت میں بسلسلہ حصول معرفت اور اصلاح باطن حاضر رہا۔

جبکہ عرصہ دراز کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ دہلی پہنچے اور بتایا کہ ارماہ ذی الحجہ (۱۲۶۷ھ) ایک تنہائی کی جگہ حضرت نے انعکاس فرمایا اس مصنف نے اپنے لئے مقام خلوت و سکونت کے لئے عرصہ کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ "اے معین الدین چند روز دیگر صحبت ماباش

اصلی عبارت کجھل اسرار

مصنف این ملفوظ معین الدین بنجری گوید کہ مدت بست و دو سال و مسافرت خدمت حضرت ملازمت برائے تلقین ارشاد در یافتن معرفت جذبہ اصلاح باطن صحبت تربیت مرشد کامل رکاب حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ بودم۔

بعد از مدت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ شہر دہلی رسید مقام عشرت گاہ در عشر ماہ ذی الحجہ معتکف گشت این مصنف برائے عزلت و خلوت و سکونت گرفتن مقام التماس نمود۔ خواجہ فرمود تمعین الدین مدت چند روز دیگر صحبت ماباش

۱۵ (الف) کتاب کا صحیح نام غالباً کجھل اسرار ہے ناقل کے سہو کتابت سے گنج الاسرار لکھا گیا اور اسی کی نقل ہوتی چلی آئی۔

(ب) کجھل جیسے ہر چیز درہم کشیدہ شدہ (از زبان قاطع)

۱۶ حضور خواجہ اعظم کا مسند درود (آپ کے مسہ سال قیام دہلی اور دہلی سے کہ معتقد ہو چکر ۱۲۷۷ھ میں وصال ہوئے) پیش نظر ہمارے ۱۲۶۷ھ میں لکھا

تا از تربیت تلقین استقامت عالم سیر و طیر کمالیت
 رسانیم بعد ازاں در مقام اجمیر سکونت گیری۔
 ہم دریں حکایت دویم ماہ ذی الحجہ سلطان شمس الدین
 التمش طالب صادق برائے ملاقات خواجہ عثمان ہارونی
 قدس سرہ آمد بعد ملاقات منکلم شد۔ بعد گند سوال
 کردہ گفت یحییٰ آنحضرت کے شمار احباب دادہ براہ حقیقت
 سوئے معرفت الہی راہ راست نمودہ است
 بصدق آمدہ ام مارا راہ حقیقت سوئے معرفت
 حق تعالیٰ نماید و لطف بیعت ارادت از تربیت
 قبول کنند چوں خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سلطان را
 طالب صادق و انسان کامل شناخت بعد صحبت
 تربیت کلاہ ارادت حوالہ کرد۔

بچوں خلیفہ دہلی مدت از صحبت خواجہ عثمان ہارونی
 قدس سرہ رموزات تلقین ارشادات و حمد و ثناء
 علم لدنی و استقامت معرفت باطن و اطاعت و
 پاسبانی عالم جبروت و ملازمت عبادات خفیات و
 تلاوت حفظ قلوب باطن بدل و جان گزشت
 و بعد مدت سہ سال از ہمت اعراض خواجہ
 عثمان ہارونی قدس سرہ اصغف العباد میں الدین جن

تاکہ تربیت تلقین کی استقامت سے عالم سیر و طیر
 کے کمال تک پہنچے ہو بخداوں اسکے لید اجمیر میں سکونت کرے
 اس گفتگو کے دوران میں بتایا کہ دو ماہ ذی الحجہ ۸۱۳ھ
 طالب صادق سلطان شمس الدین حضرت خواجہ عثمان
 قدس سرہ کی ملاقات کیلئے حاضر ہوا ملاقات کے بعد
 کے ساتھ اُس نے سوال کیا کہ اُس خدا کیلئے جس نے
 تمہیں جان دی ہے اور حقیقت کے راستہ سے معرفت الہی
 دکھائی ہے۔ میں صداقت کیساتھ حاضر ہوا ہوں شیخ
 حقیقت کا راستہ معرفت حق کی طرف دکھائے اور
 لطف بیعت ارادت سے ترتیب فرمانا قبول فرمائے
 خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے سلطان کو طالب
 صادق اور انسان کامل پاکر بعد صحبت بیت کلاہ ارادت حوالہ فرمایا
 اور خلیفہ دہلی نے خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے
 فیض صحبت سے رموزات تلقین ارشادات و حمد و ثناء
 علم لدنی اور معرفت باطن کی نیز عالم جبروت کی اطاعت
 و پاسبانی و ملازمت عبادات خفیات تلاوت حفظ
 قلوب باطن بدل و جان حاصل کئے تین سال قیام
 کے بعد حضور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے
 مصفت سے فرمایا کہ برائے استقامت

۱۵ سلطان شمس الدین نے دہلی میں بطور بادشاہ تختہ سلطنت بنایا جس کے قریب یہاں دہلی میں حاکم رہے
 (مکتب التواضع دیر سبکت و غیرہ)

نخری رافرمود کہ برائے تربیت استقامت تربیت طالب صادق سلطان شمس الدین از تربیات حضرت رسالت و تعزیرات و از آیات حدیثات و اقوال شایع رحمۃ اللہ علیہم و تعریفات معنی آیات و نظرات منقولات اولیاد از سخنانے کہار ملفوظات تصنیف کن کہ در سفر و حضر ملازمت کند تا دل سلطان از تفرقه خطرات غیر اللہ نفسانی بکلی بازاید و بسوئے اطاعت باطن اعمال روحانی و روحانی یاد حق تعالی عبادات خفیات کتبہ حقیقی و ملازمت حفظ قلوب قرب حضرت بکشف کرامات کمالیت رسید

مصنف بحکم فرمان خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ و برائے تعنیفات ملفوظات از تعزیرات معانی آیات و حدیثات حضرت رسالت آب و تعریفات و قول شایع دریافتن معانی اسرار حقیقت بروایت صحیح از ہفتاد و چند نسخہائے سلوک برائے استفہام سالکان متعدد طالبان راہ حقیقت آغاز بتاریخ دہم ماہ محرم احدہ سنین و ستائیم ۲۲۱ھ کردم دایں ملفوظات را بر بست و پنج معرفت جمع آوردم و گنج الاسرار (کنج الاسرار) نام ہنادم و بخدمت سلطان شمس الدین رسانیدم۔

تربیت طالب صادق حضرت رسالت آب تربیات آیات و حدیث کی تعزیرات مشائخین کے قول اولیا اللہ کی تعریفوں اشعار منقولات اور اولیا اللہ کے سخنانے کی بار سے ایک ملفوظ تصنیف کرو۔

تاکہ سفر و حضر میں کام آوے۔ اور بادشاہ کا دل غیر اللہ اور نفسانی خطرات سے بالکل باز رہے اور باطن کی عبادت روحانی اور روحانی اعمال جو حق تعالیٰ کی یاد میں کتبہ حقیقی کی پوشیدہ عبادت سے مشغول ہیں ملازمت حفظ قلوب خدا کے قرب و کشف و کرامات کے ذریعہ سے کمال حاصل ہو۔

مصنف نے بہ تعمیل ارشاد خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ ایک مدت واسطے ملفوظات تعزیرات معانی اور حدیثات رسالت آب و تعریفات و قول مشائخین حقیقت و اسرار معانی کے معلوم کرنے میں صحیح روایتوں سے سلوک کے نشتر سے زیادہ نسخہائے سلوک استفہام سالکان و متعدد طالبان راہ حقیقت بتاریخ ۱۰ محرم ۲۲۱ھ لکھنا شروع کر کے ان ملفوظات کو پچیس معرفتوں پر مرتب کیا اور نام گنج الاسرار (کنج الاسرار) رکھا۔

۱۵ حسب تحقیق مولوی ذکا اللہ قدس سرہ یونیورسٹی کی شمس الدین التمش ہے مگر عام طور سے کتابوں میں شمس الدین التمش مرقوم ہے۔

پھر سلطان شمس الدین کے پاس بھیجا چنانچہ سلطان
مذکورہ رموزات ملفوظات حاصل کر کے سالک راہ ہوا
اللہ تعالیٰ کی عنایت سے تھوڑے عرصہ میں کشف و
کرامات کے مدایح بھی حاصل کر لئے اور خدا کے برگزیدہ بندوں
میں سے ہو گیا۔ بعد ازاں مصنف نے شاہ خواجہ عثمان اونی قدس سرہ اجیر کیا۔

چنانچہ سلطان مذکورہ از دریا فتن رموزات ملفوظات سا
راہ گشت دہ عنایت اللہ تعالیٰ عنقریب الایام بکشف
و کرامات کمالیت یافت دیکے از دا صلمان گشت بعدہ
مصنف بر حکم فرمان خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ در
مقام اجیر سکونت گرفت۔

دہلی سے اجیر گئے کے بعد آپ نے دوسرا نکاح کیا جسکی تفصیل باب از ولج و اولاد میں مرقوم ہے
نکاح ثانی { اس نکاح کے تطبیق شیر لاقطاب کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ آپ نکاح کے بعد ستر سال

تک حیات ظاہری میں رونق افروز رہے۔ (مؤلف)

آپ کا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی { حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ دلیل العارفین
کو رخصت فرماتا

تمام کئے تو پیشم پر آب ہو کر فرمایا اسے درویش مجھے اس مقام میں اس لئے لائے تھے کہ میرا مدفن اسی مقام
میں ہوگا۔ اب میرے سفر آخرت کے چند روز باقی ہیں۔ پھر خواجہ علی تجوی سے فرمایا کہ مثال تحریر کرد یعنی خلافت سجاد
قطب الدین کو عطا کی۔ دہلی اس کا مقام ہے جب فرمان تیار ہوا دعا گو (قطب صاحب) کو عطا فرمایا۔ دعا گو
زمین بوس ہو افرایا نزدیک آ۔ میں نزدیک کیا تو دعا گو کے سر پر دستار دکلاہ مبارک رکھا اور
خرقہ پہنایا۔ اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا عصا عنایت فرمایا۔ پھر مصحف و مصلیٰ اور تعلین عطا فرمائیں۔ بعدہ
ارشاد فرمایا کہ یہ امانت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو ہمارے خواجگان کو پہنچتی رہی ہے۔ میں
اس کو تیرے حوالے کرتا ہوں جیسا کہ اس کا حق میں بجالایا تجکو بھی لازم ہے کہ اسی طرح تو بھی اس کا حق بجالائے
تاکہ مجھے کل قیامت میں خواجگان اسرار ہم کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ پھر دعا گو کا ہاتھ پکڑا اور روئے مبارک
آسان کی طرف کر کے فرمایا کہ میں نے تجھے حق تعالیٰ کی سپرد کیا اور منزل گاہ عزت پر پہنچایا۔ پھر میں نے زمین

لے تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ دہلی سے بہشت شمس الدین النش دوسری وجہ آئیکے بعد آپ نے نکاح کیا مگر ہمیں یہ نکاح بی بی عصمت
کے ساتھ ہونے سے اتفاق نہیں کیونکہ حسب روایت خرمینۃ الصغیر خواجہ غفر الدین رحمۃ اللہ علیہ (بی بی عصمت کے صاحبزادے)
نے ۷۳۳ھ میں بعد ۱۱ سال وفات بائی اس لئے دوسری مرتبہ دہلی سے آکر آپ کا بی بی امۃ الشریعہ سے نکاح کرنا مطابق روایت ہے (مؤلف)

خدمتِ چوٹی۔ آپ نے فاتحہ پڑھ کر فرمایا۔ جاؤ جہاں رہو مرد ہو۔ میں رخصت ہو کر دہلی آیا۔ اور سکونت پذیر ہوا۔

چالیس دن بعد ایک شخص اجیر شریف سے آیا اور بیان کیا کہ تمہارے آئیکے بین دن بعد خواجہ علیہ الرحمۃ حق سے واصل ہوئے (از دلیل العارفین)

۳۳۳ { تاریخ ۱۲ رجب المرجب ۱۲۳۳ھ بعد نماز عشاء آپ نے حجرہ کا دروازہ بند کر لیا وفات } اور خدام کو اندر آنے کی ممانعت فرمائی۔ خدام حجرہ کے باہر موجود رہے۔ ان کے کانوں میں

تھام شب صدائے وجد آتی رہی۔ آخر شب وہ صدا بند ہو گئی (از سالک سالکین و سیرالاقطاب و خزینۃ الصفا) جب نماز صبح کا وقت ہوا اور حجرہ کا دروازہ نہ کھلا تو خدام نے دستکیں دیں مگر کچھ جواب نہ ملا تا چار دروازے توڑ کر کھولا۔ دیکھا کہ آپ واصل ہی ہو چکے۔ اور عین مبارک پر بخط قدرت ہذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ منقوش ہے انا لله وانا اليه راجعون (سالک سالکین)

شب وصال چند اولیائے سرور عالم کو عالم رویا میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا معین الدین حق تعالیٰ دوست ہے۔ آج ہم اس کے استقبال کے لئے آئے ہیں۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی فرماتے ہیں کہ جن روز حال وفات حسرت آیات کا معلوم ہوا اس شب مجھے حالت غم و الم میں مصلے پر غنودگی سی آگئی۔ آپ کو دیکھا کہ زیر عرش استادہ ہیں۔ میں نے اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھا اور استفسار حال کیا۔ فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ اور نزدیک کر دیا ان دو ساکنانِ عرش کے جگہ دی میں اس مقام میں رہتا ہوں (از سالک سالکین)

۳۳۴ { تاریخ ۱۲ رجب المرجب ۱۲۳۳ھ } آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور انبیاء کی سنت کے مطابق آپ بمقام اجیر اسی حجرہ مبارکہ میں خلوت نشین ہوئے

۳۳۵ { تاریخ ۱۲ رجب المرجب ۱۲۳۳ھ } میرالادبیائے ماضیہ پیر و داعیہ مرقوم ہے شیخ معین الدین دراجیر داں شد ہنوز شیخ معین الدین دراجیر زید بود کہ شیخ قطب الدین بختیار در شہر رحمت حق پیوست (اس روایت کے بنیاد پر بعض مورخین نے حضور غریب نواز کا قطب صاحب کے بعد وصال ہونا لکھا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ غریب نواز نے قطب صاحب سے قبل وصال پایا ہے۔ اور مذکورہ بالا روایت میں جن معین الدین کے اجیر ہوئے تھے سے قبل قطب صاحب کا وفات ہونا روایت میں درج ہے وہ شیخ معین الدین حضور غریب نواز کے مریدوں میں ہیں۔ اور ان کا نام بزرگ خلفائے حضور غریب نواز صاحب سالک سالکین وغیرہ لکھا ہے۔ (مولفہ)

۳۳۶ { تاریخ ۱۲ رجب المرجب ۱۲۳۳ھ } سیرالقطب میں آپ کا سال وفات ۱۲۳۳ھ ہے۔

جس میں آپ نے وصال فرمایا تھا۔

اگرچہ بظاہر آپ کے جنازہ کی نماز میں حاکم شہر عیادین مقامی اور مسلمانان اطراف شامل تھے۔ مگر اہل نظر نے ایک اور جماعت کو بھی آپ کے جنازہ کی نماز پڑھتے دیکھا۔ اس جماعت کے مقتدی تین حصوں میں تھے پہلی صف رجال الغیب کی تھی دوسری صف ابدالوں کی تھی اور تیسری صف میں اقطاب زمانہ تھے۔ اہل سنت حضرت خضر علیہ السلام نے کی۔

راویوں نے لکھا ہے کہ آپ کی تدفین کے بعد عرصہ دراز تک روضہ مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ ہم کہتے ہیں آج کل بھی وہ ہی مشام جاں کو معطر کرتی وہی خوشبو عطر و پھول کی خوشبو میں ملکر آتی ہے۔ اور اس سے لطف اندوز ہوئیو اے اب بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ (عطاءے رسول)

چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادہ
صننے کہ بر جالش دوہاں تبار بادہ
(جامی علیہ الرحمۃ)



آپ کی ازواج و اولاد

آپ کے متاثر اور صاحب اولاد ہونے کے ثبوت میں "خزینۃ الاصفیاء" نے حسب ذیل ردائیت پیش کی ہے۔

"نماہت ہے کہ حضرت غیب لواڑ کی دونیک دیارنہا بیویاں تھیں پہلی سید و جہیہ الدین صاحب کی صاحبزادی بی بی عصمت بنت سید و جہیہ الدین اور ان کے بطن سے تین صاحبزادے تھے پہلے خواجہ ابوسعید دوسرے خواجہ غفر الدین اور تیسرے خواجہ حسام الدین۔"

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب اولاد تھے۔ ان کی یہ بات ہرگز قابل اعتبار نہیں ہے اس واسطے کہ شیخ فرید جو سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی ناگوری کے پوتے ہیں اپنے جد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز خواجہ صاحب نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے حمید الدین میں اولاد ہونے سے پہلے جوان رہتا تھا۔ اور اس وقت بغیر مانگے ہر بات پوری ہوتی تھی۔ اب میں بوڑھا و صاحب اولاد ہو گیا ہوں اور جب مانگتا اور دعا کرتا ہوں تب پورا ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت پر سب ظاہر و روشن ہے چنانچہ جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ بی بی مریم کے بطن سے پیدا نہیں ہوئے تھے بی بی مریم کو جاڑے کے میوے گرمی میں اور گرمی کے جاڑے میں بغیر طلب اور خواہش کے ملتے تھے۔ اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو گئے تو وہ رزق کا انتظار کرتی تھیں۔ حکم باری تعالیٰ ہوا کہ کھجور کے درخت کی شاخوں کو ہلاتا کہ اُس سے تازہ کھجوریں گریں بس جب بیوی مریم نے ہلایا تو اس سے تازہ کھجوریں پائیں اسی طرح پہلی اور اب کی حالت میں کتنا فرق ہے خواجہ صاحب نے اس بات کو مستناد و دہشت پسند کیا۔

اس باب میں مزید تفصیلات حسب ذیل ہیں۔ (خزینۃ الاصفیاء)

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے آپ نے پہلا نکاح بی بی عصمت بنت سید و جہیہ الدین سے کیا۔ ۵۹۹ھ میں کیا۔ ہمارے نزدیک یہی سنہ نکاح اول کا صحیح ہے

نکاح اول

دعوات پیچھے بیان کئے جا چکے ہیں۔ (مولف)
 بی بی عصمت امیر کے بطن سے خواجہ فخر الدین ابوالخیر۔ خواجہ ضیاء الدین ابوسعید اور خواجہ حسام الدین
 ابوصالح تولد ہوئے۔

۵۹۰ھ - ۶۵۳ھ { آپ کی ولادت ۵۹۰ھ میں ہوئی۔ آپ غریب نواز کے مرزبان کے
 حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیر { ہیں۔ خواجہ غریب نواز کے وصال کے بعد میں سال بد تک آپ
 حیات ظاہری میں رہے۔ آپ نے موقع مانڈل میں (جو اجیر سے تین منزل کے فاصلہ پہنچ بود و باش
 اختیار فرمائی۔ وہاں آپ زراعت کر کے اکل حلال سے قوت بسر فرماتے تھے۔

آپ بزرگ عالی مرتبت اور صاحب مقام عالیہ ہیں۔ اور علوم ظاہر و باطن اور کمالات صوری و
 معنوی سے آراستہ تھے (از مسالک السالکین و خزینۃ الاصفیاء) آپ کے پانچ صاحبزادے تھے۔

(تذکرۃ الاولیاء)

آپ کا وصال بمصر ۶۵۳ھ میں ہوا۔ مزار مبارک قبضہ سردار شریف میں ہے (از احسن البیرونی)
 آپ کا عرس شریف سالانہ ۳ شعبان لغایت ۱۲ شعبان سردار شریف میں ہوتا ہے بتاریخ ۳ شعبان المکرم
 حضور غریب نواز کی درگاہ شریف سے باہتمام خدام صاحبان چادر شریف جلوس کے ساتھ جاتی ہے اور

۱ صاحب "ماہتاب اجیر" نے حضرت خواجہ فخر الدین کی عقیقت ضیاء الدین کہی ہے تاریخ سلف نے خواجہ ابوسعید کا نام ضیاء الدین لکھا ہے
 ۲ صاحب "ماہتاب اجیر" نے خواجہ ابوسعید کا نام گرامی محمد الدین لکھا ہے۔ مگر صاحب "مسالک السالکین" نے ضیاء الدین ابوسعید لکھا ہے
 ۳ حضرت تعمیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و حلیفہ حضرت سید محمد گیسو دواز مد ایک رویشوں کی جماعت کے ناقل ہیں کہ
 ہر سہ صاحبزادگان بی بی عصمت کے بطن سے ہیں مگر شمس الدین ظاہر مد ایک جماعت کے ناقل ہیں کہ ابوسعید بی بی عصمت کے بطن سے ہیں
 اور بقیہ ہر دو صاحبزادگان و بی بی حافلہ جمال بی بی اسما اللہ کے بطن سے ہیں مگر تمام روایات متعلقہ کے پیش نظر حضرت سید محمد گیسو دواز
 قول مستند معلوم ہوتا ہے (مولف)

۴ (الف) صاحب خزینۃ الاصفیاء حضرت خواجہ ابوسعید کو مرزا اکبر لکھا ہے۔ مگر احسن البیرونی نے خواجہ فخر الدین کو لکھا ہے
 ہمیں بھی صاحب احسن البیرونی سے اتفاق ہے۔ (مولف)

(ب) کامل سوانح عمری غریب نواز مرتبہ مفتی انتظام اللہ نے خواجہ محمد الدین محمد کا سنہ وفات ۶۶۱ھ لکھا ہے اور خواجہ ضیاء الدین کو
 ابوالخیر کہتے ہوئے آپ کا سنہ وصال ۶۹۵ھ تحریر کیا ہے۔ شاید موصوف کی مراد خواجہ محمد الدین محمد سے خواجہ فخر الدین ہیں۔ (مولف)
 بقیہ مضمون صفحہ ۶۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

خدام صاحبین کی طرف سے لنگر کا انتظام ہوتا ہے۔ خادمی وقف سے محفل سماع کیلئے چار بنتی ہے اور چند دیگر مراسم ادا ہوتے ہیں (مولف)

خواجہ ضیاء الدین ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی غریب نواز کے فرزند اوسط ہیں آپ کی عمر شریف پچاس سال کی ہوئی آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ مزار شریف غریب نواز

کی درگاہ شریف میں لب جہارہ سایہ گھاٹ پر ہے (از خزینۃ الامنیاء احسن السیر)

آپ کا عرس شریف سالانہ بتاریخ ۱۳ ذی الحجہ ہوتا ہے (مولف)

خواجہ حسام الدین ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز کے فرزند خورد ہیں آپ کے متعلق مختلف روایات ہیں بعض کہتے ہیں آپ بمرہ ۴ سال ابدان کی صحبت میں شامل

ہو گئے۔ آپ کے سات صاحبزادے تھے۔ بعض کا توں ہے کہ آپ کا مزار بھی لب جہارہ چوتڑہ پر اپنے بھائی خواجہ ابوسعید کے مزار کے قریب ہے (از خزینۃ الامنیاء احسن السیر)

مگر زبانی روایات کے مطابق یہ مزار حضرت غریب نواز کے برادر نسبتی کا ہے (مولف)

۶۱۵ھ (بی بی امۃ اللہ حوالی اجیر کے ایک راجہ کی بیٹی تھیں۔ جہاد میں گرفتار ہو کر آئیں انہیں شک نکاح دویم) خطاب حاکم قلعہ ٹیلی نے انہیں آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے ان کے ساتھ عقد

ثانی کیا۔ ان کے بطن سے تاج المستورات بی بی حافظہ جمال تولد ہوئیں (از خزینۃ الامنیاء)

تاج المستورات بی بی حافظہ جمال بڑی عابدہ و زاہدہ پاک و پارسا تھیں۔ آپ اپنے والد (غریب نواز) کی خدمت میں معزز مجاہدہ رہیں۔ اور غریب نواز کے خلیفہ کا ملین

میں سے ہوئیں آپ کی شادی شیخ رضی الدین (ساکن موضع مانڈ علاقہ ناگور) سے ہوئی آپ کے دو صاحبزادے ہوئے مگر ان کا طفلی میں انتقال ہو گیا۔ (از سیر الاقطاب و مسالک السالکین)

بقیہ مضمون صفحہ ۶۹ کا ۵۵ تذکرۃ الاولیاء نے عمر ۶۰ سال لکھی ہے۔ "خزینۃ الامنیاء" میں ستر سال درج ہے۔

۵۶ شہداء شریف اجیر شریف سے تقریباً ۴۴ چونتیس میل کے فاصلہ پر ریاست کش گڑھ میں واقع ہے۔

۵۷ خزینۃ الامنیاء نے آپ کو خلف اکبر لکھا ہے۔

۵۸ عوام کا کہنا بالکل غلط ہے کہ آپ غریب نواز کی صاحبزادی نہیں تھیں (سیر الاقطاب)

آپ کا مزار شریف غریب نواز کے پائیں میں ایک چھوٹے سے قبتے کے اندر زیارت گاہ خلافت ہے۔ غریب نواز کے خدام صاحبان بی بی کی بھی خدمت کرتے ہیں ہر وقت ایک خادم حاضر خدمت رہتا ہے (مواہف)

آپ کے نبیرے اور ان کی اولاد

حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ { آپ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ غریب نواز کے نبیرہ ہیں۔ آپ بڑے کامل اکمل ہوئے ہیں۔ اور حضرت سلطان المشائخ کے ہم صحبت رہے ہیں۔ آپ کا مزار شریف قصبہ سامر (جہاں نمک کے پانی کی چھیل ہے جس پر ہستہ نمک حاصل کیا جاتا ہے) قزاق ریاست جو دہپور میں ہے (از تذکرۃ الاولیاء و خزینۃ الاصفیاء) آپ کا عرس شریف سالانہ ۱۴ چودہ رجب المرجب کو ہوتا ہے۔ دیوان درگاہ غریب نواز عرس شریف میں ماضی دیتے ہیں (مواہف)

حضرت خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہ { آپ غریب نواز کے نبیرہ ہیں بہت صلاح و نیک تھے۔

(از تذکرۃ الاولیاء ہند)

حضرت خواجہ وحید رحمۃ اللہ علیہ { آپ حضرت خواجہ احمد کے برادر حقیقی اور غریب نواز کے نبیرہ ہیں جب آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ کے پاس مرید ہوئے گئے۔ بابا صاحب نے فرمایا میں نے بیعت تمہارے خاندان سے پائی ہے۔ میری کیا مجال جو تمہارا ہاتھ پکڑوں۔ آخر بہت اصرار کے بعد بابا صاحب

حضرت حسام الدین سوختہ کا پسر خواجہ حسام الدین ابو صالح ہوتا قرین قیاس نہیں کیونکہ بالکل والد کے نام پر نام رکھنا خلاف رواج ہے ہمیں اس روایت سے اتفاق ہے کہ آپ خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں اور یہ ممکن ہے کہ خواجہ فخر الدین نے اپنے بھائی کے اہلوان میں شامل ہو جانے کی بعد ان کا نام برقرار رکھنے کیلئے اپنے صاحبزادے کا نام ان کے ہم پر رکھ دیا ہو۔ عرب میں بھی ایسا دستور تھا۔ (مواہف)

نے آپ کو مرید کیا (تذکرۃ الاولیائے ہند)

حضرت خواجہ معین الدین خورڈو آپ حضرت شیخ حمام الدین سوختہ کے صاحبزادے ہیں۔ مرید ہونے سے قبل ہی آپ غریب نواز کی روح پر فتوح سے فیض حاصل کر لیتے تھے۔ آپ نے شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی سے خرقہ خلافت پایا آپ سے بہت اولاد ہوئی۔ وفات آپ کی ۷۶۱ھ میں ہوئی

(احسن السیرۃ تذکرۃ الاولیائے ہند)

حضرت شیخ قیام الدین آپ حضرت خواجہ معین الدین خورڈو کے برادر اور حضرت حمام الدین سوختہ کے صاحبزادے ہیں آپ بھی کثیر الاولاد تھے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

شیخ قطب الدین المناطیب آپ خواجہ معین الدین خورڈو کے صاحبزادے ہیں خیانت الدین غلی بہ حشمت خوانی کے پاس آپ بارہ ہزار سولہوں پر افسر تھے۔

(احسن السیرۃ سورخ عمری غریب نواز)

تصدیق فرزند می جو کہ حضرت شیخ بایزید رحمۃ اللہ علیہ برسوں کے بعد بیعت اللہ شریف سے واپس آئے اس لئے ایک جماعت نے آپ کی فرزند می سے انکار کیا۔ اور یہ قصہ سلطان محمود غلی تک پہنچا۔ بادشاہ نے مشائخین و علمائے وقت سے اس امر کی تصدیق کی شیخ حسن ناگوری اور مولانا رستم اجمیری و دیگر علمائے عصر و اجیر نے شہادت دی اور حضرت بایزید فرزند حضرت شیخ قیام الدین بن حمام الدین سوختہ بن خواجہ فخر الدین ثابت ہوئے اور حضرت حسن ناگوری نے شیخ بایزید کے فرزند کو اپنا

ملا (الاعت) کتاب سورخ عمری غریب نواز میں حضرت خواجہ معین الدین خورڈو کو خواجہ حمام الدین سوختہ کا صاحبزادہ لکھا ہے۔

۱) صاحبہ تذکرۃ الاولیائے ہند نے غریب نواز کے حالات کے سلسلہ میں آپ کو خواجہ فخر الدین کا پیرا لکھ رکھا ہے اور خلفائے خواجہ نصیر الدین دہلوی کے سلسلہ میں آپ کو خواجہ حمام الدین سوختہ کا فرزند لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔

۲) آپ کی عمر سو برس کی ہوئی (تذکرۃ الاولیائے ہند)

۳) (الاعت) خواجہ فخر الدین کا سنہ ولادت کتاب سورخ عمری غریب نواز نے خواجہ فخر الدین کا سنہ ۷۱۱ھ لکھا ہے مگر یہ جو اذنیاب نہیں ہوا (غیب) کتاب سورخ عمری غریب نواز نے خواجہ غریب نواز کی اولاد کا سلسلہ خواجہ فخر الدین علیہ الرحمۃ سے جاری ہونا لکھا ہے۔

۴) تذکرۃ الاولیائے ہند یہ رقم ہے کہ حضرت شیخ حسین ناگوری نے حضرت بایزید سے اپنی دفتر کا نکاح کیا ہے اور حضرت حضرت خواجہ فخر الدین بن خواجہ حمام الدین کی اولاد اجمیر شریف میں آج تک چلی آرہی ہے۔

خویش بمانا -

اولادِ غریبِ نواز کا مختصر شجرہ نسب

صلوات اللہ علیہ

بی بی عصمت زوہدہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن قدس سرہ بی بی امہ اللہ علیہ غریب نواز

بی بی حافظہ جمال علیہ رضی اللہ عنہا

سید حسام الدین ابوصالح
آپ کے سات صاحبزادے ہوئے

خواجہ ضیاء الدین ابوسعید
آپ کے دو صاحبزادے ہوئے

خواجہ سید فخر الدین
ابوالخیر

دو صاحبزادے جن کا طفلی میں انتقال ہو گیا

خواجہ حاتم الدین سوختہ

شیخ قیام الدین

سید خواجہ معین الدین خورد

شیخ تاج الدین یازید
رحمۃ اللہ

شیخ قطب الدین المناطی
پرچشت خوانی

(ماخوذ از مسالک سالکین و تذکرۃ الاولیاء وغیرہ)

۱۰ حضرت خواجہ احمد اور خواجہ وحید غریب نواز کے پوتے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء و فوائد الخواند)

آپ کے خلفا و ممتاز مریدین

(الف) آپ کے ممتاز خلفا

ہر زمانہ سیاحت و قیام اجمیر بہت سے بندگانِ خدا نے آپ سے دولتِ عرفان و ایمان حاصل کرنے کا شرف پایا آپ کے خلفا قدم بہ قدم آپ کی تعلیم و مقاصد کی اشاعت کا کام برابر کرتے رہے جو آج تک سلسلہ بہ سلسلہ جاری ہے فہرستِ خلفا مع مختصر تفصیلات حسبِ مسالک السالکین دسیر الاقطاب حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز کے خلیفہِ اول و اعظم ہیں آپ کی ولادت قصبہ ادش میں (حبِ تحقیق مولف) ۵۵۹ھ میں ہوئی ۵۸۳ھ میں آپ نے اصفہان میں غریب نواز سے بیعتِ ارادت کی پھر آپ نے بمقام بغداد شریف (۵۸۴ھ) میں بیعتِ سلسلہ کی اور پھر سترہ سال خرقہ خلافت پایا۔ آپ کا وصال بناریخ ۱۴ چودہ ربیع الاول ۶۳۳ھ میں غریب نواز کے وصال کے آٹھ ماہ آٹھ یوم بعد ہوا۔ آپ کا مزار متصل دہلی ہرولی شریف میں زیارت گاہِ خلافت ہے۔ سالانہ عرس شریف بھی ہوتا ہے (مسالک السالکین وغیرہ)

۲۔ حضرت صوفی حمید الدین ناگوری سلطان التارکین رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا وصال بتاریخ ۲۹ ربیع الثانی ۶۷۳ھ میں ہوا۔ (خزینۃ الاصفیا)

۳۔ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ (خلف اکبر خواجہ غریب نواز) آپ کے حالات پیچھے لکھے جا چکے ہیں۔

۴۔ شیخ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو دہلی سے روانہ ہو کر اجمیر شریف پہنچے

۵۔ شیخ ابدال الدین کرمانی۔ سلطان مسعود غازی اور محترمہ بی حافظ جمال کے خلیفہ ہونے کی روایات گو صاحبِ مسالک السالکین نے ضعیف لکھا ہے۔ مگر صاحبِ سیر الاقطاب نے بی بی حافظ جمال کا خلیفہ ہونا تسلیم کیا ہے۔ بقیہ ہر دو صاحبان کا خلیفہ ہونا تسلیم نہیں کیا۔

نہ پائے تھے۔ کہ قطب الاقطاب کا وصال ہو گیا۔ ان کا نام صاحب "مسائل السالکین" نے غریب نواز کے خلفاء میں لکھا ہے۔

۵۔ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ یہ خلیفہ و مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے مگر غریب نواز کی طرف سے بھی مجاز تھے۔ صاحب "تذکرۃ الامت" نے آپ کی تاریخ وصال دہم ربیع الثانی و بقول دیگر دہم رمضان المبارک ۱۰۶۸ھ لکھی ہے

(از مسائل السالکین و خزینۃ الامت)

۶۔ حضرت شیخ وجہیہ الدین خراسانی رحمۃ اللہ علیہ "انتہاب الجہیر" نے آپ کی تاریخ وصال ۹ جمادی الآخر ۱۰۶۵ھ لکھی ہے آپ کا مزار شریف ہرات میں ہے۔

۷۔ حضرت برہان الدین عرف بدو رحمۃ اللہ علیہ بروایت "انتہاب الجہیر" آپ کا وصال بتاریخ ۱۴ رجب ۱۰۶۶ھ میں ہوا مزار شہر الجہیر میں ہے۔

۸۔ حضرت شیخ احمد فہر رحمۃ اللہ علیہ بروایت "انتہاب الجہیر" آپ کا وصال بتاریخ ۱۳ محرم ۱۰۶۷ھ میں ہوا مزار الجہیر میں ہے

۹۔ شیخ محسن رحمۃ اللہ علیہ - (مسائل السالکین)

۱۰۔ حضرت شیخ سلمان غازی رحمۃ اللہ علیہ (مسائل السالکین)

۱۱۔ حضرت شیخ شمس الدین فوقانی رحمۃ اللہ علیہ بروایت "انتہاب الجہیر" آپ کا وصال بتاریخ ۷ صفر ۱۰۶۷ھ میں ہوا۔ مزار احمد آباد میں ہے۔

۱۲۔ حضرت شیخ حسن خیاط رحمۃ اللہ علیہ (مسائل السالکین)

۱۳۔ اجپال جوگئی عرف عبد اللہ بیابانی رحمۃ اللہ علیہ - غریب نواز کی دعا سے تاقیامت زندہ رہیں گے۔ (از مسائل السالکین)

۱۵۔ شیخ احمد تہرکی تاریخ وصال سوانح غریب نواز میں ۱۰ ربیع الثانی ۱۰۶۸ھ لکھی ہے غالباً یہی شیخ احمد تہرکی نام ہے جس کا موصوم ہے۔

صاحب "خزینۃ الاصفیاء" نے حبیبی حضرات کو بھی آپ کے خلفاء میں لکھا ہے۔

۱۳۔ حضرت شیخ علی بنجری رحمۃ اللہ علیہ غریب نواز آپ سے خلافت نامہ لکھا کر دیا کرتے تھے

(ماہتاب اجیر) آپ کو قطب الاقطاب سے بہت محبت تھی۔ خاندان چشت کے تذکرہ

میں آپ کا ذکر اکثر آیا ہے۔ آپ کا مزار شریف زیر مینار مسجد قوۃ الاسلام واقع ہے۔

(تذکرہ ادلیائے ہند)

۱۵۔ خواجہ یادگار محمد سبزواری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تاریخ وصال ۲۵ رجب ۱۲۳۸ھ ہے مزار اجیر

میں ہے (سوانح غریب نواز)

۱۶۔ حضرت شیخ ہتھایا متا رحمۃ اللہ علیہ غریب نواز نے ان کے لئے دعائے اکرام کی تھی مخلوق میں

اسنے عزیز ہوئے کہ لوگ ان کا بول براز تک بطور تبرک لیجاتے تھے (از خزینۃ الاصفیاء)

۱۷۔ شیخ وحید الدین خراسانی عرف شیخ وحید رحمۃ اللہ علیہ آپ کی وفات ۹ جمادی الآخر ۶۳۵ھ

میں ہوئی فراہ شریف ہرات میں ہے اسول غریب نواز

۱۸۔ سلطان مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ (یہ وہ نہیں ہیں جن کا مزار شریف بہرائچ میں ہے) بلکہ

یہ ایک سپاہی تھے اور یہ وادی شیش سے نا آشنا تھے (خزینۃ الاصفیاء سیر الاقطاب) سوانح غریب نواز

میں ان کا مزار اجیر میں درج ہے۔

۱۹۔ بی بی حافظہ جمال بنت غریب نواز آپ کا تذکرہ پیچھے گزر چکا ہے۔

۲۰۔ شیخ محمد ترکستان ناری رحمۃ اللہ علیہ حبیب خزینۃ الاصفیاء آپ کا وطن ترکستان ہے۔ وہاں سے

آکر نازول (علاقہ دیاست پٹیالہ) میں قیام فرمایا۔ آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز

کے مرید و خلیفہ ہیں مگر آپ نے غریب نواز سے بھی خرقہ خلافت پایا۔ آپ کی وفات ۱۲۴۲ھ میں ہوئی

مزار شریف نازول میں زیارت گاہ غلابی ہے۔ مولف کو علم ہے کہ آپ کا سالانہ عرس شریف ہوتا ہے۔

۲۱۔ غالباً یہ وہ ہی ہیں جن کا نام بعض کتب میں سالار مسعود غازی بھی لکھا گیا ہے۔

۲۱۔ شیخ صدر الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ (غزنیۃ الاصفیاء)
آپ کے مزید خلفایا ممتازہ ہر چند کہ صاحب سیر الاقطاب "مسائل سالکین اور غزنیۃ الاصفیاء" میں
مردیدین صرت انہیں حضرات کو آپ کا خلیفہ تسلیم کیا ہے چنگا اور دیگر اچکا
ہے مگر صاحب "ماہتاب اجمیر" نے مندرجہ ذیل حضرات کو بھی آپ کا خلیفہ کہا ہے اور ان کی تاریخ ہائے
وفات و مقامات مدفن بھی تحریر کئے ہیں۔ ہماری رائے میں یہی ان حضرات کا خلف یا فتاز مدین
ہونا قرین قیاس ہے۔

مگر تاریخ و مقام حصول خلافت جو صاحب "سوانح عمری سلطان الہند غریب نواز" نے لکھے ہیں۔
وہ کسی پرانے تذکرہ میں نظر سے نہیں گذرے اس لئے ہمیں ان سے اتفاق نہیں تفصیلات بموجب
ماہتاب اجمیر وغیرہ جب ذیل ہیں۔

۲۲۔ حضرت امیر بہان جی سداسہاگ رحمۃ اللہ علیہ مبلغ اسلام تھے تاریخ ۱۶ محرم ۱۱۰۰ھ
میں وصال فرمایا مزار اجمیر شریف میں ہے حضرت اصغر قندہاری و حضرت احمد قہر آپ
کے معاصرین ہیں۔

۲۳۔ حضرت اصغر قندہاری کی تاریخ وفات ۱۱۰۵ھ ہے۔

۲۴۔ مولانا ضیا الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ (مسائل سالکین وغیرہ)

۲۵۔ حضرت امام الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ اشاعت اسلام میں حصہ لیتے تھے وطن
سے ہندوستان آئے یہاں پیر کی خدمت میں رہ کر فیوض حاصل کئے۔ تاریخ ربیع الاول

آپ کا وصال ہوا۔ مزار مقدس اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۲۶۔ نیاز اللہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز کے خلفائے ہیں خراسان میں پیدا ہوئے

۱۵ صاحب "ماہتاب اجمیر" مفتی انتظام اللہ صاحب سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مفتی صاحب موصوف نے غریب نواز کے
خلفاء کی تاریخ ہائے وصال زیادہ تر ایک دو (۱) قلمی کتاب الموسوم بہ "مواقیت الفرائض" سے نقل کیا ہیں (موقوف)

تبلیغ اسلام کی خدمات انجام دیں بتایں ۱۵ ربیع الاول دارقانی سے انتقال کیا۔ مزار شریف اجیر

میں ہے (ماہتاب اجیر)

۲۷۔ حضرت احمد شہاب کوئی آپ حضرت نیاز اللہ خراسانی کے ہم عصر ہیں (ماہتاب اجیر)

۲۸۔ حضرت خواجہ محمد الدین آپ بھی حضرت نیاز اللہ خراسانی کے ہم عصر ہیں (ماہتاب اجیر)

۲۹۔ حضرت داؤد الدین آپ بھی خلفائے سے ہیں آپ کی سپرد اجماع کے ہندو میں تبلیغ اسلام

کا کام تھا آپ کے ذریعہ سے راجپوت غریب نواز کے ہاتھ پر شرف بہ اسلام ہوئے بتایں انتقال

۲۸ھ متعلقہ ہے مزار اجیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجیر)

۳۰۔ حضرت غلام ہادی آپ کا وطن ترکستان تھا۔ جوانی میں ہندوستان شریف لائے۔ آپ

بڑے مجاہد تھے آپ نے جہاد میں حصہ لیا۔ غریب نواز کے درود سے پہلے اجیر شریف لائے اور بعد

حصول خلافت آپ نے اشاعت اسلام کی خدمت بھی انجام دی۔ بتایں ارشوال ۵۸ھ

میں وصال ہوا (ماہتاب اجیر)

۳۱۔ حضرت سلطان شاہ متوفی آپ کی تاریخ وصال ۱۹ جمادی الاول ۵۹۳ھ ہے۔ آپ حضرت

غلام ہادی کے معاصرین میں سے ہیں (ماہتاب اجیر)

۳۲۔ حضرت احمد خاں درانی آپ بھی حضرت سلطان شاہ متوفی کے ہم عصر ہیں۔ آپ کا وصال

بتایں ۴ شعبان ۵۸ھ میں ہوا۔ (ماہتاب اجیر)

۳۳۔ حضرت قرآن احمد متوفی آپ بھی حضرت سلطان شاہ متوفی کے ہم عصر ہیں۔ آپ کی وفات

چار ۴ رمضان ۶۲۱ھ میں ہوئی (سوانح عمری غریب نواز)

۳۴۔ حضرت قادر سعید آپ بھی غریب نواز کے خلیفہ ہیں۔ آپ کی خدمات بھی اسلام کی اشاعت

میں قابل ذکر ہیں۔ آپ کا وصال ۱۹ رجب ۶۰ھ میں ہوا۔ مزار اجیر میں ہے (ماہتاب اجیر)

۵۸ آپ کا سنہ وفات ماہتاب اجیر نے ۵۸ھ حکم ہے مگر جو کہ اس سنہ تک غریب نواز اجیر میں ہی نہیں آئے تھے اسلئے ۵۸ھ

میں آپ کا ہنگام اجیر شریف انتقال کرنا قرین قیاس نہیں ۵۸ھ قرین قیاس ہے کہ آپ نے شہاب الدین غوری کے ساتھ جہاد میں

حصہ لیا ہوا در ۵۸ھ تک غریب نواز کے ساتھ رہ کر تبلیغ اسلام کی خدمت بھی انجام دی ہو۔

- ۳۵۔ حضرت شیخ احمد کابلیؒ۔ آپ نے بنارس کی طرف تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دی۔ آپ حضرت قادر سمیعؒ کے ساتھی ہیں۔ وفات آپ کی محرم ۱۰۵۶ھ میں ہوئی۔ (ماہتاب اجمیر)
- ۳۶۔ حضرت اطہر خاں ترک دہلویؒ۔ آپ کی تاریخ وفات ۹ شعبان ۱۰۵۶ھ ہے۔ (ماہتاب اجمیر)
- ۳۷۔ حضرت سبحن علی خاں جمقیؒ۔ آپ کا وصال ۹ ذی الحجہ ۱۰۵۶ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر میں ہے۔
- ۳۸۔ حضرت فقیر محمد حمزہ دیؒ غریب نواز کے خلیفہ ہیں۔ ۱۰۵۶ھ میں وصال ہوا۔
- ۳۹۔ حضرت احمد خاں غلزیؒ۔ آپ نے غزنی کا فیض صحبت حاصل کیا تھا۔ قنوج میں تبلیغ اسلام کی۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ تاریخ وصال ۱۸ ذی قعدہ ۱۰۵۶ھ ہے۔ (ماہتاب اجمیر)
- ۴۰۔ حضرت ہادی محمد غفرؒ۔ آپ کا ۱۶ ذی الحجہ ۱۰۵۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)
- ۴۱۔ حضرت نظام خاں ترکؒ۔ آپ کا ۲۲ رجب ۱۰۵۶ھ میں وصال ہوا۔ (ماہتاب اجمیر)
- ۴۲۔ حضرت سوغی بہادر شاہؒ۔ آپ کا ۱۱ رجب ۱۰۵۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)
- ۴۳۔ حضرت مراد بیگ مغلؒ۔ آپ کا ۲۷ شوال ۱۰۵۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)
- ۴۴۔ حضرت محمد صفر بہاریؒ۔ آپ کا ۲۷ رجب کو وصال ہوا۔ سنہ نہ معلوم مزار شریف دہلی میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)
- ۴۵۔ حضرت شعبان خاں ترکؒ۔ آپ کا ۲۷ رجب الاول ۱۰۵۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)
- ۴۶۔ حضرت مرد خاں ترکؒ۔ آپ کا ۱۶ شعبان ۱۰۵۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)
- ۴۷۔ حضرت نعمت احمد صفاؒ۔ آپ کا ۱۴ جمادی الآخر ۱۰۵۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)
- ۴۸۔ حضرت محمود احمدؒ۔ آپ ۱۹ رمضان المبارک ۱۰۵۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

۴۹۔ حضرت رما داکبر شاہؒ = آپ کا ۲۱۔ صفر المبارک ۱۰۸۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر

شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۰۔ حضرت غریب صغیرؒ = آپ کا ۱۸ شعبان ۱۰۸۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف

میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۱۔ حضرت شہاب دلیؒ = آپ کا ۸ شوال المبارک ۱۰۸۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف

میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۲۔ حضرت سرور احمدؒ = آپ کا ۱۸ رمضان المبارک ۱۰۸۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف

میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

۵۳۔ حضرت ظہیر الدینؒ = آپ کا ۸ شوال المبارک ۱۰۸۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف

میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۴۔ حضرت سفیا احمدؒ = آپ کا ۶ رجب المرجب ۱۰۸۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف

میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۵۔ حضرت معروف شہاب قریشیؒ = آپ کا ۱۹ صفر المبارک ۱۰۸۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر

شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۶۔ حضرت مجدد الشہ صغیرؒ = آپ کا ۱۱ شعبان ۱۰۸۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف

دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۷۔ حضرت عبدالغفارؒ = آپ کا ۲۵ رجب المرجب ۱۰۸۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف

میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۸۔ حضرت عزیز احمد شاہؒ = آپ کا ۱۶ صفر المبارک ۱۰۹۴ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف

دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۹۔ حضرت مویشیوخ اعراقیؒ = آپ کا ۲۳ محرم الحرام ۱۰۸۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف

- دہلی میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۰۔ حضرت کریم شعیبؒ = آپ کا ۲۷ محرم الحرام ۶۹۸ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
(ماہتاب الجیر)
- ۶۱۔ حضرت یثقب خاںؒ = آپ کا ۲۲ صفر المبارک ۶۹۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف
لمتان میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۲۔ حضرت حسن داؤد جیؒ = آپ کا ۲۷ ذی الحجہ ۶۱۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار الجیسر شریف
میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۳۔ حضرت کریم احمد شاہؒ = آپ کا ۱۳ ذیقعد ۶۱۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف
دہلی میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۴۔ حضرت ابوالفرح قریشیؒ = آپ کا ۲۳ صفر المبارک ۶۸۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف
دہلی میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۵۔ حضرت خواجہ احمد شاہؒ = آپ کا ۵ محرم الحرام ۶۴۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف
دہلی میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۶۔ حضرت شیخ محمد زاهد ترکؒ = آپ کا ۱۱ محرم الحرام ۶۳۷ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف
دہلی میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۷۔ حضرت فتح محمد فستارؒ = آپ کا ۹ رجب المرجب ۶۳۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار الجیر شریف
میں ہے (ماہتاب الجیر)
- ۶۸۔ حضرت خواجہ یلو گار خرمؒ = آپ کا وصال ۱۰ محرم ۶۴۲ھ میں ہوا (سوانح غریب نواز)
- ۶۹۔ حضرت خواجہ سیرا نگاریؒ = آپ کا وصال ۲۱ ذی الحجہ ۶۲۵ھ میں ہوا (سوانح جی غریب نواز)

آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ متبرکہ

آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ بہت وسیع ہے ہندوستان کا کوئی شہر یا انہیں ملے گا جہاں آپ کی روحانی اولاد موجود نہ ہو۔ شہر کیا بلکہ چھوٹی چھوٹی اسلامی بستیوں تک میں یہ سلسلہ مبارکہ پہونچا ہوا ہے اگر کہیں چشتی نظامی کے نام سے معروف ہے تو کہیں چشتی صابری کے لقب سے مشہور ہے۔ آپ کے اس مقدس سلسلہ کی بے تعدد کثرت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی آپ کے سلسلہ بیعت میں شامل ہو کر آپ کی روحانی اولاد میں داخل نظر آتے ہیں۔

چنانچہ موجودہ زمانہ میں بھی مثلاً شاہ نظام الحق صاحب چشتی صابری کے حلقہ مریدین میں ہندو صاحبان بھی نظر آتے ہیں اور جادو داسے عبدالشکور شاہ صاحب چشتی صابری اور حافظ شاہ قنات علی صاحب چشتی ڈوٹی وغیرہ وغیرہ کے مریدین میں آج بھی ہندو صاحبان بدستور اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے حلقہ مریدین میں شامل پائے جاتے ہیں۔ صرف ہندو ہی نہیں بلکہ پارسی وغیرہ بھی اپنے مذہب پر رہتے ہوئے آپ کے حلقہ مریدین میں شامل ہو کر فیوض روحانی حاصل کرتے ہیں۔ آپ کے خلفاء و مریدین کی تعداد تو بہت ہے جس کا تذکرہ مجھ سے آچکا ہے مگر وارث و صاحب سلسلہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز ہیں حضرت قطب الاقطاب کے بھی بہت سے خلفاء ہوئے مگر مالک و صاحب سلسلہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ہیں

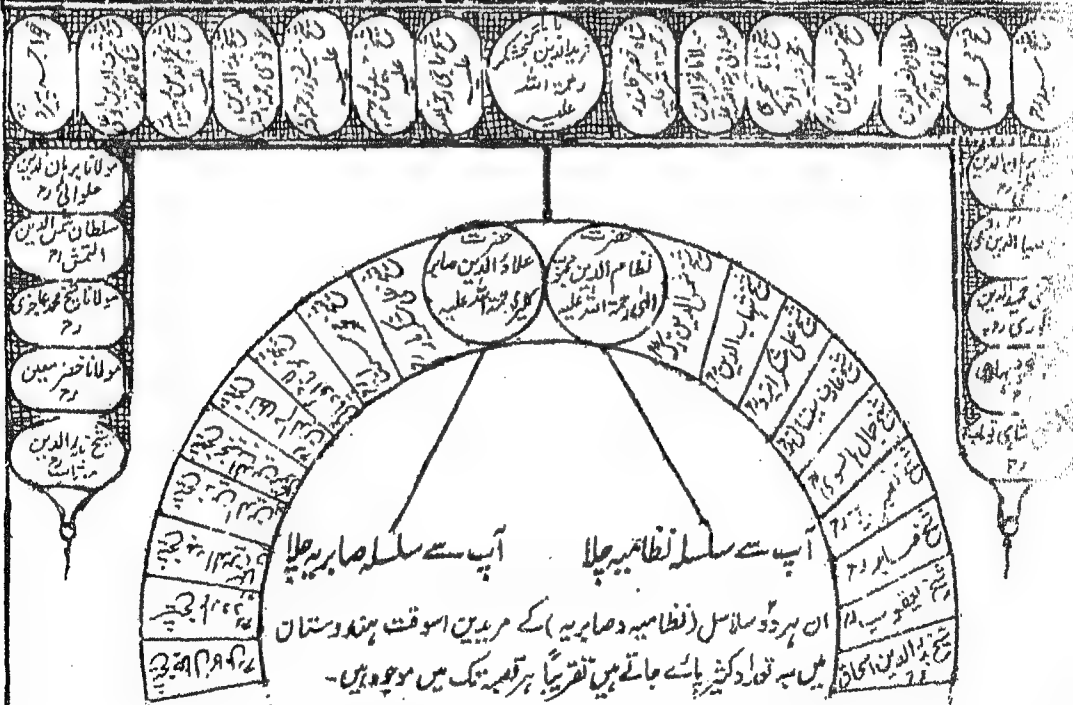
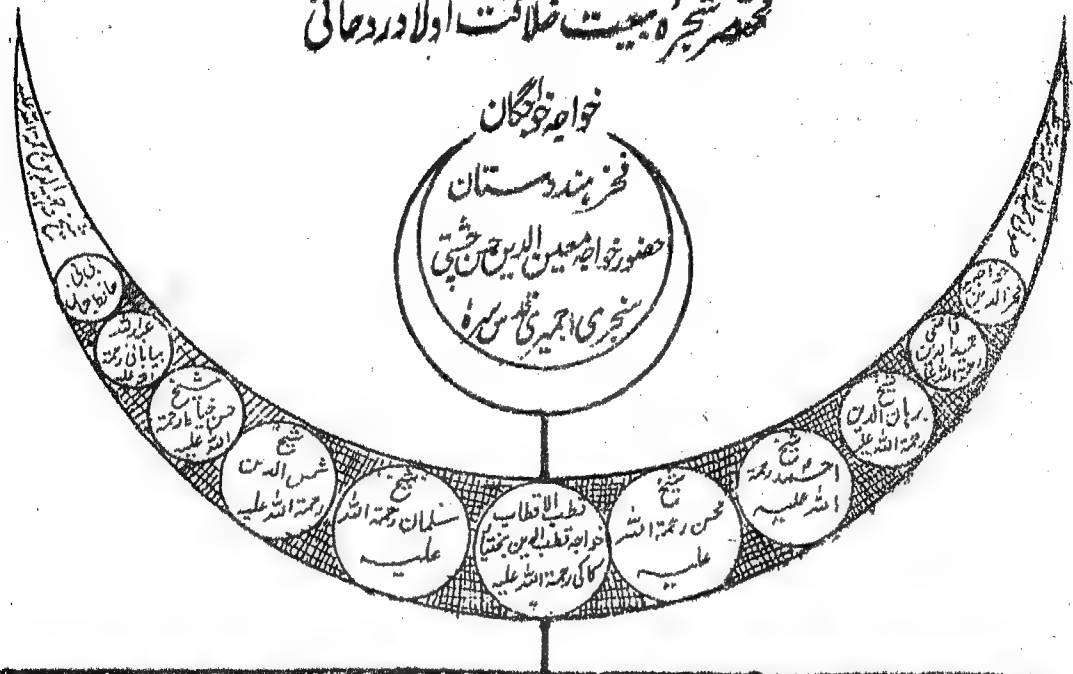
حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے خلفاء کی بھی تعداد خاصی ہے مگر مالک و صاحب سلسلہ حضرت سلطان الشاہ حضرت نظام الدین دہلوی اور حضرت شیخ علاؤ الدین صابر کلیری ہیں۔ یہاں سے سلسلہ چشتیہ کی دو شاخیں ہو گئیں۔ ایک شاخ نظامی کے نام سے مشہور ہوئی دوسری صابری کہلائی۔

اُگے چل کر حضرت مولانا فخر الدین دہلوی الموسوم بہ مولانا فخر صاحب سے نظامی سلسلہ کی دو شاخیں ہو گئیں
ایک شاخ حاجی نور محمد شاہ صاحب ہمار دی سے چلی جو تونسوی کہلاتی ہے۔

دوسری شاخ شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی سے جاری ہے یہ نیازی کہلاتی۔ جس طرح
آپ کے سلسلہ کے مختصر حالات اور بیان کئے گئے اسی طرح یہ مناسب ہے کہ یہاں آپ کی روحانی
اولاد کا ایک مختصر شجرہ بعیت بھی درج کیا جائے تاکہ دل چسپی اور وقفیت کا باعث ہو۔
ترتیب صاحبان سلسلہ حسب ذیل ہے۔



۸۲
فختصر شجرہ بیعت خلافت اولاد دروہانی



۱۔ (الحمد للہ) ان حضرات کے علاوہ غریب نواز کے خلفاء اودھی ہیں جن کا تفصیل مذکور پیچھے آچکا ہے۔
۲۔ حضرت غریب نواز حضرت قطب لا قطاب اور بابا فرید گنج شکر کے مندرجہ بالا خلفاء کی تعداد کے پیش نظر ان حضرات کے مریدین کی تعداد ہزاروں تک لاکھوں کی قوتیں قیاس ہے۔

حصہ دوم
سیرۃ مقدسہ

شان فقر و درویشی

آپ کی بزرگی { حضرت قطب الاقطاب فرماتے ہیں کہ آپ ہر سال اجمیر شریف سے واسطے زیارت خانہ کعبہ کے (بقوت روحانی) تشریف لیجاتے تھے۔ مگر جب آپ کا کام کمال کو پہنچا تو بظاہر آپ اپنے حجرہ میں منکف رہتے تھے لیکن جو لوگ حج کو جاتے تھے وہ آپ کو طواف کعبہ میں مشغول پاتے تھے۔ آخر معلوم ہوا کہ آپ ہر شب کعبہ شریف میں ہوتے ہیں اور صبح ہونے سے قبل واپس آکر نماز فجر اپنے جماعت خانہ میں ادا کرتے ہیں۔ (مسالک السالکین)

آپ کی مقبولیت { ایک دن آپ حرم کعبہ میں ماضر تھے۔ ادا آئی اے معین الدین! ہم تجھ سے خوش ہیں اور تجھے بخش دیا۔ اور جو کچھ چاہے مانگ تاکہ عطا کریں آپ نے عرض کیا خداوند! معین الدین کے مریدان سلسلہ کو بخش دے۔ ارشاد ہوا اے معین الدین! تو ہماری ملک ہے تو میرے مرید اور تیرے سلسلہ میں قیامت تک مرید ہوں گے انہیں بخش دے گا۔

حضرت خواجہ اکبر فرمایا کرتے تھے کہ معین الدین اس وقت تک جنت میں قدم نہ رکھے گا جب تک اپنے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں (جو قیامت تک میرے سلسلہ میں ہوں گے) کو جنت میں نہ لیجائے گا۔ (سیر الاقطاب)

عبادات مجاہدات { بمصدق ان اقوال نبویؐ کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں؟ وَمَنْ مَكَانَ عَمْرًا فَالْهَدَىٰ كَمَالِ عِبَادَتِی یعنی جو عرفان میں کامل ہوتا ہے وہ عبادت میں کامل ہوتا ہے آپ نے اپنی تمام عمر عبادات و مجاہدات میں بسر کی۔ ستر برس تک آپ نے شب میں استراحت نہیں فرمائی۔ اور پہلوئے مبارک زمین سے نہیں لگایا اور اس عرصہ میں سوائے فضا کے حاجت کے برابر باوجود عرصہ آپ عمر آغا کے دھتورے صبح کی نماز ادا فرماتے تھے۔

سفر و حضر تک میں آپ دو قرآن روزانہ ختم فرماتے تھے۔ ایک دن میں اور ایک رات میں

پڑھ لیتے تھے۔ (مسالک السالکین وغیرہ)

عشق خدا کی چہرہ مبارک پر غمگینی اور اوداسی چھائی رہتی تھی۔ حضرت قطب الاقطابؒ فرماتے ہیں کہ میں بین بریں تک حاضر خدمت رہا۔ میں نے نہیں سنا کہ کبھی آپ نے اپنی صحت کی دعا مانگی ہو بلکہ اب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خداوند! جہاں کہیں درد (محبت) ہو اپنے بندہ معین الدین کو عطا فرما

میں نے ایک بار ازراہ گستاخی عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا دعا ہے جو آپ اپنے حق میں فرمایا کرتے ہیں ارشاد ہوا جب کوئی مسلمان درد میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے گناہ عفو ہوتے ہیں اور اہل مسلمان کے لئے دلیل صحت ایمان ہے (مسالک السالکین)

ذوق سماع کی آپ کو سماع کا بہت شوق تھا کبھی محفل عالی سماع سے خالی نہ رہتی تھی آپ اکثر حالت ذوق و شوق میں بیہوش ہو جاتے تھے۔ اکثر علماء و فضلا و مشائخ کبار آپ کی محفل سماع میں شریک ہوتے تھے۔ جو شخص آپ کی مجلس عالی میں ایک بار بھی سماع سنا تھا صاحب ذوق و شوق ہو جاتا تھا کبھی کوئی آپ کے سماع پر متوجہ نہ ہوا۔ بلکہ اکثر علماء و فضلا و اسطے کسب و فیوض کے حاضر مجلس ہوتے اور آپ کی حضور کی کوسادات جانتے تھے (مسالک السالکین)

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجہ (غریب نواز) کی محفل سماع میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت شیخ محمد کرائیؒ، شیخ محمد اصفہانیؒ، مخدوم زادہ شیخ برہان الدین چشتیؒ، حضرت مولانا بہاؤ الدین بخاریؒ، مولانا محمد یزدانیؒ، خواجہ اہل سنجریؒ، شیخ سیف الدین ماجوریؒ، شیخ احمد بن محمد اصفہانیؒ، و شیخ جلال الدین تبریزیؒ (مرید شیخ ابوسعیدؒ)، شیخ احمد الدین کرائیؒ، شیخ احمد حیدرؒ، شیخ برہان الدین غوثیؒ، خواجہ سلیمانؒ، شیخ عبدالرحمن قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اور دیگر مشائخین یزداد و کائنات اکثر آپ کی پاؤسی کیلئے آتے تھے ہر ایک فیضیاب ہوتا تھا۔ اور سب آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ اور حلقہ بگوش تھے۔

(از سیر الاقطاب)

۱۵ یہ مولانا جلال الدین بلخی رومی نہیں ہیں۔ کیونکہ حسب نفحات الانس مولانا موصوف کی ولادت سلسلہ میں ہوئی ہے۔
۱۶ شیخ احمد الدین کرائیؒ نے اگر آپ سے خرقہ پایا ہوتا۔ تو قطب صاحب انہیں آپ کے مجلس میں لکھتے اور اگر انہوں نے آپ کو خرقہ دیا ہوتا تو آپ کے عقیدت کیثوں میں نہ لکھتے۔ (مؤلف)

ادب و تعظیم مرشد { ادب و تعظیم حضرت پر دستگیر آپ کے دل میں یہود اتم شکن تھی ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے سلوک کی نسبت کچھ فرما رہے تھے لیکن جب دہنی طرف نظر پڑتی تھی کھڑا ہو جاتے تھے حاضرین متحیر ہوتے کہ بار بار اٹھ کر کس کی تعظیم کرتے ہیں۔ جب اس کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اُس طرف مرقہ مبارک حضرت پر دستگیر کا تھا۔ جب میں اُس طرف دیکھتا تھا تو مجھ کو نظر آتا تھا۔ اس لئے میں تعظیم اٹھ کر اُٹھتا تھا۔ (از مسالک السالکین)

استغراق { آپ اکثر حالت استغراق میں آنکھیں بند رکھتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو آنکھیں کھولتے تھے کہتے ہیں کہ اُس حالت میں جس پر نظر مبارک پڑتی دلی کال ہو جاتا اور جو مین مدد تک صحبت مبارک میں رہتا تھا کرامات ہو جاتا چنانچہ ایک شخص جو نہایت ہی فاسق و فاجر تھا بنظر امتحان حضوری میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُس سے توبہ کرائی۔ اور وہ اسی روز اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

شان جمال { صاحب اقتباس الاثر کتاب اسرار السالکین سے نقل کرتے ہیں کہ آپ کی حالت کبھی جمال اور کبھی ہلال کی تھی جب جمال کا غلبہ ہوتا تھا تو ایسے متفرق ہو جاتے تھے کہ تمام عالم اور کل ماسوا کی مطلق خبر نہ رہتی تھی۔ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو حضرت قاضی دہلوی سبید نا حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی و قاضی القضاات قاضی حمید الدین قدس اللہ سرہا سامنے جاتے اور دست بستہ کھڑے ہو کر ہر آواز بلند الصلوٰۃ الصلوٰۃ فرماتے مگر آپ کو خبر نہ ہوتی پھر گوش مبارک میں باد از بلند الصلوٰۃ الصلوٰۃ گواہ گرا اس پر کچھ آکا ہی نہ ہوتی تب لاچار شارد مبارک کو جنبش دیتے اس وقت آپ چشم مبارک کھولتے اور فرماتے شرع محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے چارہ نہیں (مسالک السالکین)

شان جلال { اور جب مالک جلال کا غلبہ ہوتا تو دروازہ حجرہ کا بند کر کے مشغول ہو جاتے حضرت قطب الاقطاب اور حضرت قاضی صاحب دروازہ کے سامنے پتھروں سے پردہ کرتے۔ اور اس کے عقب میں چھپ کر حاضر رہتے نماز کے وقت جب آپ حجرہ سے باہر تشریف لاتے جن پتھروں پر نظر پڑتی وہ خاک ہو جاتے۔ جب آپ نماز شروع کرتے تو حضرت قطب الاقطاب اور قاضی صاحب پیچھے جا کر اقتدار کرتے اور جیسے ہی سلام پھیرتے تو حضرت قطب الاقطاب اور قاضی صاحب بھاگتے اور چھپ جاتے تھے (مسالک السالکین)

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ ہمیں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کے خادم شیخ علی نام آپ کے ساتھ تھے۔ ان کے ساتھ ایک شخص نے اگر ان کا دامن پکڑ لیا اور سخت سخت کناٹا لٹکایا۔ آپ نے فرمایا کہ ”معاذ اللہ کیا ہے کیوں تو اس کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے۔“ اس نے کہا کہ اس پر میرا فرض ہے یہ دیتا ہوں آپ نے فرمایا ”اب دیدیگا۔“ اس کو چھوڑ دیا جانے دے۔“ لیکن اس نے نہ مانا۔ اس پر آپ کو جلال آگیا اور ہاؤس ٹریفک دوش مبارک سے اتار کر زمین پر ڈال دی وہ درہم دوینار سے بڑھ گئی فرمایا کہ جس قدر تیرا فرض ہے لے۔ مگر خبردار زیادہ کا قصد نہ کرنا۔“ اس کو طمع دامن گیر ہوئی کچھ زیادہ لینا چاہا جیسے ہی ہاتھ دراز کیا۔ اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ بوقت اس حال کے وہ فریاد وزاری اور عذر و معذرت کرنے لگا۔ آخر آپ کو رحم آگیا اس کی خطا معاف کی۔ اور اس کا ہاتھ اچھا ہو گیا۔

پابندی سنت آپ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سخت پابند تھے اور بجان و دل اس کی رعایت بجالاتے تھے۔

خوف خدا قبر کا خوف اس درجہ غالب تھا کہ آپ ہمیشہ کانپتے اور روتے رہتے تھے فرماتے تھے کہ لے لو اگر تم کو حال خفتگان زیر خاک ذرہ بھر بھی معلوم ہو جائے تو تم کھڑے کے کھڑے گل جھاڑ اور مثل نمک کے پانی ہو جاؤ۔ چنانچہ میں نے بصرہ میں ایک بزرگ کو دیکھا جو از حد مشغول اور صاحب کشف تھے۔ میں ایک در اس کے ساتھ ایک قبر کے نزدیک بیٹھا تھا۔ اور اس قبر کے مردہ پر عذاب ہو رہا تھا جیسے ہی ان بزرگ نے یہ حالت معائنہ کی ایک چیخ ماری اور گر پڑے اور جاں بحق تسلیم ہوئے۔ اور مثل نمک کے پانی ہو کر ناپید ہو گئے میں نے جیسا خوف اس بزرگ میں دیکھا دیا نہ کسی آفریدہ میں دیکھا نہ سنا۔ اس روز سے میری یہ حالت ہے کہ ہیبت گوشتے کا چپتا اور روتا رہتا ہوں (مسالک السالکین)

در بار مرشد میں مقبولیت حضور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے بار بار فرمایا کہ ہمارا معین الدین خدا کا محبوب ہے۔ اور مجھے اسکی مہدی پر فرخ ہے (انوار العارفین بحوالہ سیر العارفین)

تحمل و عفو اخلاق کو بیان میں آپ تَخْلَقُوا بِأَخْلَاقِ اللہ کے بدرجہ اتم شیخ اور اخلاق محمدی کا مکمل نمونہ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اخلاقی اوصاف حمیدہ سے مزین فرمایا تھا تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

تحمل و عفو و درگزر و بردباری کا یہ مال تھا کہ آپ کسی سے رنجیدہ یا آشفتمند خاطر نہ ہوتے تھے نہ کسی پر

تقصیم فرماتے تھے۔

حضرت قطب الاقطاب فرماتے ہیں کہ میں جب تک آپ کی خدمت میں رہا کبھی آپ کو کسی پر غصہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ سوائے ایک بار کے جس کی تفصیل شان جلال کے سرنامہ میں درج ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک بار ایک شخص بہ نیت فاسد ایک چھری بغل میں دبائے ہوئے حاضر خدمت ہوا اور اشتیاق قدیوسی ظاہر کیا۔ آپ نے اس کے ارادہ سے واقف ہو کر فرمایا کہ تو جس ارادہ سے آیا ہے اسے پورا کر اور جو وعدہ کر آیا ہے اسے ایفا کر۔ یہ سنکر وہ غصے کا پینے لگا عرض کیا کہ ”مجھے ایک شخص نے حضور کے مارنے کو بھیجا ہے لیکن تیرے دل سے میرا یہ ارادہ نہ تھا“ کہہ کر اس نے چھری اپنی بغل سے نکال حاضرین کے سامنے ڈالی آپ نے فرمایا کہ اے شخص سب کا راز پوشیدہ رکھنا چاہیے ہرگز افشاء نہ کر۔ یہ سنکر وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ مجھ سے بھاری خطا سرزد ہوئی ہے حکم ہو کہ مجھ کو سزا دی جائے یا مجھے قتل کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اے عزیز ہمارا یہ طریقہ ہے کہ جو بدی کرے اس کے ساتھ نیکی کرنی چاہیے اور تو نے تو از خود کوئی بدی نہیں کی ہے یہ فرما کر اس کا سر اٹھایا اور اس کے واسطے دعائے خیر فرمائی وہ واصلان حق میں سے ہو گیا۔

(از مسالک السالکین)

عطا بخش { ایک دن آپ بہت خوش تھے حاضرین سے فرمایا کہ۔ مانگو جو انگنا ہے کیونکہ قبولیت کا در کھلا ہے۔ ایک شخص نے دنیا مانگی۔ دوسرے نے عقبی مانگی دونوں اپنے مقصد کو پہنچے۔ بعد ازاں آپ نے شیخ حمید الدین صوفی کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے خدا سے یہ طلب کیا ہے کہ تو دنیا و آخرت میں معزز و مکرم رہے۔ شیخ نے کہا کہ بندہ کی کیا مجال ہے کہ سوال کے لئے زبان کھولے مولا کا چایا ہوا میرا چاہا ہے۔

اس کے بعد آپ نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی طرف توجہ فرمائی کہ تو بھی جو کچھ چاہے انگ لے آہوئے جواب میں عرض کیا کہ شعر

ہرچہ تو خواہی بخوام روئے سر بر آستانم بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی برآئم

آپ اُن دونوں سے خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ اَشْكَرُ لَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنَ الْعَقْبَىٰ وَالْمَوْصُولِ إِلَى اللَّهِ۔

سلاطین التارکین حمید الدین صوفی و قطب الدہدین قدوة الاولیاء قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی

اوسی اوسدن سے شیخ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ مخاطب بخطاب سلطان التارکین ہوئے (خزینۃ الاصفیا)
جو دو کرم { جو دو کرم کا یہ عالم تھا کہ کبھی کوئی سائل یا فقیر آپ کے در سے محروم نہ گیا۔ حضرت قطب صاحب
 فرماتے ہیں کہ ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہا مگر میں نے کبھی کسی سائل یا فقیر کو آپ کے در اقدس سے محروم
 جاتے نہیں دیکھا (مسالک السالکین)

حلم و تواضع { آپ بڑے حلیم و متواضع تھے اور منکسر المزاج تھے سلام میں ہمیشہ سبقت فرماتے تھے جو ملنے
 آتا اوس سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے خاطر تواضع سے پیش آتے تھے اوسکے (ریح و غم میں شریک جتے تھے
 انسانی سہمردی فرماتے تھے (سوانح عمری غیب نواز)

بذل و سخا { آپکے مطبخ میں روزمرہ اسقدر کھانا پکتا تھا کہ پھر کے تمام عیار و مسالکین سیر ہو کر کہاتے تھے خادم
 مطبخ خرچہ یومیہ کیلئے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کرتا آپ مصلیٰ کا گوشہ اوٹھا کر فرماتے کہ جسقدر آج سکے خرچ
 کیو اسطے درکار ہو لیلے وہ موافق مقدار خرچ لے لیتا تھا اور کھانا پکوا کر غبار اور مسالکین کو تقسیم کرتا تھا۔ اسطرح
 درویشوں کا وظیفہ جاری تھا اور غبار و مسالکین کو کھانا پہنچتا رہتا تھا اور کوئی مرہق یا حاجتمند آتا اور خواستگار
 ہمت عالی کا ہوتا تو آپ نہایت کشادہ پیشانی اور لطف کرم سے اُس کا حال پوچھتے حاجت روائی فرماتے
 دعائے خیر کرتے اور جو کچھ اُسکی قیمت کا ہوتا اُسکو مصلیٰ کے نیچے سے نکال کر عنایت فرماتے۔

(مسالک السالکین)

زہد و قناعت { آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے امر اچھو مذکور تھے وہ سب آپ غبار میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔
 اللہ تعالیٰ نے آپ کو حرص و ہوا سے محفوظ رکھا تھا۔ (از سوانح عمری غیب نواز)

محاشرت مقدسہ

خوراک { قوت آپ کی صرف بقدر لایکوت تھی۔ ہمیشہ روزہ سے رہتے مجاہدہ کے زمانہ میں سات سات دن
 بعد ایک نکرہ آشک جو کی بودلی کا جو وزن میں پانچ مثقال سے زائد نہ ہوتا تھا۔ پانی میں بھگو کر تناول فرماتے۔ سفر
 میں اکثر بھنا ہوا آشکار کا گوشت تناول فرماتے تھے۔ (مسالک السالکین و گلزار ابرار)

لباس مبارکہ | لباس آپ کا جادہ دوتائی تھا۔ جو بچہ کی ہوئی ہوتی ہی حبیب کوئی کپڑا کہیں سے پھٹ جاتا تو جس قسم کا کپڑا پاک میسر ہوتا۔ بلا تامل پوند لگا دیتے تھے۔ ہمیشہ لباس آپ کا پوند دار رہتا تھا۔
(از سالک السالکین)

ذریعہ معاش | ابتداء میں باغ اور پن بجلی کی آمدنی سے قوت بھری فرماتے تھے۔ ازاں بعد تیرکمان چقماق ساتھ رکھتے تھے۔ اعداد میں اکل حلال سے گذر اوقات فرماتے تھے۔
معمولات سفر | آپ سفر میں عموماً ایک مددیش سے زیادہ ساتھ نہ رکھتے تھے۔ اکثر غیر آباد مقام و گورستان میں قیام فرماتے تھے۔ جہاں کچھ شہرت ہو جاتی تھی وہاں تو قف فرماتے تھے۔ (سالک السالکین)

مشاغل مجموعہ

(الف) تبلیغ اسلام و فیضان معرفت

سرور عالم صل اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ مجمع کمالات صوری و معنوی ہے اگر ایک طرف آپ صاحب رسالت ہیں تو دوسری طرف صاحب ولادت بھی نظر آتے ہیں چنانچہ آپ نے حسب استعداد طلب مخلوق کو دونوں نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ بالآخر محمد الرسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے علم شریعت علمائے ظاہر کے حصہ میں آیا۔ اور معرفت الہی کا گنج مخفی اولیائے کرام نے پایا۔
علمائے ظاہر میں علم شریعت سب کو ملا مگر علم معرفت ان میں سے بعض کو میسر ہوا۔ اولیائے کرام میں علم معرفت سب کو حاصل ہوا اور علم ظاہری انہیں سے بعض کو ملا۔ علمائے ظاہر نے دلائل اور براہین پیش کر کے تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دی۔ اولیائے کرام سے کشف و کرامات کا ظہور ہوا۔ اور ان حضرات کے بالمشاہدہ معرفت الہی اور دولت اسلام سے سرفراز فرمایا۔

حضور نوابہ و غریب نواز کی ذات اقدس ہی بلطف سید الکونین صلعم ہر دو علوم حمیدہ کی حامل ہے۔ آپ نے ہندوستان میں بقیض محمدی وہ دینی خدمات انجام دیں جنکی سرور عالم صل اللہ علیہ وسلم نے حجاز مقدس میں مثال قائم فرمائی تھی یہ خدمات یوں تو علی قدر مراتب اکثر علماء و صوفیاء عبادین نے انجام دیں مگر غریب نواز

کی ذات اقدس نے اس باب میں جو شاندار کارنامہ عالم کے سامنے پیش کیا ہے وہ اپنی مثال خود کو دہرا کر عالم کی سنت تبلیغ کی مکمل جیتی جاگتی تصویر ہے۔

بلکہ یہاں بعض امور میں عرب سے بھی زیادہ وقتیں سامنے تھیں وہاں مبلغ کے پاس ہاں کے لوگوں کی آمد رفت تھی اور مبلغ کیساتھ پہلے سے رشتہ یگانگت قائم تھا۔ علاوہ ازیں ملک حجاز میں وہی زبان رائج تھی جو مبلغ اعظم کی بھی یہاں برضات اسکے مبلغ سے موانست ہونا تو درکنار بلکہ اتنی مفاہرت تھی کہ لوگ صورت دیکھنے اور جسم کے چھو جانے کے رد و ادارہ تھے دوسری شکل یہ تھی کہ مبلغ کی زبان فارسی اہل ہند کی زبان ہندی تھی چنانچہ ضرورت تبلیغ کے پیش نظر ایک نئی زبان (جسکی تفصیل آگے درج ہے) وجود میں آئی۔

اور غریب نواز رحمہ نے بہ اکرام خداوندی و بغض رسالت ان مشکلات کے قلعہ کو بھی فتح کر کے ہند الہی کا باب رسول فی الہند اور سلطان الہند کا خطاب پایا۔ شعر

نائب مصطفیٰ ادریں کشور : رشک پیغمبر ایں معین الدین

آپ صرف بذات خود ہی یہ خدمت عظیم انجام نہیں دیتے تھے بلکہ آپ کی ذات گرامی یہ مبارک کام مریدین اور ابستگان سے بھی لیتی تھی۔ اور تبلیغ اسلام کا ایک شاندار کامیاب نظام آپ نے قائم فرمایا تھا۔ یہ تبلیغ بالسیف نہ تھی بلکہ بالتصرفات روحانی بذریعہ اخلاق کریمانہ و شفقت بزرگانہ انہما حق کے ساتھ تھی اور محافل سماع اس تبلیغ میں غیر مالوس کو مالوس اور موسیقی کے دلدادہ غائبین کو حاضر کرنے میں بہت مفید ثابت ہوئی جیسا کہ اوپر بالتفصیل لکھا جا چکا ہے (کہ یہاں کے لوگ موسیقی کے بڑے دلدادہ تھے بلکہ عبادت تصور کرتے تھے) اسلئے جہاں تک تبلیغ اسلام کا تعلق ہے ہم محافل سماع کو فرحت بخش مبلغین اسلام بالموسیفی کا خطاب دیں تو غیر موزوں نہ ہوگا۔ آپ کی ذات اقدس بہت پرستوں کی صورتِ خدا پرست ہی نہیں

سے مولف کے اس شعر پر درگاہ شریف کی محفل سماع میں اعتراض کیا گیا مگر امیر شریعت دکن حضرت مولانا عبدالقادر صاحب

امیر شریعت بہار شریف اور مجلس علمائے دکن و اجمیر نے شعر کے چارے اور مطالب شریعت ہونے کے فتاوے صادر کئے۔

سے جبکہ حسبِ اطلاق غیرہ حضور غریب نواز کا بعد از شریف اور دیگر مقامات پر سماع سنا ثابت ہے۔ تو ہندوستان میں سماع ترک کرنے

کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ نیز آج درگاہ میں اب تک سماع ہونے سے ثابت ہے کہ آپ نے ہر مقام حیات ظاہری ہندوستان میں ہی سماع شفاء

کرتی تھی بلکہ علم معرفت کا گنجینہ عطا کر کے حق شناس بھی بنا دیتی تھی آپ کی تبلیغ کے زیر اثر بہت تعداد کثیر لوگ مشرف
باسلام ہوئے اور بہت سے لوگ عارفان کامل اولیاء اللہ اور صاحبان دلائل ہوئے۔

ہر الفاظ دیگر آپ صرف مبلغ شریعت ہی نہیں بلکہ قاسم گنجینہ معرفت و حقیقت بھی ہیں۔ آپ کے زمانہ تبلیغ
میں جہاں ایک کثیر تعداد مسلمانوں کی نظر آتی ہے۔ وہاں ایک بڑی تعداد اہل معرفت یعنی آپ کے مریدین
اور خلفاء کی بھی نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔

چنانچہ جینا دھانی سلطان الہند نے اجمیر دہلی اور اطراف و جوانب میں تبلیغ کا کام شروع کیا تو بہت سے
عقیدہ تمندوں نے باشکال مختلف اس خدمت میں حصہ لیا۔ مگر آپ کے خلفاء۔ اہل قرابت اور مریدین نے خصوصیت
سے اس ایجابی خدمت کو انجام دیا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد دہلی کی گئی۔
مسودرات میں تبلیغ کا کام بی بی حافظہ جمال کے سپرد کیا گیا۔

آپ کے خسر سید وجیہ الدین اور آپ کے برادر نسبتی میراں سید حسین خنگ سوار نے اس خدمت متبرکہ میں نمایاں
حصہ لیا۔ چنانچہ صاحب سیر لاؤلیا لکھتے ہیں کہ ہزاروں مرد و زن آپ سے ہدایت پاتے تھے اور امیر حسین معروف بہ
سید وجیہ الدین اور امیر حسین خنگ سوار کے ذریعہ سے اسلام قبول کرتے تھے مگر آپ حضرات مسلک صوفیہ
کے مطابق کسی کو ازراہ حکومت اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتے تھے جسکی مرضی ہوتی ایمان لاتا۔
اور جس کی مرضی نہ ہوتی ایمان نہ لاتا۔

(ماخوذ احسن السیر مالک لسانکین۔ سیر الاقطاب وغیرہ)

آپ کے مریدین میں سے بھی داؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ اجمیر میں تبلیغ الاسلام کی خدمت انجام دیتے رہے
اور حضرت قاضی سعید کے ذمہ بنارس کے اطراف کی تبلیغ تھی۔ (از ماہتاب اجمیر)

حضرت امام الدین دمشقی اور حضرت نیاز اللہ خراسانی نے بھی خدمت تبلیغ میں نمایاں حصہ لیا (ماہتاب اجمیر)
آپ کی ہدایت سے عرب و عجم شہ شاہ عین الدین حبشی کہیں بیک وقت سات سو آدمیوں کا مشرف باسلام ہونا
پایا جاتا ہے۔ تو کہیں سرسبز اور جوہ ہنود کا ایمان لانا ثابت ہے۔

ایک دفعہ انھوں نے آپ بہت خانہ کی طرف سے گزر رہے تھے۔ وہاں سات مالدار آدمی پوچھا میں مصروف

تھے جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو نظر کے شکار ہوئے۔ آپ کے قدموں پر گرے اور مشرف باسلام ہوئے

(ازوقائع شاہ معین الدین)

سب سے زیادہ قابل قدر یہ چیز ہے کہ صرف آپ کی حیات ظاہری تک یہ تبلیغ کا سلسلہ جاری نہیں ہوا بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے خلفائے خاص نے آپ کی اس سنت محمود کو جاری رکھا۔ اور اس وقت سے اب تک برابر آپ کے اہل سلسلہ یہ خدمت علی قدر استعداد کرتے چلے آئے ہیں چنانچہ آج تک آپ کے فیوض روحانی اور تصرفات باطنی سے تبلیغ اسلام و اشاعت شریعت اور تعلیم علم معرفت کا کام بفضل تعالیٰ جاری ہے۔ (ماخوذ از احسن السیر و مہتاب الجیسر)

سیر العارفین کا بیان آپ کی تبلیغ کے زیر اثر چند ہی دن میں مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد میں ہو گئی۔ ہزاروں ہندوگان خدا دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے۔ کوئی دن شکل سے ایسا ہوتا تھا کہ مقامی یا بہرہ فی ہندو کی کوئی جماعت اگر مشرف باسلام نہ ہوتی ہو اس باب میں صاحب سیر العارفین کا بیان حسب ذیل ہے

ترجمہ

اصل عبارت

بیشتر کفار نا مدارازاں دیار بہرکت آثار ذبدہ الاسرار
شرف ایمان مشرف نشدند و بیشتر کہ ایمان نیادردند
نذر فتوح بجد و عد بحضرت ایشا فرستادند
اس ملک کے بہت سے مشہور نامی کفار اس
ذبدہ الاسرار غریب نوازم کے فیض سے مسلمان
ہوئے اور وہ بہت سے لوگ بھی جو ایمان نہیں لائے
تھے آپ کی جناب میں نذر گردانے لگے تھے۔

ہندوستان میں اسلام حضور خواجه غریب نواز کے تصرفات باطنی و فیوض روحانی۔ اخلاق حمیدہ اور اسلام کی صداقت کی وجہ سے پھیلانے کہ ہندو تلوار۔ اگر یہاں اسلام بڑھتا تو پھیلا ہوتا۔ جیسے۔ بہمن۔ اچھوت۔ اقوام میں سے آج کوئی بھی ایسا نہ ہوتا جو اپنے آبائی دھرم پر ہوتا بلکہ یہ سب مسلمان ہو چکے ہو جسے کہیں کہیں سب سے زیادہ ہندو اور ڈرنے والی قومیں بھی مانی گئی ہیں۔ مگر غلات اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ بہادر راجپوت اور ٹھاکر لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہیں ان بہادر اور جانناز لوگوں کے متعلق ہرگز یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تلوار کے خوف سے مسلمان ہو گئے بلکہ ایسا کہنا غیور اور بہادر راجپوتوں اور ٹھاکروں کی تفریل کرنا ہے۔

آپ کی دعوت اسلام غریب نواز نے جو دعوت اسلام اجمیر کے راجہ پریتھوی راج کو دی تھی وہ آخر رنگ
کے مخصوص اثرات لاکر رہی اچھپچھپتوں کے بعد پریتھوی راج کی اولاد نے اسلام قبول کیا اور
 سبل سنگھ کے پسر جمری خاں سے یہ سلسلہ چل کر راجہ محمد لویف علی خاں اور راجہ اجمیر خاں تک پہنچتا ہے۔
 (ماخوذ از مرۃ الانساب)

چنانچہ ہمارے اوپر کے بیان کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ راجہ پریتھوی راج نے شہاب الدین غوری کے ہاتھوں
 گرفتار ہو کر بھی دعوت اسلام قبول نہ کی بلکہ اپنی جان دینا گوارا کیا اور جان کی سلامتی کے ساتھ اپنا راج پاٹ
 واپس لینا قبول نہ کیا مگر راجہ کی اولاد نے بغیر کسی تلوار، کھڑا اور حکومت کے لالچ کے اسلام قبول کیا (مولف)
اردو زبان کی ابتدا میرا مرسمہ ہے کہ غریب نواز اور آپ کے ہمراہی فارسی بولتے تھے دہلی اور اجمیر کی زبان
 بھاشا یا مارواڑی تھی۔ اسی حالت میں تبلیغ اسلام مشکل تھی اسلئے تبلیغی ضرورت کے پیش نظر کچھ دن بعد فارسی
 اور بھاشا ملی ہوئی ایک زبان مطالب سمجھنے کے لئے وجود میں آئی۔ جس کے ذریعہ آپ کے مقاصد اہل ہند سمجھ لیتے
 تھے اور اپنا معروضہ وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔

کچھ عرصہ بعد شاہری لکس میں اس مخلوط زبان کا رائج ہونا حضرت امیر خسرو کے کلام سے بھی ثابت ہے
 چنانچہ بعض جگہ اگر ایک مصرعہ آپ نے بھاشا میں لکھا ہے تو دوسرا فارسی میں یا کہیں ایک کھڑا فارسی میں ہے
 تو دوسرا بھاشا میں۔ لہذا قرین قیاس ہے کہ خرید و فروخت اور دیگر ضروریات زندگی کے پورا کرنے کا
 ذریعہ بھی اس وقت یہی مخلوط زبان تھی اور آگے چل کر جہانگیر کے زمانہ میں یہی زبان لشکری ضروریات پورا
 کرنے کا ذریعہ بن کر اردو کہلائی۔ اس لئے اردو کے موجد حقیقی بابائی اول حضور غریب نواز رحمہ ہیں۔
 نیز اردو کا مٹانا ملکی ضروریات کے منافی ہے۔

اب مذاق سخن اور آپ کی تصانیف مبارکہ

ویوان معین بزرگان دین نے ولولہ عشق حقیقی سے متاثر ہو کر اکثر اشعار کی صوت میں اپنے جذبات کا اظہار
 کیا ہے چنانچہ آپ نے بھی اس سنت جاریہ کے پیش نظر اپنے جلالہاد و جد طریقت حضرت علی کریم اللہ وجہہ کی پیروی

میں اپنے جذبات قلبی واردات محبت اور مشاہدات حقیقت کا بصورت اشعار اظہار فرمایا ہے ہر چہ ہند کہ ایک گروہ دیوان معین کو معین الدین کا شفی کی تصنیف کہتا ہے۔ آپ کا نتیجہ فکر نہیں مانتا مگر شوکت کلام زبان حال سے کہہ رہی ہے یہ معمولی عارف کا کلام نہیں بلکہ اس میں جن اعلیٰ مقامات معرفت نکات تصوف اور فنا کے نامہ کا اظہار کیا گیا ہے وہ آپ ہی جیسے عالی مرتبت اہل اللہ فرما سکتے ہیں چنانچہ آپ کی شعر گوئی کی صاحب کشکدہ اذکر کی مندرجہ ذیل روایت بھی تائید کرتی ہے موصوف فرماتے ہیں۔

”خواجہ معین الدین چشتی۔ اوزا کا بر صوفیہ والا سلسلہ عالیہ چشتیہ مرید شہاب الدین غوری و سلطان شمس الدین التمش و مرقد شمس الجبر امت۔ از دست“

عاشق ہمہ دم فکر رخ دوست کند	معتوقہ کرشمہ کہ نیکو است کند
ماہرم دخطا کنیم اولطف و عطا	بہر کس چیزے کہ لایق دوست کند
لے بعد نبی بہ سر لو تاج بنی	لے داد شہان نہ تیغ تو تاج بنی
ان تو کہ معراج تو بالا تر شد	یک قامت احمدی ز معراج بنی

اسلئے بوجہات مندرجہ بالا ہماری رائے میں موجودہ دیوان آپ ہی کے جذبات صافہ فکر بلند اور اعلیٰ ترین سیر جہر و فی۔ ملکوئی اور لاہوتی کا نتیجہ مبارک ہے منکرین دیوان نے ہلا کسی دلیل کے صرف آپ کا ہمنام ہونے کی وجہ سے اس دیوان کو معین الدین کا شفی کا دیوان بتایا ہے۔ مگر اسکی تائید میں کوئی قابل قبول ثبوت کسی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذرا اس لئے ہم اس دیوان کو غریب نوازؒ کی نسبت سے مجروح نہیں کہہ سکتے۔

اسکے علاوہ آپ کی تصانیف سے ہندوستان میں چار رسالے اور ہی ہیں تفصیلاً

حب ذیل ہیں۔
کنج الاسرار المعروف یہ گنج الاسرار یہ رسالہ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے شمس الدین التمش کو

یہ کتاب لاہوری علی گڑھ میں ہے۔

عریذ کرنے کے بعد اس کی تعلیم و تلقین کیلئے آپ سے لکھوایا ہے جسکی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ رسالہ مذکور میں آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں بزرگانِ سلف کے اقوال پیش کرتے ہوئے معرفت کی اعلیٰ تعلیم دی گئی ہے تا اور الوجود ملفوظات ہیں۔ قلمی نسخہ کہیں کہیں بتلاش بسیار دستیاب ہو جاتا ہے۔ مولف نے خود یہ رسالہ قلمی دیکھا ہے۔

انیس الارواح { اس رسالہ میں آپ نے اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات جمع فرمائے ہیں۔ یہ دراصل جزو شجرہ ہے پہلے حضرات یہی سمجھ کر اس سے فیضیاب ہوتے تھے مگر آجکل یہ چیز نظر نہیں آتی اگر اب تک ان سلسلہ حضرات خواجہ اعظم کا حکم سمجھ کر اپنے پیران عظام کی تعمیل ارشاد و سنت جان کر بطور جزو شجرہ اپنے پاس رکھیں تو موجب صد بہکات ہے۔

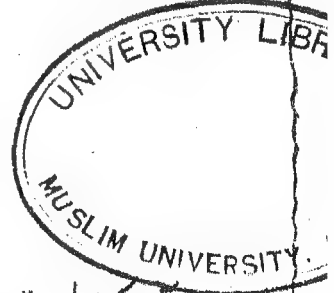
یہ رسالہ مطبوعہ ہے اور زبان اسکی فارسی ہے مگر اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے بڑی بابرکت تصنیف ہے۔ حدیث المعارف { بھی آپ کی مصنفہ کہی جاتی ہے مگر کتاب ناد الوجود ہے۔ (سوا نخمری غریب نواز) رسالہ موجود ہے یہ بھی نایاب کتاب ہے آپ سے منسوب کی جاتی ہے۔ (سوا نخمری غریب نواز) دیگر تصانیف { ان کے علاوہ آپ کی اور تصانیف بھی ہیں۔ چنانچہ صاحب سبوح سنا بل فرماتے ہیں کہ آپ کی تصانیف اطراف و نواح خراسان میں بہت ہیں۔ (مسائل السالکین)

ممکن ہے حدیث المعارف اور رسالہ موجود یہ خراسان میں عام طور سے ملت ہو (مولف)

تعلیم و تلقین صوفی و معنوی

(الف) فیضانِ صحبت

آپ کی مجالس قدسیہ میں ہمہ قسم کی تعلیم تلقین ترغیب و ہدایت مقدسہ نہایت خوش اسلوبی سے ہوا کرتی تھیں خوش قسمت تھے وہ لوگ جو آپ کی زبان فیضِ ترجمان سے پاکیزہ حیلے اور متبرکہ ارشادات اپنے کانوں سے سنتے تھے اور بمصدق الصمیمیت تاثیر استفادہ حاصل کرتے تھے۔ ہر خیر و نفع بالمشافہ فیضِ صحبت تو



اُس دگر بیدار کہاں ممکن تا ہم غریب فواز کے تصرفات باطنی اور فیوض روحانی کے پیش نظر آج کل بھی آپ کے فیضان صحبت اور ارشادات متبرکہ کا اعادہ صد فیوض و صد برکات سے خالی نہیں ہے تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

ترغیب مجاہدہ { حضرت قطب الاقطاب کی طرف متوجہ ہو کر پیر سر مجلس ارشاد فرمایا جب میں شیخ الاسلام محمد دست مرشد { سلطان المشائخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نور اللہ مرقدہ سے پیوستہ ہوا اور بیعت کا شرف پایا۔ آٹھ سال کی مدت تک آنحضرت کی خدمت گزاری میں ایک لمحہ نفس کو آسودگی نہ دی نہ دن کو دن جانانہ رات کو رات یہاں آنحضرت مسافت فرماتے دعا گو آنحضرت کا جامہ خواب اور توشہ سفر سر پر لئے ہم کباب رہتا تھا۔ پیر مرشد نے اس درویش کی خدمت دیکھ کر وہ نعمت عطا فرمائی۔ جس کی کوئی حد نہایت نہیں ہے (دلیل العارفین)

بعد ارشاد فرمایا جس نے پایا خدمت سے پایا۔ مرید کو چاہیے کہ پیر کے فرمان سے ذرہ بھر تجاوز نہ کرے۔ اور جو کچھ پیر ناز و اوداد و مبالغت وغیرہ کے متعلق فرمائے اس کو گوش و ہوش سے سنئے اور اس پر عمل کرے تاکہ اس مقام پر پہنچے جہاں پیر مرید کا مشاطہ ہے کیونکہ جس امر کی پیر مرید کو ترغیب دیکھا وہ حصول کمال کے لئے ہوگی۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ برادرِ مہتمم شیخ شہاب الدین سہروردی کا بھی یہی معاملہ ہے کہ وہ بھی اپنے پیر و مرشد کا سامان سر پر رکھے ہوئے سفر حج میں جاتے تھے اور واپس آتے تھے آخر انہوں نے وہ نعمت پائی جس کی حد نہ انتہا نہیں۔ اور اس نعمت کو جو شیخ موصوف نے پائی لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ (از دلیل العارفین)

ترغیب ادائیگی قرص و سنت { پیر سر مجلس ارشاد فرمایا کہ امام ابو لیث سمرقندی نے جو امام فقیہ ہیں اپنی کتابا تیس میں لکھا ہے کہ روزانہ آسمان سے دو فرشتے نیچے آتے ہیں ایک بام کعبہ پر کھڑے ہو کر باوازی بلند کرتا ہے اس کے لوگو سنو اور سمجھو جو خدا کا فریضہ ادا نہیں کرتا۔ وہ خدا کی بخشش سے دور ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا فرشتہ بام ظہیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر ندا کرتا ہے کہ لوگو سنو اور سمجھو کہ جو شخص سرورِ عالم کی سنت ترک کرتا ہے وہ آپ کی شفاعت سے محروم ہو جاتا ہے

ارشاد فرمایا ایک مرتبہ مسجد کبریٰ میں بھڑاد کے اولیاء اللہ کے ساتھ حاضر تھا۔ وضو میں انگلیوں میں خلل کر نیلے متعلق گفتگو ہو رہی تھی فرمایا یہ بھی ایک سنت ہے بلکہ سرور عالم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو انگلیوں میں خلل کرنے کی طرف منوجہ کیا ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ اجل شیرازی کے پاس بیٹھا تھا۔ نماز شام کا وقت ہو گیا۔ خواجہ موصوف نے وضو کیا مگر انگلیوں میں سہواً خلل نہیں کیا۔ ہالفت غیب نے آواز دی کہ اے خواجہ اجل ہمارے محمد (صلعم) سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہو۔ اُن کے اُمّتی ہو۔ لیکن اُن کی سنت کو ترک کرتے ہو۔ بعد ازاں خواجہ اجل نے پامندی سنت کی قسم کھائی۔ اور اُس دن سے مرتے وقت تک اُن سے کوئی سنت ترک نہ ہوئی۔

ایک روز خواجہ اجل شیرازی کو بہت پریشان دیکھا میں نے دریافت کیا کہ کیا اجرا ہے فرمایا کہ جلدن انگلیوں میں خلل کرنا فوت ہوا تھا۔ اُس دن سے حیران ہوں کہ کل یہ روز قیامت سرور عالم کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہ سے ایک مرتبہ وضو کے وقت دود فہر ہاتھ دھونا فراموش ہوا اور نماز ادا کی۔ اس شب میں سرور عالم کو عالم رویا میں دیکھا۔ ارشاد ہوا کہ عجب بات ہے کہ تیرے وضو میں نقص تھا۔ خواجہ موصوف اُس خواب کی ہیبت سے بیدار ہو گئے۔ پھر وضو کیا اور اس قصور کے کفارہ میں ایک سال تک پانچ سو کعتیں روزانہ پڑھیں۔

مزارِ یاسجد میں داخل ہوتے وقت یہ سنت ہے کہ داہنا پاؤں اولیٰ مسجد میں رکھیں اور چپ باہر جائیں اولیٰ بایاں پاؤں مسجد سے باہر نکالیں۔ (ازدلیل العارفین)

ترغیب طہارت ارشاد فرمایا کہ جو لوگ عارف ہیں اور دوست کی محبت میں متغرق رہتے ہیں ان کے متعلق مرقوم ہے کہ جو بندہ رات کو باطہارت سوتا ہے فرشتہ کو ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ جب تک وہ بیدار نہ ہو اس کے پاس رہو۔ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ خداوند اس بندہ کو بخش دے کہ یہ نیک ہے اور طہارت کے ساتھ سو رہا ہے (ذیل العارفین)

اس موقع پر فرمایا کہ طہارت عارفان میں آیا ہے کہ جو بندہ باطہارت تہہ خستہ اسکی روح کو زیرِ عرضش پہنچائے ہیں باری تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اس کو مست فور پہنایا جائے۔ جب وہ سجدہ کرتا ہے ارشاد ہوتا ہے

کہ یہ نیک بندہ ہے جو باطارت ہو یا تھا۔ مگر جو بے طہارت سوتا ہے اُس کی روح کو آسمان اول سے گرا دیتے اور کہتے ہیں کہ یہ اس قابل نہیں ہے کہ عالم بالا پر لیجا یا ماوے اور خدا کے تعالے کو سجدہ کرے (دلیل العارفين)۔
ترغیب شستن بعد نماز فجر { بر سر مجلس فرمایا کہ سرور عالم ارشاد فرماتے تھے کہ ایک روز شیطان نے کہا کہ جب میں فرشتوں میں موجود تھا تو میں نے لوح محفوظ پر لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد سے آفتاب نکلنے تک جائے نماز پر بیٹھا رہے گا اور ذکر حق میں مشغول رہے گا اور اشراق کی نماز ادا کرے گا اوس کے اگر شہر ہزار آدمی بھی ہوں گے تو بخندے جائیں گے۔

بعد ازاں ارشاد ہوا کہ میں نے فقہ الاکبر میں بردایت امام المتقی امام ابوحنیفہ کوئی پڑھا ہے کہ ایک شخص چالیس سال سے کفن چرایا کرتا تھا آخر وہ مر گیا۔ لوگوں نے اوسے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں ٹہل رہا ہے خلق متحیر ہوئی اور اُس سے دریافت کیا کہ تو کفن چور تھا تو نے ایسا کون سا عمل کیا ہے جو یہ سعادت نصیب ہوئی اُس نے جواب دیا کہ میرا یہ ورد تھا کہ جب میں صبح کی نماز پڑھتا تھا تو آفتاب نکلنے تک جائے نماز پر بیٹھا رہتا تھا اور اشراق کی نماز پڑھ کر تسبیح پڑھتا تھا اللہ تعالیٰ نے ذرا سی بات کو قبول فرما کر بہت بخشش فرمائی اور اُس کی برکت سے مجھے بخشید یا میری پدمی کو معاف کر دیا اور اس درجہ پر پہنچایا۔ (دلیل العارفين)

ترغیب معرفت { فرمایا کہ عارفوں کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ہر وقت متبسم رہتے ہیں اور جس وقت عارفت تبسم کرتا ہے تو عالم ملکوت میں مقربان اوسکے سامنے آتے ہیں اور وہ اُن کو دیکھ کر ہنستا ہے۔

بعد ازاں ارشاد ہوا کہ عارفت پر یہ حالت بھی طاری ہوتی ہے کہ ایک قدیم میں عرش و حجاب عظمت تک ملے کرتا ہے اور وہاں سے حجاب کمریا تک پہنچتا ہے اور دوسرے قدم میں واپس آجاتا ہے اس موقع پر غریب نواز چشم پر آب ہوئے اور فرمایا یہ عارفوں کا کمتر درجہ ہے اور کاملوں کے درجہ کو خدا ہی جانتا ہے کہ وہ کہاں پہنچتے ہیں اور کیسے واپس آتے ہیں۔ (دلیل العارفين)

ترغیب نماز { آپ نے حاضرین مجلس سے ارشاد فرمایا۔ دو گنا منزل گاہ غرہ کے قریب نماز میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "الصَّلَاةُ مَعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ" یعنی نماز مومنوں کی معراج ہے۔

فرمایا کہ نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے اور کہنے میں یعنی نمازی علی قدر جو عیت قلب قرب حاصل کرتے ہیں راز کہنے کا موقع سو اے نماز کے اور نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ”المصلیٰ نیاجی ربہ“ یعنی نماز پڑھنے والا اپنے پروردگار سے راز کہتا ہے۔ اسی موقع پر فرمایا کہ نماز بندگان کے لئے خدا کی امانت ہے پس بندہ ان کو چاہیے کہ اس کا حق اس طرح ادا کریں کہ اس میں کوئی کینیا نہ واقع نہ ہو۔ یعنی رکوع و سجدہ شرط کے مطابق بجالا دے۔ اور تمام ارکان نماز بخوبی ادا کرے۔

فرمایا کہ کتاب صفوۃ مسعودی میں میں نے دیکھا ہے کہ جب کوئی نماز بخوبی ادا کرتا ہے یعنی رکوع و سجدہ قوسہ جلسہ دلچسپ کا حق ادا کرتا ہے تو فرشتے اس کی نماز کو آسمانوں پر لیجاتے ہیں اُس سے نور ظاہر ہوتا ہے اور آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اُس نماز کو فرشتے زیر عرش پہنچاتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ سجدہ کر اور اُس کے لئے بخشش کے خواستگار ہو جس نے میرا حق اچھی طرح ادا کیا ہے۔

پھر حضور غریب قواز چشم پر آپ ہوئے اور فرمایا کہ جو نماز میں حق نماز ادا نہیں کرتا انہیں نماز کو جب فرشتے اوپر لیجاتے ہیں آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اس نماز کو لیجاؤ اور اس کے پڑھنے والے کے لئے پیر اور دوپس نماز زبان حال سے کہتی ہے کہ اے پڑھنے والے خدا نے تجھے اس طرح صانع لیا جس طرح تو نے مجھے صانع کیا تھا۔

اس محل پر ارشاد فرمایا کہ بخارا میں میں نے یہ حکایت دستار بندوں سے سنی ہے (ایک مرتبہ کسی نے سرور عالم کو عالم دیا میں دیکھا کہ آپ ایک شخص کو نماز پڑھتا دیکھ رہے ہیں اور دیکھ کر عرسجدہ کا حق پورا ادا نہیں کرتا جب وہ نماز پڑھ چکا تو آپ نے اُس سے دریافت فرمایا کہ کتنے روز سے اس طرح نماز پڑھتا ہے اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ چالیس سال سے سرور عالم نے فرمایا کہ اس چالیس سال میں تمہاری کوئی نماز نہیں ہوئی اس عرصہ میں تم مر جاتے تو میری سنت پر نہ ہوتے“

پھر فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان فاروقی قدس سرہ العزیز سے سنا ہے کہ کل قیامت کے دن انبیاء اولیاء اور مسلمانوں سے نماز کا حساب ہوگا۔ پس جو نماز سے عہدہ برآ ہوگا غلاصی پائے گا۔ اور جو اس کے جوہر کا صر ہے گا عذاب و دوزخ میں مبتلا ہوگا۔ (دلیل العارفین)

ترغیب حلال غسل قیامت { شیخ بہاؤ الدین بخاری اور مولانا شہاب الدین سہروردی کی موجودگی میں پیر
مجلس ارشاد فرمایا کہ جنابت ہر بال کے نیچے ہوتی ہے اس لئے ہر بال کے نیچے پانی پہنچانا چاہیئے تمام بالوں کو اچھی
طرح تر کرنا چاہیئے کیونکہ اگر ایک بال بھی خشک رہ جائے گا تو غسل کو نہ والے کا جسم اس کے ساتھ قیامت کے دن دشمنی
کرے گا۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ قتادی ظہیر میں میں نے پڑھا ہے کہ آدمی کا جھٹھا پاک ہے اور سبالت جنب وہ اگر پانی
پینا کر وہ پانی پلید نہیں ہوتا۔ اگر کوئی مومن یا کافر بے طہارت ہو یا جنب و حیض کی حالت میں ہو تب بھی اس کا منہ
پلید نہیں ہوتا۔ بعد ازاں اسی موقع پر فرمایا کہ ایک وقت سہروردی عالم تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی نے آپ سے
سوال کیا کہ یا رسول اللہ اگر کوئی حالت جنب میں ہو اور گرمی کا موسم ہو اور اس کے کپڑے پلید سے تر ہو جائیں تو
وہ پلید ہو جائیں گے یا نہیں۔ سہروردی عالم نے ارشاد فرمایا کہ پلید نہیں ہونگے کیونکہ اب وہن پاک ہے اور کپڑے
سے آلود ہوں تو پلید نہ ہوں گے۔

بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان فاروقی قدس سرہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جب حضرت
آدم علیہ السلام جنت سے دنیا میں آئے اور بی بی حوا سے خلوت کی تو حضرت جبرائیل آئے اور کہا اے آدم
اللہ اور اپنے آپ کو دھو یعنی غسل کرو۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے غسل کیا تو فرحت و خوشی حاصل ہوئی۔
پوچھا یہ کیا ماجرا ہے جبرائیل نے جواب دیا کہ اے آدم تیرے جسم میں غننے بال ہیں ان کے برابر یک سالہ عبادت
کا ثواب ملے گا اور ہر قطرہ پانی جو تیرے جسم تک پہنچاؤ اس سے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے تاکہ
وہ قیامت تک عبادت کرے اور اس کا ثواب تجھے ملے

بعد حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اے جبرائیل یہ ثواب صرف مجھے ملے گا یا میرے فرزندوں
کو بھی جبرائیل نے کہا تمہارے فرزندوں میں سے جو مومن ہوں گے اور حلال سے غسل کریں گے ان کے لئے بھی تمہارے
برابر اجر ملے گا۔

یہ فرما کر غریب نواز چشم پر آب ہوئے اور فرمایا کہ یہ فوائد اس کیلئے ہیں جو حلال کے بعد غسل کرے۔ لیکن
وہ گرد و جو حرام کے بعد غسل کرتا ہے اس کے ہر موٹے جسم کے برابر اس کے نامہ اعمال میں گناہ لکھے جاتے ہیں۔ اور
آپ غسل کے ہر قطرہ سے ایک غمبشت پیدا ہوتا ہے اس غمبشت سے جو بدی قیامت تک ہوگی وہ زنا کر نیوالے

کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی

ترغیب شریعت - طریقت } راستہ چلنے والوں کے لئے اول راہ شریعت ہے جب کہ طالبان راہ معرفت و حقیقت } شریعت میں ثابت قدم رہیں اور فرمان شریعت بجا لادیں اور وہ برابر تجاویز و تفادات نہ کریں تب طریقت تک پہنچتے ہیں اور جب اس مرتبہ میں ثابت قدم رہتے ہیں اور فرمان طریقت مطابق سنت سابقین بجالاتے ہیں اور کسی وقت اس سے تجاویز نہیں کرتے تب وہ مرتبہ معرفت تک پہنچتے ہیں اور اس مقام کی شناخت اور جگہ سے خبردار ہوتے ہیں اور روشنائی پیدا ہو جاتی ہے جب اس مقام پر ثابت قدم رہتے ہیں تو مرتبہ چہارم میں گزر جاتا ہے وہ مرتبہ حقیقت ہے اس مقام پر پہنچنے کے بعد جو کچھ مانگا جاتا ہے وہ حاصل ہوتا ہے۔

اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک بزرگ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عارث وہ ہے جو دونوں جہان ترک کر کے مجرّد ہو جائے اور مقام فدائیت پر پہنچے کیونکہ جو اس مقام پر ہوتا ہے وہ دو جہان سے بیگانہ ہو جاتا ہے ترغیب صدقہ } ارشاد فرمایا جو بھوکوں کو سیر کرتا ہے اس کے ارد گرد رخ کے درمیان سات حجاب پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ہر حجاب کا فعل ایک دوسرے سے پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہوتا ہے (دلیل العارفین) ترغیب صدقہ و ترک } ارشاد فرمایا کہ جو شخص چھوٹی قسم کھاتا ہے اپنے گھروالوں کو ویران کرتا ہے اس کے در و غلوئی } گھر سے خیر و برکت اٹھ جاتی ہے۔

فرمایا بغداد کی جامع مسجد میں میں نے مولانا عمار الدین بخاری (جو بڑے نیک تھے) سے یہ حکایت سنی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدائے عز و جل نے دوزخ کی صفت میں بیان فرمایا۔ ”اے موسیٰ میں نے دوزخ میں ہادی وادی پیدا کی ہے اور وہ ساؤں دوزخ ہے۔ اس میں سخت عذاب ہے۔ اور وہ بہت پر ہول و تاریک ہے نیز اس میں سانپا در پچھو اور گندک کے پہاڑ ہیں جنہیں دوزانہ جلا یا جاتا ہے پس اے موسیٰ اگر اس کبریت کا ایک قطرہ دنیا میں اجائے تو تمام دنیا کا پانی خشک ہو جائے اور ان کی تیزی سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور زمین کے ساؤں طبق اس کی گرمی سے پھٹ جائیں اے موسیٰ اتنا سخت عذاب ہم نے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے ایک وہ گردہ جو تارک نماز ہے دوسرے وہ لوگ جو میرے نام کی چھوٹی

قسم کھاتے ہیں۔

پھر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ محمد اسلم طوسی ایک بزرگ تھے کسی وقت انہوں نے حالت سکر میں سچی قسم کھائی مگر جب وہ عالم صحو میں آئے دریافت کیا ”کیا میں نے آج قسم کھائی ہے“ لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمائی گئے آج میرا نفس اس سچی قسم کھانے کی وجہ سے خیر ہو گیا کل اور قسم کھائے گا اور یہ عادت ہو جائیگی۔ بعد ازاں انہوں نے اس سچی قسم کے کفارہ میں چالیس سال کسی سے بات نہیں کی۔ اس دعا گو نے التماس کیا کہ اگر کچھ کام ہو اگر بے تو آپ ارشاد کر دیا کریں (دلیل العارفین)

ترغیبِ حق خدا تعالیٰ حاضرین مجلس سے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں ایک شہر میں پہونچا جو شام کے نزدیک ہے شہر کے باہر ایک غار تھا ایک بزرگ اس میں رہا کرتے تھے ان بزرگ کا نام شیخ محمد ابو احمد غزنوی تھا سو اُسے پٹیوں کے ان میں کچھ نہیں رہا تھا سجادہ پر بیٹھے تھے اور دو شیر اون کے سامنے کھڑے تھے دعا گو شیروں کی وجہ سے نزدیک نہیں گیا ان بزرگ کی نظر مجھ پر پڑی کہ آؤ ڈرو نہیں۔ جب قریب پہونچا سر جھکایا اور بیٹھ گیا پہلی بات ان بزرگ نے یہ فرمائی کہ اگر تم کسی کے ضرر رسائی کا قصد نہ کر گے تو وہ بھی تمہیں نقصان نہیں پہونچائیگا شیر کیا چیز ہیں جو ان سے خوف کیجئے جس کے دل میں خدا کا خوف ہوتا ہے سب اُس سے ڈرتے ہیں شیخ کیا مقدور جو اس سے نہ ڈریں۔

ترغیبِ خدمتِ درویشاں } پھر فرمایا کہ درویش کہاں سے آنا ہوا۔ میں نے کہا بغداد سے۔ فرمایا خوب عزت و نماز حضورِ مکی قلب } آئے لیکن یہ ضروری ہے کہ درویشوں کی خدمت کیا کرو تاکہ تم مرد بزرگ ہو جاؤ۔ بعد ازاں ان بزرگ نے فرمایا کہ خلقت سے عزت گزین ہو کر چند سال سے اس غار میں مقیم ہوں اور ایک چیز کے خوف سے تیس سال روتے ہوئے گزر گئے میں نے دریافت کیا وہ کیا ہے فرمایا نماز۔ جب میں نماز پڑھتا ہوں یہ دیکھ کر روتا ہوں کہ اس نماز کی حقیقت کیا جو میں پڑھتا ہوں کیونکہ اگر ذرہ بھر شرط نماز فوت ہو جائیگا تو میرا سب کیا ہو ابلے کا رہا ہے۔ پھر فرمایا کہ درویش اگر حق نمازاؤ کیا تو بڑا کام کیا ورنہ عمر غفلت میں گزری۔

وقتِ پیر نمازِ پُخت کی ترغیب } چند شخص سمرقند سے آئے ہوئے بیٹھے تھے کہ مولانا بہاؤ الدین بخاری حاضر خدمت

ہوئے بعد ازاں اہل الدین کربانی آئے اور سرتیاز زمین پر رکھ دیا نماز میں تاخیر کرنے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اُن مسلمانوں پر افسوس ہے کہ جو وقت پر نماز نہیں پڑھتے اور ہزار ہزار افسوس ان پر جو مولیٰ کی بندگی میں تقلید نہیں کرتے اس موقع پر یہ حکایت بیان فرمائی۔

میں ایک شہر میں پہونچا وہاں کے مسلمانوں میں یہ رسم تھی کہ نماز کے وقت سے پہلے مستعد ہو جایا کرتے تھے۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ اس میں کیا مصلحت ہے کہنے لگے کہ اس میں یہ مصلحت ہے کہ جب نماز کا وقت آئے ہم فوراً نماز پڑھ لیں۔ اگر ہم مستعد نہ ہوئے اور نماز کا وقت گزر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔

پھر فرمایا کہ امام یحییٰ حسن زندوسیؒ کے روضہ میں واسطۃ کے اندر میں نے پڑا ہے اور اپنے استاد مولانا حسام الدین بخاریؒ سے بھی یہ حدیث سنی ہے کہ سرور عالم نے ارشاد فرمایا کسیر الکسیر الکلیٰ یؤیجہ بینہما اقصیٰ یعنی بزرگ ترین گناہ نماز فریضہ تاخیر سے ادا کرنا ہے

فیض صدق محبت اس دن مجلس میں شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ اہل شیرازی اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہم جمعین موجود تھے اس بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی کہ محبت میں صادق کون ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے جس پر دوست بلا نازل کرے اور وہ اسکو بغبت قبول کرے پھر شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے کہ جس پر شوق و اشتیاق استقدر غالب ہو کہ اگر سو ہزار تلواریں بھی اسکے سر پر نہیں تھیں تب بھی اسکو خبر نہ ہو۔

بعد ازاں خواجہ اہل شیرازیؒ نے فرمایا کہ مولا کی دوستی میں صادق وہ ہے جس کو ذرہ ذرہ کر کے آگ میں جلا میں تب بھی وہ دم نہ مارے۔

ازاں بعد سیف الدین باخرزیؒ نے فرمایا کہ صادق وہ ہے جس پر ہمیشہ ضربیں لگائی جائیں مگر وہ شائد دوست کو فراموش نہ کرے اور ضربوں سے متاثر نہ ہو۔

اس پر غریب نوازؒ نے فرمایا کہ یہ سنی شہاب الدین سہروردیؒ سے ملتا ہوا ہے میں نے آثار اولیاء میں پڑھا ہے کہ ایک فن بلبعہ بصری خواجہ جن بصریؒ ایک دینار اور عواشہ شفیقؒ یعنی رحمۃ اللہ علیہم جمعین پھر

میں ایک جگہ بیٹھے تھے اور صادق محبت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ مولا کی محبت میں وہ صادق ہے جو منجانب دوست درو اور نصیبت آنے پر صبر کرے۔

راہبہ بصریؒ نے فرمایا کہ اسے خواجہ اس سے بوسے خودی آتی ہے مالک دینار نے کہا کہ مولا کی دوستی میں وہ صادق ہے کہ جو ہر بلا و جفا منجانب دوست وارد ہونے پر رونا طلی میں رہے اور اُسپر راضی رہے البتہ بصریؒ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ ہونا چاہیئے خواجہ شفیق بلخی نے فرمایا کہ صادق وہ ہے جو ذرہ ذرہ ہو جائے پھر بھی دم نہ مارے راہبہ بصریؒ نے فرمایا کہ الم و حزن وارد ہونے پر بھی جو مشاہدہ دوست کو قراؤش نہ کرے وہ صادق ہے۔

تہنہ سے باز رہنے مجلس میں ہنسنے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ فرمایا تہنہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے گو رستان میں ہنسنے کی ممانعت آئی ہے۔ کیونکہ وہ عبرت کی جگہ ہے نہ کہ ہنر بازی کا سرور عالم نے خبر دی ہے کہ جب کوئی گورستان میں گزرتا ہے اُس سے روتے کہتے ہیں کہ ”اے غافل اگر تجھے یہ معلوم ہوتا کہ تجھے کیا درپیش ہے تو تیرے جسم کا گوشت و پوست گرمانا اس موقع پر غریب نواز نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک وقت کرمان میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی وہ بزرگ بڑے مشغول اور پیر منتہی تھے۔ الخرم ان کے پاس پہونچ کر سلام کیا اور دیکھا کہ وہ بہت ہی نحیف و زار تھے بات بھی کم کرتے تھے مجھے خیال ہوا کہ ادن بزرگ سے دریافت کروں کہ آپ اس قدر ضعیف کس وجہ سے ہو گئے ہیں چونکہ وہ روشن ضمیر تھے اس لئے انہوں نے میرے دریافت کرنے سے پہلے فرمایا کہ آجے درویش ایک دن دوستوں کے ساتھ گورستان میں سے گزر رہا تھا۔ میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا قصاراد ہاں کوئی مٹی کی بات ہوئی اس پر تہنہ کے ساتھ خندہ زنی اس قبر سے گواہ آئی کہ اے غافل جیسے یہ مقام (گور) درپیش ہو۔ ملک الموت جیسا حلیت ہو اور زینہاگ جس کے موٹس سائب بچھو ہوں او سکھنے سے کیا کام جب میں سٹیر سنا تو وہاں سے آہستگی کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے پیادے کے ہاتھ جو مکراد سے رخصت کیا اور اُس غار میں آکر مقیم ہو گیا اور آج تک اس بات کی ہیبت سے بچل رہا ہوں چالیس سال سے وہ شرمندگی آسمان کی طرف نہیں دیکھا

پھر ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ (جن کا نام عطا سلی تھا) نے چالیس سال تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ استغفر کیوں روتے ہیں کہنے لگے گو رکے ڈراور ہیبت قیامت کی وجہ سے پھر دریا کی طرح آسمان کی طرف کیوں نہیں دیکھتے کہنے لگے نرم گناہ کی وجہ سے میں نے زیادہ گناہ کئے ہیں اور مجلسوں میں قہقہے لگاتے ہیں اس وجہ سے آنکھیں اونچی نہیں کرتا اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتا۔

ترغیبِ گریم { خواجہ فتح موصلیؒ جو اہل طریقت میں سے تھے آٹھ سال تک روتے رہے یہاں تک کہ ان کے رخساروں کا گوشت پوست گر گیا تھا اذن کے وصال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا گیا پوچھا آپ کے ساتھ خدا نے کیا معاملہ کیا کہنے لگے مجھے زیر عرش جگہ دی گئی۔ میں نے لڑائی تڑائی سجدہ شکر ادا کیا خطاب ہوا کہ فتح اتنا کیوں روتے تھے کیا ہمیں غفار نہیں جانتے تھے میں نے سجدہ میں سر رکھ کر عرض کیا کہ خداوند اتنے غفار مانتا ہوں مگر ضبطِ قبر ہیبت قیامت اور درشتی ملک الموت کی وجہ سے روتا تھا بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ہم نے تیرے ڈرنے کی وجہ سے تجھے ایمن کیا اور بخش دیا۔

ترغیبِ اجتناب { فرمایا اے عزیز جنقدر خلق میں مشغول رہتے ہو اس قدر اپنے کام (یا خدا) از صحبتِ عوام { میں مصروف رہو تو کیا کہنا۔ کیونکہ جس قدر خلق سے مشغولی ہوتی ہے خدا سے باز رہتا ہے۔

ترغیبِ زادِ راہ { فرمایا ہم سب کو سفرِ آخرت درپیش ہے زادِ راہ کا انتظام کرنا چاہیے تاکہ ایمان سفرِ آخرت میں سلامت لجاویں۔

قبرستان میں کھانے پینے { فرمایا کہ قبرستان میں برائے ہوائے نفس کھانا پینا بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ وہ سے باز رہنے کی ترغیب { جگہ عبرت کی ہے نہ کہ ہوائے نفسانی کی اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ امام بیہمیؒ ابوالخیر زندوسی کے زمانہ میں میں نے سرورِ عالم کا یہ ارشاد لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جو شخص قبرستان میں طعام و شراب کھاتا پیتا ہے وہ ملعون و منافق ہے بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک دن خواجہ حسن بھریؒ کا قبرستان سے گذر ہوا۔ آپ نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو دہانے کھانے اور شراب نوشی میں مصروف دیکھا خواجہ موصوفؒ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم منافق

ہو یا مسلمان۔ یہ بات ان کو شافی گزری اور آپ کو ایذا پہنچانا جاہلی آپ نے ان سے فرمایا میں نے اس وجہ سے کہا کہ سرورِ عالم کا ارشاد ہے ”جو شخص قبرستان میں کباب و شراب کھانا پیتا ہے وہ منافق ہے کیونکہ یہ مقام ہیبت و عبرت کا ہے تم دیکھنے ہو کہ تم سے بہتر لوگ اس خاک کے نیچے سو رہے ہیں اور موروں کے زنداں میں محبوس ہیں ان کا گوشت پوست گل کران کا جمال خاک میں مل گیا ہے تمہیں بھی ادنیٰ کی طرح تمہارے عزیز سپرد خاک کر دینگے تمہارا کیسا دل ہے کہ تم اس جگہ کھانا پینا کرتے ہو اور لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہو غریب لوازم سے یہ سنکر نوجوانوں نے توبہ کی کہ پھر ایسا نہ کریں گے۔

لہو و لعب سے یا نہ { غریب نواز فرماتے ہیں کہ میں نے ریاچین نہیں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ سرورِ عالم رکھنے کی ترغیب { کا گزرا یہ لوگوں پر ہوا جو قہقہے اور لہو و لعب میں مصروف تھے۔ سرورِ عالم کھڑے ہو گئے اور سلام کیا اور فرمایا کہ اے عزیز و کرام تم مرنے سے امین ہو گئے ہو سب نے کہا یا رسول اللہ نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے اعمال سے خلاصی پائی کہا نہیں کیا تم پل صراط سے گزر چکے انہوں نے کہا نہیں ارشاد فرمایا پھر کیوں غافلوں کی طرح لہو و لعب میں مصروف ہو۔ سرورِ عالم کی نصیحت سنے ان پر اثر کیا اس کے بعد ان لوگوں کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا۔

مسلمانوں کو نہ ستانے { اہل سلوک کے نزدیک اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں کہ بلا وجہ کسی مسلمان کو آزار پہنچانے کی ترغیب { کیونکہ اسلامی برادر کو رنجیدہ کرنا گناہ کبیرہ ہے اور سرورِ عالم اور اللہ تعالیٰ کی رنجش کا باعث ہے اس موقع پر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک زمانہ میں ایک بادشاہ نے ظلم پر کمر باندھی اور ہندوکان خدا کو ہلاک کرنا اور ستانا شروع کیا۔ ایک مدت کے بعد لوگوں نے اس کو بغداد کی مسجد کنکری میں کھڑا دیکھا۔ اس کے سر اور ربیش کے بال پر گندہ خاک آلود تھے تمام ساعدہ قریب ختم ہو گیا تھا جسم پر خاک تھی ایک شخص نے اسے پہچان کر مدیافت کیا کہ تو وہی بادشاہ ہے جو کہ میں لوگوں پر ظلم کیا کرتا تھا۔ وہ شرمندہ ہوا اور کہنے لگا تو مجھ کو کہاں سے پہچانتا ہے اور میرے متعلق کیا جانتا ہے۔ اس نے کہا میں نے تجھے نعمت اور دولت کی حالت میں دیکھا کہ خدا کے بندوں کو تو معاف نہیں کرتا تھا اور ظلم تعدی کا ہاتھ تو نے دماڑ کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں ان ایام میں

میں بے وجہ لوگوں کو رنج پہنچاتا تھا لوگوں پر جو ستم کئے تھے ان کی یہ سزا دیجی۔

لوگوں کو بُرائی سے { فرمایا ایک وقت میں نے دریا کے کنارہ ایک صومعہ دیکھا جس میں ایک بزرگ رہا کرتے
رہنے کی ترغیب } تھے میں نے اس صومعہ میں داخل ہو کر سلام کیا۔ اُن بزرگ نے اشارہ سے سلام کا

جواب دیا اور بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ پھر میری طرف منہ کر کے کہنے لگے اے درویش پچاس برس ہوئے مخلوق سے

گنوارہ کر کے اس جگہ عزت گزریں ہو اہوں جس طرح تم مسافرت میں ہو اسی طرح میں بھی سیاحت کرتا ایک شہر میں

پہنچا یہاں سینے دیکھا کہ ایک دنیا دار لوگوں کو بہت ستارہا تھا میں نے اس سے کچھ نہ کہا اور اس کو اس

فصل سے باز نہ رکھا بلکہ چشم پوشی کی غیب سے آواز آئی اے درویش اگر تو خدا کے لئے اس دنیا دار سے

یہ کم دنیا کہ ظلم زیادتی سے باز آؤ تو میرا کیا بگڑ جاتا۔ لیکن تو اس بات سے ڈرا کہ دنیا دار تیرے ساتھ مسلوک ہونا بند

کر دے گا جب سے یہ ظہبی آواز سنتی ہے غایت و شرمندگی سے اس صومعہ میں مقفلت ہوں اور یہاں سے

پاؤں باہر نہیں نکالا۔ اور اس اندیشہ میں مبتلا ہوں کہ کل قیامت کے دن اگر اس معاملہ کی پریش کی گئی تو

کیا جواب دوں گا۔ میں اے درویش اس دن سے میں نے تم کھائی ہے کہ کہیں نہ جاؤں گا تاکہ نہ کچھ دیکھوں

اور نہ اس کے متعلق قیامت میں گواہ بننا پڑے اس کے بعد مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ اور ایک کاسے

اشام و دو جڑی روٹیاں اور ایک کوزہ پانی کا ہوا سے پیدا ہوا اور اُن بزرگ اور دعا گو نے ایک جگہ افطار کیا

جب چلنے لگا تو انہوں نے دو سبب مصلے کے نیچے سے نکال کر عنایت کئے۔

رفیق القلبی کی ترغیب { زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اگر خدا نخواستہ خدائے تعالیٰ کا ذکر مستحکم یا کلام

مجید پڑھ کر دل نرم نہ ہو اور اعتقاد ایمان زیادہ نہ ہو اس کے بلکہ وہ ہو و لعبہ میں مشغول رہے۔ تو اہل سک

کے یہاں یہ بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔ جو اس کے مطابق ہیں وہ مومن ہیں اور جو اس سے ہٹے

ہوئے ہیں منافق ہیں اس موقع پر یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک دن سرور عالم کا گزر ایک قوم پر ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ وہ لوگ خدا کا ذکر کر رہے ہیں مگر

ہو و لعبہ میں مبتلا ہیں اور ذکر خدا سے ان کا دل نرم نہیں ہوتا پس سرور عالم وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا

یہ منافقوں کا طائفہ سویم ہے۔ کہ کلام ربانی سن کر ان کا دل نرم نہیں ہوتا۔

فیضانِ عشق فرمایا کہ ابراہیم خاتم کا گذر ایک جماعت پر ہوا۔ وہ لوگ ذکرِ خدا میں مشغول تھے جب حضرت ابراہیم نے خدا سے عز و جل کا نام سنا ان کی حالت اسقدر ذوق و شوق کی ہو گئی کہ بے ہوش و مستغرق ہو کر رقص کرنے لگے۔ اور انہیں اپنی مطلق خبر نہ رہی۔ ہر باوجود ہوش میں آتے خدا کا نام لیتے پھر عالمِ بہوشی میں مستغرق ہو جاتے۔ سات شبانہ روز اسی حال میں رہے پھر جب ہوش آیا تجلید و ضو کے دو گناہ ادا کیا اور سجدہ میں سر رکھ کر یا اللہ کیا پھر ہوش آٹھایا اور دامنِ حق ہوئے غریب نواز کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور یہ نقطہ فرمایا۔

”عاشق ہوئے دوست بہوش ہوئے دریا و محب خویش مدہوش ہوئے
فسر داکہ محشم خلق حیران باشند نام تو درون سینہ و گوشت و پوست ہوئے“

بعد ازاں حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ خواجہ یوسف ہشتی کی خانقاہ میں چند درویش حاضر تھے اور دعا گو بھی موجود تھا تو ان مذکورہ بالا بیت پڑھ رہے تھے۔ دعا گو اور ان درویشوں پر ایسا کیف طاری تھا کہ سات شب و روز بحالت مدہوشی برابر رقص کرتے رہے ہر مرتبہ جب تو ال چاہتے تھے کہ دوسرا بیت شروع کریں ہم دہی بیت پڑھواتے تھے ان درویشوں میں دو درویش اسقدر سہلے خبر ہوئے کہ وہ زمین پر گھڑے ہوئے اور غائب ہو گئے۔ مگر ان کا خرقہ برقرار رہا۔

والدین اور اولاد کے ساتھ خوش برسرِ مجلس ہو چرک کی شیخ مبال و حضرت محمد و حدیثی وغیرہ ارشادِ اسلوبی سے پیش آئیں کی ترغیب فرمایا کہ پانچ چیزوں کا دیکھنا اہل سلوک کے نزدیک عبادتِ حق ہے اولاً صبح کے وقت اپنے ماں باپ کی زیارت کرنا اور ان کو ادب کے ساتھ سلام کرنا دوسرا اپنی اولاد کو محبت و برکت کی نظر سے دیکھنا بہتر عبادت ہے۔ سرورِ عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو اولاد اپنے ماں باپ کی زیارت خدا کی خوشنودی و قرب کیلئے کرتی ہے اس کو ایک حج کا ثواب ملتا ہے اور جو اولاد اپنے والدین کے پاؤں چومے حق تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور جسے نکمکش دیتا ہے۔

اس موقع پر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے خواب میں ایک جوان کو جو

گنگا کر گیا تھا درمیان حاجیوں کے بہشت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ یہ دیکھ کر متعجب ہوا اور پوچھا یہ مرتبہ تو نے کہاں سے پایا تو نے تو دنیا میں کوئی نیک کام نہیں کیا تھا۔ اس نے کہا یہ سچ ہے مگر میری ایک ضعیفہ ماں تھی جب میں مکان سے باہر جاتا تھا اپنا سر اس کے قدموں پر رکھ دیتا تھا اور بوسہ دیتا تھا۔ بعد ازاں باہر جاتا تھا۔ میری ماں مجھے یہ دعا دیا کرتی کہ خدائے تعالیٰ تجھ کو بخش دے اور حج کا ثواب عطا فرمائے حق تعالیٰ نے میری ماں کی دعا قبول فرمائی مجھ کو بخش دیا اور حاجیوں میں شامل فرما دیا۔

پھر ارشاد فرمایا کہ کسی نے حضرت خواجہ بایزیدؒ سے دریافت کیا کہ یہ دولت آپ کو کیسے ملی۔ فرمایا جب میں سات سال کا بچہ تھا مسجد میں استاد سے قرآن پڑھا کرتا تھا جب میں اس رتبہ پر پہنچا (دوبالہ الدین احسانا) تو اپنے استاد سے اس رتبہ شریف کے معنی دریافت کئے۔ استاد نے فرمایا کہ آئندہ میں شانہ کا حکم ہے کہ اولاد کو اپنے ہاں باپ کی خوب خدمت کرنا چاہیے جس طرح میں تمہارا پروردگار ہوں اسی طرح انہوں نے تجھ کو پالا ہے۔ جب استاد سے یہ سنا تو میں بیٹا بنانا کے پاس آیا اور اپنا سر اس کے قدموں پر رکھ دیا اور عرض کیا کہ اے ماں میں نے آج اپنے استاد سے ایک ایتہ شریف (جو حکم خدا ہے) کے معنی سمجھے تو فوراً حاضر ہوا اور سر نیا زآپ کے قدموں پر چھو کر فرمان خدا کی تعمیل کی اب حکم خدا میں آپ کا سچا غلام ہوں مجھے قبول فرمائے۔ یہ سن کر والدین پر وجد طاری ہو گیا اور ان دونوں نے دو گانہ نماز شکر ادا کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا لہذا یہ جو کچھ تم دیکھتے ہو میرے ماں باپ کی دعا کا صلہ ہے۔

دوسری بات یہ فرمائی کہ سر میں آدمی رات کے وقت میری ماں نے پانی مانگا۔ میں نے کوزہ میں پانی بھرا اور ہاتھ پر رکھ کر لے گیا مگر والدہ سو گئیں تھیں۔ جب آخر شب میں بیدار ہوئیں مجھے کوزہ لے کھڑا دیکھا انہوں نے ہاتھ بڑھا کر پانی کا پیالہ مجھ سے لینا چاہا مگر چونکہ سردی کا موسم تھا اور بوجہ زیادہ سردی کے کوزہ میرے ہاتھ سے چپک گیا تھا اس لئے جب انہوں نے پیالہ اٹھایا تو میرے ہاتھ کی کمان اگڑ گئی۔ والدہ نے مجھ کو بڑی بے چینی کے ساتھ اپنی بغل میں لے لیا میرا منہ چوما اور کہا اے جدم مادر تو نے بڑی تکلیف ڈالی پھر میرے واسطے یہ دعا کرنے لگیں کہ اے خدا تو اس کو بخش دے اور اس پر اپنا فضل فرما اور اپنی

قریب عطا کر۔ ان کی اس دعا کو جواہروں نے بڑی بے چینی کے عالم میں کی تھی اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور مجھ کو بیکلام نعمتیں عطا فرمائیں۔

ترغیب زیارت و تلاوت قرآن فرمایا کہ دویم کلام مجید کا دیکھنا عبادت ہے۔ کیونکہ شرح اولیا میں لکھا دیکھا ہے جو کوئی کلام مجید کو دیکھے یا پڑھے اس کو خدا کے تعالیٰ دو ثواب عطا فرماتا ہے ایک زیارت کلام کا دوسرا پڑھنے کا اور ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ اور دس برائیوں سے پاک کیا جاتا ہے۔

دعا گو (قطب صاحب) نے عرض کیا کہ سفر اور رٹائی میں کلام مجید پاس رکھنا چاہیے یا نہیں۔ فرمایا پہلے اسلام اس قدر ترقی پذیر نہیں تھا اس لئے سرور عالم نے قرآن مجید ساتھ رکھنے کی اجازت نہیں دی تھی کہ مسابدا کفار کے قبضہ میں پہنچ جائے اور وہ بے حرمتی کریں مگر اب یہ زمانہ اسلام کی قوت کا ہے اس لئے اب کوئی خطرہ نہیں ہے کلام اللہ شریف پاس رکھنا چاہیے۔

ترغیب ادب کلام مجید ارشاد فرمایا سلطان محمود غزنوی انار اللہ ربانہ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا گیا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا کہنے لگے ایک رات میں ایک دوست کے یہاں ہوا تھا۔ طاق میں کلام اللہ شریف رکھا تھا۔ دل میں خیال آیا کہ یہاں قرآن مجید رکھا ہے یہاں سونا بے ادبی ہے اس لئے یہ قصد کیا کہ قرآن مجید اس مکان سے باہر بھجروں مگر فوراً دل میں یہ خیال گذر کہ قرآن پاک کو اپنے کرام کے لئے علیحدہ کرنا بھی تو بے ادبی ہے پس میں نے اپنے ہونے کے واسطے دوسری جگہ تجویز کی یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند آئی اور قرآن مجید کا ادب کرنے کے باعث مجھے بخش دیا۔

فرمایا قرآن مجید کے دیکھنے سے آنکھوں میں روشنی زیادہ ہوتی ہے۔ ناظر کی آنکھوں میں کہیں درد نہ ہوگا بہر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ مصلے پر بیٹھے تھے اور قرآن شریف ان کے سامنے رکھا تھا۔ کہو کہ وہ وقت ان کے تلاوت کرنے کا تھا اور قرآن مجید سامنے رکھا تھا مگر تلاوت کے وقت مشغول تلاوت نہ تھے۔

یہ ایک ان کی بینائی جاتی رہی وہ میرے پاس آئے اور سر نیاز زمین پر رکھ دیا کہنے لگے میں نے بہت دعا کی مگر کسی طرح شفا نہ ہوئی۔ اب حاضر خدمت ہوا ہوں اور تمنا ہے کہ میری آنکھیں روشن ہو جائیں چونکہ اس موقع پر

میرا وقت تلاوت ہونے کی وجہ سے کلام مجید سامنے موجود تھا ان کو قبلہ رو کھڑا کیا اور سورہ فاتحہ پڑھی اور کلام مجید لپٹے ہاتھوں میں لے کر ان کی آنکھوں سے ملا اور فاتحہ شریف پڑھ کر ان کی دونوں آنکھوں پر دم کیا اور خدا سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اس وقت ان کو بینائی عطا فرمائی ان کی آنکھیں چراغ کی مانند روشن ہو گئیں۔

ارشاد فرمایا جامع الحکایت میں لکھا دیکھا ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک جوان فق و فاجر میں مبتلا تھا تمام مسلمان اس سے بیزار ہو گئے تھے۔ پھر چنچا اس کو سمجھایا جاتا تھا۔ مگر وہ کسی کی نصیحت نہیں مانتا تھا۔ البزمن جب وہ مر گیا تو ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ اس کے سر پر تاج ہے کمر میں زرنگار پٹی لگی ہے۔ اور لباس فاخر پہنے ہوئے ہے اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کو بہشت میں پہنچا دو۔ بزرگ نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے تو اپنی زندگی فق و فاجر میں گذاری تھی پھر تجھے یہ دولت کیسے نصیب ہوئی کہنے لگا مجھے دنیا میں صرف یہ ایک نیک کام ہوا ہے کہ جب میں قرآن مجید کو دیکھتا تھا کھڑا ہو جاتا تھا تعظیم کرتا تھا۔ اور اس کو عزت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ صرف کلام پاک کی عظمت کرنے کے باعث خدا نے تعالیٰ نے میرے سب گناہ بخش دئے اور یہ درجہ عطا فرمایا۔

ترغیب دوستی علماء د { پھر فرمایا تیسرے یہ کہ کوئی شخص عالم بزرگ کا چہرہ عزت کے ساتھ دیکھے۔ خدا نے تعالیٰ مشائخ کبار { ایسے وقت ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس کے لئے قیامت تک بخشش کی دعا مانگتا رہتا ہے۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جس کسی کے دل میں محبت اور دوستی علمائے کبار کی ہوتی ہے خدا نے تعالیٰ اس کو ہزار سالہ عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اگر اس درمیان میں اس کا انتقال ہو جائے تو حق تعالیٰ اس کو علما کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ اور تمام اس کا علین ہوتا ہے۔

فرمایا تو کوئے ظہیر میں سہ در عالم علیہ ارشاد لکھا دیکھا ہے کہ علمائے کرام اور اولیائے عظام کی زیارت کرنے کے لئے حتی المقدور بہت کوشش کرے اگر سات دن یہ عمل جاری رکھے تو حق تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور سات ہزار سال کی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج فرماتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ شرط ہے کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو یاد حق کے ساتھ شب بیداری کرے۔

پھر فرمایا پہلے زمانہ میں ایک شخص ایسا گذرا ہے کہ وہ جب علما یا مشائخ کو دیکھتا تھا منہ پھیر لیا کرتا تھا

اور آتشِ رشک و حسد سے جلنے لگتا تھا۔ الغرض اس کا انتقال ہو گیا۔ جب اس کو قبر میں اذنا راہر چند چاہا کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف کریں مگر کسی طرح اس کا منہ قبلہ کی جانب نہیں ہوتا تھا دوسری جانب پھر جاتا تھا۔ معلقین کو حیرت ہو گئی۔ غیب سے آواز آئی کہ تم لوگ اس شخص کے لئے کیوں رنج کرتے ہو یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں علماء و مشائخ کو دیکھتا تھا منہ پھیر لیتا تھا پس جس نے میرے دوستوں سے منہ پھیرا وہ میری رحمت سے محروم رہا۔ اور گمراہ اور قیامت کے دن ریچ کی صورت میں اڑھایا جاوے گا۔

زیارتِ کعبہ کی ترغیب بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ چوتھے خانہ کعبہ کے دروازہ کی زیارت ہے اور کعبہ کا دیکھنا ایک قسم کی عبادت ہے۔ سرورِ عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خانہ کعبہ دیکھنے کی نیت سے جانا ایک قسم کی عبادت ہے۔ کعبہ دیکھنے والے کو ہزار سالہ عبادت اور حج کا ثواب ملتا ہے اور اولیائے کرامت میں شمار کیا جاتا ہے۔ **ترغیبِ زیارت** پھر ارشاد فرمایا کہ پانچویں اپنے پیروں پر چل کر چہرہ کی طرف دیکھنا اور خدمت میں مصروف **خدمتِ مرشد** رہنا ایک قسم کی عبادت ہے۔ کیونکہ بحوالہ کتاب "معرفت المریدین" حضرت شیخ عثمان ہارونی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ایک دن بھی اپنے پیر کی ایسی خدمت کرے جیسا کہ حق ہے تو خدا کے تعالیٰ اس کو جنت میں ہزار محل موتی کے عطا فرمائے گا ہر محل میں اس کو جو عبادت کی خدمت کے واسطے ملیں گی اور قیامت کے دن جنت میں بے حساب جائیگا۔

کف چاہیے کہ جو کچھ پیروں پر چل کر زبان سے سننے اس پر جان و دل سے متوجہ ہو اور جو نماز و دعا و وظائف پیر فرمائے وہ ادا کرے۔ اور برابر پیر کی خدمت میں حاضر رہ کر خدمت کرے۔ اگر متواتر کا مقدور نہ ہو تو حتی المقدور بجالاتے۔

اس کے بعد اسی سلسلہ میں فرمایا کہ کسی زمانہ میں ایک بزرگ تھے جو سو سال سے خدا کے تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے۔ وہ دن میں روزہ رکھتے تھے رات قیام میں گزارتے تھے اور آنے جانے والوں سے کہتے تھے کہ کلام مجید میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْفَجْرَ وَلَا النَّسْ إِلَّا لَعِبِّدُونِ یعنی ایچھا کے بندوں خدا کے تمہیں عبادت کیلئے پیدا کیا ہے نہ کہ کھانے پینے اور عبادت سے غافل رہنے کیلئے پس اے مسلمانوں ہمارے لئے ضروری ہے کہ سوائے عبادت خدا کے اور کسی کام کی طرف متوجہ نہ ہوں۔

المختصر جب اون بزرگ کا وصال ہوا لوگوں نے اونہیں خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہنے لگے بخندیا۔ پھر پوچھا کس محل سے جواب میں کہا کہ میں رات و دن جو کچھ کرتا تھا یعنی اپنے آپ کو بیدار رکھتا تھا اور کسی وقت اپنے آپ کو آرام نہ دیتا تھا وہ سب اعمال پسندیدہ نہیں ہوئے۔ مگر میری بخشش کا سبب خدات پیر و مرشد کی بجا آوری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا جو نکر تو نے اپنے پیر کی خدمت میں کوتاہی نہیں کی اس لئے ہم نے تجھے بخندیا۔

اہل اللہ سے واسطہ { بعد ازاں غریب نواز آنکھوں میں آنسو بھلائے اور فرمانے لگے قیامت برحق اسدن رکھنے کی ترغیب } اذ لیا اللہ مشائخین و صدیقین اپنے کاندھوں پر کبل ڈالے ہوں گے اور کبل میں سو ہزار ڈورے ہونگے۔ ان کے مرید فرزند اور اہل سلسلہ کبل کے اون ڈوروں سے ٹک جائیں گے جب مخلوق حساب کتاب سے نایغ ہو جائیگی حق تعالیٰ اون مقدس حضرات کو اپنے اکرام بے پایاں اور فضل لامتناہی سے ایسی قوت عطا فرمائے گا کہ وہ بعلت پلصراط کے پاس پہنچ جائیں گے اور اپنے اپنے کبیل کو پہنچا کر درویش اور ادن کے مریدین پلصراط کے تیس ہزار سالہ راستہ کو آن دا حد میں طے کر لیں گے۔ اور سب اپنے آپ کو بہشت کے دروازہ پر کھڑا ہوا پائیں گے۔ اور انھیں دوزخ کی آگ کی گرمی تک بھی محسوس نہ ہوگی۔

ترغیب دین محمدی { شیخ برہان الدین چشتی - شیخ محمد اصفہانی اور چند درویش بغداد کی جامع مسجد میں جو تھے۔ آپ نے اس مجلس میں ارشاد فرمایا کہ خدائے عز و جل نے بہت سے چیزیں ایسی پیدا فرمائی ہیں کہ آدمی ان میں مبتلا ہو کر حیران ہو جائے بعد ازاں یہ واقع بیان فرمایا۔

سرور عالم نے چاہا کہ اصحاب کیف سے میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ ہم نے یہ مقرر کر دیا ہے کہ آپ دنیا میں اونہیں نہ دیکھیں البتہ قیامت میں نہ دران سے ملاقات ہوگی۔ اگر آپ چاہیں تو ان کو آپ کے زمین پر ادھکڑوں سرور عالم نے اس ارشاد سے مطلع ہو کر ایک کلی زمین پر بچھا دی اور چند صحابیوں کو اس پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ وہ کلی (ادراکر) انہیں اصحاب کیف کے غار تک لے گئی۔ ان حضرات (جن میں حضرت علی اکرمؑ) درج بھی شامل تھے) نے اصحاب کیف کو دیکھا اور سلام کیا۔ حق تعالیٰ نے ان حضرات سے ملاقات کرنے کیلئے

ان کو نیند سے بیدار کر دیا تھا پس انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر صحابہ کرام نے ان پر اظہارِ دین محمدی کیا۔ صحابہ کرام نے اس دین پاک کو قبول کیا۔

ترغیب اطاعت { ارشاد فرمایا کہ رحمت حق سے کوئی چیز بیزید نہیں۔ مگر انسان کو لازم ہے کہ اطاعت حق حق تعالیٰ سے حاصل کرے۔ اور اس کو کسی حال میں نہ بھولے۔ اس سے قرب حاصل کرے۔

ازال بعد انسان جو چاہے گا وہ ہو جائیگا۔ پھر آپ نے چشم پر آب ہو کر یہ حکایت بیان فرمائی

ایک دن میں اپنے مولا حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور بہت سے دیگر علماء و شیش بھی موجود تھے۔ حضور خواجہ اعظم بزرگان دین کے مجاہدات کا تذکرہ فرمانا چاہتے تھے کہ ناگاہ ایک بہت نحیف و ضعیف شخص زمین پر بٹھا ٹپکتے ہوئے آئے اور سلام عرض کیا سلام کا جواب دیا اور حضور خواجہ اعظم نے کھڑے ہو کر بہت محبت کے ساتھ انہیں اپنے سینہ سے لگایا پھر اپنے پہلو میں جگہ دی۔ ان بزرگ نے اپنا یہ قصہ بیان کیا۔

آج پورے تیس برس گزر گئے کہ میرا لڑکا مجھ سے جدا ہو گیا۔ اس کی محبت میں میرا حال بہت خراب ہے اور یہ درد حضرت کی خدمت میں لے کر آیا ہوں۔ اس کے مرنے جیسے کی مجھے کوئی خبر نہیں ہے۔ جاہتا ہوں کہ

اس باب میں حضور تسکین بخشیں اور عاجزانہ التجا ہے کہ حضرت کوئی بہتری کی صورت نکالیں۔ خواہش یہ ہے کہ لڑکا میرے پاس واپس آجائے۔ یہ سن کر مرشد محترم نے سر جھکا کر مراقبہ کیا۔ بہت دیر میں سر اٹھایا اور حاضرین

مجلس سے فرمایا کہ ان کے لڑکے کے واپس آنے کے لئے سب صاحبان دعا کریں۔ درویشوں نے دعا کی حضور خواجہ اعظم نے فرمایا کہ لے بزرگ اٹھو اور اپنے لڑکے کو ہمارے پاس لاؤ۔ مرد بزرگ یہ ارشاد سن کر زمین بوس ہوئے اور واپس گئے۔ ابھی وہ آدھا راستہ بھی طے نہ کر چکے تھے کہ ایک شخص نے ان کا ہاتھ پکڑا اور خوش خبری

دی کہ تمہارا لڑکا آگیا۔ وہ بزرگ بہت خوش ہوئے۔ جب اپنے بیٹے کو دیکھا دل ٹھنڈا ہو گیا اور آنکھوں میں روشنی آگئی۔ فوراً وہ اپنے لڑکے کو حضرت اقدس کی خدمت میں لے آئے اور قدم بوسی کرائی حضرت نے اس کو اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا کہ تو کہاں تھا عرض کیا کہ میں حبس میں قید کر دیا گیا تھا۔ آج میں

اوسے مقام پر بیٹھا تھا کہ ایک بزرگ آئے جن کی صورت حضور سے بالکل مشابہ تھی میں زخمیوں میں جکڑا ہوا تھا ان بزرگ نے میری گردن میں ہاتھ ڈالا اور قوت کے ساتھ مجھے اپنی طرف کھینچا اور قید سے

سے نجات دلا کر اپنے برابر کھڑا کر لیا۔ پھر فرمایا اپنا پاؤں میرے پاؤں پر رکھ۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ فرمایا آنکھیں بند کر میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحہ کے بعد جو میں نے آنکھیں کھولیں تو مجھے اپنا گھر نظر آیا۔ اتنا کہنے کے بعد وہ لڑکا کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ شیخ الاسلام حضور خواجہ اعظم نے ادھنگلی کے اشارہ سے منع فرمایا کہ چپ ہو جاؤ۔ جب اُس بزرگ نے اپنے لڑکے کی زبانی یہ حال سنا تو قدیموں پر سر رکھ دیا اور کہا یہ ہیں خدا کے خاص بندے اور اس طرح پوشیدہ رہتے ہیں۔

فیض انکشاف راز { ارشاد فرمایا کعب الاخبار میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ عجیب سمیت **وسیر روحانی** کا پیدا فرمایا ہے۔ جس کا حال خدا ہی جانتا ہے۔ اُس فرشتہ کا نام ہابیل ہے اس کے ہاتھ میں ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اس کی تسبیح ذکر کا **إِلٰہِا اَللّٰہُ مُحَمَّدٌ لِّکَ سَیِّدُ الْاَلَمِیْنِ** ہے ایک ہاتھ میں اوس کے روشنی ہے دوسرے میں تاریکی (یعنی روز و شب) جب وہ اپنا وہ ہاتھ کھولتا ہے جیسے روشنی سے تو دن ہو جاتا ہے اور جب دوسرا ہاتھ کھولتا ہے تو رات ہو جاتی ہے زمین و آسمان سب تاریک ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ دُوری ہاتھ دکھولے تو کبھی دن نہیں ہو سکتا اور اگر ظلماتی ہاتھ نہ کھولے تو کبھی رات نہیں ہو سکتی اس کے سامنے ایک لوح رکھی ہے اوس کے مطابق وہ رات و دن میں مکمل پیشی کرتا رہتا ہے جو حکم لوح میں لکھا ہے وہ بجالاتا ہے۔ اگر رات میں کسی کرنا لکھا ہے تو راتیں کی کرتا ہے اگر وہ نہیں کی کرنا لکھا ہے تو وہ نہیں کی کرتا ہے۔ غرض جو جب ارشاد باری تعالیٰ وہ اس سختی کے احکام جاری کرنے میں حق تعالیٰ نے اسے قدرت عطا فرمائی ہے یہاں تک بیان فرما کر غریب نوازؒ بہت اشکبار ہوئے اور آپ پر عالم سکر طاری ہو گیا۔

پھر فرمایا مردان خدا کی اس مقام تک رسائی ہے اور ساکنان طریق اس راز سے واقف ہیں جو معاملہ اس عالم میں گزرتا ہے اس کو دیکھ لیتے ہیں اور گاہ گاہ بوقت ضرورت اس کا اطمینان بھی کر لیتے ہیں۔
پھر اسی سلسلہ میں غریب نوازؒ نے ایک اور راز کا انکشاف فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ پیدا کیا ہے۔ اس کی ہیبت و بزرگی خدا ہی جانتا ہے ایک ہاتھ اس کا آسمان تک ہے

۱۵ اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ غریب نوازؒ کو یہ مرتبہ حاصل تھا۔

اور اس میں ہوا کا انتظام ہے اور دوسرا ہاتھ اس کا زمین تک ہے اور اس میں پانی کا انتظام ہے اگر عذاب کی صورت میں وہ اپنا پانی والا ہاتھ کھول دے تو تمام عالم غرق ہو جائے اور اسی طرح اگر وہ اپنا ہوا والا ہاتھ کھول دے تو تمام عالم ہوا سے تباہ ہو جائے۔

اس سلسلہ گفتگو میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک جہان کو قاف پیدا فرمایا ہے اس دنیا کو وہ گمیرے ہوئے ہے۔ اور دنیا کی ہر چیز اس میں موجود ہے جیسا کہ کلام اللہ شریف میں وارد ہوا ہے ﴿وَالْقُرْآنُ الْحَكِيمُ﴾ سرور عالم نے اس آیت شریفہ کی اس طرح تفسیر فرمائی ہے۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو اس (کوہ قاف یعنی قہار کی چوٹی پر بیٹھا ہے) کی تسبیح ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ اور نام قرآن ہے۔ اس کوہ کا وہ حاکم ہے، کہیں ہاتھ کھولتا ہے کبھی بند کرتا ہے تمام زمین پر اس کو قابو عطا فرمایا گیا ہے۔ خدا جب چاہتا ہے اس کو حکم دیتا ہے وہ فوراً تعمیل کرتا ہے جب وہ زمین کے طنابے کھینچ لیتا ہے تو زمین سمٹ جاتی ہے۔ جب وہ ایسا کرتا ہے زمین خشک ہو جاتی ہے اور کوئی شے اس حصہ زمین پر نہیں اگتی جب حکم باری تعالیٰ ہوتا ہے وہ فرشتہ زمین کو کشادہ کر دیتا ہے اور سرسبز و شادابی ہو جاتی ہے نیز خدائے تعالیٰ کی شان رحمت قبولی۔ اور قادی ظاہر ہوتی ہے۔ ہر چیز کا زمین سے پیدا ہونا بندوں کے لئے انعام و رحمت خداوندی ہے۔ اور یہ سب سرور عالم کا مدد ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کو عذاب بھیجنا مقصود ہوتا ہے تو اس فرشتہ کو حکم ہوتا ہے اور وہ زمین کے طنابے شدت کے ساتھ کھینچتا ہے تو زلزلہ آجاتا ہے۔ خدا کی پناہ وہ ریم ہے وہ کہیم ہے۔

اسی سلسلہ گفتگو میں غریب نوازؒ نے فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے سنا ہے اور شیخ باخرزیؒ کی کتاب اسرار العارفین میں بھی لکھا دیکھا ہے کہ اس جہاں سے پہاڑ (کوہ قاف) چالیس گنا زیادہ وسیع بنایا گیا ہے اس دنیا کے حصص سے اس کے ہر حصہ کی چار سو حصہ زیادہ وسعت ہے اور اس کے ایک حصہ میں چالیس جہاں آباد ہیں اور اس کے پیچھے ایک پہاڑ کہ وہاں ظلمت نہیں ہے

۱۱۴ کوہ ق سے مراد وہ پہاڑ نہیں ہیں جو جارجیا زمین میں کوہ قاف کے نام سے مشہور ہیں۔

وہاں رات نہیں ہوتی۔ نور کا عالم رہتا ہے۔ اور زمین اسکی سونے کی ہے۔ وہاں کے پہنے والے فرشتے ہیں اور ان چالیس جہانوں میں نہ آدم ہے نہ ابلیس نہ بہشت ہے نہ دوزخ۔ جب سے خدا نے وہ جہان پیدا کیا ہے وہاں فرشتے مقیم ہیں اور ان کی تسبیح لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اور اس جہان کے پیچھے چالیس جہاں ت ہیں اور ان کے پیچھے اک پردہ راز اور ہے جسے سوائے حق تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

پھر فرمایا ایک پہاڑ گائے کے سر پر رکھا ہے اور وہ گائے اتنی بڑی ہے کہ تیس ہزار سال کی راہ ختم ہو تو اسکی امتداد سے انتہا تک پہنچے۔ وہ گائے کھڑی ہے اور خدا کے تعالیٰ کی حمد ثنا میں مصروف ہے سراسر اس کا مشرق میں ہے اور دم مغرب میں۔

اسی سلسلہ گفتگو میں غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ عثمان ہارونی نے یہ روایت بقسم بیان فرمائی تھی اور حضرت نے اسکو شیخ مودود حنفی سے سنا تھا۔

اس گفتگو کے دوران میں آپ (غریب نواز) کے پاس دو درویش بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اپنے مراقبہ میں ان تمام شکلوں کو جو غریب نواز بیان فرما رہے تھے۔ دیکھ رہے تھے جب وہ سیر تمام سے فارغ ہوئے تو قسم کھا کر کہنے لگے کہ شیخ مودود حنفی بھی وہاں موجود تھے۔ چالیس جہان کے جو حالات غریب نواز نے بیان فرمائے وہ ہم نے بہت غور و غمت کے ساتھ دیکھے۔ ذرہ برابر اس میں کمی نہیں پائی۔ اس مکاشفہ پر حضرت تلب صاحب کو شک گذرا کہ یہ کیسا مکاشفہ ہے کہ ادھر بیان ہو رہا ہے اور مردہ سیر کر رہے ہیں۔ اسی وقت حضور غریب نواز نے فرمایا کہ درویش کی قوت باطن ایسی ہی ہونا چاہیے جو لوگ اولیاء اللہ کی حکایت میں کوئی نقص پیدا کرتے ہیں ان اگر وہ جہاں تو اپنی کرامت سے مشاہدہ کر سکتے ہیں ایسا خطرہ دل میں لانا گویا ملزم ہو جانا ہے۔

بعد غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جس روز دوزخ پیدا فرمائی اک سانپ بھی پیدا کیا۔ سانپ سے ارشاد باوہی تعالیٰ ہوا کہ اسے سانپ یہ امانت ہے جو تجھ کو دہی جاتی ہے ہو شیاری سے اسکی حفاظت کرنا۔ سانپ نے عزم کیا فرمان بردار ہوں۔ ندا آئی منہ کھول سانپ نے منہ کھول دیا حق سبحانہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ دوزخ کو چلو کہ اس سانپ کے منہ میں ڈال دو فرشتوں نے تعمیل حکم کی۔ پھر سانپ کو حکم ہوا کہ اپنا منہ بند کر دے کہ وہ دوزخ اس سانپ کے منہ میں بند ہے۔ وہ سانپ زمین کے ساتویں پردہ میں رہتا ہے۔ اگر وہ

دوزخ سانپ کے منہ میں نہ ہوتی تو تمام عالم جل کر فنا ہو گیا ہوتا۔ جب قیامت کا دن آئیگا فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اوس دوزخ کو سانپ کے منہ سے باہر نکالو۔

تشریح اس دوزخ کی یہ ہے کہ اس میں ہزار زنجیریں ہوں گی اور ہر زنجیر میں ہزار فرشتے لٹکے ہوئے ہونگے ان میں سے ہر فرشتہ کو اتنی قوت اور بزرگی حاصل ہے کہ اگر حکم باری تعالیٰ ہو کہ تمام بندوں کو جو ہم نے پیدا کئے ہیں کہا جاوے تو ایک فرشتہ اس حکم کی پوری تعمیل کر سکتا ہے۔

الغرض پھر حکم ہوگا کہ دوزخ کی آگ تیز کر دو جب آگ تیز ہوگی تو اس کا دھواں تمام میدانِ حشر میں پھیل جائیگا پھر فرمایا اگر کوئی پاس ہے کہ اس آگ سے محفوظ رہے اس کو چاہیے کہ خدا کی بندگی کا حق ادا کرے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک عبادت سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔ حضرت قطب صاحبؒ نے عرض کیا کہ وہ کونسی عبادت ہے۔ فرمایا بیعت زوہ لوگوں کی فریاد سننا اور ان کا ساتھ دینا۔ حاجت مندوں کی حاجت براری کرنا بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ اسیروں کو قید سے چھڑانا یہ باتیں خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتی ہیں۔

فصلِ سرورِ عالم د { فرمایا کہ دربار رسالت میں جبریل نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو سورہ فاتحہ کا اظہار { اپنی خلقت کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ اور اس شان و عظمت و برکت کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر تمام زمین کے درختوں کی قلبیں بنائی جائیں اور تمام دریا و نہاں بنائے جائیں اور ہفت زمین ہفت آسمان کا غلہ ہو جائیں اور ابتداء سے لے کر انتہا تک جس قدر انسان جنات و ملائک ہیں وہ سب آپ کی تعریف کریں تب بھی کما حقہ آپ کی تعریف ہونا ناممکن ہے۔ بلکہ اگر اس سے بھی زیادہ ہوں تب بھی آپ کی تعریف و توصیف عدمِ امکان سے باہر ہے اسی طرح سورہ فاتحہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بزرگی عطا فرمائی ہے۔ اور اس برکت کی سورہ کو صرف آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ کی امت اس کی برکتوں سے خاطر خواہ فیضیاب ہوتی رہے۔

بعد غریب نواز نے فرمایا کہ سرورِ کونین کی حدیث مبارکہ ہے الفاتحۃ شفاء من کل داء (یعنی سورہ فاتحہ تمام دردوں (امراض و تکالیف) کے لئے شفاء ہے اس موقع پر آپ نے یہ حکایت بھی بیان فرمائی۔

ایک مرتبہ ہارون رشید کو بہت زیادہ تکلیف میں دو برس گزر گئے۔ علاج کرنے سے عاجز ہو گیا اس نے اپنے وزیر کو خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا اور عرض کرایا کہ مرض کی تکلیف سے میری جان پر بن گئی ہے۔ کسی علاج دوا سے صحت نہیں ہوتی۔ چونکہ شفا کا وقت آگیا تھا آپ یہ شکر ادا ٹھہرے ہوئے اور ہارون رشید کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا دست مبارک اس کے جسم پر رکھا اور ۴۱ بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس کے چہرہ پر دم کی۔ ابھی آپ پورا عمل کرنے بھی نہ پائے تھے کہ مرض کی سختی دور ہو گئی۔ الغرض شفا پائی۔

فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک بیمار پر یہی سورۃ مبارکہ پڑھ کر دم کی اسی وقت صحت ہو گئی۔ پھر ایک شخص اس کی حیادت کے لئے آیا پوچھا کس طرح صحت ہوئی۔ جواب دیا مولائے کائنات نے سورۃ فاتحہ دم کی تھی کہنے لگا ہاں مجھے بھی ایک مرتبہ اسی سے صحت ہوئی تھی مگر چونکہ اس کا اعتقاد راسخ نہ تھا پھر وہی مرض عود کر آیا اور اس شخص کا انتقال ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے کلام مجید کے شروع پارہ میں فرمادیا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہدایت ہے کہ ہر انسان کو اپنے عقائد درست رکھنا چاہیں کامیابی اور راحت حاصل کرنے کی یہی صورت ہے۔

اس سورۃ کا مخصوص خاصہ بیماریوں اور دردوں کی شفا ہے ان موقع پر چاہیے کہ دم کرتے وقت جسم پر ہاتھ پھیرتا جائے اور ہاتھ کو نیچے اذیتا رہا ہو اچھے خدا چاہے جلد شفا ہوگی مگر غفیرت شرط ہے پھر غریب نواز نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے ہر سورۃ کا ایک نام رکھا ہے مگر اس سورۃ مبارکہ کے سات نام ہیں۔ پہلا نام فاتحہ الکتاب دوسرا نام مع المثنائی۔ تیسرا نام ام الکتاب چوتھا نام ام القرآن پانچواں نام سورۃ معصرت چھٹا نام سورۃ الرحمت ساتواں نام سورۃ الکائن ہے۔

اس سورۃ میں سات حرف نہیں آئے ہیں پہلا حرف (ث) اس میں نہیں ہے اور ث سے شور ہے یعنی اسکے پڑھنے والے کو ثور سے غرض نہیں۔

دویم اس میں حرف (ج) نہیں یعنی اس کے پڑھنے والے کو جہنم سے نجات ہے۔ سویم اس میں

(ز) نہیں ہے یعنی اسکا پڑھنے والا تہور کے درخت اور اُس کے پانی (جو دوزخ میں پلایا جائیگا) سے بتر ہے چہارم اس میں حرف (ش) نہیں ہے لہذا اس کا پڑھنے والا شقی نہیں ہوتا پنجم اس میں حرف (ظ) نہیں ہے اس لئے اس کے پڑھنے والے کو ظلم و ظلمت سے کچھ سروکار نہیں ششم اس میں حرف (ص) نہیں ہے یعنی اس کے پڑھنے والے کو فراق کی مصیبت سے نجات ہے ہفتم اس میں حرف (خ) نہیں ہے یعنی اس کے پڑھنے والے کو غوری نہ ہوگی مامون رہے گا۔

فرمایا کہ امام ناصر لکھتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ میں سات آیات ہیں اور انسان کے جسم میں بھی سات حصے ہیں اس کے پڑھنے والے کو حق تعالیٰ ساتوں دوزخ سے بچائے گا کوئی حصہ کسی دوزخ میں نہ جائیگا مشائخ طبقات اہل سلوک فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس سورۃ میں ایک سو چوبیس حرف رکھے ہیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہیں ہر حرف ایک ہزار پیغمبران کی بزرگی ثابت کرتا ہے اور ان کے صحیفہ کا ثواب اس کے پڑھنے والے کو ملتا ہے۔

الحمد میں پانچ حرف ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے تاکہ بندہ اس کو دن رات میں جو یہ پانچ حرف پڑھتا رہے تو جو پانچ وقت میں آئے والے نقصانات ہیں ان سے مامون رہے۔ اللہ میں تین حرف ہیں تین میں پانچ ملائے تو آٹھ ہوئے لہذا بہشت اور اس کے ساتوں دروازے اس کے پڑھنے والے کے لئے کشادہ ہوں گے۔ جس دروازہ سے چاہے گا داخل بہشت ہوگا۔

رب العالمین میں دس حرف ہیں دس میں مندرجہ بالا آٹھ ملنے سے اٹھارہ ہوتے ہیں حق تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے ہیں۔ اس کا پڑھنے والا اٹھارہ ہزار عالم کی عبادت کے برابر ثواب پاتا ہے۔ الرحمن میں چھ حرف ہیں مندرجہ بالا اٹھارہ میں چھ ملائے تو چوبیس ہوئے۔ خدا نے تعالیٰ نے رات دن کے چوبیس گھنٹہ بنائے ہیں اس کا پڑھنے والے کے چوبیسوں گھنٹہ پاکی میں ایسے گزرتے ہیں جیسے اسی کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

الرحیم کے چھ حرف ہیں چوبیس میں چھ ملانے سے تیس ہو گئے۔ پندرہ سو تیس ہزار سال کی راہ ہے مگر اس کا پڑھنے والا پندرہ سو تیس ہزار سال کی راہ طے کر جائیگا۔

مالک یوم الدین میں بارہ حرف ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر سال کے بارہ مہینے بنائے ہیں پس اس کے پڑھنے والے کے بارہ ماہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بارہ اونٹیں بیالیں ہوتے ہیں۔

ایا لکھ نعبہ اس میں آٹھ حرف ہیں بیالیں اور آٹھ پچاس ہوئے۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا پس جو شخص ان پچاس حرفوں کو پڑھے گا اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بروز قیامت صد یقول کا سا معاملہ کرے گا دایا لکھنستیں میں گیارہ حرف ہیں گیارہ اور پچاس اکٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا میں اکٹھے دیا پیدا فرمائے ہیں اس کے پڑھنے والے کو ان دریاؤں کے قطرات کے برابر ثواب ملے گا۔

اھد نا اصرط المستقیم اس میں انیس حرف ہیں اکٹھے اور انیس اسی ہوئے شراب پینے کی سزا اسی دے دی ہے۔ اس کا پڑھنے والا اس سے ماموں رہے گا۔

العممت علیہم غیر المخطوب علیہم ولا الضالین اس کے حرف چوالیس ہیں اس میں چوالیس ملائے تو ایک سو چوبیس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چوبیس ہزار پیغمبر اپنی مخلوق میں بھیجے ہیں اس سورۃ کے پڑھنے والے کو ان سب پیغمبروں کے برابر حق تعالیٰ ثواب عطا فرمائے گا اور بخش دے گا۔

بعد ازاں غریب نواز نے تذکرہ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے ساتھ سفر میں تھا کہ ہم دونوں دجلہ کے کنارہ پہنچے۔ اس جگہ کشتی نہ تھی۔ ہمیں عجلت تھی حضرت نے فرمایا آنکھیں بند کر۔ جب میں نے آنکھیں بند کر کے ذرا سی دیر میں کھولیں تو حضور خواجہ اعظم کو اور خود کو دریا کے پار پایا دعا گئے عرض کیا کہ ہم نے کس طرح دریا عبور کیا۔ ارشاد فرمایا پانچ بار الحمد للہ پڑھ کر پاؤں دریا میں رکھ دیا اور اس طرت آگئے۔ پس جو شخص اس سورۃ کا عامل ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے وہ تماشے دیکھے گا جن کا بیان کرنا محال ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر سورۃ فاتحہ کوئی صدق دل سے پڑھے اور اس کی ہم اور شکل مل نہ ہو تو وہ میرا دامن پکڑ لے۔

مدارج معرفت شیخ اھد الدین کرمانی شیخ داھد برہان غزنوی خواجہ سلیمان عبدالرحمن اور چند دیگر درویش ہاضمہ مجلس تھے غریب نواز نے ارشاد فرمایا بعض حضرات نے سلوک کے سو درجے بیان کئے ہیں اور اس میں سے سترہ درجہ کثیف و کرامات کے ہیں۔ پس جس نے اس مکان کے دس درجہ طے کر لئے وہ ایسا بلند ہو گیا

جیسے تہتر درجے حاصل کر لئے اس راہ کے چلتے والے کو چاہیے کہ جب تک سترہ درجے طے نہ کرے اس وقت تک کشف و کرامات کو ظاہر نہ ہونے دے بلکہ زیادہ اچھا یہ ہے کہ سو درجے طے کر جانے کے بعد ظاہر ہونے دے اگر اتنا نہ ہو تو کم از کم سترہ درجے طے کرنے کے بعد کہیں کہیں ضرورتاً مجبوراً ثبوت میں لائے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ خاندانِ خواجگانِ چشت کے بعض حضرات نے سلوک کے پندرہ درجے رکھے ہیں اور ان میں سے پانچ کشف و کرامت کے ہیں۔

ہمارے خواجگانِ چشت فرماتے ہیں کہ اس راہ کے چلتے والے کو چاہیے کہ ان پانچ درجوں میں بزرگ جائے بلکہ پندرہ درجہ مہراجی سے طے کر جائے اس کے بعد کشف و کرامت سے کام لے۔ تاکہ کاملوں میں سے ثابت ہو۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ { غریب نوازؒ نے فرمایا کہ اہل سلوک نے اس باب میں بیان فرمایا ہے کہ کاراز و نیاز ایک مرتبہ خواجہ جنید بغدادیؒ قدس سرہ سے دریافت کیا گیا تم دیدار

کیوں نہیں چاہتے اگر چاہو تو ضرور دیدار ہو جائے جواب دیا اس وجہ سے کہ موسیٰؑ نے جاباگر پھر بھی وہ دولت ان کو نصیب نہ ہوئی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بے مانگے پائی۔ پس جبکہ بندہ اپنے بھلے برے کو نہیں جانتا تو اس کو چاہیے کہ راضی و مضار ہے۔ اگر خدا کو وہ شے دینا ہے اور بندہ اس کے قابل ہے تو ضرور دیگا اور عجاibat خود بخود آٹھ جائیں گے اور دیدار میسر ہو جائے گا اور خدا اپنی پوشیدہ تجلیوں کو بندہ پر نازل فرمائے گا۔ اور اگر خدا کی مرضی ایسی نہیں ہے تو پھر اس کی کیا ضرورت ہے کہ میں چاہوں اور خدا نہ چاہے۔

حضرت بابزید بسطامیؒ { پھر فرمایا کہ ایک دن جب خواجہ بابزید بسطامیؒ حق تعالیٰ کے مقامِ قربیت میں پہنچے کاراز و نیاز { تو غیب سے آواز آئی کہ آج کا دن بہت سعید ہے اور یہ وقت مانگنے کا ہے

جو چاہو مانگو گئے گا۔

حضرت بابزیدؒ نے سجدہ میں سر رکھ دیا اور عرض کیا بندہ کو تیری مرضی کی کچھ خبر نہیں اس لئے مانگتا ہوں کہ تو مجھے عفو و بخشش کرنا بادشاہوں کی عادت ہے تو احکم الحاکمین ہے۔ اے میرے پروردگار

جو تیری عطا ہے وہی مجھے بخوشی منظور ہے۔ نذر آئی کہ بایزید ہم نے تجھے عقبی دی۔ عرض کیا کہ اے معطی یہ تو دوستوں کے لئے قید خانہ ہے۔ پھر آواز آئی کہ جنت و دوزخ۔ عرش و کرسی اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ ہم نے تجھ کو عطا کیا۔ عرض کیا اے مالک اچھا تیری مرضی پھر آواز آئی بتا تیرا کیا مقصد ہے۔ عرض کیا اے عالم الغیب تو خوب جانتا ہے کہ میرا مقصد کیا ہے۔ پہر ایک محبت بھری آواز پیدا ہوئی کہ اے بایزید تو صرف مجھ کو عزیز رکھتا ہے اور مجھ کو مانگتا ہے اور اگر اے بایزید میں تجھ کو طلب کروں تو کیا کرے گا۔ یہ سن کر خواجہ بایزید نے کہا کہ تیری بزرگی کی قسم اگر تو مجھ کو طلب فرمائے تو میں حشر کے میدان میں آتش دوزخ کے قریب جا کر ایک آہ سے اس آگ کو مثل راکھ کے ٹھنڈا کر دوں تا آنکہ وہ بیچ ہو جائے اور اس کا وجود سبک نہ رہے پھر غیب سے آواز آئی کہ اے بایزید جو تیری طلب تھی وہ تو نے پائی اور تیرا مطلب پورا ہوا۔

بی بی رابعہ بصری { بعد ازاں غریب نواز نے فرمایا کہ رابعہ بصری ایک شب راز و نیاز میں بہت بے چینی کی آتش محبت سے کہنے لگیں۔ میں جل گئی۔ میں جل گئی۔ اہل بصرہ یہ سن کر دوڑے آئے۔ اور آپ کے مکان پر پہنچ کر کہنے لگے کہ اس آگ کو کیونکر بجھائیں۔ اس گروہ میں ایک مرد خدا رسیدہ بھی تھے وہ کہنے لگے اے لوگو تم اس آگ سے واقف نہیں ہو جس کے بجوانے کے لئے تم آئے ہو۔ یہ تو رابعہ بصری کے دل میں محبت و دوست کی آگ بھڑک رہی ہے جس کی وجہ سے وہ کہہ رہی ہیں کہ میں جلی میں بھگی۔ اے لوگو اس آگ کو تم نہ بجھا سکو گے یہ آگ تو اس وقت بجھتی ہے جب عاشق معشوق سے مل جاتا ہے۔ چونکہ رابعہ کے دل میں اس کا دوست گہر بنا رہا ہے اور اب آیا چاہتا ہے یہ بیتابی فراق و دست کی ہے یا رابعہ اور یہ بے چینی دور ہوئی۔

عشق منصور علیہ الرحمۃ { اس کے بعد غریب نواز نے فرمایا کہ حضرت منصور ملاح رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ دوست کے عشق میں کمال کا درجہ کیا ہے فرمایا کہ تحت حکومت پر بیٹھ کر طبع کی جلوہ گریاں فرمائیے اور جو چاہے کرے۔ مگر عاشق کو سر نیاز مجھکانے کے سوا کچھ قدرت نہیں۔ اچھا بڑا سب یا ر کی طرف سے ہے۔ سب کچھ بخوشی منظور کرے اور نذرہ برابر بھی معشوق کی مرضی کے خلاف نہ کرے ہر وقت مکرہمت

باندھے رہے۔ ہر حکم کی تعمیل کرتا رہے۔ اور شاہدہ دوست میں ایسا غرق ہو جائے کہ دین و ایمان باقی نہ رہے کہ یہ مقام خاص ہے۔ اس وقت غریب نوازؒ آئے، میں آنسو بھر لائے اور یہ شعر پڑھا۔

خوب رویاں چو بندہ گیرند عاشقاں پیش شان جنیں میرند

شاہدہ دوست فرمایا ایک عاشق کو دیکھا جو بغداد کے ایک قید میں بیٹھا تھا۔ اس پر ہزار کوڑے مارے گئے میں استغراق گراں کو خبر تک نہ ہوئی۔ ایک مرد باخدا نے اس سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے

جواب دیا چونکہ میرا محبوب میرے سامنے تھا اس لئے مجھے کسی بات کی خبر نہیں میں شاہدہ دوست میں محو تھا فرمایا امام غزالیؒ سے روایت ہے کہ بغداد کے بازار میں ایک عیار کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے مگر وہ ہنستا رہا۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ ایسی مصیبت اور تکلیف میں ہنسنے کا کیا سبب ہے۔ جواب دیا کہ میرا دوست میری نظر کے سامنے موجود تھا اس کی دید کی محویت میں مجھے کچھ خبر نہ ہوئی نہ کوئی تکلیف ہوئی۔ میں نہیں جانتا یہ کیوں کر اور کہ ہوا۔ اس وقت غریب نوازؒ کا دل بھرا یا اور یہ شعر فرمایا۔

اور بر سر قتل و من در دجیرانم کان راندن تیغ چہ نکوئے احد

راز و نیاز عارفان بعد ازاں غریب نوازؒ نے عاشق کے حال کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ حکایت بیان و تعلیم معرفت فرمائی۔

ایک مرتبہ خواجہ بایزیدؒ بطنی مناجات میں تھے۔ جب یہ کلام زبان پر آیا کَیْفَ اسْتَلَوْنِہِ اِنِیْاْکَ تَوَاوَزَ اَیْ لَے بایزیدؒ مَلَنَ کَھْصَکَ تَلَا وَقَلَ هُوَ اللہُ ط یعنی پہلے اپنے نفس کو تین طلاقیں دے پھر ہم سے بات کر۔

پھر فرمایا ایک عارف ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ دنیا میں جو شے موجود ہے وہ سب ہم ہیں۔ ہم سے کوئی شے الگ نہیں ہے۔ پس بیکایک خود کو خود پرند اگرنا مقصود نہیں ہے ورنہ کل زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب درہم برہم ہو جائے۔

اس موقع پر غلیہ شوق میں فرمایا کہ وہ چاہتا ہے کہ اسے دیکھوں مگر میں نہیں چاہتا تھا کہ اسے دیکھوں اس لئے کہ بندہ کو چاہئے کہ اسطے۔ اس وقت ایک بزرگ بڑے میں نے بہت سہلی طریقہ اختیار کیا ہے کہ

سب کو چھوڑ دیا اور جب میں مقام قربت میں پہنچا تو وہ سب کچھ جو بیچ جان کر چھوڑا تھا عنایت الہی سے عطا ہوا پھر فرمایا ہم نے ایک بزرگ کو دکھا دہکتے تھے کہ میں نے اس طرح ترک کیا جس طرح سانپ اپنی کیپنچلی چھوڑتا ہے اور اُس وقت جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ عاشق و معشوق ایک ہی ہیں۔ یہ سب ایک ہی کی نیرنگیاں ہیں یعنی ایک ہی نے ایک کو دیکھا۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کا { غریب نواز نے فرمایا کہ بایزید بسطامیؒ فرمایا کرتے تھے کہ تیس سال ہوئے میں حق میں راز و نیاز و عرفان { نقاب اپنا آئینہ دیکھتا ہوں یعنی جو کچھ میں تھا نہ رہا اور شرک و دامن جب دو میان سے ہٹا گیا تو اب ایسا ہو گیا ہے کہ حق تعالیٰ اپنا آئینہ ہے یعنی حق میری زبان سے بولتا ہے اور میں نہیں ہوں۔

حضرت بایزیدؒ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مدتوں اُس بارگاہ میں رہا مگر سوائے حسرت کے اور کچھ نصیب نہیں جب اس مقام سے باہر آیا تو مجھے کچھ تکلیف نہیں ہوئی کیونکہ اہل دنیا تو دنیا میں مشغول ہیں اور طالبان آخرت کو آخرت درکار ہے، اور اس کے مدعی ہیں۔ اہل تقویٰ تقویٰ میں مصروف نہیں اور بہت سے لوگ شراب نوشی، کباب خوری اور رقص و سرود میں گزار رہے ہیں مگر ایک گروہ ایسا بھی ہے جو بادشاہ حقیقی کی حضور میں بجز و نیاز مستغرق ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کا بیان ہے کہ ایک شب مجھ کو طواف کعبہ کرتے ہوئے حضرت کی حضوری حاصل ہوئی بوقت رافد دنیا میں دل مانگا۔ صبح کے وقت آواز آئی کہ اے بایزید سوائے ہمارے غیر چیز مانگتا ہے تجھ کو دل سے کیا سر و کار۔

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو راہ طریقت میں کہاں تک علم ہے فرمایا اب تک اس مقام پر پہنچا ہوں کہ جب دو انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہوں تو تمام عالم اور جو کچھ اس میں ہے نظر آتا ہے۔

رابعہ بصریؒ کا { فرمایا ایک مرتبہ رابعہ بصریؒ غلبہ شوق میں کہنے لگیں کہ الہی اگر خلقت میرے دل کو آگ غلبہ شوق سے جلا دے اور میں اس پر صبر کر دوں تب بھی حق محبت ادا نہ ہو۔ اور اگر تو میرے اور

تمام مخلوق کے گناہ بخشت تو مجھے اس سے بھی سرور کار نہ ہو۔
 فَنَافِي الْبَقَا كَيْ تَشْرِحَ } فرمایا ایک بزرگ کہتے تھے کہ جب میں نے دنیا کو دشمن بنانا اور مخلوق سے تعلق ترک کر کے خالق کی طرف متوجہ ہوا۔ تو حق کی محبت اس قدر غالب ہوئی کہ میں اپنے آپ تک کو دشمن سمجھنے لگا۔ موت درمیان سے اٹھ گئی اور لطف بقا و انس حق جلوہ گر ہوا۔

مسدک عشاق کا اظہار } ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن گروہ عاشقان کو فرمان ربی ہو گا تم سب بہشت میں جاؤ۔ یہ کہیں گے ہم بہشت کا کیا کریں یہ تو انہیں عنایت ہو جنہوں نے بہشت کی خاطر تجھے خدا جانا ہے اور تیری عبادت کی ہے۔

پھر فرمایا کہ جو اپنی مرضی خدا کی پیروی کر چکے ہیں ان کو بہشت اور راحت بہشت سے کیا سرور کا دانتیں تو قدر دوست مطلوب ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ اگر ہو سکے تو اول راز بقا حاصل کر پھر یہ بات سمجھ میں آئے گی درجہ ذہد میں مصروف رہا یہی بہتر ہے۔ پھر غریب نواز پر گریہ طاری ہو گیا اور ارشاد ہوا کہ اس راہ میں بہت سے لوگ عاجز ہو گئے اور بہت سے عاجزوں کو مردان خدا نے یہ درجہ ملے کر لیا ہے۔

اسلامی ہمدردی } فرمایا کہ تمہارا کوئی گناہ اتنا نقصان رساں نہیں ہے جتنا اپنے بھائی مسلمان کی ذلت و خواری کرنے کا جرم ہے۔

بزرگوں کے عارفانہ } ارشاد ہوا کہ حضرت ذالنون مصریٰ فرمایا کرتے تھے کہ جو عارف مخلوق سے بھاگتا ہے اقوال کا تذکرہ } اور معرفت حق حاصل کر چکا ہے وہ خاموش ہو جاتا ہے۔ اور یہی عارفان کا ملکہ پہچان ہے۔

فرمایا ایک مرتبہ شاہ شجاع کرمانیؒ سے دریافت کیا گیا کہ کتنے سال سے آپ نے حق کو پہچانا فرمایا جب سے مخلوق سے نفرت ہوئی۔

ارشاد ہوا ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اہل دنیا راہ دنیا میں معذور ہیں۔ اہل آخرت مسرور ہیں۔ اور دنیا کی رونق کے سرور میں ہیں۔ اور اہل معرفت نور علی نور۔ یہ ایک بعید ہے جس کو اہل معرفت ہی جانتے ہیں۔ عبادت

اہل معرفت کی پاس انفاں ہے۔

فرمایا کہ محدثین جب بہشت میں جائیں گے تو ان کے پاس ان کا زہد و علم عمل کچھ نہ ہوگا مگر اہل اللہ کے پاس وہاں بھی ان کے درد و محبت کا نشان ہے گا۔

فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ عثمان اردوئی ندس سرہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اہل اللہ جب مولا کی دوستی میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو دنیا میں جو کچھ ہے وہ ان سے پوشیدہ نہیں رہتا۔

سرگ دنیا فرمایا ایک مرتبہ خواجہ عبداللہ سہوآ دنیا کے کاروبار میں مشغول ہو گئے پھر یاد آیا کہ یہ سب خلافت دوست ہے قسم کھائی کہ جب تک دنیا میں رہوں گا سرگز کوئی دنیاوی کام نہ کروں گا۔ آخر پچاس برس حیات رہے مگر اس درمیان میں کبھی کار دنیا میں مشغول نہ ہوئے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ نماز صبح سے فانی ہو کر ایک پاؤں سے کھڑے ہو جاتے تھے اور فریاد کیا کرتے تھے اے پروردگار آؤ آؤ آؤ یوم تبدیل الہ دین یعنی وہ دن بھی آئیگا جب یہ زمین تبدیل ہو جائے گی (لپیٹ دی جائیگی) اس دن فراق وصال ہو جائیگا۔

نیز ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامیؒ مجھ کو صحرائے سلطان میں چلے گئے دل میں عشق الہی نے جوش کیا ذوق و شوق میں فرمانے لگے کہ ہر شاخ و برگ۔ بار۔ ثمر۔ شجر و ہجر سے عشق برس رہا ہے۔ ہر چند جاہا کہ اس بلو شہت عشق سے باہر آؤں مگر ممکن نہ ہوا۔

خواجہ سمونؒ محب کا قول کہ ارشاد ہوا خواجہ سمونؒ محب فرمایا کرتے تھے کہ اولیاء اللہ کے دل میں محبت رہتی ہے اور دل ہی کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں کیونکہ ہر محبت کا اٹھانے والا سوائے ان کے اور کوئی نہیں ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کا کام ریاضت۔ مجاہدہ اور محنت شاقہ نہیں ہے بلکہ یہ اہل شغل و اہل فکر ہیں۔

تاثرات صحبت بہت سے دردیش حاضر مجلس تھے گفتگو صحبت نیک کے متعلق ہو رہی تھی غریب نوازؒ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ صحبت تاثر و لوکان ساعتہ ط صحبت کے اثرات مسلمہ ہیں اگر یہ بھی صحبت نیک میں بیٹھے تو نیک ہو جاتا ہے اور اگر نیک بد صحبت میں بیٹھے تو بد ہو جاتا ہے۔ پس جس نے پایا صحبت سے پایا۔ جو نصیحت ملی نیکوں سے ملی۔

پھر فرمایا کہ اہل سلوک نے کہا ہے کہ نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت برے کام کرنے سے بدتر ہے۔

صحبتِ نیک { اسی سلسلہ میں غریب نوازؒ نے پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عراق کا بادشاہ میدان جنگ سے گرفتار ہو کر آیا۔ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے بادشاہ سے فرمایا کہ تم مسلمان ہو جاؤ تو یہ حکومت پھر تمہیں دی جا سکتی ہے بادشاہ نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ بادشاہ بہت عقلمند اور نیک تھا۔ یہ دیکھ کر وہ حضرت عمرؓ سے کہنے لگا "میں پیاسا ہوں حکم دیجئے کہ پانی لایا جائے" حضرت عمرؓ نے پانی لانے کا حکم دیا۔ اول شیشہ کے پیالہ میں پانی لایا گیا پھر جامِ زریں مگر بادشاہ نے دونوں میں پانی پینے سے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگا کہ مٹی کے پیالہ میں پانی دیجئے۔ جب مٹی کے پیالہ میں پانی آیا تو بادشاہ حضرت عمرؓ سے کہنے لگا کہ مجھ سے عہد کیجئے کہ جب تک میں اس کوزہ کا پانی نہیں پیوں گا اس وقت تک مجھے قتل نہیں کیا جائے گا حضرت عمرؓ نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا اس عہد کے بعد بادشاہ نے مٹی کا کوزہ زمین پر مارا اور وہ پاشن پاش ہو گیا۔ پانی زمین پر پھیل گیا۔ پھر وہ حضرت عمرؓ سے کہنے لگا کہ اب پیالہ کا پانی موجود نہیں ہے اس لئے مجھ سے عہد آپ کو مجھے قتل نہ کرنا چاہئے۔ حضرت عمرؓ اس کی عقلندی سے حیران ہو گئے۔ فرمایا تجھے امان دیجاتی ہے۔ پھر اس کو اپنی حفاظت میں رکھا آخر صحبت نے اثر کیا اور بادشاہ نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اب تمہاری سلطنت تم کو دی جاتی ہے۔ بادشاہ نے کہا مجھے میرا ملک نہیں چاہیئے البتہ ایک خراب گاؤں مجھے دیدیجئے وہ گذریس کے واسطے کافی ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے یہ منظور کیا اور ایک شخص کو اس لئے عراق بھیجا کہ وہاں کے کس دیران گاؤں کا پتہ لگا کر بتائیے اس نے تمام عراق میں تلاش کیا مگر کہیں کوئی خراب گاؤں نہ ملا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے مطلع ہو کر بادشاہ سے فرمایا کہ کوئی اور گاؤں ملے لیجئے۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ میرے علاقہ میں کوئی گاؤں دیران نہیں ہے۔ اب آپ مختار ہیں میں سبکدوش ہوا۔ لہذا اگر کوئی خرابی واقع ہوئی تو قیام مسجد کے دن آپ اس کا جواب دیں گے حضرت عمرؓ اب دیدہ ہو کر فرمانے لگے آفریں اس بادشاہ پر جس نے ایسی حکومت کی۔

بعد ازاں غریب نواز نے فرمایا میں نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے سنا ہے کہ طالب فقیر کیلئے کا اس وقت مستحق ہوتا ہے جب اُس کے بائیں ہاتھ کا فرشتہ آٹھ سال تک اس کے نامہ اعمال میں کوئی بدی نہ لکھے۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ عارفان حق ایسے ہوتے ہیں کہ فرشتوں کو حیران رکھتے ہیں۔

سید لطائف خواجہ جنیدؒ فرمایا کہ حضرت جینڈ سے کسی نے پوچھا کہ راہ طریقت میں محبت کس کا نام ہے اس کا کے عارفانہ کلمات کیا نتیجہ ہوتا ہے جواب دیا کہ محبت کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اس کو سرداری عطا فرماتا ہے۔ اور اپنے دیدار کا ذوق اس کے دل میں از حد پیدا کر دیتا ہے۔ وہ بندہ ہرگز کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس کے باعث حق سے دوری ہو اور قربت نہ رہے۔ جس نے اس طرح حق کو راضی کر لیا حق اس کا دوست ہے۔ اور جنت اوس کے دیدار کی مشتاق۔

حضرت شبلی علیہ الرحمۃ بعد ازاں غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے استاد مولانا شرف الدینؒ کے کے عارفانہ کلمات قلم سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ شبلیؒ سے دریافت کیا گیا آپ اعتقاد عبادت کیوں کرتے ہیں۔ کیا خوف آپ کو اتنا بھور کرتا ہے۔ جواب دیا ہاں دو چیزوں کا خوف ہے اول یہ کہ مبادا مجھ کو حق قربیت سے دور نہ کر دے یہ مجھے گوارہ نہیں ہے۔ دوسری یہ کہ اگر مرتے وقت ایمان سلامت لے گیا تو غیر ورنہ یہ سب کام جو میں نے کئے ہیں بیکار ثابت ہوں گے۔

پھر فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت شبلیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر زمین بوسی کی اور محبت کے مسائل دریافت کرنے لگا۔ اور پوچھا کہ شقاوت کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ گناہ کرے اور یہ امید رکھے کہ معاف ہو جائے گا شقاوت ہے۔ پھر پوچھا عارفان کا کیا نتیجہ ہے۔ فرمایا جو حق رسیدہ ہو جاتا ہے وہ خاموش ہو جاتا ہے اور اکثر اندہ دہکین رہتا ہے۔ یہی عارفوں کی بزرگی ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ ذوالنون مصریؒ مسجد لکھنؤ میں بیٹھے تھے۔ اور کے عارفانہ کلمات اہل سلوک میں سے چند اصحاب بھی موجود تھے ایک صوفی نے پوچھا صوفی عارف کس کو کہتے ہیں۔ حضرت ذوالنونؒ نے جواب دیا کہ یہ وہ گروہ ہے جس کے دل سے بشریت کی کدورت جاتی

رہتی ہے۔ ہوس و محبت دنیا کی اس میں بڑی باقی نہیں رہتی۔ پھر اعلیٰ درجہ پر پہنچ کر آرام لیتے ہیں۔ اور مخلوق کی محبت ترک کر کے خالق کے عشق کو دل میں جگہ دیتے ہیں۔ اور غیر کی طرف نہیں دیکھتے اس حال میں وہ مالک ہو جاتے ہیں۔ اور سب ان کی ملک ہو جاتی ہے۔ پھر کہنے لگے کہ تصوف اسم ہے نہ کہ علم طہق مشائخ اور اہل محبت کے نفوس ہمہ تن اخلاق ہیں۔ کیونکہ بیعت کے معنی مخلوق سے بچاؤ اور خالق سے محبت کے ہیں یہ نہیں کہ عالم تصوف ہو کر صوفی بن گئے۔

پھر فرمایا کہ عارف دنیا کا دشمن اور مولا کا دوست ہے اور عارف دنیا پر تبرا کرتا ہے اس لئے کہ دنیا میں سوائے حمد و بھغن وغیرہ اور کیا ہے۔ جو شخص اس میں مشغول ہے وہ حق سے دور ہے۔ کسی نے دریافت کیا عارف کو روزانہ کیوں آتا ہے فرمایا یہ راستہ میں مثل منظر راہ ہے۔ جب قربت احدیت ہو جاتی ہے اور وصال کا لطف حاصل ہوتا ہے تو گریہ ختم ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کو اپنی دوستی اور محبت سے مطمئن کر دیا ہے اسی وجہ سے وہ خاموش اور مشغول بحق رہتے ہیں۔ دنیاوی لذات و خواہشات سے انہیں کچھ واسطہ نہیں انہیں یہ بھی خبر نہیں کہ دنیا میں کوئی شے ہے یا نہیں۔ یہ گروہ عالی مرتبت ہے۔ بعد ازاں کہنے لگے کہ جس کے دل میں حق تعالیٰ کی محبت سما جاتی ہے اس کے دل سے بے چینی جاتی رہتی ہے پس واجب ہے دونوں جہان کو غیر جاتے اگر ایسا نہ کیا تو عاشق صادق نہیں۔

حضرت داؤد طائیؑ اسی سلسلہ گفتگو میں غیب لوڑنے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت داؤد طائیؑ جب اپنے کے عارفانہ کلمات {حجرہ سے باہر تشریف لائے تو آنکھیں بند تھیں۔ آکر کھڑے ہو گئے۔ ایک دیدار نے آپ سے سوال کیا کہ اس میں کیا مصلحت ہے کہ آنکھیں بند کئے ہوئے آپ باہر تشریف لائے ہیں فرمایا کہ پینتالیس سال سے میں نے بایں وجہ آنکھیں بند کی ہیں کہ سوائے دوست کے بجز کوئی دیکھوں کیونکہ سوائے دوست کے غیر کو دیکھنا شرط محبت نہیں۔ پھر کہنے لگے ایک بزرگ کہتے تھے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اولیاء اللہ کے اعمال جانچو کہ کس سبب سے انہوں نے سوائے ہمارے غیر کی محبت اختیار کی نیز دریافت کر دو کہ کس وجہ سے یہ ہماری دوستی کا دم بھرتے تھے جبکہ غیر کی محبت میں راحت پاتے تھے۔

خواجہ ابوسعید ابوالخیرؒ {ارشاد ہوا کہ خواجہ ابوسعید ابوالخیرؒ فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ جب کسی بندے کو اپنا
کے عارفانہ کلمات دوست بناتا ہے تو اس کو اپنی محبت عطا کرتا ہے۔ پھر وہ بندہ اسی طرح کے کاموں
سے خوش ہوتا ہے اور دوست اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے تاکہ ذات حق سے وصل ہو جائے۔

عشق خدا {غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک مرد با خدا کو دیکھا کہ جو خیال دوست تھے
مگر نابینا تھے۔ دریافت کیا کہ کتنے عرصہ سے آپ نابینا ہیں۔ کہنے لگے کہ جب دوست نے مجھ پر شفقت فرمائی اور
میرا کام یہاں تک پہنچا کہ میری نظر اس کیتا کے ہلال و عظمت پر پڑنے لگی تو ایک روز میری نظر غیر پر پڑ گئی
پس آواز آئی کہ اے مدعی ہم سے محبت کرتا ہے اور غیر کو نظر میں جگہ دیتا ہے اس آواز کے سننے سے میں ایسا
شرمندہ ہوا کہ بیان سے باہر ہے میں نے بدرگاہ حق دعا مانگی کہ وہ آنکھ جو تیرے سوا کسی غیر کو دیکھے اندھے
ہو جائے۔ ابھی یہ بات پوری نہ کہنے پایا تھا کہ میری آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

پھر ارشاد فرمایا کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ارشاد ہوا نماز ادا کر دینی
دل میں ہماری محبت رکھو اور جان میں ادب کو متنگن جانو اور سر میں سودائے محبت کو جگہ دو۔ تمہیں اس لئے
پیدا کیا ہے کہ ہمیں جانو اور ماؤ اور ہم سے محبت کرو۔

اسی موقع پر فرمایا کہ ایک اہل طریقت بزرگ کو دیکھا کہ بار بار سجدے میں سر رکھتے تھے اور کہتے تھے اے
خدا کل قیامت کے دن مجھ کو نابینا اوٹھانا۔ دریافت کیا گیا یہ کیسی دعا ہے جواب دیا کہ جو شخص دوست کو دیکھے
اُس کو لازم نہیں کہ قیامت کے دن کسی غیر پر نظر ڈالے اور دوست نہ ہو۔

بشان درویشی {پھر غریب نوازؒ نے حکایت بیان فرمائی کہ ایک صاحب فقیر درویش کی یہ عادت
تھی کہ جو چیز ان کو فتوحات ملتی وہ سب درویشوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ کوئی آنے جانے والا محروم نہ
رہتا تھا وہ اپنی جھونپڑی میں بیٹے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ دو صاحب ولایت درویش ان کے پاس پہنچے
اور پانی طلب کیا وہ درویش جھونپڑی کے اندر گئے اور دو روٹیاں ایک کو زہ پانی کالا کر پیش کیا چونکہ یہ دونوں
بیہوش تھے وہ دونوں نے وہ روٹیاں کھائیں اور پانی پیا پھر ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا
یہ فقیر اپنا کام کر چکا ہے اب ہم کو بھی کچھ کرنا چاہیئے۔ ایک نے کہا اسے دنیا دوں دوسرے نے کہا دنیا کے

سبب سے یہ گمراہی میں پڑ جائے گا۔ جواب دیا کہ دنیا اس کو عقیلی لکھانے کے واسطے دی جاتی ہے پس دعا کی اور رخصت ہو گئے۔ بالاخر اس درویش کو ایسا موقعہ پیش آیا کہ ہزار من کھانا اس کے باورچیخانہ سے مساکین کو تقسیم ہونے لگا۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ { غریب نواز نے فرمایا کہ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا کہ عارف کس کو کہتے ہیں جواب دیا جو دنیا سے غرق نہ رکھے اور جو کچھ اس کے پاس ہو دوست کی محبت میں تقسیم کر دے۔

عارفوں کی خصلت { فرمایا اے عزیز اچھے ہیں وہ درویش اس زمانہ کے جو یکجا بیٹھ کر آپس میں خلوص و محبت خلوص ہے کے ساتھ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں اور صفائیاں حاصل کرتے ہیں وہ درویش برے ہیں جو ایک دوسرے سے نہ ملیں اور دور رہیں یا درگھو یہ بری بات ہے۔

حضرت خواجہ سمیعون محبؒ { پھر اس مجلس میں ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ سمیعون محبؒ کا تذکرہ کر رہے تھے کہ ہوا میں سے ایک پرندہ نیچے آکر ان کے سر پر بیٹھ گیا اور چونچ مارنے لگا پھر وہ ہاتھ پر اتر کر بیٹھ گیا پھر زمین پر بیٹھ کر چونچ مارنے لگا یہاں تک کہ اس کی چونچ سے خون نکلنے لگا آخر گر پڑا اور مر گیا۔

توکل عارفان { مولانا بہا الدین صاحب تفسیر شیخ ابدال الدین کرمانی اور چند درویش ماضیہ مجلس تھے عارفوں کے توکل کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ عارفوں کا توکل یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے کسی غیر سے مدد نہ چاہیں اور کسی کی طرف توجہ نہ کریں۔

پھر اس موقعہ پر یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے جبرائیل نے دریافت کیا کہ آپ کیا حاجت رکھتے ہیں۔ جواب دیا تم سے نہیں۔ چونکہ وہ نفس کی تہ سے آزاد ہو چکے تھے اس لئے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ ظاہر و باطن کا جاننے والا موجود ہے تو پھر کسی اور سے کیوں مدد مانگوں۔

پھر فرمایا کہ خداوند مجیدؑ سے پوچھا گیا کہ عارف کس کو کہتے ہیں جواب دیا جو دل کو تین چیزوں پر بھروسہ کرنے سے بڑی کر دے اول علم۔ دوم عمل سویم خلوت یعنی جیب تک ان تینوں پر بھروسہ ہے توکل

ثابت نہیں۔

عارف { پھر فرمایا کہ ایک بزرگ سے عارف کی علامت دریافت کی گئی کہنے لگے عارف وہ ہو سکتا ہے جو سوائے حق کے کسی سے محبت نہ کرے اور اسے کوئی دوسرا نظر نہ آئے۔

پھر فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ سے یہ بھی سنا ہے کہ جب تک یہ چیزیں کسی میں نہ ہوں عارف نہیں ہے اول موت کو دوست رکھے دویم بے قراری کے وقت ذکر مولا سے راحت و انس حاصل کرے سویم دوست کی آمد کے وقت مضطرب ہو جائے۔ اور تفکر خاص کے وقت اس کی نظر حق پر رہے

کلمات حضرت شیخ شہاب الدین { فرمایا میں نے اپنے بھائی شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ سے سنا عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ { ہے کہ دنیا میں دو چیزیں بہت خوشتر ہیں اول صحبت فقرا دویم حرمت اولیا۔

سرور عالم کا قول { فرمایا لوگوں میں وہ ضعیف ترین ہے جو اپنی بات پر قائم نہ رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے { فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام پر ناراضگی ہوئی تو ان کے ساتھ ان کا ساتھ روئے والوں کا قصہ { عصارہ دیا اور تمام چیزیں بھی روئیں مگر سونا چاندی نہیں روئے حق تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ تم کیوں نہیں روئے۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم تیرے خطا دار کے لئے کیا روئیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ اپنی بزرگی کی قسم تمہاری قیمت اور عزت اولاد آدم پر آشکارا کروں گا اور ان کو تمہارا خادم بناؤں گا۔

حضرت جنید البغدادیؒ { فرمایا ایک مرتبہ حضرت جنیدؒ سے دریافت کیا گیا کہ رخصائے محبت کیا ہے فرمایا کے اقوال { اگر ساتوں دوزخ عاشق کے سیدھے ہاتھ پر رکھ دے جائیں تو وہ یہ بھی نہ کہے

کہ یہ دست چپ پر رکھنا تھے۔ پھر ان سے دریافت کیا گیا کہ ہندہ پر اول فرض کیا ہے۔ جواب دیا معرفت پھر کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے چیزوں کے اندر چیزوں کو پوشیدہ کیا ہے۔ اور ہر چیز میں قریب نظر ہے۔ دوستان خدا { فرمایا محبت کے آپ میں اسرار الالہیائیں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ جب اپنے دوستوں کو قیامت کے دن زندہ فرمائے گا۔ تو اپنے لور سے ان کے چہرے تاباں کرے گا۔ چنانچہ سرور عالم نے

حق کو حق سے دیکھا۔ وہاں۔ زماں۔ کام اور مکان کچھ نہ تھا۔ کیونکہ اس کی حضوری مکان اور صفات سے بھی مجرّد ہے۔ وہاں حق ہی حق ہے۔

عشاق اور روز قیامت { فرمایا روز قیامت پر ایمان ہے۔ اس دن جب عاشقان صادق کو بلایا جائیگا اس وقت اگر کسی عاشق نے صدقے محبت بلند کی تو گویا وہ صادق اور ثابت قدم نہ رہا۔ اس کو شرمندگی حاصل ہوگی۔ اس کو اپنا چہرہ دوستان صادق سے چھپانا پڑے گا۔ اور ایک آواز آئیگی کہ یہ دعویٰ کرنے والے عاشقان صادق نہیں ہیں ان کو ہمارے عاشقوں میں سے علیحدہ کر دو۔

حضرت مالک نے ینار کا ارشاد { فرمایا سلوک میں آیا ہے کہ ایک روز حضرت مالک دیمت سے حق تعالیٰ کی ملازمت کے متعلق دریافت کیا جواب دیا جو درست کی ملازمت کرتا ہے اسکو وصال و دست میسر ہوتا ہے۔

راز محبت { فرمایا ایک جنگل میں ایک درویش کو دیکھا گیا کہ مر گئے ہیں مگر ہنس رہے ہیں۔ پوچھا گیا کہ مر گئے ہو پھر بھی ہنس رہے ہو اس کا کیا سبب ہے۔ جواب دیا محبت کا یہی راز ہے۔

بی بی رابعہ بصری کے { فرمایا رابعہ بصری سے دریافت کیا گیا کہ افضل ترین عمل کیا ہے۔ جواب دیا پابندی کے **عارفانہ کلمات** { ساتھ خوش اوقات رہنا۔ جو کوئی بزرگی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اس کی مراد ابھی زندہ ہے مگر محبت میں وہ مرد ہے جو اپنی مراد کو فنا کر کے حق کے ساتھ باقی رہے۔ اور اس کا نام وہ ہوتا ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے رکھا جاتا ہے۔ اور حق تعالیٰ اس کو دوست کے لقب سے یاد کرتا ہے اور وہ جواب نہیں دیتا مگر عبادت سے۔ کیونکہ اہل محبت میں نہ اسم ہے نہ رسم۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی { پھر فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی زبان کے **عارفانہ کلمات** { مبارک سے سنا ہے کہ اہل محبت سوائے دوست کے اور کسی غیر سے محبت نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ جو کوئی غیر سے شاد ہو یا غم دبلا میں مبتلا ہوا۔ اور جو حق تعالیٰ سے دوستی نہیں رکھتا وہ ہر قسم کی وحشت میں مبتلا ہو جاتا ہے جو مبتلائے دوست نہیں وہ بیچ دریا بیچ ہے۔

اقسام توبہ { فرمایا اہل سلوک کے نزدیک توبہ کی تین قسمیں ہیں اول کم کھانا کہ روزہ کی شرط ادا ہو جائے دوسرے عبادت کے لئے کم سونا تیسرے دعا کیلئے کم بولنا۔

اول نون - ددیم رجا سویم محبت - پس نون کے ضمن میں ترک گناہ ہے تاکہ دوزخ سے نجات ملے۔ اور رجا کے ضمن میں طاعت کرتا ہے تاکہ بہشت حاصل ہو اور منزل پر پہونچکر حیات ابدی حاصل ہو اور محبت کے ضمن میں فکر میں مشغول رہتا ہے تاکہ حق کی رضا حاصل ہو۔

موت کا تذکرہ { (اجمیر میں) جامع مسجد قائم کی جا چکی تھی اور بہت سے اصفیا اور ان کے عزیزان و مریدان موجود تھے ملک الموت کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا بغیر ملک الموت کے بے قیمت تھی۔ عرض کیا گیا کس طرح۔ فرمایا اس باب میں یہ حدیث شریف وارد ہے۔ الموت جسٹریسل حبیب الیٰ یعنی موت ایک پل ہے جس پر سے گزر کر دوست و دوست سے مل جاتا ہے (دلیل العارفین)

مرید کو لائحہ الاعتقاد حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے کہا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نماز نفل میں مشغول تھا شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ نے مجھے آواز دی۔ میں نے فوراً نماز ترک کر کے کہا حاضر ارشاد ہوا آؤ جب میں خدمت اقدس میں پہونچا دریافت فرمایا کیا کر رہے تھے۔ عرض کیا نماز میں مشغول تھا۔ جب حضورؐ کی آواز سنی ترک نماز نفل کر کے حاضر خدمت ہو گیا۔ فرمایا بہت اچھا کیا۔ یہ نماز نفل سے فاضل تر تھا۔ کیونکہ کاروبار میں اپنے پیر سے عقیدت رکھنا بڑا کام ہے۔ (فوائد السالکین)

اں باب کے پکارنے پر بھی نوافل نماز ترک کرنے کا حکم ہے (مولف)

پھر اسی باب میں حضرت قطب الانطابیؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور اہل صفہ بھی موجود تھے۔ اولیاء اللہ کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ اس درمیان میں ایک شخص بیعت ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوا اور آپ کے قدیموں پر سر رکھا۔ غریب نوازؒ نے فرمایا بیٹھو اس نے کہا میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوا ہوں آپ اس وقت اپنے حال میں تھے فرمایا اس شرط سے مرید ہو سکتے ہو کہ ایک مرتبہ کو لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ چونکہ وہ راسخ الاعتقیدت تھا اس نے فوراً اسی طرح کہا۔ غریب نوازؒ نے اس کو مرید کرنے کے لئے ہاتھ بڑھادیا اور خلعت خاص سے سرفراز فرمایا (فوائد السالکین)

اگرچہ سرسری نظر سے دیکھنے میں مذکورہ بالا الفاظ شریعاً قابل اعتراض معلوم ہوتے ہیں مگر لغوی معنی کے پیش نظر ہرگز قابل اعتراض نہیں ہیں نیز صاحبانِ حال نے اس قسم کے کلمات اکثر فرمائے ہیں چنانچہ سید الطائف حضرت جلیل البغدادیؒ اور حضرت بایزید بطنامیؒ وغیرہ کے حالات میں بھی ایسے واقعات موجود ہیں۔ بلکہ خود سرورِ عالم نے بھی طوائف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سرگوشی کرنے کے موقع پر ارشاد فرمایا ”میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی“ نیز ایک دوسرے موقع پر ارشاد ہوتا ہے ”جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا (ابو نعیم)

(ب) تعلیم معرفت بذریعہ ارشادات عالیہ

فوق قسمت ہیں وہ لوگ جو آپ کے اقوال کو رہنما کر دینی دنیاوی فلاح و بہبودی حاصل کرتے ہیں اور ان نورانی اقوال کی روشنی میں راہِ طریقت طے کرتے ہیں نظر غور سے دیکھا جائے تو اقوال ہی پر بظاہر ہدایت و رہنمائی کا انحصار ہے۔ اگر ایک طرف قرآن مجید فرمان الہی ہے تو دوسری طرف احادیث نبویؐ ارشادات سرورِ عالم ہیں۔ اور انہی دو پیش بہا نعمتوں پر اصلاح صوری و مسمومی کے پیش نظر قیام امنِ عالم کی بنیاد ہے بزرگانِ دین کے اقوال بھی ان ہی دونوں قسم کے ارشادات کی تشریح ہوا کرتے ہیں۔ اور طالعہ ان حق ان سے لطف اندوز بھی ہوتے ہیں اور ظاہری و باطنی مفاد بھی حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ حضورِ غریبؐ کو ارشادات عالیہ و کلمات طیبہ بھی اہل نظر کے لئے حالِ صبر و برکات و فیوض ہیں۔ خدا ہمیں ان پر عمل کرنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ارشادات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ عاشق کا دل آتش کدہ محبت ہے۔ جو کچھ اُس میں آتا ہے نیت و ناپود ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ کوئی آتش بالاتر آتش محبت سے نہیں۔

۲۔ عاشق کا شور و فریاد اُسی وقت تک ہے جب تک کہ وہ مشاہدہ سے دور ہے جب مشاہدہ کو پہونچا سکتا ہو گیا جس طرح ندی نالوں کی آواز زور شور سے آتی ہے مگر جب وہ دریا میں پہونچتے ہیں ساکن ہو جاتے ہیں

۳۔ نشانِ محبت یہ ہے کہ تو دوست کا فرماں بردار رہے۔ اور ڈرتا رہے کہ کہیں دوست بیزار نہ ہو۔

- ۴۔ تسلیم دعویٰ ایک جگہ نہیں ہو سکتے۔
- ۵۔ عارف وہ ہے کہ جو کچھ چاہے اُس کے سامنے موجود ہو جائے اور جس سے کلام کرے اُس سے جواب پائے۔
- ۶۔ عارف وہ ہے کہ اسوا کو دل سے دور کر دے۔ تاکہ یگانہ ہو جائے۔ بیدار کہ دوست یگانہ ہے۔
- ۷۔ عارف وہ ہے کہ ہر وقت ولولہ عشق اور قدرت آفرینش میں متغیر ہے۔ اگر کپڑا ہے تو دوست کے وہم میں ہے۔ اگر پٹھا ہے تو دوست کے ذکر میں ہے۔ اگر خواب میں ہے تو دوست کے خیال میں۔ اگر بیدار ہے تو دوست کے حجاب غفلت کے گرد طواف کرتا ہے۔
- ۸۔ عارف محبت وہ ہے جس کا اسوا سے محبت نہ رہے۔
- ۹۔ عارف محبت میں اس وقت کامل ہوتا ہے کہ ساری باتیں درمیان سے اٹھ جائیں۔ یاد دوست رہے۔ یاد وہ خود۔
- ۱۰۔ عارف کی کمالیت یہ ہے کہ ہمیشہ دوست کی راہ میں بلتا رہے۔
- ۱۱۔ عارف وہ ہے کہ جب صبح کو اٹھے تو رات کی باتوں میں سے کچھ یاد نہ ہو۔
- ۱۲۔ عارف معرفت کو نہیں پہنچتا جب تک کہ معارف کی یاد نہ ہو۔
- ۱۳۔ عارف وہ ہے جس پر ہر روز عالم غیب سے سو ہزار اور ہر گھڑی میں چند ہزار تجلیات نازل ہوں اور دم بدم اس میں حال پیدا ہوتا رہے۔
- ۱۴۔ عارف اس کو کہتے ہیں کہ اگر ہر روز لاکھ کرشمہ تجلی کے اس پر نازل ہوں تو وہ شرمہ بھر بھی اظہار نہ کرے۔
- ۱۵۔ عارف کا کمترین درجہ یہ ہے کہ صفات حق تعالیٰ اس میں پیدا ہوں اور کمال درجہ یہ ہے کہ اگر کوئی دعویٰ کے ساتھ اُس کے سامنے آوے تو اس کو بقوت کرامت ملزم بنا دے۔
- ۱۶۔ عارف وہ ہے کہ تمام علوم جانے۔ اور لاکھوں معنی ظاہر کرے اور ہر وقت بھر معافی میں شتادری کرتا رہے تاکہ گوہر ایہ راؤنوار الہی اس سے نکالے اور جو ہر بیان بشر کو دکھائے کہ وہ پسند کریں اور مانیں کہ وہ عارف ہے۔
- ۱۷۔ عارف باہ محبت وہ ہے جو کونین سے دل بے اشتہ ہو۔

- ۱۸۔ عارف ترین خلق وہ ہے کہ متحیر ہو۔
- ۱۹۔ عارف کا توکل سوائے ذات پاک حق تعالیٰ کے کسی پر نہیں ہوتا اور نہ اُس کا التفات کسی کی طرف ہوتا ہے۔
- ۲۰۔ عارف کا توکل حق تعالیٰ کے ساتھ اس طرح کا ہوتا ہے کہ گویا عالم سکر میں مبتور ہے منوکل و حقیقت وہ ہے کہ رنج و محنت خلق میں نہ کسی سے شکایت کرے نہ حکایت۔
- ۲۱۔ عارف مثل آفتاب کے تمام عالم پر نور افشاں ہے اور اُس کے نور سے تمام عالم روشن ہے۔
- ۲۲۔ عارف کامل کی وہ نظر ہوتی ہے کہ جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے اس کا معائنہ کرتا ہے۔
- ۲۳۔ عارف کی علامت یہ ہے کہ موت کو دوست رکھے۔ راحت کو ترک کرے۔ ذکر الہی سے انس حاصل کرے۔
- ۲۴۔ عارف کے تین رکن ہیں۔ اول ہیبت۔ دوم تعظیم۔ سوم حیا۔ ہیبت یہ ہے کہ اپنی تقصیرات سے منغل رہے تعظیم ہے کہ ہمیشہ طاعت میں لگا رہے۔ حیا یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے کسی پر نظر نہ ڈالے۔
- ۲۵۔ عارف پر کترین چیز جو ظاہر ہوتی ہے یہ ہے کہ مال ملک سے تبرا کرے۔
- ۲۶۔ عارف دنیا کا دشمن اور مولیٰ کا دوست ہوتا ہے اس لئے کہ وہ دنیا سے کنارہ کئے ہوئے ہے اور غل و غش اور حسدات سے مبرا ہے۔
- ۲۷۔ عارف وہ ہے کہ عام سلوک میں سوائے حق تعالیٰ کی ذات کے کسی سے یاری کا خواستگار نہ ہو۔
- ۲۸۔ عارف سہلے حق تعالیٰ کی یاد کے دوسری بات زبان پر نہیں لاتا۔ جس نے حق تعالیٰ کو پہچانا اور اُس نے خلق سے عزت اختیار نہ کی تو سمجھ لو اس میں کوئی نعمت نہیں۔
- ۲۹۔ مرید کو چاہیے کہ ایک ذرہ بھریر کے فرمان سے متجاوز نہ ہو۔ اور جو کچھ کہ پیر نسبت نماز و تسبیح و تہجد و وظائف کے فرمائے اُس کو گوش دہوش سے سننے اور اُسکی پوری تعمیل کرے تاکہ مقام کو پہنچ سکے۔
- ۳۰۔ پیر مرید کا مشاطہ ہے۔ اس لئے کہ پیر کی ترغیب مرید کی کمالیت حال کئے ہوتی ہے۔
- ۳۱۔ بندہ کو حق تعالیٰ سے اس قدر نسبت پیدا کرنی چاہیے کہ جو کچھ وہ چاہے وہ قبول کرے اور اگر اس کا

نہ ہو تو اس کو درویش نہیں کہنا چاہیے۔
 ۳۲۔ جو شخص دوزخ اور جنت قیامت سے محفوظ رہنا چاہے اسکو چاہیے کہ حق تعالیٰ کی اطاعت بجالائے جو حق تعالیٰ کے نزدیک تمام طاعتوں سے افضل و بہتر ہو۔ حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ کون سی طاعت ہے۔ فرمایا کہ درمندان کی فریاد کو پہنچنا۔ بیچاروں کی حاجت روائی کرنا۔ بھوکوں کا پیٹ بھرنا جس نے جو نعمت پائی سخاوت سے پائی اور جو مقدمات سے ہوا صفا سے ہوا اس راہ میں دو چیزوں کی بدولت قرار و استقامت ہے۔ ایک ادب عبودیت دوسرے تعظیم حق۔

۳۳۔ افضل ترین اوقات وہ ہیں جن میں خاطر و سواس نفس سے بچا رہے۔
 ۲۴۔ اہل سلوک کے یہاں توبہ النصوح تین چیزیں ہیں اول کم کھانا روزے کے واسطے۔ دوم کم سونا طاعت کے واسطے سویم کم بولنا دعا کی واسطے۔
 ۲۵۔ اول خوف۔ دوم رجا۔ سویم محبت۔ پس خوف کے ضمن میں ترک معصیت ہے تاکہ آتش دوزخ سے نجات ہو۔ اور رجا کے ضمن میں طاعت ہے تاکہ بہشت و منزلت اور حیات ابدی حاصل ہو۔ اور محبت کے ضمن میں انقضا و ذکر ہے تاکہ حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔
 ۳۶۔ توبہ اہل محبت کی تین طرح ہے اول ندامت۔ دوم ترک معصیت۔ سویم مظالم و خصومت سے پاک رہنا۔

۳۷۔ جب درویش کو حلاوت پیدا ہوتی ہے۔ وہ حلاوت اس کی حجاب ہو جاتی ہے۔
 ۳۸۔ حاجی جسم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اس کے سوا انہیں کچھ نہیں چاہیے وہ مشاہدہ سے غافل ہیں اور اہل محبت و عاشقان اس راہ کے دل کے ساتھ گیر و عرش و حجاب عظمت کے طواف میں ہوتے ہیں۔ جب مشاہدہ نہیں پائے فریاد کرتے ہیں۔ اور بقا پاہتے ہیں۔ میں نے ایک مدت تک خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ جب میں حق تعالیٰ سے واصل ہوا تو کعبہ میرا طواف کرنے لگا۔ جب میں منزل قریب کو پہنچا تو کوئی زحمت نہ رہی۔ اہل دنیا کو دنیا میں مشغول دیکھا اور اہل آخرت کو محبوب اور

مدعیوں کو دعویٰ میں اور ارباب تقویٰ کو تصوف میں پایا۔ میں نے سب سے کنارہ کشی اختیار کی۔
۳۹۔ عاشق ہر وقت محو عشق ہوتا ہے۔ اگر کھڑا ہے تو دوست کے ذکر میں۔ اور اگر طواف میں ہے تو اس کی
ہیبت و عظمت میں ہے۔

۴۰۔ اہل عشق وہ ہیں کہ اگر نماز صبح ادا کریں تو دوسری نماز صبح تک محو خیال دوست رہیں۔

۴۱۔ عارف محبت میں وہ ہے جو سوائے ذکر حق تعالیٰ کے کسی چیز کو دوست نہ رکھے۔

۴۲۔ غلبات شوق میں اہل توکل کے لئے ایک ایسا وقت ہے کہ اگر اس وقت اُن کو ذرہ ذرہ کر دیں تو اُن کو خبر نہ ہو۔

۴۳۔ حق تعالیٰ کے ایسے عاشق ہیں کہ جن کو حق تعالیٰ کی دوستی نے ایسا خاموش کر دیا کہ وہ نہیں جانتے کہ عالم
کے اندر کوئی چیز موجود ہے یا نہیں۔

۴۴۔ جس شخص کے دل میں حق تعالیٰ کی دوستی جاگزیں ہو جاتی ہو وہ دونوں عالم میں کسی کی طرف نہیں دیکھتا۔ اور
اگر دیکھے تو عاشق صادق نہیں۔

۴۵۔ راہ محبت میں عاشق صادق وہ ہی ہے جو دونوں عالم کو دل سے دور کر دے۔

۴۶۔ حق تعالیٰ کی محبت میں صادق وہ ہی ہے کہ مادر پدر و فرزند و برادر سے رشتہ توڑ کر اور سب سے بیزار
ہو کر خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ رہے۔

۴۷۔ ایثار عارفاں بے نیازی ہے۔ اور ایثار مجاہدان آرزو ہے۔

۴۸۔ صادق محبت وہ ہے کہ بلائے دوست کو بر غبت قبول کرے۔

۴۹۔ میں برسوں ترک و تجرید و ریاضات و مجاہدات کا مجاور رہا۔ انجام کار سوائے ہیبت مجھ کو کچھ نصیب نہ ہوا۔

۵۰۔ جب بندہ صیقل محبت حق سے رنگارنگ و نیا دی کو اپنے آئینہ دل سے دور کرتا ہے تو اس کو حق تعالیٰ
کے ذکر کے ساتھ موانعت ہوتی ہے اور ہستی غیر کو درمیان سے اٹھاتا ہے تو گمانہ حق ہوتا ہے۔ اور
جب تک ایسا نہیں کرتا حق تعالیٰ سے واصل نہیں ہوتا۔

۵۱۔ اہل سلوک کے درمیان محبت میں ایک علم ہے کہ کسی عالم کو اس کی خبر نہیں۔ اور زہد میں ایک طاعت
ہے کہ کوئی زاہد اس سے آگاہ نہیں۔ اور وہ ایک راز ہے کہ دونوں عالم سے باہر ہے۔ اس کو اہل محبت

اور اہل عشق ہی جانتے ہیں۔ جب کوئی ان دونوں عالم میں ثابت ہوتا ہے اور اس راز کو جانتا ہے تو ہرگز کوئی اُس کو نہیں دیکھتا۔

۵۲۔ راہ محبت وہ راہ ہے کہ جب کوئی دوست کے عشق میں اس راہ پر آیا ہے نام و نشان ہوا۔

۵۳۔ یہ سب گفتگو و مشغلہ و حرکت کہ زیادہ عشق و سلوک و طایفہ عشق سے وجود میں آتے ہیں۔ باہر پردہ کے ہیں جہاں پردہ میں جگر پائی خاموشی و سکوت و آرام پیدا ہو گیا۔

۵۴۔ یہ دلیری خواہ کی اُسی وقت تک ہے جب تک حضرت دوست سے غائب اور اپنا عاشق بنا ہوا ہے جب حضوری نصیب ہوئی تو مجال گفتگو کی کہاں۔

۵۵۔ کسی نے پوچھا بقا کیا ہے فرمایا عین حق۔ پوچھا تجرید کیا ہے۔ فرمایا غیر سے قطع اور دوست سے مل جانا۔

۵۶۔ علم ایک دریائے محیط ہے۔ اور معرفت اس کا چشمہ۔ پس گجا مولیٰ و گجا بندہ۔ علم خدا کے واسطے ہے۔ اور معرفت بندہ کے واسطے۔

۵۷۔ مرید مستحق فقر کا اس وقت ہوتا ہے جب عالم فانی میں باقی رہے۔

۵۸۔ دنیا میں دو باتوں سے خوشتر کوئی بات نہیں۔ اول صحبت فقرا۔ دوم حرمت اولیا۔

۵۹۔ اہل محبت بلا واسطہ دوست کا کلام سنتے ہیں۔

۶۰۔ عارف کا دل ایسا ہونا چاہیے کہ اپنے حال سے فانی اور شاہدہ دوست میں باقی ہو۔

۶۱۔ ملازمت پر مددگار کی عبادت سے حاصل ہوتی ہے۔

۶۲۔ بویزرگی کا دعویٰ کرتا ہے قید میں ہوتا ہے۔

۶۳۔ موت کے واسطے ہمیشہ آمادہ رہو۔

۶۴۔ جسے محبت ہوتی ہے اسے فقر سے وحشت نہیں ہوتی۔

ہمارے خواجگان قدس اللہ اراہم نے چودہ مقام اختیار کئے ہیں۔ اور ان کو اپنا دستور العمل بنایا ہے اور بسبب ان کے منزل گاہ قرب و کمال کو پہنچے ہیں۔ اول مقام تائبان کہ اشارہ حضرت آدم علیہ السلام کے مقام کی طرف ہے دوم مقام علیدان کہ مقام حضرت ادریس علیہ السلام کا ہے۔ سوم مقام زاہدان کہ مقام

حضرت مسیح علیہ السلام کا ہے۔ چہارم مقام راضیان کہ مقام حضرت ایوب علیہ السلام کا ہے۔ پنجم مقام قانعا کہ مقام حضرت یعقوب علیہ السلام کا ہے۔ ششم مقام جہان کہ مقام حضرت یونس علیہ السلام کا ہے۔ ہفتم مقام صدیقان کہ مقام حضرت یوسف علیہ السلام کا ہے۔ ہشتم مقام متفکراں کہ مقام حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے۔ نہم مقام مترشدان کہ حضرت ثبیت علیہ السلام کا ہے۔ دہم مقام صالحان کہ مقام حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے۔ یازدہم مقام مخلصان کہ مقام حضرت نوح علیہ السلام کا ہے۔ دوازدہم مقام عارفان کہ مقام حضرت خضر علیہ السلام کا ہے۔ سیزدہم مقام شاکران یہ مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے چہارہم مقام محبان کہ یہ مقام حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

۶۵۔ اہل طریقت کے لئے دس شرطیں لازم ہیں۔ اول طلب حق دوم طلب مرشد سوم لب چہارم رضا پنجم محبت و ترک فضول ششم تقویٰ۔ ہفتم استقامت ثمریت۔ ہشتم کم کھانا دم سونا۔ نہم عزت اختیار کرنا غلق سے۔ دہم روزہ ناز۔

۶۶۔ اہل حقیقت کے لئے بھی دس شرطیں لازم ہیں۔ اول یہ کہ معرفت میں کافی ہو۔ اور خدا رسیدہ ہو۔ دوم یہ کہ نہ رنج ہو نہ رنجیدہ کر سہ اور نہ کسی کی بدی خیال میں لاوے۔ سویم یہ کہ حق تعالیٰ کی راہ کھلے۔ اور خلق کو ایسی بات بتا دے جس میں فائدہ دینا و آخرت کا مترتب ہو۔ چہارم تواضع۔ پنجم عزت ششم یہ کہ ہر شخص کو عزیز و محترم جانے اور اپنے کو سب سے حقیر اور کمتر شمار کرے۔ ہفتم رضا و تسلیم۔ ہشتم ہر ایک درویش میں صبر۔ نہم سوز و گداز و عجز نیاز۔ دہم قناعت و توکل۔

(مسائل سالکین)

(ج) فیضان معرفت بذریعہ مکتوبات مبارکہ

سناسے خط طمان ہے تو گویا آدمی ملاقات ہو جاتی ہے۔ لہذا وہ مشتاق نظریں جو آپ کے جمال
جہاں آرا کو ڈھونڈتی ہیں۔ وہ دل جو آپ پر شمار ہونے کے آرزو مند ہیں وہ سر جو آپ کے قدموں پر چھکنے کی تمنا
رکھتے ہیں۔ وہ رُو میں جو آپ کا طواف کرنے کی خواہاں ہیں۔ اور وہ ذرات ہستی جو آپ کا نقش قدم بیٹھنے کے
لئے بے چین ہیں۔ ان مکتوبات مبارکہ کی زیارت سے نصف قدم بوسی کا لطف اٹھائیں گے اور فیوض مکتوبات
سے گنجینہ حاصل کریں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب اولیٰ اللہ الصّٰم کے اسرار سے واقف لم یلد ولم یولد کے انوار کے ماہر میرے بھائی خواجہ قطب الدین
دہلوی اللہ آپ کے علاج کو زیادہ کرے۔ فقیر معین الدین بخاری کی طرف سے خوشی و غم می آئیں اور انس و
محبت سے بھرا ہوا سلام پہنچے۔ مقصود یہ کہ تادم تحریر صحت ظاہری کے سبب مشکور ہوں اللہ آپ کو
صحت دارین عطا فرمائے۔

برادر میرے شیخ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ سوائے اہل معرفت کے اور کسی کو عشق
کے رموز سے واقف نہیں کرنا چاہیے۔ جب خواجہ شیخ سعدی نے آپ سے پوچھا کہ اہل معرفت کو کیونکر
پہچان سکتے ہیں تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اہل معرفت کی علامت ترک ہے۔ جس میں ترک ہو یقین جانو کہ
وہ اہل معرفت ہے اور اُسے خدا شناسی حاصل ہے اور جس میں ترک نہیں۔ اُس میں معرفت حق کی ہو بھی نہیں
یہ اچھی طرح یقین کرو کہ کلمہ شہادت اور نفی اثبات حق تعالیٰ کی معرفت ہے مال و مرتبہ بڑے بھاری بت ہیں
انہوں نے بہت لوگوں کو سیدھی راہ سے گمراہ کر دیا ہے اور کر رہے ہیں یہ معبود علّٰی بن ربیع ہیں بہت لوگ
جاہ و جلال کی پرستش کرتے ہیں پس جس نے جاہ و جلال و مال کو دل سے نکال دیا اُس نے گویا نفی کر دی اور جسے حق تعالیٰ
کی معرفت حاصل ہو گئی اُس نے پورا پورا اثبات حاصل کر لیا اور یہ بات لا الہ الا اللہ کے کہنے اور اس پر عمل کرنے

حاصل ہوتی ہے پس جس نے کلمہ شہادت نہیں پڑھا اسے خدا ناسی حاصل نہیں ہوتی۔ والسلام۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب دوم { حقایق معارف سے واقف رب العالمین کے عاشق میرے بھائی خواجہ قطب الدین ہوی
واضح رہے کہ انسانوں میں سب سے زیادہ دانا وہ فقرا ہیں جنہوں نے درویشی و نامرادی کو اختیار کر رکھا ہے۔
کیونکہ ہر ایک مراد میں نامرادی ہے اور نامرادی میں مراد ہے۔ بر خلاف اس کے دل غفلت نے صحت کو جنت
اور زحمت کو صحت خیال کر رکھا ہے پس دانا وہ ہی ہے جو کسی دنیاوی مراد کا خیال آنے پر فوراً اسے ترک
کر کے نامرادی اور فقر کو اختیار کر لے۔ اپنی مراد کو چھوڑ کر نامرادی سے موافقت کر لے۔ نامراد تانہ گردی بامراد کے کیا
پس مراد کو حق تعالیٰ سے وابستگی لازم ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ آنکھ نہ
تو ہر راہ میں سوائے اس کے جلوہ کے اور کچھ نہ دیکھے اور دونوں جہان میں جس کی طرف نگاہ کرے اس میں کسی
حقیقت نہ دیکھے۔ دینداری اور آنکھ حاصل کر دے۔ کیونکہ اگر غور سے دیکھو تو خاک کا ہر ایک ذرہ جام جہاں نما ہے
سوائے ظاہر ملاپ اور شوق کے اور کیا لکھوں۔ والسلام۔ (سوانح میری سلطان الہند غریب نواز)

(د) تعلیم اور ادب و وظائف

حضور خواجہ غریب نواز کا فرمان ہے کہ جو شخص در دیا وظیفہ پڑھے اس کو لازم ہے کہ کبھی نافع نہ کرے
اگر دن میں نافع ہو جائے تو شب میں پڑھ لے اور کاروبار دنیاوی میں مصروف ہو۔ کیونکہ اس باب میں ارشاد جناب
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ تَارَى الْيَوْمَ مَتَّعُونَ ط اور فرمایا حضرت نے کہ ایک روز مولانا
رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سے گر پڑے اور پاؤں ٹوٹ گیا جیسے ہی اپنے مکان پر تشریف لائے سو چاکہ یہہ بلا
کہاں سے آئی بعد یاد آیا کہ آج صبح کے وقت حسب معمول یاسین شریف نہیں پڑھی تھی اسی باب میں ایک
اور حکایت زمانی کہ حضرت خواجہ عبداللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے وظیفہ نافع ہو گیا پس آواز غیب نے آگاہ
کیا کہ اے عبداللہ جو عہد کہ تو نے ہم سے کیا تھا وہ آج تو رد یا یعنی وظیفہ پڑھنا بھول گئے ان روایات

[illegible]

وَالْأَحْيَاءَ وَلَا تُشَوِّرْهُ بَارِئُ بَرٍّ بِرٍّ اللَّهُمَّ يَا حَيُّ يَا اللَّهُ يَا إِلَهَ الْآلَمَاتِ أَنْتَ أَسْأَلُكَ وَأَنْ تُجِبِّي تَطَلُّبِي
وَيُؤْخِرْ مَعْقِلَتِكَ أَبَدًا يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ ط بَرٍّ بَرٍّ بَارِئُ بَرٍّ بِرٍّ بَارِئُ بَرٍّ بِرٍّ بَارِئُ بَرٍّ بِرٍّ بَارِئُ بَرٍّ بِرٍّ بَارِئُ بَرٍّ بِرٍّ
الْقُلُوبِ وَالْأَبْصَارِ يَا ذَا نِيلِ الْمُتَحَرِّينَ يَا عِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ أَعْنِي تَوَكَّلْتُ عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَادْعُ
أُمْرِي إِلَيْكَ يَا رَبِّ لَا تَحُولْ وَلَا تَوَدَّ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ مَا شَاءَ اللَّهُ وَكَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ
يُحْيِي رَيْكَ تَعْبُدُ وَإِيَّاكَ تَسْتَعِينُ ط بَرٍّ بَرٍّ اس کے بعد ایک مرتبہ یہ پڑھے اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا مَنْ يَمْلِكُ
خَوَالِجَ السَّائِلِينَ وَيَعْلَمُ مَخِيرَ الصَّامِتِينَ فَإِنَّ لَكَ مِنْ كُلِّ مَسْئَلَةٍ تَقَعَا حَاضِرًا أَوْ جَوَائِبًا عِنْدَكَ
وَإِنَّ لَكَ مِنْ كُلِّ صَامِتٍ عَلِيمًا يَا طَافًا عَظِيمًا مَوَاعِيدِكَ أَنْصَادُ قَدِّهِ وَإِيَادُكَ الشَّامِلَةُ وَرَحْمَتِكَ
الْوَالِيَةُ وَنِعْمَتِكَ السَّالِقَةُ انْظُرْ إِنِّي بِرَحْمَتِكَ يَا رَحِمَةَ الرَّحِيمِينَ ط بعد ازاں ایک بار یہ پڑھے -
يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا دَيَّانُ يَا بُرْهَانَ يَا سُبْحَانَ يَا غَمَّانُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ط پھر سہ بار یہ پڑھے
اللَّهُمَّ أَمْلِجْ أُمَّتِي مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ أَرْحَمْ أُمَّتِي مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ فَرِّجْ عَنْ أُمَّتِي مُحَمَّدٍ ط اس کے بعد یہ پڑھے
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَسْمَائِكَ وَأَسْمِكَ الْأَعْظَمِ أَنْ تُعْطِيَنِي مَا سَأَلْتُكَ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا رَحِمَ
الرَّاحِمِينَ ط الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فِي السَّمَوَاتِ عَرْشُهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فِي الْقُبُورِ قَضَاؤُهُ وَأَمْرُهُ وَالْحَمْدُ
لِلَّهِ الَّذِي فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سُبْحَانَهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَا مَلَاوَدَ وَلَا مَلْجَأَ إِلَّا إِلَيْهِ رَبِّ لَا تَزِرْ فِي فَرْجِي وَكَأَنْتَ
خَيْرُ الْوَارِثِينَ اس کے بعد سہ بار سُبْحَانَ اللَّهِ مَلَاءُ الْمِيزَانِ وَالْمُنْقَى الْعِلْمِ وَزَيْتَةُ الْعَرْشِ وَمَبْلَغُ الْوَدِّ
بِرَحْمَتِكَ يَا رَحِمَةَ الرَّاحِمِينَ ط پھر یکبار یہ پڑھے رَحْمَتُكَ يَا اللَّهُ رَبَّ الْكَرِيمِ يَا ذَا الْكُرْمِ يَا ذَا الْكُرْمِ يَا ذَا الْكُرْمِ
وَيَسَّارُ الْقُرْآنِ إِمَامًا وَالْكَفَّةَ قِيلَةً وَالْمُؤْمِنِينَ إِخْوَانًا ط تین بار یہ پڑھے بِسْمِ اللَّهِ خَيْرُ الْأَسْمَاءِ
بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْآرَمِينَ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللَّهِ الْإِلَهِيِّ لَا يَصْرُغُ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهَذَا
أَسْبَغُ الْعِلْمِ ط اس کے بعد چند بار یہ پڑھے اللَّهُمَّ أَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيرُ بَرٍّ بَرٍّ اس کے دس بار یہ پڑھے
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اس کے بعد ایک مرتبہ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ط پھر سہ بار اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
وَأَلِّمْتُ عَنْكَ وَالسَّوَالِ عَنْكَ وَالصَّطَاحِقُ عَنْكَ وَتُفَاعَلْتُ عَنْكَ وَكَرَامَتِ الْأَدْلَاءِ اللَّهُ عَنْكَ وَمُعْجَزَةِ الْأَنْبِيَاءِ
عَنْكَ فِي دَائِمِ الدُّنْيَا وَإِنَّ السَّاعَةَ لَأَتْرُوبُ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ط یہاں ہاتھ پھیلا

اور دُعَا مَلِكِ الْمَلَكَةِ ذُكْرًا وَنَوْراً وَدُرّاً حَصُوناً نَادٍ وَمُحْضَرّاً مُخْفِي تَبَاقِيرَهُ طَاعَتُهُ كَذُّوهُمُ غَنَمٌ وَأَزْدُهُمْ جَحَشٌ وَأَرْزُقُهُ عَشَقَانَا وَذُفْقَانَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ط اس کے بعد سبعت عشر سورہ یسین پڑھے
بعد اس کے سورہ ملک اور سورہ جمہ پڑھے جب آفتاب بلند ہو جائے تو نماز اشراق دس رکعت پانچ سلام
کے ساتھ ادا کرے پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور اذالزلت الارض ایک بار رکعت دوم میں الحمد ایک بار
اور انا اعطینا ایک بار بعد ازاں دس بار درود شریف پڑھے بعد ازاں چاشت کے وقت تک تلاوت قرآن
میں مشغول رہے پھر نماز چاشت کی بارہ رکعت چھ سلام کے ساتھ ادا کرے اول رکعت میں فاتحہ ایک
بار سورہ الفتح ایک بار پڑھے بعد اس کے کلمہ سبحان اللہ پورا پڑھے اور سو بار درود شریف پڑھے
تلاوت قرآن میں اس وقت تک مشغول رہے جب تنگ دوپ میں تیزی آجائے۔ اس کے بعد دس صوتیں آخری
الم ترکیب سے قل أعوذ برب الناس تک بغنیہ دس رکعت چاشت میں پڑھی جائیں پھر دس بار درود شریف
پھر سورہ لوح پڑھے البتہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگی پھر ضروریات میں مصروف ہو وقت
ظہر سو مرتبہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر سورہ فتح یکبار اور سورہ ملک پانچ بار اور سورہ عبثاً لوں
ایک بار اور وہ النازعات ایک بار پڑھے ظہر کی سورتوں کے پڑھنے کا فائدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس بندہ
کو قبر میں نہ رہنے دیگا پھر ذکر میں مشغول ہو فرمایا کہ شرح مشائخ میں لکھا ہوا ہے کہ جو کوئی سورہ والناس پڑھے
کا حق تعالیٰ اس کو قبر میں نہ چھوڑے گا پھر نماز عصر پڑھے اور مغرب کی نماز کی سنتوں کے بعد دو رکعت
نماز بہ نیت حفظ ایمان ادا کرے پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ قل هو اللہ ترین مرتبہ اور تلق ایک بار رکعت
دوم میں الحمد ایک بار سورہ اخلاص تین مرتبہ اور الدناس ایک مرتبہ بعد ختم نماز سجدہ میں رکھ کر
یوں دعا گئے یا یٰقُوْمُ رَبِّیَّ عَلٰی لَا یُخَافُ اس کے بعد صلوٰۃ الاداء میں کی چھ رکعت تین سلام کے ساتھ
ادا کرے رکعت اول میں بعد فاتحہ اذالزلت الارض رکعت دوم میں بعد الحمد سورہ نکاثہ اور رکعت سوم
دھارم میں سورہ واقعہ پڑھے پنجم و ششم میں اور سورتیں ملا کر پڑھے اور نماز پوری کرے اور جب عشاء کا وقت
آجائے اس وقت یہ دعا پڑھے اللّٰهُمَّ عِنِّیْ اِذَا کُرْتُ وَشَکَرْتُ وَتَسْتَعِیْنُ عِبَادَکَ بعد اس کے نماز
عشاء کی وقت چار رکعت اس طرح پڑھے رکعت اول میں بعد الحمد آیۃ الکرسی تین بار اور دینیوں و کمونیوں میں شیعوں

قل پڑھے بعد سلام مطلب نیک طلب کرے پورا ہوگا۔ اس کے بعد چار رکعت نماز سعادت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ انا انزلنا تین بار سورۃ اخلاص پندرہ بار نماز سے فایغ ہو کر سرسجدہ میں رکھ کر کہے یا حی یا قیوم یا اے اللہ تعالیٰ اس کے بعد بیٹھ جائے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرُکْعَةٍ فِی الْعَمْرِ وَالصَّحْتِ فِی الْمَعِیْشَةِ وَوَسْعَةٍ فِی الْمَرْزَقِ وَزِیَادَةٍ فِی الْعِلْمِ وَتِیْنَتِیْ عَلٰی الْاِیْمَانِ ط۔

رات کے تین حصہ کرے پہلے میں نماز عشاء دو سہرے میں تہجد ادا کرے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی ہے اور اُترت کے لئے بھی ضروری ہے لہذا بارہ رکعت یا آٹھ رکعت پڑھے اور جو کچھ قرآن میں سے یاد ہو پڑھے اور تھوڑی دیر سو رہے پھر اٹھ تازہ وضو کرے صبح کا ذب تک ذکر شغل و مراقبہ میں مشغول رہے فرمایا کہ ایک بزرگ کی نماز تہجد ادا نہ ہو سکی تو وہ گھوڑے پر سے گر پڑے اور پاؤں لٹ گیا مکان پر آئے اور سوچا کہ ایسا کیوں ہوا آواز آئی کہ نماز تہجد ادا نہیں کی پس اسی حالت میں نماز ادا کی اور پاؤں درست ہو گیا چنانچہ اسی طرح عمل روزانہ جاری رکھے اور لازم ہے کہ ذرہ برابر غلات حکم مرشد کے تصور نہ کرے۔
(دلیل العارفین)

برائے حل مشکلات فرمایا کہ آثار طبقات مشائخ میں لکھا ہوا ہے کہ حاجت براری کے واسطے الحمد شریف زیادہ پڑھنی چاہیئے۔

حدیث شریف میں آیا ہے فرمایا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جس شخص کو کوئی حاجت پیش آئے وہ الحمد شریف اس طریق پر پڑھے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے میم کو الحمد کے لام سے ملائے تو (دلیل) آواز دیکھا اور پوری الحمد شریف پڑھنے کے بعد تین مرتبہ آمین کہے حق سبحانہ تعالیٰ مشکلات حل فرمادے گا (دلیل العارفین)

حضور خواجہ عثمان ہارونی فرماتے ہیں کہ لا علاج مرض کی شفا کے لئے بہ ترکیب مذکورہ بالا سورہ فاتحہ بسم اللہ کے ساتھ چالیس روز پڑھے اور دم کرے۔ حق تعالیٰ شفا دیگا۔

حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک روز حضور رحمۃ اللعالمین روقت افروز تھے اور صحابہ کرام رحمہم اللہ اجمعین بھی حاضر و بار اقدس تھے کہ جبرائیل امین آئے اور عرض کیا حق سبحانہ تعالیٰ

بعد سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے آپ کو جو کتاب بھیجی اس میں سورہ فاتحہ ہے اگر توبہ میں ہوتی تو
موسیٰ کی اُمت میں چھوڑ نہ ہوتے اور اگر انجیل میں ہوتی تو اُمت عیسیٰ ترسانہ ہوتی اگر زبور میں ہوتی تو اُمت
داؤد برگشتہ نہ ہوتی۔ پس یہ صورت قرآن مجید میں اس لئے بھیجی ہے کہ اس کی برکت سے آپ کی اُمت
برکتیں حاصل کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے فرمایا کہ وہ سورہ کوئی ہے جبریل علیہ السلام نے
پیش کی اور بہت سے فضائل بیان کئے پس لازم ہے کہ ہر وہ انسان جس کو کوئی ضرورت دینی یا دنیاوی پیش
آئے یا بیماری ہو تو صبح کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد اکتالیس مرتبہ بطریق مذکور القدر الحمد شریف پڑھے
بعد ازاں نماز فریضہ ادا کرے حق سبحانہ تعالیٰ کامیاب فرمائے گا۔

حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے پیر و مرشد کیساتھ پانچ مرتبہ اس طرح دریا
عبور کیا کہ الحمد شریف پڑھ کر پانی پر دم کی اور بہتے دریا سے پار ہو گئے۔

برائے کشف قبور حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ کسی کامل بزرگ سے بیعت ہو کر روزانہ
بعد نماز عشاء سوئے قبل آیتہ الکرسی ایک مرتبہ اور چاروں قل شریف پڑھ کر سینہ پر دم کرے بعدہ دن
بار سورہ فاتحہ شریف اور اسمائے پاک حضرت حق سبحانہ تعالیٰ اور اسمائے مبارک حضور نبی کریم روف الرحیم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ کر دائیں بائیں پہلو پر دم کرے بعدہ درود شریف سو بار پڑھے اور سر کی جانب
دم کرے اور سورہ الم نشرح پڑھتا ہوا سو جائے انشاء اللہ تعالیٰ جس بزرگ کا خیال دل میں رکھ کر
سو بیگا ان کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ اکتالیس دن کے بعد جب سب بزرگوں کی زیارت کر لے گا
تو پھر جس قبر کے پاس باد صمود و زانو بیٹھ کر مراقبہ کرے گا بحکم خدا صاحب قبر کی زیارت ہوگی اگر دل صاف
ہے تو بات حیات کرنے کی توفیق بھی ہو جائے گی اور صاحب قبر سے فیض باطنی بھی ہوگا۔

(سواخ خواجہ غریب نواز)

برائے شرف زیارت رسول اللہ حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کو خواب میں شرف
صلی اللہ علیہ وسلم زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشتیاق ہو تو حبیہ کی

میں دو رکعت نماز نفل اس ترکیب سے ادا کرے کہ ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے آیتہ الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص پندرہ بار نہایت خلوص دل سے پڑھے اور بتر پاک پر سو جائے اور کسی سے بات چیت نہ کرے بحکم خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ (سوانح غریب نواز)

برائے درد شکم { غریب نوازؒ نے فرمایا کہ پیٹ کے درد کے واسطے سات بار سورۃ الم نشرح پڑھ کر دم کر کے مرین کو پلا دے تو بالکل تندرست ہو جائیگا (از سوانح غریب نوازؒ)

برائے دفعیہ دشمن { حضرت غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے دشمن زیادہ ہوں تو چاہیے کہ یاد دہنو سو مرتبہ درود شریف پڑھے اور ہاتھ اٹھا کر دفعیہ دشمن کی دعا جناب باری میں عجز انکساری کے ساتھ کرے ایک ہفتہ کامل پڑھنے سے دشمن مغلوب ہوں (از سوانح غریب نوازؒ)

بوقت نزع { حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا کہ جس کو شدت سکرانہ موت ہو اُس کے پاس بحالت نزع سورہ یسین شریف با وضو بھنور قلب پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ سکرانہ کی سختی آسان ہو جائے گی بارہا آزمودہ ہے (از سوانح غریب نوازؒ)

برائے معاش { حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے فرمایا کہ اگر کسی کو ملازمت نہ ملتی ہو اور ذریعہ معاش کی کوئی صورت نہ ہوتی ہو تو اس کو چاہیے کہ غرہ نواز سے سورہ یسین شریف کو اس ترکیب سے پڑھے کہ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے اکتالیس بار درود شریف پھر سورہ یسین شریف تیسین در تیسین پڑھے لفظ تیسین پر بار تکرار کرے آخر تک اس طرح سورہ شریف ایک بار پڑھے بعد درود شریف ۴۱ بار پڑھے اور دعا مانگے خدا چاہے اول تو پہلے ہی چلے میں کامیاب ہوگا درتہ دوسرا اور تیسرا چلے بھی کرے کامیاب ہوگا اور کوئی صورت معاش کی پیدا ہو جائے گی (از سوانح غریب نوازؒ)

مرض لا دوا کا علاج { حضرت خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو لا علاج مرض ہو تو چاہیے کہ جمعہ کے دن بعد نماز عصر سے مغرب تک یا اللہ یا رحمن یا رحیم طیر مختار ہے انشاء اللہ تعالیٰ اکیس دن میں صحت ہوگی ناخہ نگرے اگر مرض موت ہے تو وہ پڑھ نہ سکیگا۔ (از سوانح غریب نوازؒ)

ادائے قرض کی واسطے { حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا کہ ادائے قرض کے واسطے آیت ذیل ۴۱ دن تک

تو سورہ رحمن کا گنڈا بنا کر گلے میں ڈالے۔ سورہ رحمن پڑھنا شروع کرے اور ہر آیتہ فبائی لاء عربکما تکلذ بان پر گرہ بنائے اور کھینچتے وقت دم کر کے گرہ مضبوط کر دے آخر تک ایسا ہی کرے اور گلے میں ڈال دے بہت جلد آرام ہو جائیگا (از سوانح غریب نواز)

آپ کی کرامات عظیمہ

یہ سلسلہ ہے کہ راست عقل میں آنے سے ہالاقہ ہے۔ اس لئے اہل عقل کو بدلائل اس کا سمجھنا محال ہے مگر اہل عقل میں بھی دو گروہ ہیں ایک وہ گروہ جو اس مسئلہ کو بدلائل عقلی سمجھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس گروہ کو ہم نے بالمشاہدہ بدلائل عقلی سمجھانے کی آگے کوشش کی ہے۔ مگر دوسرا وہ گروہ ہے جس کا کتاب اللہ پر ایمان ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں ثبوت کی کسوٹی پر ہر مرکب رکھنا چاہتا ہے۔ اس گروہ کے لئے تو صرف اس آیتہ قرآنی کا معجزہ کے ثبوت میں پیش کرنا کافی ہو گا۔

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد صلیم)
کو راتوں رات مسجد الحرام (کعبہ) سے مسجد اقصیٰ
(بیت المقدس) تک جس کے گرد اگر وہیم نے برکت
دی ہے لے گیا تاکہ ہم اسے اپنی بعض نشانیاں
دکھائیں۔ بیشک وہ مستند دیکھتا ہے (سورہ بنی
اسرائیل پارہ پندرہواں)

مَسْجِدَ الْأَيْمَنِ الَّذِي يَحْدِيهِ كَيْلَ مَنْ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِي بَوَّكُنَا خَوْلَةً
لَعَنَّا مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ سَمِيعُ الْبَصِيرِ

مندرجہ بالا آیتہ مقدسہ سے سرور عالم کا ایک رات میں کعبہ سے بیت المقدس تشریف لے جانا معلوم
ہوا بایں وہ نبی سے معجزہ کا ظہور قرآن سے ثابت ہے مگر اب دیکھنا ہے کہ انبیاء کے علاوہ بھی کسی سے
اظہار کرامت کلام مجید سے ثابت ہے یا نہیں چنانچہ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات ثابت
کرتی ہیں کہ بی بی مریم اگرچہ نبی نہ تھیں مگر ان سے کرامت کا ظہور ہوا۔

پھر جننے کا درد اسے ایک کچھور کی جڑ کے پاس لے آیا

فَاجْتَاَعَهُ الْخَافِضُ إِلَى جَذْعِ النَّخْلَةِ جَ قَالَتْ

يَلْتَمِزْنِ مِمَّا قَبْلُ هَذَا وَكَذَلِكَ فَتَسِيءُ مَنْسِيًا فَتَنَادَهَا
مِنْ تَحْتِهَا اَللّٰهُ تَعَزَّيْ تَدْرِكُ رَهْمَةً تَحْتِكَ مَسْرًا
وَمِنْ اِيَّكَ بِحَدِّ الْعَلَّةِ فَتَسْقُطُ عَلَيْكَ رِيًّا
جَدِيًّا فَتَكْلِي وَاشْرِي وَتَرْسِي عَيْنًا

كَمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكِيًّا اَلْمِثْرَابُ طَوَّحَدَ عَيْنَهَا
رَزَقًا طَالَ بِمِثْرِيْمٍ اِيَّكَ هَذَا طَالَ هُوَ مِنْ
عَيْنِ اللّٰهِ ط

بولی کاش کے میں اس سے پہلے مریکی ہوتی۔ اور
اور بھولی بسری ہوتی پھر اس کے نیچے سے اسکو
آواز آئی کہ غم نہ کھا تیرے رب نے تیرے نیچے (تیرے
قدروں کے نیچے) ایک پالی کا چشمہ جاری کیا ہے
اور تو اپنی طرف کھجور کا تنا ہلا تجھ پر پکی کھجوریں گر رہی ہیں
تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر سورہ مریم پارہ سوم
جب کبھی ذکر یا اوس کے پاس ہجرہ میں آتا تو
اس کے پاس کچھ کھانا (موجود) پاتا۔ ذکر لینے کہا
اے مریم یہ کھانا کہاں سے تیرے پاس آیا۔ وہ
بولی یہ اللہ کے پاس سے ہے

(سورہ آل عمران پارہ سوم)

اسی طرح ہندوستان کے امام لادلیا حضور خواجہ غریب نواز کی ذات اقدس سے بزمانہ حیات
ظاہری کرامتیں سرزد ہوئیں بلکہ بعد وفات بھی لافانی لادھانی قوت کے زیر اثر ہزاروں کرامتیں ظہور
پذیر ہوئیں اور لاکھوں اہل غرض اہل حاجت دریائے فیض سے مستفیض ہوئے۔ اور تاقیامت
ہوتے رہیں گے۔

اس موقع پر ہم صرف آپ کی ان کرامات کا تذکرہ کریں گے جو ولایت خواجہ کے زیر اثر بزمانہ حیات
ظاہری ظہور پذیر ہوئیں۔ حالانکہ ان کی تعداد ہزاروں بتائی جاتی ہے مگر ان میں سے چند تبرد کا حسب
ذیل ہیں۔

میسالی { ایک شخص کو حکومت وقت نے ہلا تصور پھانسی دی تھی۔ آپ وضو کرنے کے لئے بیٹھے تھے کہ
اُس کی ماں گریہ و زاری کرتی ہوئی آپ کے پاس آئی۔ اور اپنے بیٹے کی بے قصوری ظاہر کر کے کہنے لگی کہ
”حاکم نے اُس کو ناحق پھانسی دی ہے۔ آپ پر اے خدا میرے فریاد رسی کیجئے“

پس آپ فی الفور عصا لیکر روانہ ہوئے۔ اور ایک جماعت صوفیوں خادموں اور مردان شہر کی آپ کے ہمراہ ہوئی۔ آپ مقتول کے نزدیک تشریف لے گئے اور عصا سے اُس کی طرٹ اشارہ کر کے فرمایا کہ ”اے مظلوم اگر توبہ کیا گیا ہے تو حق تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ اور دار سے نیچے اتر آ۔ یہ فرمان سنکر مقتول زندہ ہو گیا اور دار سے اتر آیا۔ اور آپ کے قدموں پر سر رکھا اور اپنی ماں کے ہمراہ گھر گیا۔

کرامت سلیمانی {خواجہ قطب صاحب فرماتے ہیں کہ غریب نواز ہر سال حج کے لئے جاتے تھے مگر جب آپ کا کام بڑھا تو آپ ہر شب اجیر تشریف سے طواف کعبہ کے لئے تشریف لیجاتے تھے۔ اور جو لوگ آپ کے شاسلہ ہاں موجود ہوتے تھے وہ آپ کو دیکھتے تھے۔ اور آپ کے خدام جانتے تھے کہ آپ حجرہ میں شغل عبادت ہیں۔ آخر تحقیق ہوا کہ آپ ہر شب کتبہ منظمہ میں ہوتے ہیں۔ اور نماز فجر اپنے مقام پر آکر جماعت کے ساتھ ادا فرماتے ہیں۔ (از فرایدا تالکین و مسالک السالکین)

تاج بخش {ایک روز آپ اور شیخ ابدال الدین کرمانی اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز ایک جگہ آپس میں بیٹھے حق تعالیٰ کا تذکرہ کر رہے تھے۔ ایک لڑکا شمس الدین نامی ہاتھ میں تیر و کمان لئے ہوئے اس طرف سے گذرا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ ”میں نے لوح محفوظ میں دیکھا ہے کہ یہ لڑکا شاہ دہلی ہوگا۔“ پس ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور شمس الدین التمش دہلی کا بادشاہ ہوا (از مسالک السالکین)

مظلوم نوازی {ایک روز آپ کے ایک مرید نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ”مجھ کو حاکم شہر نہایت تنگ کرتا ہے میں اُس کے ظلم و ستم سے سخت پریشان ہوں آپ نے فرمایا دیکھ وہ تو گھوڑے پر سے گر کر مر گیا۔ جب وہ مرید باہر آیا تو میدان کی طرف شور و غل کی آواز سنی۔ معلوم ہوا کہ ابھی حاکم شہر گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ (از مسالک السالکین)

کرامت خلیلی {بغداد تشریف میں پانچ آدمی فرقہ جموسی سے ریا سنت و مجاہدہ میں نہایت مشہور تھے چھ چھ ہینے کے بعد صحن ایک لقمہ کھاتے تھے۔ اس نے مخلوق کو کمال کی بہت معتقد تھی ایک

روزِ وہ حاضر خدمت ہوئے۔ جیسے ہی آپ کی نظر مبارک اُن پر پڑی وہ ہیت کے ایسے بید کی طرح کانپنے لگے اور آپ کے قدموں پر گرے۔ آپ نے فرمایا کہ آتش پرستی کیوں کرتے ہو کیوں حق تعالیٰ کو نہیں پوجتے کہ مقصد دلی کو پہنچو۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ ہم آتش پرستی اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو قیامت کے روز نہ ہلا دے۔ آپ نے فرمایا کہ آگ کی کیا مجال ہے کہ بغیر حق تعالیٰ کے حکم کے کچھ بھی کر سکے یہ فرما کر آپ نے اپنی لعین تشریف آگ میں ڈال دیں۔ جلتا تو درکنار دلِ غم تک نہ آیا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ صدقِ دل سے ایمان لائے اور آپ کی خدمتِ بابرکت میں رہ کر کامل ہوئے (از مسالک السالکین)

کرامتِ عیسوی { ایک روز قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سلطان شمس الدین التمش ذرا شہرِ مقدس کے ہاتھ میں ہاتھ دے قلعہ شاہی کی سیر فرما رہے تھے۔ اور بہت سے امرا و اہلکین سلطنت بھی موجود تھے کہ اتنے میں ایک عورت بدکارہ نے حاضر ہو کر بادشاہ سے فریاد کی کہ مجھ کو حضرت قطب صاحب کا محلِ حرام ہے یہ شکر بادشاہ اور تمام ماضین پر عالم سکے کا پیدا ہو گیا اور حضرت قطب صاحب کی یہ حالت ہوئی کہ مارے شرم کے عرقِ عرق ہو گئے۔ اور اسی حالت میں حضورِ غریب واز کی طرف رجوع ہوئے۔ آپ اس وقت اجمیر میں تشریف فرما تھے کہ یکایک۔ ہاں آپہنچے اور عورت کے شکم کی طنزِ توجہ ہو کر فرمایا کہ اے بچہ تو ہی بیان کر کہ اس کی اصلیت کیا ہے بچہ ماں کے پیٹ سے گویا ہوا کہ یہ بالکل جھوٹ و اہتمام ہے۔ حاسدوں اور مفسدوں نے یہ افترا پردازی کی ہے یہ شکر عورت بدکارہ نہایت نادوم و پیشانی ہوئی۔ (از مسالک السالکین)

زیارتِ کعبہ کرانا { آپ نے فرمایا کہ میں ایک وقت ہنگامِ مسافرتِ سمرقند میں تھا۔ قریب مکانِ ابوہیثم سمرقندی کے ایک مسجدِ حقّی ایک دانشمند نے کہا کہ محراب اس مسجد کی اس طرف ہونا چاہئے حقّی کیوجہ سمتِ کعبہ کی اس طرف ہے میں نے کہا اس طرف نہیں اُسی طرف ہے۔ مگر اُس نے میری بات نہ مانی اور اپنی بات پر اصرار کرتا رہا۔ ناچار میں نے اُس کی گردن پکڑ کر کہا کہ دیکھ کعبہ کس طرف ہے اُس نے دیکھا تو کعبہ اُسی طرف تھا جس طرف میں کھتا تھا (از مسالک السالکین)

شانِ غریبِ نوازی { ایک شخص نے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

سُبَّارک میں حاضر ہو کر زمین خدمت چومی اور عرض کیا کہ یا حضرت میں نے ایک وقت خواب دیکھا تھا کہ حضور
نوحاہر غریب نواز معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ نے روٹیاں عنایت فرمائیں۔ اُس وقت سے اس وقت تک
کہ زمانہ ساٹھ سال کا ہوا مجھے وہ وظیفہ بلاناغہ پود پختا ہے۔ حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا کہ ”وہ خواب نہ تھا
حق تعالیٰ کا کرم تھا کہ حضرت غریب نواز علیہ الرحمۃ نے تجھ پر مہربانی فرمائی۔ تاکہ تو مبتلائے افلاس نہ ہو۔
(از مسالک السالکین)

آپ کی کرامات عظیمہ بالمشاہدہ گزشتہ کلمات کا حال پڑھ کر ممکن ہے بعض اسباب دامادہ پرست
حضرات نے زمانہ حال کی مردوخہ روش کے مطابق تبسم فرمایا ہو گا اور یقین کا درجہ تو کجا بلکہ ایک افسانہ سمجھا ہو گا
اور افسانوں میں بھی طلسم ہو شراب کے درجہ میں جگہ دی ہو گی۔ ایسے حضرات کو معلوم ہونا چاہئے کہ کرامت
تو نام ہی اُس چیز کا ہے جو عقل میں تو نہ آئے مگر بالمشاہدہ سامنے آجائے۔ ہر چند کہ باسباب ظاہر اُس
کے ہونے کا کوئی امکان نہ ہو مگر اُس کے درود سے مسبب کے فائدہ مطلق ہونے کا ثبوت ملے۔

آئیے اب ہم منکران کرامت کو انہیں کی مادی آنکھ سے غریب نواز کی ایسی کرامتوں کا بھی معائنہ کریں
جو آج تک روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ذرا ٹھنڈے دل سے نظر غور کو تکلیف دے تو
اُسے یقیناً یہ کہنا پڑے گا کہ بیشک یہ چیز قانون ظاہر کے خلاف ہے اور موجودہ مادی قوتوں سے بالاتر
منور کوئی روحانی قوت ہے جو پس پردہ کار فرما ہے۔ جس سے دنیاوی قانون اور معمول کے خلاف ایسے
عقل سے بالاتر امور عالم وجود میں ظاہر ہوئے ہیں جو آج تک اظہر من الشمس ہیں۔ (مولف)

کرامت اول بالمشاہدہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مادی بادشاہ اگرچہ اُس کے پاس فوج۔ خزانہ حکومت
قوت۔ سامان جنگ اور دیگر معقول ذرائع بھی موجود ہوتے ہیں۔ مگر وہ صرف ملک فتح کر لیتا ہے۔ اور اُس
کی مخلوق پر اُسکی مرضی کے خلاف اپنی قوت اپنی فوج اپنی تلوار کے ذریعہ بطیب خاطر نہیں بلکہ بالجبر
حکومت کرتا ہے۔ اور وہ حکومت صرف اُس کی مادی قوت اور زندگی تک محدود رہتی ہے۔ اُس کے
مرنے کے بعد اس کی حکومت کا طلسم درہم برہم ہو جاتا ہے۔ پھر کوئی نہیں پوچھتا کون بادشاہ تھا اور
کہہ دیتا۔ نہ وہ باقی رہتا ہے نہ اُس کی حکومت

جب ہم تاریخ ہند کی درق گردانی کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ ایک خدا کا برگزیدہ بندہ آج سے سات سو برس قبل ہندوستان آتا ہے۔ نہ اس کے پاس فوج ہوتی ہے نہ خزانہ۔ نہ وہ کہیں کا مادی بادشاہ ہوتا ہے نہ حکمراں۔

بلکہ وہ پیوستہ لگے پکڑے پہتا ہے۔ سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر تناول کرتا۔ اس کے ساتھ صرف چالیس انتہا کم کرنے والے بیج کش۔ خد کے نیک بندے ہوتے ہیں۔ جن کے پاس نہ کوئی توپ ہوتی ہو نہ تلوار البتہ اخلاق شفقت محبت پھر رومی۔ حقانیت کے خزانہ ہوتے ہیں۔ جن سے وہ ملک پر نہیں بلکہ صاحب ملک پر پڑتا ہے۔ اور شاہوں کی طرح صرف ملک اور اہل ملک پر نہیں بلکہ سلاطین اور ان کے مجاہدین کے قلوب پر حکمرانی کرتے ہیں۔

روحانی سلطان الہند کے دربار میں کبھی شہاب الدین غوری استعانت باطنی حاصل کر کے ممنون کر فلم آتا ہے تو کبھی شمس الدین التمش خلوص رواداری۔ حق شناسی کی تعلیم کا خزانہ پاکر خد کے سامنے سجدہ شکر کرنا نظر آتا ہے پھر رطفت یہ ہے کہ یہ چیزیں حیات ظاہری تک نہیں بلکہ بعد وفات بھی اسی طرح نظر آتی ہیں جس طرح اس زندگی میں تھیں۔

اکبر ہمایا جلیل القدر بادشاہ اپنی سعادت سمجھ کر دربار خواجہ میں پایادہ حاضر ہوتا ہے۔ جہانگیر سرور بادشاہ غلامی پہنکر خواجہ کا حلقہ بگوش بن جاتا ہے۔ یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا یہ ایسی کھلی ہوئی کرامت نہیں جو آسانی سے سمجھ میں آ جاوے۔ اور اس نتیجہ پر پہنچاتے ہیں مدد دے سکے کہ دنیاوی بادشاہ سے زیادہ کوئی دنیاوی قوت نہیں ہے۔ مگر جو قوت دنیاوی حاکم تک کو مسخر کرے وہ ضرور کوئی ایسی قوت ہے جو دنیاوی قوتوں میں کہیں نظر نہیں آتی۔ اور وہ قوت ضرور روحانی قوت ہے (مرفعت)

کرامت دویم یا المشاہدہ علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں۔ ایک لکھتی مر جانا ہے لڑکا چھوڑتا ہے جو اس کے منظر سے ہوتا ہے۔ باپ کے صدقہ میں لاکھ روپیہ بلا مشقت اُسے ملتے ہیں۔ بڑا سعادت مند ہے تو باپ کا نیچہ۔ دسواں۔ چہلم کروا۔ قبر پر بڑی بڑی ہوا دی۔ بعد ازاں وہ نہیں جانتا باپ کون تھا اور کبھی

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا مشفق باپ بھی موجود ہے جس کی وفات کو اگرچہ سات سو برس سے زیادہ ہو چکے
مگر آج بھی اُس کے مشفقہ اکرام اور مرتبہ انعام خدا معلوم کس قوت کے تحت میں ہیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم
سالانہ ہفتہ دار۔ بلکہ روزانہ اُس کے روضہ پر حاضر ہوں سفر دور دراز کی صوبت برداشت کریں۔ روپیہ
خرچ کریں۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں مگر دربارِ خواجہ میں وقت پر پہنچ جائیں۔

کرامتِ سویم بالمشاہدہ { کون نہیں جانتا کہ دنیا میں اہل دنیا کو دولت دنیا بڑی عزیز ہوتی ہے۔ ایک
پیسہ کہیں گر جائے تو اس کی تلاش میں انسان سرگرداں ہو جاتا ہے یہاں تک کہ نالی میں گرے ہوئے
پیسہ کو دھوکہ جیب میں رکھ لیتا۔

بادِ وجود اس کے سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسی پوشیدہ قوت ہے جو ایسی عزیز چیز بھی دربارِ خواجہ
میں بے دریغ خرچ کر دیتی ہے بادشاہ شاہجاں لاکھوں روپیہ خرچ کر کے یہاں سنگ مرمر کی مسجد تعمیر
کراتا ہے اگر بادشاہ اپنی طرف سے زرِ کثیر خرچ کر کے ایک وسیع عالی شان مسجد بنواتا ہے۔ خرچِ سیر
ہزاروں روپیہ کی آمدنی کے مواضعات وقف کر کے بطورِ مذہبِ رگاہ میں پیش کرتا ہے۔ نظامِ حیدر آباد کن
پیش ہادہ اٹھ تیار کر کے پیش کرتے ہیں۔ معین الدولہ زرِ کثیر خرچ کر کے سماع خانہ تیار کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ
پس معلوم ہوا کہ مابین خواجہ و مخلوق کوئی روحانی خفیہ رشتہ اب بھی ہے جو زمینی عزیز ترین شے
بھی خواجہ کے قدموں پر قربان کرنے کے لئے مجبور کر دیتا ہے۔ اسے روحانی قوت یا کھلی کرامت نہ کہیے گا
تو اور کیا فرمائیے گا۔ ۹

یقیناً یہی وہ غریب نواز کی کرامات جاری ہیں جو چشمِ بینا کو باسانی آج بھی نظر آ رہی ہیں اور ہمارے
تزلزل اور وہم و خطراتِ باطل کا زبانِ حال سے جواب دے رہی ہیں۔ (مولف)

یہ چارم کرامتِ شہنشاہی { بادشاہوں کے دروازہ پر سب اہل دنیا سر نیاز جھکا کر ہاتھ پھیلا کر آتے
ہیں۔ مگر بادشاہ کسی کے سامنے سر نہیں جھکایا کرتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں
بادشاہِ تائبی {
کہ دربارِ خواجہ میں شاہانِ جلیل المقدرہ والو العزم عاجزانہ دنیا سر نیازانہ طور پر جاہری بیعتے ہیں۔ اور ان
پھیلائے نظر آتے ہیں۔

کبھی شہاب الدین غوری ممتون کر نہ نظر آتا ہے تو کسی موقع پر سلطان شمس الدین التمش سیر نیاز جھبکا
نظر آتا ہے۔ اور قطب الدین ایبک بذریعہ عن اظہار لشکر کرتا ہے۔ اندر پھر مزید براں یہ کہ شاہوں
کی جبین سائی صرف آپ کی حیات ظاہری میں ختم نہیں ہوتی بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے
حسن معنوی کی بدستور کشش نظر آتی ہے۔ سینکڑوں برس کے بعد بھی ہندوستان کے امیر و غریب
اور صاحب حکومت لڑا بان اور ہمارا جگان کی جھولیاں بھرنے والا اکبر بادشاہ خود دربار خواجہ میں سائل بنکر
آتا ہے جہاں گیارہ بادشاہ سرور بار اظہار غلامی کرتا ہے۔ جھولیاں بھرنے والے بادشاہوں کا آپ کے در پر بھیک
مانگنا چشم بینا کے لئے بالمشاہدہ کھلی کرامت نہیں تو اور کیا ہے ؟

ان ہی شاہانہ اکرام کی وجہ سے سلطان الہند۔ غریب نواز کے القابات سے آپ یاد کئے جاتے ہیں بلکہ
بالاجمال کی تفصیلات آگے درج ہیں۔

پیچم کرامت بالمشاہدہ { دنیاوی عیش و آرام۔ دولت۔ ثروت۔ حکومت۔ عزیز واقربا دوست احباب بطن
و پرورش گاہ سب کو عزیز ہوا کرتے ہیں کوئی انہیں بھی ہو مگر اسے وطن کی یاد احباب اقربا کی مفارقت وغیرہ
ستاتی ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس قدر عزیز چیزیں چھوڑ کر لوگ یہاں چلے آتے ہیں۔ اور وطن سے دور۔
حکومت و دولت سے کنارہ کش ہو کر فاقہ کشی اور غربت کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور وطن کے حامیوں
کے مقابلہ میں یہاں بظاہر بے یار و مددگار نظر آنے پر بھی بہت مطمئن نظر آتے ہیں حضور غریب نواز کی اس
افضل ترین جاز بیت اور اعلیٰ ترین کشش اور انتہائے کرامت کے ثبوت میں آج بھی سینکڑوں صاحب
ثروت اہل دل اجمیر کی گلیوں میں گدائی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور صاحب بصیرت ان سے سبق
ماصل کر رہے ہیں۔

ششم کرامت بالمشاہدہ { انقلابات زمانہ سے عزیز واقربا بچھڑ جاتے ہیں۔ دوست و احباب دور
ہو جاتے ہیں۔ ایک جد کی اولاد بعد مقامی و زمانی کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتی تک نہیں
سلاطین زمانہ برباد ہو کر اس گدائی کے لئے نظر آتے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کے روحانی بادشاہ کی وہی شا
ہے جو آج سے سات سو سال پہلے تھی۔ بلکہ غریب نواز ہر زمانہ بیشتر از پیشتر کے مصداق پہلے سے زیادہ لازماً

شہنشاہی نظر آتے ہیں۔

خواجہ محمد الدین اور محمد یادگار رحمۃ اللہ علیہ داجمین نے جس طرح آپ کی حیات ظاہری میں آپ کی خدمت کرنے کا شرف حاصل کیا اسی طرح آج سات صدیوں کے بعد بھی ان حضرات کی اولاد سلسلہ بسلسلہ بلا کسی انقلاب زمانہ سے ٹھٹھا ٹھوٹے حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے روضہ مقدسہ کی خدمت کرتے ہوئے نظر آتی ہے۔

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

(ج) بعض دور حاضرہ کی کرامات

اکرم علیخاں صاحب { غریب نواز کے عرس شریف کے دن ہیں میں اور والد مرحوم درگاہ شریف میں حاضر اکبر آبادی کا بیان { ہیں ایک گجرات کے درویش آتے ہیں اور آہ بھر کر میرے سینے کی طرف پھونک دیتے ہیں۔ اسی وقت مجھ پر استقدر وافرنگی طاری ہو جاتی ہے کہ کپڑے پھاڑ کر دیوانہ وار درگاہ میں دوڑنا شروع کر دیتا ہوں۔ والد از حد پریشان ہو جاتے ہیں۔ اپنے وکیل درگاہ کے توکل سے مجھے اندر قہ شریف میں بھیجا جاتا ہے۔ جس وقت روضہ مبارکہ کی چادر شریف میرے سر پر ڈالی جاتی ہے سینہ کی آگ ٹھنڈک سے بدل جاتی ہے۔ اور غنودگی طاری ہو جاتی ہے۔

دیکھتا ہوں دربار غریب نواز میں حاضر ہوں آپ کے ہر دو جانب بزرگان دین اپنے اپنے مقامات پر خاموش استادہ ہیں درمیان میں غریب نواز تخت پر رونق افروز ہیں بندر لیچو بلکہ مجھے ریافت کیا گیا کہ یہ اسی حالت میں رہنا چاہتا ہے یا سابقہ حالت میں میں نے چوہدری سے کہا ”پہلی حالت چاہتا ہوں“ اتنے میں وکیل صاحب نے چادر ہٹا کر مجھے اٹھالیا اور وہ دار فنگی دور ہو گئی۔

سعیہ خاتون زوجہ مولف { ایک مرتبہ میرے بھائی کی بچی کی طبیعت بہت خراب ہوئی کئی دن کھائے کا بیان { گذر گئے کوئی چیز ہضم نہیں ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ پانی کا ایک قطرہ تک

بھی پیٹ میں نہیں ہڑتا تھا۔ ایک شب جب اور بھی زیادہ طبیعت خراب ہوئی تو میں درگاہ غریب نواز میں بحالت اضطراب دعا مانگنے لگی۔ جب درگاہ میں داخل ہوئی تو ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا

اَنَا شَدَّ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اس آیت کے سننے سے مجھے سکین قلی ہو گئی چنانچہ جب ڈٹانگ کر مکان واپس آئی تو بجی کے مرض میں افاقہ پایا اور بفضلہ تعالیٰ وہ چند دن میں بالکل شفا یاب ہو گئی۔

عبد الغفور صاحب { ایک دن ایک غریب الوطن کے پاس ایک پیسہ تک نہ تھا۔ اس غریب کو شام کے اجمیری کا بیان { دقت چار پیسے کی عادت تھی مگر بے پیسہ چار کیسے آئے بالآخر چار رات کے باہر نچ گئے۔ میں اپنے گھر سو رہا تھا۔ سوتے میں آواز آئی کہ فلاں شخص (غریب الوطن) کے چوکتوں کے پیسے تمہارے پاس ہیں وہ ابھی اسے دیکر آؤ۔ چنانچہ جب پیسے لیکر ہونچا تو مندرجہ بالا تمام ماجرا علم میں آیا۔

محسن اللہ خاں صاحب { میں ایک ریاست میں ایک اعلیٰ عہدہ پر مامور تھا مگر وہاں سے ایک دم اپنی بجزوری کا بیان { کوٹھی اور سب سامان چھوڑ کر چلنا پڑا ناان شبینہ تک کو محتاج تھا۔ اپنے ایک وفادار ماتحت چراسی کی مدد سے ہزار خرابی دربار غریب نواز میں حاضر ہو کر التجا کی اور چند ہی دن میں میرا ایک دوسرے مقام پر عہدہ بلکہ تقرر ہو گیا۔

بیگم محسن اللہ خاں صاحب { میرے شوہر کو ڈاکٹروں نے دق تجویز کی۔ یہ سنکر مجھے انتہائی صدمہ کا بیان { ہوا۔ اور تو کیا کر سکتی تھی مگر میں نے غریب نواز سے معاملہ کو رجوع کر کے منت مانی کہ اگر میرا شوہر صحت یاب ہو جائے تو میں چادر شریف پیش کر دوں گی۔ چنانچہ جب ڈاکٹروں نے صحت یابی کا مزہ سنایا تو میں نے چادر شریف پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔

نواب نظیر بیگم صاحبہ { ایک مرتبہ میں بے انتہا بیمار ہو گئی۔ علالت کے دوران میں دو عورتوں کے سہارے دھول پوری { سے درگاہ شریف میں حاضر ہوئی۔ جالیوں میں بیٹھی اپنی صحت کے لئے دعا مانگ رہی تھی کہ ایک خنکی مجھے اپنے جسم سے مس ہوتی ہوئی معلوم ہوئی جوں جوں وہ مس ہوتی تھی مجھ میں توانائی اور تندرستی پیدا ہوتی جاتی تھی۔ تھوڑی دیر میں مرض کا اثر بالکل زائل ہو گیا اور بلا کسی کے سہارے اپنے گھر آ گئی۔

نوار خجہ محمد خاں صاحب جو دم پوری کے بیانات { ایک مرتبہ رانا صاحب دھول پور سے میری سرکشی

ہو گئی۔ کشیدہ خاطر ہو کر اجمیر چلا آیا۔ دربار غریب نواز میں دعا مانگی کہ صفائی ہو جائے۔ مگر جب تک رانا صاحب خود نہ بلائیں گے نہ ہماؤں گا۔ سید احمد علی شاہ صاحب سے اس کا تذکرہ ہوا فرمانے لگے غریب نواز کا حکم ہو گیا ہے کل تمہارے پاس بلائے کا تار آ جاوے گا۔ چنانچہ دوسرے دن ایسا ہی ہوا۔

ایک مرتبہ میں روضہ منورہ کا طواف کر رہا تھا۔ خطرہ گذرا کہ غریب نواز کے وصال کو سات صدیاں گزریں اب یہاں بجز مٹی اور کیا باقی ہو گا۔ جب میں بیگم الان کے سامنے آیا اور کٹھرے پر نظر پڑی تو دیکھا کہ روئے مبارک مثل آفتاب درخشاں ہے۔ اور نور کی شعاعیں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ اپنے خیال سے نادم ہوا اور تو بہ کی۔

اہلیہ کرم علی خاں صاحب { ایک مرتبہ اجمیر میں مجھے شدید ذات الجنب (نمونیا) ہوا۔ کئی دن تک حالت انکسار آبادی } خراب رہی آخر ایک دن بغض ساقط ہو گئیں۔ مستورات نے گریہ شروع کر دیا۔ اور دربار غریب نواز میں رجوع کیا آخر وہاں کے ایک غلام نے کہا یہ مردہ نہیں ہے غشی طاری ہے غریب نواز کے کرم سے اچھی ہو جائے گی چنانچہ یفصلہ تعالیٰ کچھ دیر بعد ہوش آ گیا۔ حالت بنبھل گئی۔ اب تک بقید حیات ہوں۔

مولف کا بیان { جون ۱۹۱۱ء میں اپنے بھائیوں کے ساتھ اجمیر حاضر ہو کر دربار غریب نواز میں دعا مانگی کہ مدینہ منورہ حاضری ہو جائے یا سیپ ظاہر مدینہ منورہ جانے کا کوئی امکان نہ تھا۔ طالب علمی کا زمانہ۔ سترہ سال کی عمر اس سال والدین کے انتقال کی وجہ سے بے سرو سامانی کا عالم کسی طرح عقلاً جانا سمجھ میں نہ آتا تھا۔ آخر غریب نواز کے اکرام نے دستگیری کی اور دو ہینیہ بعد ہی زیارات حرمین شریفین کے لئے روانگی ہو گئی دسمبر میں واپسی ہوئی۔

ان بیانات کے علاوہ تقریباً ایک سو اسی قسم کے بیانات اور مولف سے بیان کئے گئے اگر کم و زیادہ جمی ہوئی تو شاید ہزاروں بلکہ لاکھوں تک ذبت ہو سکتی اور ایک بڑی ضخیم کتاب مرتب ہو جاتی مگر یہ نظر اختصار مندرجہ بالا بیانات پر اکتفا کیا گیا۔

آپ کی بعض خصوصیات

(الف) حلقہ صوفیاء کی بعض مشہور روایات

حضرت قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب حضور خواجہ عثمان قدس سرہ غریب نواز کو اپنے ہمراہ کعبۃ اللہ لے گئے تو غلات کعبہ پر ٹکے آپ نے حب و میل دعائیں مانگیں۔
 ”خداوند! معین الدین کو مجھ جیسا (نویا فی الشیخ) کر دے“ ”خدا یا معین الدین کو اپنے جیسا (نویا فی الشیخ) کر دے“ ”خدا یا میری قبر مراد سے مگر معین الدین کی قبر کو قیامت تک آباد رکھ“
 فضل شاہ مراد آبادی کہتے تھے جب سلسلہ راز دنیا حضور خواجہ عثمان قدس سرہ منہ میں تشریف لے جانے لگے تو صفاقی مریدین آپ سے برگشتہ ہو گئے مگر غریب نواز چونکہ ذات سے دوستی رکھتے تھے اس لئے آپ پر و مرشد کے ساتھ رہے اور فرمایا ”مجھے ہر حال میں پیر کا اتباع لازم ہے۔ میں کسی حال میں ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا“
 چنانچہ جب شب میں نور محمدی جلوہ گر ہوا تو آپ نے آواز دے دی ”کوئی ہے؟“ غریب نواز نے عرض کیا ”معین الدین حاضر ہے“ فرمایا ”آؤ۔ غریب نواز حاضر خدمت ہوئے تو نور محمدی کے طواف کیلئے فرمایا۔
 نظام الدین شاہ صاحب دلیکبر آبادی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور خواجہ عثمان کا جبہ مبارک زیادہ دن تک ریب تن پہنا تھا اس لئے آپ نے غریب نواز سے فرمایا کہ اسے دھو ڈالو۔ مگر دھون کا پانی کسی ایسی جگہ بہا نا جہاں کسی کا پاؤں نہ پڑے۔ غریب نواز نے دھو کر سوچا مگر کوئی ایسا مقام سمجھ میں نہ آیا لہذا آپ نے وہ پانی خود پی لیا۔

مولانا عبد الشکور اکبر آبادی کہتے تھے ایک دن غریب نواز کے پیر و مرشد آپ سے بہت خوش ہوئے تو فرمایا ”معین الدین“
 تجھ سے وہ ہو جو ذات سے ہوتا ہے یعنی عین ذات میں فنایت حاصل ہو۔“

فیاض الدین صاحب کہتے تھے کہ ایک مرتبہ آپ کے پیر و مرشد چھوڑے تنا دل فرما رہے تھے۔ حضور خواجہ عثمان قدس سرہ جو گھٹلیاں چھوڑے کھا کر پھینکتے تھے وہ غریب نواز اذٹھا کر تنا دل فرما لیتے تھے تاکہ پیر و مرشد کے نفس

کی بے ادبی ہو۔

(ب) بعض عارفانہ تعبیرات

والد کے انتقال کے بعد آپ احوال عمر میں اپنے باغ کی آبپاشی کیا کرتے تھے بلکہ گلشن عالم بالمخصوص چمن ہندوستان کو سیراب فرما رہے تھے تیسرے آپ طیور کا شکار کیا کرتے تھے۔ بلکہ بنی نوع انسان کے قلوب شکار کرتے تھے۔ آپ کے عرس شریف کے دوران میں ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ باوجود انتہائی کوشش و انتظام کے درگاہ شریف میں پانی کی قلت ہو جاتی ہے۔ لوگ اسے آپ کی سید الشہداء سے گہری نسبت خیال کرتے ہیں۔

جس طرح حیات ظاہر میں آپ نے شمس الدین التمش شہاب الدین غوری کو تخت و تاج ہندوستان کا مالک بنایا اسی طرح آج بھی ہندوستان کی سلطنت آپ کے نصرت میں ہو۔ اسی وجہ سے آپ سلطان الہند کے مبارک لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

بعض لوگ آپ کو سلطان چشت یا چشتیؒ دہلیا بھی کہتے ہیں۔ یہ حقیقتاً آپ کے پیر سلسلہ حضرت خواجہ ابی اسحاق شامی چشتی قدس سرہ کی جانشینی ہے۔

علی (الف) جب خواجہ ابی اسحاق شامی اپنے مرشد خواجہ عطاء اللہ دیوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے آپ کا نام دریافت فرمایا عرض کیا ابی اسحاق شامی فرمایا آج سے تجھ کو ابی اسحاق چشتی کہینگے۔ (تذکرۃ العابدین) (ب) جن حضرات نے غریب نواز کی سکونت چشت قرار دیکر آپ کو چشتی لکھا ہے غلطی کی ہے۔ اصل یہ ہے کہ خواجہ ابی اسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ (جو ساتویں واسطہ پر غریب نواز کے پیر سلسلہ ہیں) نے چشت میں قیام فرمایا اور وہاں تبلیغ و اشاعت حق میں مصروف رہنے کی وجہ سے چشتی کہلائے۔ بعد ازاں آپ کا سلسلہ عالیہ چشتی کے نام سے مشہور ہوا۔ (ذکر خواجہ)

حصہ سویم
آپ کی درگاہ اور مراہم

آپ کی درگاہ و زند و عقیدت

درگاہ شریف آپ کی درگاہ شریف شہر اجمیر کے گوشہ مغرب و جنوب میں لب جھارہ بلا تفریق مذہب و ملت بالعموم زیارت گاہ عالم و بالخصوص زیارت گاہ اہل ہندوستان ہے۔ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد دن رات درگاہ شریف کے وسیع احاطہ میں موجود رہتی ہے۔ ہر دینی و مقامی زائرین بہ تعداد کثیر آپ کی درگاہ شریف میں پھول۔ شربتی نقدی۔ پھولوں یا پارچہ کی پادریں۔ عطر۔ موم بتیاں۔ اگر بتیاں بطور نذر عقیدت پیش کرتے رہتے ہیں علاوہ ازیں صاحبانِ مقدرات عمارت اور پیش بہا تحائف پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ موجودہ عمارت درگاہ شریف انہیں عقیدت مندان کی مقبول نذر و عقیدت کا نتیجہ ہیں۔ جو زبانِ حال سے غریب نواز کی ہمہ گیر ہر دل عزیزی کا ثبوت دے رہی ہیں۔

درگاہ شریف کی عمارت ایک وسیع رقبہ میں تین احاطوں پر مشتمل ہے

(۱) احاطہ نقار خانہ۔ اس میں نقار خانے۔ شفا خانے۔ مزارات اکبری مسجد اور حجرے وغیرہ ہیں۔
(۲) احاطہ صحن چبراغ۔ اس میں سماع خانہ۔ وسیع صحن۔ حجرے۔ اور لنگر خانہ وغیرہ شامل ہیں۔ نیز خانقاہ شریف بھی اسی احاطہ سے ملتی ہے۔

(۳) احاطہ آستانہ شریف۔ اس احاطہ میں روضہ مقدسہ۔ شاہجہانی مسجد۔ صندلی مسجد۔ اولیا مسجد۔ وسیع صحن۔ حجرے۔ قبور عقیدت مندان واقع ہیں۔ اور سولہ کھنبہ۔ چار یاری جھارہ شریف کا بھی اسی احاطہ سے الحاق ہے۔

حدود و آراجم درگاہ شریف کے شمال میں درگاہ بانزار۔ جنوب میں جھارہ و آبادی و راستہ بالائے جھارہ۔ مشرق میں راستہ ترولیہ دروازہ و اندر کوٹ مغرب میں گلی لنگر خانہ و محلہ خادمان پیا۔
درگاہ شریف کے اکیس دروازہ ہیں جو شہر اور درگاہ کے احاطوں کو آپس میں ملاتے ہیں۔ نیز بڑے دروازوں کے پھاٹکوں میں تین کھڑکیاں بھی ہیں۔

(الف) احاطہ اول

۳۱۲ھ مطابق ۱۹۱۲ء ہیردنی زائرین عموماً اس دروازہ سے داخل ہوتے ہیں۔ خدام صاحبان اس کی رہنمائی کے عثمانی دروازہ لئے یہاں موجود رہتے ہیں۔ اس دروازہ کے متصل پھول۔ شیرینی اور عطریات کی دو کانات ہیں تاکہ زائرین حسب خواہش نذر و عقیدت بسہولیت پیش کر سکیں۔

درگاہ شریف کا یہ نلک بوس دروازہ شمال رویہ بجانب درگاہ بازار واقع ہے۔ میر عثمان علی خاں صاحب شاہ دکن خلد اسد ملکہ نے ۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں حاضر دربار خواجہ ہو کر یہ شاہانہ دروازہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ تقریباً تین سال تک تعمیر کا سلسلہ جاری رہا۔ اور ٹھیکٹا پچاس ہزار روپیہ اس کی تیاری میں صرف ہوا۔ یہ دروازہ سترائے میکشن سرکاری انجینئر کے نقشہ کے مطابق منجانب حکومت آصفیہ لوی حبیب اللہ صاحب کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔ دلی نامی ٹھیکیدار نے دولت آصفیہ سے اس کے تیار کرانے کا شرف حاصل کیا۔ محراب کی چوڑائی سولہ فٹ ہے۔ دروازہ کی بلندی تقریباً ستر فٹ اور چوڑائی معہ درویہ والا نو فٹ ۶ انچ ہے۔ اس دروازہ کے اوپر نقارخانہ بھی ہے۔ پنجونے قوت تعمیر شاہانہ بھی ہے۔ اور گھر پال ہر گھنٹہ پر گھنٹہ بجاتا ہے۔ منجانب شاہ دکن ایک منظم۔ دو چہرہ اسی۔ دو گھر پال۔ چھ شہنائی نواز اور آٹھ نقارچی وغیرہ مامور ہیں۔ اس عمل کا صرفہ پانچ سو روپیہ ماہوار ہے۔

۳۱۳ھ عثمانی دروازہ سے گذر کر تھوڑا صحن طے کرنے کے بعد یہ دروازہ واقع ہے۔ اس دروازہ پر بھی کلمہ دروازہ شاہان مغلیہ کے زمانہ سے نقارخانہ ہے۔ اس لئے اس کو نقارخانہ شاہجہانی بھی کہتے ہیں۔ شاہجہاں بادشاہ نے ۳۴۰ھ میں سنگ سرخ سے تعمیر کرا کر یہ دروازہ بطور نذر و عقیدت درگاہ غریب نواز میں پیش کیا۔ محراب دروازہ کی پیشانی پر خط علی کلمہ شریف سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے اور اس کے ارد گرد جانب آب زور سے یہ شعر مرقوم ہے۔

”بہد شاہجہاں بادشاہ دیں پرورد زود و ظلمت کفر آفتاب دین یکسر“
اکبر بادشاہ نے رمضان شریف ۹۸۳ھ میں بنگال فتح کرنے کے بعد دو نقارہ اجمیر آکر بطور نذر و عقیدت پیش کئے تھے جو اس دروازہ پر اب تک موجود ہیں۔ سنگ سرخ کی تعمیر آج کل چونہ میں رو پویش ہے۔

۱۰۰۰ھ میں تعمیر کے لحاظ سے عمارت کی ترتیب نہیں دی گئی ہے۔ بلکہ زائرین کی سہولت کے پیش نظر داخلہ کی ترتیب عمارت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

دروازہ کے گیوار اکڑی کے ہیں۔ تقریباً تیس چالیس سال پیشتر بمبئی کے ایک تاجر نے ان گیواروں پر چاندی کے پتھر چڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ دروازہ کے اندر سنگ مرمر کا فرش ہے۔ جو رائیمن کی کثرت آمد و رفت سے گھس کر ناہموار ہو گیا ہے۔

اس دروازہ کے نقارخانہ میں اکبر کے نذر کردہ نقاروں کے علاوہ بھی نقارہ لٹکے ہیں اس دروازہ پر بھی منجانب درگاہ پنجوقتہ ڈببٹ نفیری لٹکتی ہے۔

شفا خانہ درگاہ شریف { شاہجہانی دروازے سے آگے پہونچکر صحن میں گزرتے ہوئے داہنی جانب ایک سہ دری میں درگاہ شریف کا شفا خانہ ہے۔

شفا خانہ کے متصل ایک بلند زینہ پر اکبری مسجد کا ریفع الشان دروازہ ہے اس مسجد کی تعمیر کا اکبری مسجد { اکبر بادشاہ نے اس وقت حکم دیا تھا جب وہ جھانگیر کی پیدائش کے چھ ماہ بعد اظہار شکر و دنیا ز کے لئے بمباہ شعبان ۹۷۹ء حاضر دربار خواجہ ہوا تھا۔

یہ مسجد سنگ سرخ سے تعمیر کی گئی ہے۔ محرابوں پر سنگ مرمر کی پچھکاری ہے۔ مسجد مع متعلقہ عمارات ۴۰ فٹ مربع ہے۔ محراب مسجد ۵۶ فٹ بلند ہے۔ محراب کے گوشوں پر مرمرین مینار ہیں۔ صحن مسجد میں ایک ہشت پہل حوض ہے۔ مسجد کے بعض جنوبی اور مشرقی حصوں میں درگاہ شریف کے محافظ خانہ بنا دئے گئے ہیں۔

سوال قبل اس میں ایک کنواں بھی تھا۔ ۱۳۲۰ء میں مسجد کی متعلقہ عمارات اور صحن کے فرش کی مرمت کرانے کی سعادت نواب غفور علیخان صاحب دانا پوری نے حاصل کی۔

بلند دروازہ { یہ دروازہ سنگ سرخ سے تیار کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ میں سنگ سرخ چونہ کی سفیدی میں بو پوش ہے بلند ۵۶ فٹ ہے اس کے اندر سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کا فرش ہے۔ محراب میں تین قیمتی طلائی زنجیروں میں آویزاں ہیں برنجیوں پر ڈھائی فٹ لائے نہری کلس لگے ہوئے ہیں۔ دروازہ کے سامنے تین تین درجوں کی

۱۔ ماہتاب امیر کو بیان ہے کہ یہ دروازہ سلطان محمود غلجی نے ۱۱۹۰ء میں تعمیر کرایا تھا اگر احسن اسیر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۱۱۵۹ء میں سلطان محمود غلجی نے بنوایا ہے۔ خطرات رسول میں بھی بروایت تاریخ نظامی ایسا ہی لکھا ہے۔

دو چھتریاں ہیں۔ اور اس کے عقب میں ہر دو جانب دو سادہ چھتریاں ہیں۔ اوپر چڑھنے کے لئے دو طرفہ
نیپے ہیں۔ چونکہ درگاہ شریف کی تمام عمارات سے بلند ہے اس لئے اس کو بلند دروازہ کہتے ہیں۔ اس کے نیچے کے
حصے میں بڑا نہ عرس شریف پولیس کا قیام رہتا ہے۔ پیش دروازہ صحن میں بجانب مشرق چوبترہ پر مولانا غلام
المعروف بہ سید احمد بزرگ کامل کا مزار شریف ہے۔

(ب) اعطاءِ دویم

دیگیں در صحن { بلند دروازہ سے ذرا آگے بڑھ کر ہر دو جانب دو بڑی دیگیں زمینہ دار بلند چوڑھوں پر نصب ہیں
شرقی دیک چھوٹی اور غربی بڑی ہے۔ ان دیگوں کے پکوانے میں بہت صرفہ ہوتا ہے۔

تاہم عقیدت مند حضرات پکواتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی دورانِ سال میں کم از کم پندرہ بیس مرتبہ پکیتی ہیں۔ مگر زیادہ تر لوگ عرسِ شریف کے زمانہ میں پکواتے ہیں ان کا کھانا گرم گرم پٹا جاتا ہے۔ یہ منظر عظیم الشان ہے۔ اکثر لوگ دیکھنے آتے ہیں۔

بڑی دیگ ۹۹۹ یہ دیگ جلال الدین اکبر شہنشاہ ہند نے ۹۹۹ھ میں پیش کی تھی چوڑکدہ کی چوڑکدہ کے وقت اس نے منت مانی تھی کہ بعد فتح پایادہ حاضر اجیر ہو کر ایک بڑی دیگ پیش کروں گا۔ چنانچہ بعد فتح اکبر پایادہ اجیر روانہ ہوا۔ اور منزل بمنزل کو فتح کرتا ہوا بتایا کہ ہر رمضان المبارک ۹۹۹ھ بروز یکشنبہ اجیر پہنچا۔ اور آستانہ خواجہ پر حاضر ہو کر دیگ و دشن حضور غریب نواز کی نذر و نیاز کے لئے تیار کر ائی اسکا محیط ۱۳ گز ہے اس میں تقریباً سو اسولہ من یا ول یک کتے ہیں۔

امیر علاء الدولہ المتخلص بہ کافی نے ویگ کی حسب ذیل تاریخ لکھی ہے۔

شامہ دین پرور و جمشید سیر
ساخت بے شبہ پے فوج چست و
بہر تاراج و لے از عالم غیب
خسرو و عہد محمد اکبر
دیگر روشن فن از در سپر
دیگر چیت و بکشاں دیگر

چھوٹی دیگ ۲۲-۱۸۷ سلطان نور الدین جہانگیر نے یہ دیگ آگرہ میں تیار کرائی۔ حاضر دربار خواہر ہو کر اس میں کھانا پکوا دیا۔ اور پانچ ہزار فقراء و مساکین کو اپنے سامنے کھلوا دیا۔ اس دیگ کی تاریخ حسب ذیل ہے۔
 بعد نیا بادوام نعمت دیگ جہانگیری

۲۲ ۱۰ ۱۳۳۷ھ

کثرت استعمال سے ہر دو دیگیں پورانی ہو گئیں تھیں۔ ملا مداری مدار المہام ریاست گوالیار نے سیٹھ لکھے چند کے اہتمام سے دونوں دیگوں کی ضروری مرمت کرائی۔ اور دیگوں کے کناروں پر یہ تاریخ کنداں کرائی
 ”ذرا ملا مداری کرد در تعمیر دیگ بادناش در میاں روشن بخش آفتاب“
 ”بخت در ہمت لکے چندش نموده ہنام“
 گفت ہانت تاریخش جہاں شد فہیاب“
 ۶۶ ۱۳۳۷ھ

ایک مدت کے بعد پھر یہ دیگیں مرمت طلب ہو گئیں۔ چنانچہ ۱۳۳۷ھ میں سراسحاق جاہ وزیر حیدر آباد کن نے بڑی دیگ کی مرمت کرائی۔ اور نواب علی دلدوز نواز جنگ امیر حیدر آباد نے چھوٹی دیگ از سر نو بنوائی۔

صحن چراغ بلند دروازہ سے گزرنے کے بعد ایک وسیع احاطہ آتا ہے اس احاطہ کے صحن میں پیش دروازہ ایک گنبد نما ہشت پہل خوبصورت پھتری بنی ہوئی ہے اس میں ایک بہت بڑا چراغ ہے۔ مشہور ہے کہ یہ چراغ اکبر بادشاہ نے پیش کیا تھا۔

محل خانہ پہلے یہاں وسیع صحن تھا اور ایام عرس میں اس مقام پر شامیانے استادہ کر کے محافل سماع منعقد کیجاتی تھیں۔ ازاں بعد میر حفیظ علی صاحب مرحوم متولی درگاہ معلّے نے چھ ہزار روپیہ کے صرفہ سے یہاں ایک دالان بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ پھر اس دالان کے آگے دل بادی شامیانہ استادہ ہو کر عرس شریف کی محافل سماع ہونے لگیں۔

موجودہ شاندار۔ خوشنما اور وسیع سماع خانہ یا محل خانہ نواب بشیر اللہ سراسمان جاہ مدار المہام دولت آصفیہ دامیر پانگاہ نے اپنے فرزند نواب معین اللہ کی تقریب ولادت پر تعمیر کرا کر نذر کر نیکی سعادت حاصل کی

موصوف نے دربار خواجہ میں فرزند کی دعا مانگی تھی۔ خدی نے بوسیلہ غریب نوازؒ اور انھیں اسی سال کی عمر میں پسر عطا کیا۔ اس خوشی میں بطور اظہار عقیدت و تشکر بصرہ اسی ہزار روپیہ یہ رفیع الشان مجلس خانہ تعمیر کرا کر پیش کرنے کا ثمر حاصل کیا اس کی تعمیر ۱۳۰۸ء سے شروع ہو کر ۱۳۰۹ء میں اختتام پذیر ہوئی۔

محل خانہ ۴۶ فٹ مربع ہے۔ یہ عمارت میر کاظم علی صاحب کنشز بلدہ سرکار عالی اور میر حسین علی صاحب دروغہ مکہ مسجد کے اہتمام سے تیار ہوئی۔ اس میں قیمتی جواڑ فائوس آویزاں ہیں جن میں بجائے موم بتی آجکل برقی روشنی عرس شریف کے موقع پر ہوتی ہے۔ اس کے تمام مصارف لو اب صاحب مرحوم کی جاگیر سے اب تک جاری ہیں۔ غلام غریب نواز صاحب منجانب موصوف سماع خانہ کے منتظم ہیں یہاں دارالعلوم عثمانیہ منجانب شاہ دکن قائم ہے۔ ایام عرس دماہ رمضان میں دارالعلوم کی تعطیل ہو جاتی ہے۔ تاریخ تعمیر سماع خانہ حسب ذیل ہے۔

محل خانہ آسماں جاہ دکن

۱۳۰۹ء

خانقاہ { یہ عمارت محل خانہ کے غرب میں ہے۔ محل خانہ کی غری دیوار میں یہاں جانے کے لئے دروازہ ہے۔ اس کی تعمیر کے متعلق علامہ ابوالفضل نے اکبر نامہ جلد دوم میں حسب ذیل تذکرہ کیا ہے۔
”اکبر! نے ایک مسجد اور اس کے متصل ایک خانقاہ تعمیر کرائی۔“

خانقاہ میں رجب کی پانچ تاریخ سہ پہر کے وقت محل سماع منعقد ہوتی ہے۔
۱۱۹ء محل خانہ کے سامنے منجانب مشرق ایک حوض ہے۔ عام طور پر یہ حوض خشک رہتا ہے۔
حوض دھمال خانہ { مگر عرس شریف کے زمانہ میں بھرا جاتا ہے۔

اس حوض کی چھتری ملکہ میری (شہنشاہ جلیج پنجم کی اہلیہ) کی جانب سے تعمیر ہوئی ۱۹۱۱ء میں ملکہ موصوف نے دربار غریب نوازؒ میں حاضری دی اور پانچو روپیہ اپنی طرف سے درگاہ میں کوئی یادگار قائم کرنے کے لئے نذر کرے۔ اس رقم میں کچھ رقم درگاہ نے ملا کر اس حوض پر سائبان بنادیا۔

سبیل { اس حوض کے قریب دروازہ سے متصل زائرین کے آرام کے لئے ایک سبیل ہے۔ عرس کے زمانہ

میں اس سبیل پر پانی کا معقول انتظام رہتا ہے۔
لنگر خانہ { صحن چراغ کے شرق میں لنگر خانہ کا پھاٹک ہے۔ اس پھاٹک کے شرقی میں صحن اور ایک وسیع
 دالان ہے۔ دالان میں بسے کا ایک بہت بڑا کڑھاؤ ہے۔ جس میں روزانہ چوکا نمکین دلیا بنا بر عام تقسیم پکاتا ہے۔
 یہ لنگر خانہ اکبر بادشاہ نے غریب و مساکین کی آسائش کے لئے بنوایا تھا اور اس کے صرفہ کے لئے جاگیر بھی ہے
 شاہ دکن نے بھی اس کار خیر میں حصہ لیا ہے۔

لنگر خانہ کے پھاٹک کے سامنے ٹین کا سا بان ہے۔ اس سا بان میں غریب و مساکین صبح شام لنگر لینے کے
 لئے جمع ہوتے ہیں۔

تاریخی چھتری { صحن لنگر خانہ کے وسط میں پورانے زمانہ کی ایک خوبصورت چھتری ہے۔ یہ ادس واقعہ کی یادگار
 میں تعمیر کی گئی ہے جب اکبر بادشاہ فقیر نگر یہاں لنگر لینے آیا تھا اور اس کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا۔

بجلی گھر ۱۹۲۲ء { لنگر صحن خانہ میں درگاہ شریف کی مشرقی دیوار سے ملحق ایک شرفر دیہ دالان ہے اس دالان
 سے بجانب شمال ایک وسیع احاطہ میں بجلی گھر کی عمارت ہے۔ یہاں درگاہ کی برقی روشنی کے لئے انجن لگے
 ہوئے ہیں۔ ان سے تمام درگاہ میں روشنی کی جاتی ہے۔

برقی روشنی بمبئی کے مشہور سیمٹ انجینئر مہر کریم بھائی ابراہیم کی ارادتمندی کا ثبوت ہے انہوں نے
 بتوسط صاحبزادہ حافظ سید مردان علی صاحب مرحوم ممبر درگاہ کمیٹی باہتمام مسٹر۔ آر۔ ایم۔ مارشل الکٹرک
 انجینئرنگ کمپنی بمبئی ماہ فروری ۱۹۲۲ء میں برق روشنی کا بندوبست کیا۔

(ج) احاطہ سویم

احاطہ چمپلی { صحن چراغ کی جنوبی دیوار میں ایک خوبصورت دروازہ ہے جس کے دونوں طرف خوبصورت
 چھتریاں ہیں۔ اس دروازہ سے نکل کر احاطہ آستانہ عالیہ میں داخل ہوتے ہیں تو گنبد شریف بالکل
 سامنے نظر آتا ہے۔ بائیں ہاتھ کی جانب سنگ مرمر کی شاندار اولیا مسجد ہے اور دایہ ہاتھ کی طرف
 احاطہ چمپلی اور مسجد صندل خانہ۔ احاطہ چمپلی نگین جالیوں میں گھرا ہوا ہے۔ جس میں چند تبرک مزارات ہیں

ایک چھوٹی سی کھڑکی تھوڑی دیر اندر جانے کے لئے ہے یہ کھڑکی عام طور پر بند رہتی ہے۔ ان مزارات پر چنبیلی کی بیل چھائی ہوئی ہے مشہور ہے کہ یہ مزارات حضور خواجہ غریب لوا کی ازواج مطہرات کے ہیں۔ اس اماطر کی جالیوں اور چنبیلی کی شاخوں میں جا بجا انگوٹھیاں اور رنگ برنگ کے ڈورے بندھے ہوئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو دلہ لاد کے خواہشمند ہوتے ہیں اور اکثر مراد مند اپنا مقصد پاتے ہیں۔ ان چنبیلی کی بیلوں میں لوگ بھشتیوں سے پانی بھی ڈالتے ہیں۔

مسجد صندل خانہ سلطان محمود غلجی المعروف بہ سلطان مانڈو نے فتح اجمیر کے شکرانہ میں روضہ منورہ کے سرکاری یہ تین در کی مسجد بنوائی۔ درگاہ شریف کی عمارتوں میں اس مسجد کے سرادیت کا سہرا ہے عہد جہانگیری میں یہ مسجد خستہ و شکستہ ہو چکی تھی۔ جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ”جواہر مجد دیہ“ کی ایک روایت سے ظاہر ہے۔ جہانگیر بادشاہ نے چار در بڑھا کر تعمیر نو کرائی۔ پھر سلطان محی الدین اور رنگ زیب شہنشاہ نے اپنے زمانہ حکومت میں اس مسجد کی مرمت و درستی میں نمایاں حصہ لیا۔ اسی لئے اس مسجد کو ان تینوں بادشاہوں کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے یعنی مسجد محمودی۔ جہانگیری و عالمگیری ان ناموں کے علاوہ اس مسجد کو مسجد صندل خانہ اور مسجد پھول خانہ بھی کہتے ہیں۔

مسجد صندل خانہ اس لئے کہتے ہیں کہ حضور غریب فوار کے عرس شریف کے موقع پر ہر سال اس مسجد میں یکم رجب سے ۹ رجب شریف تک صندل سائی ہوتی ہے۔ اور وہ صندل حضور کے مزار مقدس پر نذر کیا جاتا ہے مسجد پھول خانہ کہنے کا سبب یہ ہے کہ حضور کے مزار اقدس سے صبح و شام جو پھول آتے ہیں وہ اسی مسجد کے ایک کمانچہ میں کچھ دیر رکھے جاتے ہیں۔ اور بعد ازاں ملو سر کے ایک کنویں میں ڈالے جاتے ہیں اس مسجد کی اصل شکل و صورت اور زیب و زینت بار بار چوڑنے کی تہ چڑھ جانے سے رو پوش ہو گئی تھی ۱۳۲۷ھ میں نواب محمد اسحاق خاں صاحب جہانگیر آبادی نے سید نثار احمد متولی درگاہ شریف کی نگرانی میں باہتمام صاحبزادے سید زین العابدین صاحب اس کی مرمت کرائی۔

اور چونہ کی گھٹائی پر سونے کے کام نے مسجد کو آئینہ روز نگار بنا دیا۔ ہے۔

صاحبزادہ عبدالمعین صاحب معینی اجمیری کی کمی ہوئی تین بیڑی دروں پر آب زریہ سے بھی گئی ہے۔

ساخت صافی درے پو این مسجد
ابر از مصر عے پئے تابخ
ہر ماہ از صفائے دور ماند
سال صوری و معنوی بر خواند
بجری اندر عر لیفہ معنی
عبوسی را بشہر لفظ نشانند
ہر تعجب ز فکر من ہاتف
اللہ اللہ بستی مرتبہ خواند

مسجد کا فرش اجیر شریف کے مشہور ٹھیکہ دار خاں صاحب اللہ بخش مرحوم نے بنوایا۔

۱۷۹۲ء حاطہ جنبیلی کے مشرق میں دیدہ زیب پاکیزہ مسجد ہے جو بہار کے ایک عقیدت مند سیٹھ نے زر
اولیاء مسجد کثیر خرچ کر کے سنگ مرمر کی بنوائی اس میں بلورین جھاڑو بجلی کے خوبصورت قمقمے آویزاں
ہیں۔ یہ مسجد اس مقام پر بنائی گئی ہے جہاں حضور غریبؑ نواز اپنی حیات ظاہری میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔
ایک روایت کے مطابق یہ وہ مقام ہے جہاں آپ سب سے پہلے وارد اجیر ہو کر بیٹھے تھے۔

مزار شیخ محمد یادگار اولیاء مسجد اور روضہ منورہ کے بیگی دالان کے درمیان مسجد صندل خانہ کے صحن سے
ٹھٹھ ایک اساطط میں حضرت شیخ محمد یادگارؒ اور ان کی زوجہ محترمہ کا مزار مبارک ہے۔ آپ سبزہ دار کے حاکم تھے
شیعیہ عقائد رکھتے تھے۔ غریب نوازؒ سے ہدایت پائی اور تمام عمر حضور غریبؑ نواز کے قدموں میں گذاری۔
مقتضی حال سوانح میں درج ہے۔

حضور غریبؑ نواز کی وفات کے بعد بھی شیخ صاحب نے مزار مقدس سے جدائی اختیار نہ کی۔ اور بعد
وصال میں حضور کے مزار اقدس کے قریب ہی سپرد خاک ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کی اولاد بھی نسلاً بعد نسل
وفا پر اکر رہی ہے ان میں اکثر بڑھے لکھے اور سمجھ دار لوگ ہیں۔

تظام سقّی کا مزار یہ مزار اولیاء مسجد کے متصل واقع ہے۔ اور اس پر نقش نگاری نہایت نفیس کی
گئی ہے سنگ مرمر کے چبوترے کے گرد جالی دار گھیر ہے۔ پہلے شاہان مغلیہ کے زمانہ میں اس مزار پر غلات
زربین رہتا تھا۔ لیکن جب عالمگیر بادشاہ حاضر دربار ہوئے۔ تو نظام سقّی کی قبر پر مزار خواجہ علیہ الرحمۃ کا

۱۷۹۵ء جب ہمایوں بادشاہ تھوڑے قریب دریائے گنگا کے کنارے تاجا تھانہ لایا و شاہ کا گھوڑا دریا میں ڈوب گیا ہمایوں غولے کہا لے گا تھا۔ اس
وقت ہی نظام سقّی مشک برہہ میں تیرا تھا۔ اور سی نے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر دریا کے پار اتارا ہمایوں نے نام دریافت کیا جو باعز کیا گیا تھا
تو نظام کہتے ہیں بادشاہ نے کہا جو دوا بخش ہو ناگھو۔ نظام نے کہا جیب آپ اگرچہ پوچھیں تو نصرت و درجہ با وفا ہست کہ انکی اجازت دیں ہمایوں نے بعد میں
یہ درخواست منظور کی۔ اور اگرچہ پوچھو میاں نظام کو سلطان محمود بنادیا۔ مشہور نظام نے شک کا کرچام کے دام چلائے تھے۔

دہوکا کھایا لوگوں نے عرض کیا کہ یہ قبر تو نظام ستی کی ہے یہ سنکر شاہ موصوف نے فرمایا کہ ”چراغ پیش آفتاب پر تو نندارو“۔

حمید یہ الاان { روضہ منورہ اور بیگی والاں کے سامنے بجانب شرق ایک بہت بڑا سنگ مرمر کا خوبصورت والاں ہے اس جگہ پہلے ٹین کی چادروں کا سا بنان تھا۔ لیکن وہ گرمیوں میں تپ جاتا تھا۔ سید عبد الحمید صاحب خادم خواجہ صاحب نے یہ والاں زائرین کے آرام و سہولت کے لئے بنایا ہے۔ عرس مبارک کے دنوں میں بہ تعداد کثیر زائرین اس میں آرام پاتے ہیں محفل پنجشنبہ کے موقع پر اس میں مستورات بیٹھتی ہیں۔ اس عمارت کی تیاری میں تقریباً پچیس ہزار روپیہ صرف ہوا۔ حسب ذیل تاریخ اس پر کندہ ہے۔

مسلمہ ربانی عفی عنہا

۱۳۴۱ھ

قطعہ تاریخ تعمیر الاان اندرون اعظمہ درگاہ شریف :-

دہ ہیں خادم خواجہ چشتیاں	انہیں لوگ کہتے ہیں عبد الحمید
یہ دیکھا کہ بارش میں اور دہوپ میں	غریبوں کو ہوتی ہے رحمت شدید
نظر آگئی راہ نیکی صبح	کہ تیار کی یہ عمارت جدید
کچھ ایسے ہی کام اور انجام دیں	کہ حاصل ہو لوگوں کو راحت مزید
لکھا سال تاریخ باسروین	وسیع عظیم لطیف عجیب

کھرنی کا درخت { حمید یہ والاں کے مغربی جانب مرمرین اعظمہ میں ایک کھرنی کا پورا نا درخت ہے روایت ہے یہ درخت حضرت جہانیاں جہاں گشت نے حاضر جمیر ہو کر لگایا تھا۔ مشہور ہے اس کی جھال اگر بانی میں پیسہ مار گزیدہ کو پلا میں تو اچھا ہو جاتا ہے۔

۵۳-۱۸ { گنبد شریف کے شرق رویدہ دروازہ کے آگے ایسا شاہانہ خوبصورت اور عالیشان والاں ہے۔ بیگی والاں { اس کے تین در شرق رویدہ اور دو در دونوں پہلوؤں میں ہیں۔ شرق رویدہ درمیانی در کے سوا باقی سب دروں میں سنگ مرمر کی خوشنما جالیاں لگی ہوئی ہیں۔

یہ الاان ۱۵۳۰ھ میں شہزادی جہاں آرا بنت شاہجہاں نے تعمیر کرایا۔ اس کی چھت۔ ستون۔ کٹھرے اور کنگڑے سنگ مرمر کے ہیں۔ فرش والاں افشاں ابری کا ہے۔ محراب وسطی پر سنگ مرمر میں عمدہ کتبے لکھے ہوئے ہیں۔ والاں کے اوپر کی سنہری کلیاں اور شاندار بلورین جھاڑ خانوس جو چھت میں آویزاں ہیں مختلف زائرین کے نذر کردہ ہیں۔ چھت اور دیوار پر سنہری کام نواب مشتاق علی خاں صاحب مرحوم والی ریاست رامپور کی یادگار ہے۔ ۱۹۱۳ء میں چھت کی ایک بٹی چمک گئی تھی اس کے گرنے کا اندیشہ تھا۔ ۱۹۲۳ء میں نواب غلام کبریا رئیس علی پائی گوڑی (بنگال) نے اس بٹی کو بدلوا دیا۔

توشہ خانہ و صرافہ خواجہاں عہد شاہجہانگیری میں نہ گنبد شریف پر تاج تھا نہ بیگی والاں تھا بلکہ بیگی والاں کی فخر الدین گردیزی { جس کے لکڑی کا تعمیر تھا۔ اس پر شامیانہ تھا۔ روضہ منورہ اور بیگی والاں کے درمیانی موجودہ ہر دو حجرے بھی اس وقت موجود نہ تھے۔ مگر بیگی والاں کی تعمیر سے پہلے یہ تعمیر ہو چکی تھی۔ اس لئے غالب گمان ہے کہ یہ عہد شاہجہانی میں ختی دروازہ اور بیرونی احاطہ گنبد شریف کے ساتھ تعمیر ہوئے۔ بیگی والاں سے گنبد شریف میں جاتے ہوئے پہلے ایک خوبصورت شاندار دروازہ آتا ہے۔ اس کے کوارڈ

پر چاندی کے پتھر چٹے ہوئے ہیں ذرا آگے ہر دو جانب دو حجرے ہیں۔ ان دونوں حجروں کے دروازے گنبد شریف کے حجرے میں ہیں ان میں روضہ منورہ کی ضروریات کی چیزیں رکھی رہتی ہیں۔

شمالی توشہ خانہ میں روزانہ استعمال کی چادریں اگر دانی۔ چوبیس اور دیگر سامان متعلقہ رہتا ہے جنوبی توشہ خانہ میں روضہ مقدسہ کے متعلق قیمتی اور شاہیوں کا نذر کردہ سامان رہتا ہے۔ وقت درگاہ کے متعلق شاہجہاں کا فرمان بھی اسی میں ہے۔ اس میں سات تفل لگے رہتے ہیں ان ساتوں تفلوں کی چابیاں خدام صاحبان کے سات حضرات کے پاس رہتی ہیں۔ جب تک یہ ساتوں حضرات کنیاں لیکر نہ آئیں اس حجرہ کا دروازہ نہیں کھلتا۔ یہی حضرات مزار شریف اور گنبد شریف کے تمام سامان کے ذمہ دار تحویلدار اور کلید بردار ہیں۔ نیز صندل۔ عطر پیش کرنے غلات بدلنے اور اندرون گنبد شریف جا رہب کشی کی خدمات بھی خدام صاحبان سنبھالتے ہیں۔

حضرت خواجہ فخر الدین گردیزیؒ اور ان کی اولیاء مزار اپنی توشہ خانوں میں ہے۔

روضہ مقدسہ سلطان الہند حضورؑ آپ کا مزار اقدس عرصہ تک کچا رہا۔ قدرتی مناظر لطیف زیارت سے مشروط
خواجہ غریب نواز قدس سرہؒ ہوتے تھے۔ اور طیور خوش الحان اس چشتی دربار میں نغمہ سرائی کیا کرتے
تھے۔ یوں تو اہل اللہ۔ درویش۔ اولیا اللہ ہر زمانہ میں حاضری دیتے رہے۔ اور اہل حاجت بھی اس مرکز مراد
پر جمع ہوتے رہے۔ مگر جب آپ کے عالمگیر فیوض روحانی اور لافانی شہرت ترقی پذیر ہوئی تو عوام کیا بلکہ خواص
اور بادشاہ تک حلقہ ارادت پہن کر حاضر دربار ہوئے اور منہ مائگی مرادیں پائیں۔ خدام صاحبان کی تحریک سے بہت
عقیدت زائریں نے عمارت درگاہ کا سلسلہ شروع کیا۔

آمدنی کے وسائل زیادہ ہوئے۔ اخراجات کی مدت قائم ہوئیں۔ دیوان اور متولی کے عہدے مقرر کئے گئے
اور دن بدن ترقی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔

خواجہ حسین نمبرہ شیخ صوفی حمید الدین ناگوریؒ دربار غریب نواز میں حاضر رہا کرتے تھے۔ سلطان غیاث الدین
آپ کو ازراہ عقیدت بلا یاکر تا تھا مگر آپ شاہانہ صحبت سے گریز کرتے تھے۔ لیکن سرور عالم کے موئے مبارک
کی زیارت کی خاطر ہو پئے۔ سلطان نے تحائف پیش کئے۔ مگر آپ نے قبول نہ کئے لیکن آپ کے صاحبزادہ کے
دل میں ان کے لینے کا خیال پیدا ہوا۔ آپ نے اپنے صاحبزادہ سے فرمایا اگر یہ لیتے ہو تو لازم ہے اس مال سے
خواجہ بزرگ اجمیریؒ اور اپنے جد صوفی حمید الدین ناگوریؒ کے روضوں کی تعمیر کرو۔ چنانچہ اس رقم سے کچے مزار پر گنبد
عمارت روضہ شریف تیار کی گئی۔ گنبد شریف کا اندرونی حصہ سنگ بستہ ہے جس میں چوٹے سے رخ بندی کی
گئی ہے۔ بالائی حصہ اینٹوں سے تیار کیا گیا ہے۔ لداؤ کی ڈاٹ پر چونہ کا صندل ہے اس پر گھٹائی کا کام ہے
گنبد پچوانس میں ہے گرن تعمیر کے جاننے والے کہتے ہیں کہ پچوانس میں بھی کوئی دوسرا اس ڈول کا گنبد ہندوستان
میں اس وقت موجود نہیں ہے۔ یہ گنبد اپنی نظیر آپ ہے اور خدا کی شان بے مثال سے فیض یافتہ و جسکین اہل محبت
ہے اور عالم میں بمنزل قلب ہے۔

اندرون گنبد طلائی وزین نقش و نگار ہیں۔ نقش و نگار کی حسب ذیل تاریخ روضہ منورہ کی غربی جالی پر

ثبت ہے۔

از پئے تاریخ نقش گنبد خواجہ معین گفت ہالفت گو مفلوط قبر عرش بریں

یہ نقش و نگار کچھ ماند ہو گئے تھے نواب صاحب رامپور نے لن کی درستی کرائی ہے۔ سفید گنبد پر سونے کا بہت بڑا تاجدار کلس اور گوشوں میں سنہری کلیاں آویزاں ہیں یہ تلج نواب حیدر علی خاں صاحب برادر کلب علی خاں صاحب والی رامپور نے نذر کیا تھا۔ زبانی روایت ہے کہ اس سے پہلے عالم نامی بھجارہ نے بھی سوا سن سونے کا کلس گنبد شریف پر چڑھایا تھا۔ اس لئے غریب نواز کو سفید گنبد اور سنہری کلس والا خواجہ بھی کہتے ہیں۔

گنبد کے اندر دینی حصہ میں سنہری لاجوردی کام ہے یہ نواب مشتاق علی خاں صاحب۔ والی ریاست رامپور نے کرایا تھا۔ چھت میں کاشانی تھل کی زرین چھت گیری لگی ہوئی ہے۔ اس میں طلائی زنجیروں سے منقحہ آویزاں ہیں۔ فی منقحہ پانچ ہزار روپیہ قیمت کا اندازہ ہے۔ ان کے علاوہ چاندی کے بہت سے منقحے بھی آویزاں ہیں اور دیوار کے اندر سنہری چوکھٹوں میں آئینے نصب ہیں اندرون روضہ ہر چار جانب یہ اشعلہ زر سے مرقوم ہیں۔

خواجہ خاں جگان معین الدین	اشرف اولیائے روضے زمین
آفتاب سہ پہر کون و مکاں	بادشاہ سریر ملک یقین
در جہاں و کمال روحیہ سخن	ایں مبین بود بحصین حصین
مطلع و لا صفات او گفتم	در عبادت بود چو در ثمنین
اے درت قبلہ گاہ اہل یقین	بر درت ہر و ماہ سودہ جبین
دوستے بر در گہت ہمیں سائند	صد ہزاراں ملک چو خسر و چین
خادمان درت ہمہ ر ضوال	در صفار و ضنہ ات چو خسلدیرین
ذرہ خاک او غیبیہ بر شست	قطرہ آب او چو مار معین

جانشین معین خواجہ حسین
کہ شود رنگ تازہ کہنہ بتو
بہر لقا شیش بگفت چنین
قبلہ خواجہ معین الدین
الہی تابود خود رشید و ماہی
چسما غ چشتیاں را روشانی

یالاے مزار مبارک چو بی مسہری پر سیپ کا کام تھا لیکن اب کلکتہ کے متوکل مبین سوداگر شکر
 سیٹھ حاجی محمد صاحب نے پچاس ہزار روپیہ کے صرفہ سے اس پر گنگا جمنی طلائی نقری پتھر چڑھوایا۔ ہے اس
 کے چاروں گوشوں پر چار برجیاں معہ کلس کے ہیں۔ مسہری میں رنگین نخل کی چھت گیری لگی رہتی ہے اور اس
 کے گرد و دوزی غلی پر وہ ہے جن کی قیمت تخمیناً چالیس ہزار روپیہ ہے۔ محی الملک والدین میر عثمان علی شاہ
 شاہ دکن کے نذر کردہ ہیں۔ چھ کھٹ کے اندر بیش قیمت سنگ مرمر کا مزار شریف ہے اس پر سنگ طلائی
 فیروزہ۔ ابری۔ شہب اور ہسیدہ وغیرہ کی خوشنما بچکاری ہے۔ مزار اقدس کے توہید میں یا قوت رمانی بڑا ہوا
 ہے۔ مزار پر انوار ہمیشہ زربفت و کجواب وغیرہ کے قبر و شوش سے ڈھکا رہتا ہے۔ اور ان پر پھولوں کی چادر
 بڑی رہتی ہے۔ چھ کھٹ کے بیچ میں سنہرا کھٹیر نصب تھا۔ جو شہنشاہ جہانگیر نے بڑا کر نذر کیا تھا۔ شہنشاہ
 جہانگیر نے اس کے متعلق تزک جہانگیری میں لکھا ہے کہ ۱۰۲۵ھ میں میں نے منت مانی کہ میری بعض مرادیں
 بر آئیں تو مرقد خواجہ بزرگ پر فخر طلائی جالی دار نذر کروں گا۔ یہ فخر ایک لاکھ روپیہ کی لاگت سے ۲۴ رجب ۱۰۲۵ھ
 کو تیار ہوا۔ اسے حکم یا کہ یہ لیا کر رونہ اقدس لپیٹ دیں اسے نصب کرنے میں دس ہزار روپیہ صرف ہوئے تھے۔ مگر
 کھٹیر اب موجود نہیں۔ اب دوسرا نقری فخر جہاں آرا بیگم کا نذر کردہ موجود ہے۔ اسکی مرمت راجہ
 جے سنگہ دالئی جے پور نے باہتمام شیخ محمد حیات اور حاجی منظور علی خاں متولی آستانہ شریف کرائی تھی
 اس کھیرے کا وزن بیالیس ہزار نو سو اکٹھ تولہ تین ماشہ یعنی تیرہ من سترہ سیر ایک تولہ تین ماشہ ہے۔
 اندرون گنبد فرش میں سنگ مرمر کے ٹیوٹے نہایت نفاست کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ جن میں ایک گونہ
 سنگ موسیٰ کی پٹریاں بڑی ہوئی ہیں۔ گنبد شریف کے مشرقی دروازہ کے دائیں بائیں جانب دو حجرے ہیں
 ان کے کواڑوں پر چاندی کا پتھر چڑھا ہوا ہے ان حجروں کا تذکرہ تیجھے آچکا ہے۔ دونوں حجروں کے درمیان
 ایک دروازہ کھلا ہوا ہے جس میں اکبر بادشاہ کی لائی ہوئی قلعہ چٹوڑ کی جوڑی چڑھی ہوئی ہے۔ اس دروازے
 کی دیوار پر ذیل کی نظم دیج ہے۔

بیا کہ کھیرہ اہل دل است خواجہ معینؒ طواف مرقد او میکند شاہ دگدا
 زرہہ صدق در آدر مقام خواجہ معینؒ کہ ہست روضہ پاکش چو جنت المائے

۳۰۔ میں نواب فیض اللہ خاں بنگش مرحوم رئیس فرخ آباد نے باہر والے دروازہ میں جوڑی چڑانی جس پر جب ذیل تاریخ کندہ ہے۔

خان فیض اللہ بنگش کہ نگاہش عالی است
چونکہ درگاہ معین است چو غورشید بلند
ساخت دروازہ معین جاوید
سال تاریخ شدہ باب طلوع غورشید
۳۰ ۱۲ ۱۲۰۰

ایک بڑا عقیق قیمتی زرد رنگ کا اس دروازہ کے شمال رخ پر چڑا ہوا ہے۔
روضہ کی مرمرین جالیوں پر زرین پردے پڑے رہتے ہیں۔ اور موسم گرما میں ان کی بجائے خس کے پرٹے ڈالے جاتے تھے۔

اندرون گنبد شریف اعلیٰ درجہ کے دوزر دوزی شامیانے ہیں۔ ان میں سے ایک تو ہر ہائسن نواب کلب علی خاں والی ریاست رامپور اور ایک ہر ہائسن نواب ابراہیم خاں والی ریاست ٹونک کا نذر کردہ ہے۔ مزار مبارک کے سینہ کے برابر مغرب کی جانب محراب میں زمانہ قدیم کا خوشخط ظلی کلام مجید سفید نقری صندوق میں نقری چوکی کے اوپر قدامت بلندی پر رکھا رہتا ہے۔ اس کو زاکرین بوسہ دیتے ہیں مگر عرس شریف کے ایام میں خلعت کی کثرت کے باعث یہاں سے اٹھالیا جاتا ہے۔

چاندی کا یہ صندوق اور چوکی موجودہ شاہ دکن کی نذر کردہ ہیں۔ قرآن مجید کے اوپر دیوار پر کعبہ شریف کا سیاہ مخمل پردہ لٹکا ہوا ہے۔ جس پر آیات قرآنی طلا سے لکھی ہوئی ہیں۔

محجری بی حافطہ جمال { روضہ منورہ کی جنوبی دیوار میں تین دروازہ ہیں۔ ادھر ادھر کے دونوں دروازہ تو خاص حالات و موافقہ پر کھولے جاتے ہیں درمیانی دروازہ دن بھر کھلا رہتا ہے۔ اس دروازہ کے آگے

۱۔ جس طرح عام طور سے ہیرہ کارنگ سفید سمجھا جاتا ہے۔ مگر خواص اور جہری جانتے ہیں کہ ہیرا زردی مائل۔ گلابی مائل۔ سیاہی مائل اور سبزی مائل بھی ہوتا ہے سیاہی مائل برہا کی طرف کا ہوتا ہے۔ اس کو اہل ہنر و متوسس خیال کرتے ہیں۔ سبزی مائل نادر الوجود ہے اسی طرح عام طور سے عقیق ترخ رنگ کا خیال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسکی ایک قسم زردی مائل بھی ہے۔
۲۔ آپ کے شوہر شیخ رضی الدین کا مزار ناگور سے ایک کوس کنار جمن منڈ حولہ واقع ہے۔

سنگ مرمر کے ستونوں پر چھتری بنی ہوئی ہے اس کے شرق میں حضور خواجہ غریب نواز کی صاحبزادی آسودہ ہیں۔ غالباً یہ حجرِ روضہ شریف کے ساتھ تعمیر ہوا ہے۔ آپ کے مزار پر سنگ مرمر کے تونید میں ابری طلائی اُسنید اور فیروزہ کی پچکاری ہے مزار کے پیش بہا قبر پوش پر پھولوں کی چادر رہتی ہے۔ حجر کا دروازہ کمافی دار بنا ہوا ہے اس کے سامنے دو چھوٹی چھوٹی قبریں بی بی صاحبہ کے صاحبزادوں کی ہیں جو مغربی میں فوت ہو گئے تھے۔

حجر خور النساء بنت شاہجہاں { ۱۹ جواد الارل ۱۰۲۵ھ بروز چہار شنبہ خور النساء نے انتقال کیا قبہ شریف کی مغربی دیوار کے سایہ میں دفن ہوئیں۔ قبر پر حجر تعمیر کیا گیا یہ مقبرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ اس کے کیوار بھی سنگ کے تھے۔ تونید قبر پر کپہرچ کی ایک بیش بہا تختی لگی ہوئی ہے۔ تمام لوگ اس میں پیسے اور کوڑیاں پھینکتے تھے بائیں حجر لوح کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ تھا اس لئے اب تینا لگا دیا گیا ہے۔

احاطہ نور { قبہ مبارکہ کے جنوب و مغرب میں یہ سنگ مرمر کا احاطہ ہے۔ اس کے کچھ حصہ پر سقف بھی ہے اس احاطہ میں دو دروازے ہیں ایک قبہ شریف کے جنوب میں (جو پائیں دروازہ کہلاتا ہے) دوسرا غرب میں ہے جو صحتی دروازہ کہلاتا ہے۔

جنتی دروازہ { اس دروازہ کو سکی دروازہ بھی کہتے ہیں۔ اس کے کوڑوں پر چاندی کا پتھر چڑھا ہوا ہے۔ روایت ہے کہ اس دروازہ میں سے جو سات مرتبہ گزر جائے وہ جنتی ہے۔ یہ دروازہ غریب نواز کے عرس میں پاندرات سے ۶ رجب تک کھلا رہتا ہے اور عیدین دُعرس حضور خواجہ عثمان قدس سرہ پر بھی کھلتا ہے لوگ جوق در جوق اس میں سے گزرتے ہیں۔

چلہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر { یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کشی کی ہے سلطان محمود غلجی کی مسجد کے پیچھے واقع ہے اس چلہ میں دور تک تہہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خواجہ بزرگ کے خام مزار اقدس کا راستہ ہے۔

جامع مسجد شاہجہانی { یہ مسجد روضہ شریف کے مغرب میں ہے جب شاہجہاں بادشاہ فتح اودھ پور کے بعد اجمیر شریف زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ اس وقت ایک وسیع مسجد بنوانے کا خیال ہوا تھا۔ جب تخت نشین ہوا تو اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ اس کی تعمیر میں دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ صرف ہوا۔ کئی سال میں یہ مسجد مکمل ہوئی۔

تیار ہوئی اسکا طول شرعی ۷۹ گز اور عرض ۷۲ گز ہے صحن میں پانچ دروازہ ہیں۔ تاریخ تعمیر مسجد حسب ذیل ہے
”قبلہ اہل جہاں شد مسجد شاہ جہاں“

۱۰۴۷

عہد شاہ جہانی کے ملک الشعراء ابوطالب کلیم ہمدانی نے اس مصرع سے تاریخ نکالی ہے ۶
”کعبہ حاجات دنیا مسجد شاہ جہاں“

۱۰۴۷

یہ مسجد نہایت نفیس سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔ محراب وسطیٰ میں کلمہ طیبہ سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے
 اور بیرونی محرابوں پر قدامتے تعالیٰ کے نود و نونام ہیں۔ اور سب سے اوپر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے۔

شہنشاہ دین پرورد دیں پناہ	کہ پیش جلوس اید اتصال
پناہ اتم صاحب تخت و تاج	فلک قدر شاہ جہاں یاد شاہ
پس از فتح رانا بصد عز و جہاہ	کہ دار د شریعت بعہدش ہوا ج
بطون مزار حق این شمعاً	بدولت در اجمیر ز دبار گاہ
حقائق پناہ و معارف مآب	معین جہاں خواجہ روزگار
در آں روضہ پاک مسجد نبو د	کہ داوش فلک تطیب عالم خطاب
خداوند را بخدا شد فرار	دلش را تمنائے مسجد فرزد
بسے بر نیامد ز دور فلک	کہ مانند از مسجد یا دگار
چو بنشت بر تخت شاہنشی	کہ آں قبلہ گاہ لموک و ملک
مکرست و حجت و قدم بر کشاد	بلطف الہی بہ فرمان شہی
بر توفیق حق گشت کاوش تمام	نہ از راہ در رسم از رو اعتقاد
زہے مسجد بادشاہ جہاں	بنا کرد این مسجد و شد تمام
	کہ دار دز بیت المقدس نشان

خوشا قدر این خانه که احترام
مقدس حسیم چو قدس غلیل
شمارند با کعبه اش تو آماں
کندر بسته مژگان خود آفتاب
نمایاں در کعبه وقت نماز
بفرشش گذاری چو روئے امید
طلب کار عبادت دل بسته اش
چو شاه جہاں در محل نماز
زی توفیق محراب کرد از دو سو
جہاں را دو چشم اندر و نشین
نشسته بمسجد شہنشاہ دین
اجابت ز نذر عبادت نیاز
توان کرد بر ممبرش جاں پسند
بہ تکلیف مردم برائے نماز
بود خطبہ شاہ قہار و خوش
لب و خوش از آب زمزم پرست
زلالش ز ہر موہ بے دریغ
ز سنگش چنان کار برد از رنگ
بفرمودہ سایہ گردگار
نوشند تارخیش اہل یقین

بود ثانی اثنین بیت الحرام
بوصفش زماں وقف ذکر جمیل
کہ دیدست مسجد بایں عزو شان
کہ ہاروب کش بایدا یجا خطاب
ز محراب و در بر حرم کردہ باز
شود نامہ چوں سنگ مرمر سفید
بہار مناجات گلہ ستہ اش
بحرا بش آورد روئے نماز
بیک قبلہ پشت بیک قبلہ رو
یکے خانہ کعبہ و دیگر این
بود کعبہ پیوستہ مند نشین
خوش آن کس کہ آنجا گذارد نماز
کراں نام شاہ جہاں شد بلند
درش چوں در تو بہ پیوستہ باز
زباں ملک مے سزد ممبرش
ز محراب یا کعبہ در برد راست
بقطع تعلق کشید است تیغ
کہ گوئی نباشد زیک پارہ رنگ
چو کرد این بنا را قضا استوار
بنائے شہنشاہ روئے زمین

۱۲۹۱ھ میں جب تبرکات نبوی دہلی سے لا کر اس مسجد میں رکھے گئے۔ اس وقت محراب مسجد سے

بانی رسنے لگا تھا۔ لوگوں نے اسے اشک نشانی سے تعبیر کیا۔

ماز کے وقت جمعہ کے دن چار دفعہ توہیں داعی مائی ہیں مادل اذان کے وقت۔ دویم خطبہ کے وقت سویم اقامت کے وقت۔ چہارم سلام کے وقت۔

چہارم راہی شاہجہانی جامع مسجد کی جنوبی دیوار سے ملتی ایک چھوٹا سا دروازہ حوض کے متصل ہے۔ اس دروازہ کے اندر ایک وسیع قبرستان ہے۔ اس میں بڑے بڑے جلیل القدر اور ائمہ والے بزرگ علما صلی۔ نقرار۔ صوفیا اولیا اور خوش نصیب عقیدت مندان خواجہ علیہ الرحمۃ آرام فرما ہیں۔ ان میں سے چار مزار ان بزرگوں کے بھی ہیں جو غریب نواز کے ہمراہ شریف لائے تھے۔ مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا محمد حسین صاحب الدہ آہوی۔ مولانا معین الدین۔ حافظ بشیر علی بیگ۔ حافظ مردان علی صاحب اور حاجی دیر علی صاحب خدایان درگاہ کے مزارات بھی اسی احاطہ میں ہیں۔ یہاں ۱۳۶۶ھ میں خلیفہ سید محمد حنیف صاحب اور شاہ اسماعیل صاحب خدایان درگاہ کے سندھی موکل نے سندھی صاحبان کی آسائش کے لئے پانچ ہزار کے صرف سے ایک دالان تیار کیا ہے۔

مزار خواجہ حسینؒ اجمیری شاہجہانی مسجد کے مغرب میں ایک مقبرہ بنا ہوا ہے اس میں خواجہ حسین اجمیری رحمۃ اللہ کا مزار مبارک ہے۔ کنبد کا انہرودی حصہ سنگ مرمر کا اور بیرونی حصہ چوڑے کا بنا ہوا ہے۔ یہ مقبرہ ۱۳۸۰ھ میں تعمیر ہوا۔ اس کا نقشہ غریب نواز کے روضہ منورہ سے ملتا جلتا ہے۔ مزار کے گرد سیپ کا نایاب چھپر کھڑا بنا ہوا ہے۔ یہ عمارت عہد شاہجہانی میں باہتمام سید دلاور تیار ہوئی محراب و دروازہ پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

”شہ از لہ ہادی و مرشد معین
شہنشاہ دوسرا خواجہ معین الدین
نہاے مقبرہ با صفا خواجہ حسینؒ
بلقہ مغرب شدہ سال خاتمیت میں“

سولہ کھنسیں سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت دالان ہے اس کے سولہ ستون ہیں۔ ستونوں کے گرد جالیرا کٹھڑے فرش میں قسم قسم کے رنگین پتھروں کی پچکاری ہے۔

۱۵ جنرل مصلح مجلس سماع میں ہوا تھا۔

ایک بالشت کی چھتری { یہ چھتری سولہ کھنبہ کے متصل دروازہ پر بنی ہوئی ہے۔ اس کی وسعت ایک بالشت سے زیادہ نہیں ہے۔ گنبد لداؤ کا ہے۔ اور ستون سنگی ہیں۔ گنبد کے نیچے آٹھ دس آدمی بخوبی بیٹھ سکتے ہیں۔ دراصل یہ دروازہ خواجہ حسینؒ کے محوطہ کا تھا۔ اب اس احاطہ کا نشان نہیں ہے لیکن یہ دروازہ ابھی تک قائم ہے۔

جھالہ { یہ درگاہ شریف کے جنوب میں ایک گہرا چشمہ ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔ درگاہ شریف کے استعمال کا تمام پانی جھالہ سے ہی آتا ہے۔ درگاہ شریف میں جامع مسجد کے پاس سے ایک وسیع زمین جھالہ میں اترتا ہے۔ جس سے بھٹی پانی بھر کر لاتے ہیں۔ ایک وسیع زمین ترپولہ بازار سے بھی جھالہ میں اترتا ہے۔ جس سے شہر کے ہندو مسلمان بلا لحاظ مذہب و ملت آکر پانی بھرتے ہیں۔ تیسرا زمینہ خادم محلہ کی جانب سے بھی ہے۔

جھالہ کی مضبوط چھار دیواری شاہ جہاں بادشاہ کی بڑائی ہوئی ہے۔ قبل ازیں بارش کے زمانہ میں گڑبڑ نامی نلے کا پانی اسی طرف سے ہوتا تھا۔ اور یہی نالہ آگے جا کر ندی کی صورت اختیار کر لیتا تھا اور اسی ندی کو ریوندی بھی کہتے ہیں۔ جب اکبر بادشاہ نے شہر اجیر کی فصیل بڑائی تو اس نالہ کو بازار پیش درگاہ کی جانب کھنڈا دیا۔ اور بند بڑا دیا تھا۔

شاہ قلی خاں صوبیدار اجیر نے دوسری طرف دہانہ بندی پر اپنی زندگی میں ہی اپنا مقبرہ تیار کرایا تھا اب ہزاروں آدمی اس جھالہ کے پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ یہ بہت زیادہ گہرا ہے۔ زائرین اس کے پانی کو تبرک سمجھتے ہیں۔

حوض جامع مسجد { جامع مسجد کے متصل ایک خوش ناز حوض ہے۔ جو پانی سے بھرا ہوتا ہے۔ اس حوض کے پانی پر سائبان نہیں ہے مگر اس کے چاروں طرف کنارہ دو پر مچھوپ اور بارش سے بچاؤ کے لئے چھت ڈالی گئی ہے۔

جامع مسجد کے پہلو میں ہونے کی وجہ سے نمازیوں کو اس حوض سے بہت آرام ہے۔ رات کو جب نیند درگاہ کے لئے بجلی ہٹا کر تاس ہے تو لوہے کی ٹالیوں کے ذریعہ حوض میں بھی پانی بھرا جاتا ہے۔

تاہم زائرین کے ہجوم اور کثرت استعمال کی وجہ سے پانی کی قلت رہتی ہے بھشتیوں کی موجودگی پورا کر دیتی ہے یہ ہر وقت مشکیں بھرے حوض کے پاس کھڑے رہتے ہیں۔ اور زائرین انھیں پیسے دیکر حوض میں پانی ڈھالتے رہتے ہیں

شاہی گھاٹ لب جھارہ ارکاٹی دالان حوض کے متصل صحن کا نام شاہی گھاٹ یا سایہ گھاٹ ہے اس صحن کے اندر سنگ مرمر کی ایک چھتری (چوبیس رحمت علی صاحب خادم درگاہ کے ایک موکل لے بنوائی ہے) میں غیب نواز کے صاحبزادہ حضرت خواجہ ابوسعید علیہ الرحمۃ کا مزار ہے۔ اس کے قریب دوسری چھتری میں غیب نواز کے برادر بستی آسودہ ہیں۔

کرناٹکی دالان سایہ گھاٹ کے متصل روضہ منورہ کے سامنے ارکاٹی یا کرناٹکی دالان ہے۔ اس میں تین درجہ بجا نب روضہ منورہ ہیں سنگ سفید کی خوبصورت عمارت ہے۔ یہ دالان نواب والا جاہ رئیس کرناٹک الخطابیہ امیر الہند نے بہادر شاہ عالم بادشاہ تعمیر کرایا تھا۔ اس میں مندرجہ ذیل اشعار کندہ ہیں۔

در حضور خواجہ ہر دو سرا	آں معین الدین شہ شاہنشاہان
چوں امیر الہند کان عدل و داد	بحر جود و آسمان اعتقاد
یعنی آں نواب والا مرتبت	نام والا جاہ عالی منزلت
کا مران ملک کرناٹک بود	بندہ خاص خدایے شک بود
از خلوص نیت و صدق غصیف	بر ہنساہہ کر سئی جائے لطیف
تا بیا سانبہ مردم اندرین	موجب یرکات باشد بالیقین
گفت جوں تمیمہ والا جاہی است	ہم نبایش موقف اللہی است
سال تعمیرش ز دل کردم طلب	وجدہ در خود کرد دل و اگر دل
سال تارخیش بچو در این دعا	باد و دھکم قافم این فرخ بستا

از جلو س شاہ پنخ دی طلب

شد مرتب در مہ پاک رجب

عبادت مستورا کرنا کی دالان کے سامنے قیہ شریف کے جنوبی دروازہ کے متصل ہر دو جانب دو سنگ مرمر کے مختصر احاطے مستورات کے بیٹھنے کے لئے ہیں۔ ان کے ہر دو دروازوں پر پردے پڑے رہتے ہیں۔ ان میں شریف معین الدین خورد۔ یازید۔ حضرت قیام الدین بابر یاں اور شیخ بدہ کے مزارات ہیں۔

دالان حاجی زیر علی صاحب یہ دو دالان متصل ارکانی دالان وکیل حاجی وزیر علی صاحب خادم درگاہ شریف مرحوم خادم درگاہ نے بنوائے ہیں۔ ان پر مندرجہ ذیل کتبے آویزاں ہیں۔

(۱) کتبہ دالان متصل ارکانی دالان۔

”یہ عمارت بغرض آسائش زائرین حضرت خواجہ غریب نواز بیدگار قبلہ حاجی حافظ سید مردان علی مرحوم مغفور بصرہ خاص خاک نشین آستانہ عالیہ حاجی سید وزیر علی خادم حضرت خواجہ تعمیر ہوئی جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

(۲) کتبہ دالان متصل سبیل“

”یہ عمارت بغرض آسائش زائرین حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ بیدگار قبلہ و کعبہ سید حافظ فتح محمد صاحب و محترمہ مخدومہ عند اللہ صاحبہ بصرف خاص خاک نشین آستانہ عالیہ حاجی سید وزیر علی بیع الاول ۱۳۳۵ھ میں تعمیر ہوئی۔

مقبرہ علی قلی خاں جھالہ کے شرفی کنارہ درگاہ کے گوشہ جنوب و مشرق میں واقع ہے یہ عالی شان سنگ مرمر کا شمال رویتین درگاہ مقبرہ ہے اس کی چھت لداؤ کی ہے جسے گنبد بھی کہتے ہیں۔ یہ مقبرہ اکبر بادشاہ کے صوبہ دار اجیر علی قلی خاں نے اپنے مدفن کے لئے بنوایا تھا۔ مگر یہاں دفن نہ ہو سکے اگرہ میں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے اس گنبد میں غالباً شہباز خاں (جو اکبر کے منصب دار ہیں) کا مزار ہے۔

یہاں محمد کی ۲۷ تاریخ تعزیر رکھا جاتا ہے۔ اس پر شہر کی ہمدیاں چڑھائی جاتی ہیں۔ بڑا ہجوم ہوتا ہے۔ اسوجہ سے اب اس مقبرہ کو امام بارگاہ بھی کہتے ہیں۔

سبیل خواجہ سنجری یہ سبیل حاجی وزیر علی صاحب مرحوم خادم درگاہ شریف نے تعمیر کرائی ہے۔ اس پر حسب ذیل عبارت درج ہے۔

”علی قلی خاں کا منصب ہمدگیری میں سہ ہزار و پچھتر تھا۔ اجیر شریف سے تقریباً ایک کوس کے فاصلہ پر مشرق و شمال میں اب تک ان کا ایک باغ بھی موجود ہے اس کو لک باغ میر شاہ علی بھی کہتے ہیں (ب) علی قلی خاں کو میر شاہ علی اور میر تقی بخش بھی کہتے ہیں۔

بیادگار

برادر کرم حافظ سید عبدالعزیز صاحب و دختر محترم نور شہی عائشہ بی بی عفرات اللہ الہا لیسرفہ خاص غاکشیہ
آستانہ عالیہ حاجی سید ذری علی ربیع الاول ۱۳۱۳ھ تعمیر ہوا۔

عقیدہ تہذیب خدمت مرام درگاہ

آپ کی درگاہ کی خصوصیات میں یہ چیز عام طور سے مشہور ہے کہ وہاں کوئی کتنی ہی زیادہ پریشانی اور
اضطراب کی حالت میں جہاں ہر سکون قلبی اور اطمینان خاطر حاصل ہوتا ہے۔ بایں وجہ یوں تو آپ کے آستانہ
میں علاوہ مقیم حضرات کے بیرونی اور مقامی عقیدتمندان کی ہمہ وقت آمد و رفت رہتی ہے مگر مخصوص ایام اور اوقات
میں عام بارش فیضان سے مستفیض ہونیکے لئے بھی عقیدت کیش جوق در جوق جمع ہوتے ہیں اور ہمہ وقت کی عام
برکات کے سوا ان مواقع پر مخصوص روحانی الوار اور دینی و دنیاوی انعامات سے مالا مال ہوتے ہیں جس کا
مختصر بیان ذیل میں کیا جاتا ہے۔

(الف) مرام قدیم کے تحت میں معمولات درگاہ و تقاریب۔

دروازہ صبح فجر کی نماز سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ قبل اہل محبت عقیدت مند اور اہل حاجت روضہ منورہ کے شرقی دروازہ
پر پہنچ جاتی ہیں جہاں جمع ہوتے ہیں۔ یہ وقت باب گنبد شریف کھلنے کا ہے۔ دروازہ کیا کھلتا ہے گویا درجست
دا ہوتا ہے۔

دروازہ کھلنے سے پہلے ایک خادم دروازہ کے دربرداشتادہ ہو کر اذان دیتا ہے۔ اس کے بعد باری
دار (کنجی برار) دروازہ کھولتا ہے اور خدام صاحبان اندر داخل ہو کر مورچیل سے تربت شریف و دیگر اندرونی

اب گنبد شریف کے شرق میں یگی اللان کے سامنے ایک وسیع حرمین فرش کا احاطہ ہے جس کے گرد پید پتھر کا کھڑا لگا ہوا ہے ماحول
وچھی شریف میز مرزا عالم کے یوم وفات یوم نبوت یوم ولادت غریب نواز۔ یوم علی شوس حضور وچھی شریف کے مواقع پر اس احاطہ میں قرآن خوانی
ہوتی ہے۔ محافل میلاد و سماع و محافل بزرگان دین میں اس احاطہ میں منعقد کی جاتی ہیں بعض لوگ اس کو بھی احاطہ نور کہتے ہیں۔

آج کل یہ خدمت ظہور احسن صاحب عرف مولامیال خادم درگاہ انجام دیتے ہیں۔

مقامات صاف کرتے ہیں۔ پھر پھول بد لکڑ تازہ پھول پیش کرتے ہیں۔ یوبان سلگاتے ہیں۔

یوم ازاں جزائریں خصوصیت سے اس سالنے وقت حاضری کے لئے جمع ہوتے ہیں وہ گنبد شریف میں بسط خدا ان داخل ہو کر شرف زیارت اور سلام صبح پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور فاتحہ خوانی کے بعد جو قلب کے ساتھ اپنی حاجات پیش کرنے میں مصروف ہوتے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد نماز فجر کا وقت ہو جاتا ہے اس وقت اوڑیاہ لوگ خواب سے فارغ ہو کر درگاہ میں آجاتے ہیں درگاہ کی مسجدوں میں اذانیں ہوتی ہیں بعد ازاں خوش الحانی کے ساتھ ہر مسجد میں نماز فجر ادا کی جاتی ہے فجر کی نماز کے بعد ہر ایک نیا کردہ اکدم قبہ مبارکہ میں زیارت و سلام و عرض حاجات کے لئے حاضر ہوتا ہے غرض صبح سے لے کر عشاء کی نماز سے ایک گھنٹہ بعد تک برابر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور خدام صاحبان اپنے اپنے ذرائع کی روضہ مبارک میں حاضری کرتے رہتے ہیں۔

نماز فجر کے بعد شاہی تقارحانہ میں (جوشا بھائی دروازہ پر ہے) نوبت بجنے لگتی ہے اور روضہ مبارک کے پائیں میں قوالی شروع ہو جاتی ہے یہ سلسلہ ایک گھنٹہ تک جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد جب دوکانات کھلنے کا وقت آجاتا ہے تو معتقد ہنود صاحبان اپنی دوکانیں کھولنے سے پہلے اپنی اپنی دوکانات کی کنجیاں بہ نیت برکت درگاہ کے دروازہ کی سیڑھیوں سے مس کرتے ہیں پھر دوکانیں کھولتے ہیں۔

دن کے نو بجے عثمانی دروازہ پر آدمے گھنٹہ تک پھر نوبت بجاتی ہے

ظہر کی نماز کے وقت بعد فراغت نماز پھر پائیں مبارک میں تین بجے سے آدھ گھنٹہ تک مناجات شاہد و کن ریزہ گزانی ناظم علم نظامی قوالی اور تقارحانہ میں نوبت شروع ہو جاتی ہے۔ اس وقت پھر خدام صاحبان روضہ مبارک کی خدمت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ اور گل و صندل پیش کرتے ہیں۔

مغرب سے قبل روشنی کے وقت دو بجتا ہے اس موقع پر پھر زیادہ لوگ خصوصیت سے حاضر ہوتے ہیں قبہ مبارک میں روشن کرنے کے لئے خدام صاحبان مخصوص طور سے بنی ہوئی موم بتیاں لپٹاتے ہیں لوگ اپنے دلوں میں نور کی روشنی پیدا کرنے کے خیال و حصول برکت کی نیت سے ان بتیوں کو اپنے اوپر رکھواتے ہیں۔ اس وقت

لے مزید سے تقریباً چارہ منٹ تلیں۔

بجانب پر کھینٹ نظر ہوتا ہے بالآخر مومی اور برقی روشنی سے اکدم قبر مبارک اور تمام احاطہ درگاہ منور ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر خصوصیت سے لوگ مصروف دعا نظر آتے ہیں اور یہ شہر خصوصیت سے بڑا جاتا ہے۔

الہی تابو وغور شید و ما ہی چراغ چشیاں رار و ثنائی

اُسی وقت دیوان والی قبر شریف میں جاتی ہے۔ اس کو بھی لوگ بلحاظ برکت و شفا کے مرض اپنے سردوں پر رکھاتے ہیں اور اُس کی خاک جسم سے ملتے ہیں اور دھواں جسم پر لیتے ہیں۔

نماز عشا کے بعد بیگم الان کے سامنے شاہی چوکی تو الان اور پائیں شریف کی جانب ضامن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی صابری چوکی تقریباً ایک گھنٹہ تک توالی کی خدمت انجام دیتی ہیں۔ اس وقت بھی درگاہ شریف میں معمول سے زیادہ ہجوم ہوتا ہے۔ اس موقع پر فدام صاحبان تھوڑی تھوڑی دیر کے فاصل سے خدمت کر کے تین فرشتے بیکر گنڈ شریف سے باہر آتے ہیں لوگ انہیں اپنے سردوں اور آنکھوں پر رکھواتے ہیں۔ نیز اس وقت بھی عقیدت کیش دیوان والی کے دھویں سے مستفیض ہوتے ہیں۔ توالی کے بعد شاہی چوکی کھڑے ہو کر ڈھولک کے ساتھ گڑ کا پڑھتی ہے۔

اس کے بعد قبر شریف کا دروازہ معمور ہو جاتا ہے۔

موجودہ درگاہ کمیٹی کے تسلط سے قبل دروازہ معمور ہو جانیکے بعد سے صبح تک بیرونی اور مقامی تو الان بطور نذر عقیدت توالی کیا کرتے تھے اوقات نماز ڈنکے سے مغرب تک۔ اور صبح دروازہ کھلنے کی اذان کے وقت کے علاوہ دیگر تمام اوقات میں ہر شخص توالی کرنے کا مجاز تھا۔ مگر کمیٹی مذکور نے حال میں رات کے گیارہ بجے کے بعد سے صبح تک توالی کی ممانعت کر دی ہے۔ اور حق داران و صوفیائے کرام اور اکثر خواص دعوام کو اس باب میں درگاہ

سلا حرم کی سلسلہ لہلہ شاہان علیہ کے راز سے جلی آتی ہے۔ یہ چوکی اکرام حسین۔ تائیم حسین اور دایم حسین وغیرہ تو الان پر مشتمل ہے۔

ضامن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صابریہ کے مشہور درویش ہیں ان کا مزار کلیر شریف میں اندرون احاطہ درگاہ ہے۔

اس چوکی کے اجداد کو فدام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلیر شریف سے اجمیر شریف بھیجا تھا۔ اس کے موجودہ خاص خاص افراد غلام بھغت غلام خواجہ فضل احمد یہ شید احمد و کریم الدین وغیرہ ہیں۔

فرشتہ ملاؤں کے یہ کہی اس جھاڑو کو کہتے ہیں جو اندرون گنڈ شریف کی خدمت میں کام آتی ہے۔

یہ کہی ایک پورانا خاص قسم کا کام ہے جس میں غریب نواز کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے۔

اس کمیٹی کے صدر سید الدین صاحب اور نائب صدر مرزا عبدالقادر بیگ ہیں۔

کیٹی سے اختلاف ہے مذکورہ بالا اوقات کے علاوہ بھی رات کے ساڑھے گیارہ بجے سے بارہ بجے تک بہ اہتمام درگاہ کیٹی قدیمی شادی نفاذ خانہ پر اور بارہ بجے شب سے ساڑھے بارہ بجے تک عثمانی دروازہ پر بطور زندر عقیدت منجانب شاہد کن نوبت بجائی جاتی ہے ازاں بعد پھر رات کے تین بجے سے ساڑھے تین تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تاہم آج کل بھی اوقات نماز اور مقررہ مذکورہ اوقات پر ملازمین قوالان درگاہ کے علاوہ دیگر مقامی دیرونی قوالان بطور زندر عقیدت مختلف اوقات میں قوالی کرتے رہتے ہیں۔

نیز بعد نماز عشاء شہا بہمانی جامع مسجد میں تفسیر لکھنؤ کا روزانہ بیان ہوتا ہے۔

اللہ قریب قریب روزانہ وقتاً فوقتاً محل میلاد شریف بھی منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ اور اکثر چادر ہائے گل دہار پر قوالی اور بیٹہ باجہ کے ساتھ پیش ہوتی رہتی ہیں۔

پنجشنبہ جمعرات کے دن روزانہ سے زیادہ عقیدت مند ان حاضری دیتے ہیں بعد مغرب سے درگاہ شریف میں جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ بموجب رسم قدیم عشا کی نماز کے بعد سبکی الاان کے دربرو محفل سماع منعقد ہوتی ہے فرش بچھایا جاتا ہے۔ شاہی زمانہ کی یادگار کپڑا منڈیا ہوا فانوس رکھا جاتا ہے اور کپڑا منڈھے ہوئے متعدد چھوٹے فانوس سبکی الاان کے سامنے لٹکائے جاتے ہیں محفل میں صدر جگہ فرش کے نیچے گدیلا بچھتا ہے اور دیوان صاحب متولی صاحب اس پر بیٹھتے ہیں ان دونوں کے درمیان میں ان سے دراپچھے توٹنہ شریف کے سجادہ اگر موجود ہونے ہیں تو بیٹھتے ہیں نیز متولی صاحب کے برابر ڈاکٹر سید عبدالحی صاحب کے خاندان میں سے کوئی شخص بیٹھا ہے۔ ان حضرات کے سامنے کپڑے کے چھوٹے فانوس اور موسیقی کی دو لائٹیں اگر دانی کے گرد رکھی جاتی ہیں اور ان کے

۱۔ عبدالرحمن صاحب موصی المعروف بہ عوب صاحب بھل تفسیر بیان کرتے ہیں۔

۲۔ آج کل دیوان آل رسول صاحب ہیں۔

۳۔ آج کل رحمت الہی صاحب منجانب نواب مظفر علی خاں صاحب لاہوری نائب متولی ہیں۔ یہی محفل میں بیٹھتے ہیں۔

۴۔ اس وقت توٹنہ شریف کے سجادہ حافظ سید الدین صاحب ہیں۔

۵۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب کے خاندان میں سے اس وقت عبداللہ صاحب مدظلہ پر بیٹھتے ہیں



ہر دو جانب چویدار اور چیرسیان درگاہ کھڑے ہوتے ہیں شاہی زمانہ کے چار بجے محفل شروع ہو جاتی ہے پہلے فاتحہ ہو کر شیرینی تقسیم ہوتی ہے پھر سماع شروع ہوتا ہے۔ درگاہ کے ملازمان تو اعلان یہ عہدیت انجام دیتے ہیں اگر کوئی باہر کا قوال آجاتا ہے تو اس کو بھی موقع دیا جاتا ہے اس دوران میں شاہی پانچ بجے روزہ مبارک کے اندر عہدیت شروع ہو جاتی ہے تقریباً ایک گھنٹہ سماع ہوئے کے بعد فاتحہ ہوتی ہے ازاں بعد مجلس برخواست ہو جاتی ہے حسب معمول شاہی چوبچ کرکھا پڑھنے کے بعد فقیر شریف معمر ہو جاتا ہے اس دن روزانہ کے معمولات مذکورہ کے علاوہ بارہ بجے دن کے بھی نوبت بختی ہے نیز اس دن بجائے تین بجے دن کے ڈھائی بجے سے نوبت اور ظہر بعد کی قوالی شروع ہو جاتی ہے۔

چھٹی یفتہ چونکہ چوتھ تاریخ غریب لوان کے صال کی چواس لے ہر قمری مہینہ کی چھ تاریخ درگاہ میں حضرت کی فاتحہ ہو کر لی ہے۔ صبح کے وقت منجانب خدام صاحبان قرآن خوانی ہو کر فاتحہ ہوتی ہے اور شب میں بخشینہ کی محفل کی طرح جس کی تفصیل پیچھے گذر چکی ہے محفل سماع منعقد ہوتی ہے جس میں پہلے فاتحہ خوان صاحبان فاتحہ پڑھتے ہیں پھر تقسیم شیرینی کے بعد قوالی شروع ہو جاتی ہے۔ مگر محفل بخشینہ کی طرح چھٹی کی محفل کے بعد فاتحہ نہیں پڑھی جاتی البتہ جب جمعرات اور چھٹی ایک ہی دن ہوتی ہے تو دو مرتبہ فاتحہ دی جاتی ہے اور دونوں مواقعہ کی شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔

چھٹی کی محفل میں صرف متولی صاحب آتے ہیں اور دیوان صاحب محفل میں اپنی دشا بھیجتے ہیں۔ نیز چویداران جمعرات کی محفل کی طرح اس محفل میں سونکی چوبیس لیکر نہیں کھڑے ہوتے بلکہ کڑی کی چوبیس لے کر کھڑے ہوتے ہیں۔

عرس شریف گزریں تو فخرار اور درویش اور دوکاندار عرس سے تقریباً ایک ماہ قبل اجمیر شریف آجاتے ہیں یعنی اولیٰ جمادی الثانی سے برابر لوگوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ درگاہ اور مکانات میں پھیدیاں ہوتی گئی ہیں جمادی الثانی کی ۲۵ تاریخ سے تمام صاحبان مزار شریف کو روزانہ شب میں غسل دینا بھی شروع کر دیتے ہیں چویداری کی خدمت حضرت نور اور عبد الغنی انجام دیتے ہیں اور پڑھنے پڑھانے سے پشت در پشت یہ حضرات پہلے آتے ہیں فاتحہ اور قبل سماع میلاد بھی پڑھتے ہیں تمام عمل صاحب نیاز ہی اس گروہ کے ایک خوش الحان فرد ہیں۔ بارش کی محفل بخشینہ کی طرح اعلان میں ہوتی ہے اور آواز اعلان اور جمادی الثانی لٹا دیت ۹ رجب تک درمیان چوبچ بخشینہ کی محفل سماع خانہ میں ہوتی ہے۔ نیز کہ لغایت ۱۱ رجب بخشینہ اور چھٹی کی محفل نہیں ہوتی بلکہ عرس کی محفل میں ضم بھی جاتی ہے۔

ہیں مگر مراسم عرس رجب کا چاند دیکھنے کے بعد شروع ہوتے ہیں یعنی چاند نظر آتے ہی درگاہ میں شادیانے بچتے ہیں اور سات سلامیاں توپ (توپ نا ایک نال ہے) کی دیجاتی ہیں شہر جمیر بالخصوص درگاہ اور خادم محلہ میں ایک شور مچ جاتا ہے ہزاروں باہر سے آئے ہوئے زائرین چاند دیکھنے کے بعد درگاہ میں سلام کرنے کیلئے حاضر ہوتے ہیں مقررہ مقامات پر درگاہ میں خدام صاحبان کی گڈیاں بچھ جاتی ہیں اور زائرین اپنے اپنے خادم وکیل کے پاس اپنی طرف سے نیتیں پڑھانے اور چادریں شیرینی نذرانے وغیرہ پیش کرنے کیلئے بہ تعداد کثیر ایام عرس میں جمع رہتے ہیں ختی دروازہ کھل جاتا ہے

سلاخ خانہ کے اندرونی حصہ میں فرش بچھا ہے اور صدر مقام پر گدی بچھایا جاتا ہے اس پر نفرتی چوڑوں کا شامیانہ لگایا جاتا ہے تمام جھاڑ کھول دے جاتے ہیں اور ان میں بجلی کی روشنی کیجاتی ہے نیز داروغہ سلاخ خانہ سلاخ خانہ کی دیگر متعلقہ خدمات انجام دیتے ہیں اور تقریباً رات کے گیارہ بجے مشعل و چوہداران کے ساتھ متولی صاحب اور مشعل اور ناتوس کے ساتھ دیوان صاحب آجاتے ہیں اور صوفی درویش و مشایخ فقیر امیر غریب بٹلوں کثیر حاضر مجلس ہوتے ہیں۔ فاتحہ ہوتی ہے پھر سلاخ شروع ہو جاتا ہے ہندوستان کے تمام پیادہ قتلان مہری بیٹے ہیں ایک بچے کے قریب دیوان صاحب مراسم ادا کرنے کیلئے گنبد شریف میں آجاتے ہیں اور مخصوص خدام اور دیوان و متولی مگر غسل شریف کے مراسم ادا کرتے ہیں اس عرصہ میں سلاخ خانہ میں برابر قوالی ہوتی رہتی ہے بعد غسل دیوان صاحب و متولی صاحب پھر محفل سلاخ میں آجاتے ہیں اور چائے نوشی کا دور شروع ہو جاتا ہے درگاہ کے قدیمی مقررہ لوگ چائے بناتے ہیں اور محفل میں پلاتے ہیں تین چار بچے کے قریب بعد فاتحہ محفل برسات ہوتی ہے اس موقع پر رکابداران بیٹھے صندل شربت کے آبخور بطور تبرک تقسیم کرتے ہیں دوران محفل سلاخ خانہ میں کسی عورت کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی نہ کوئی اس موقع پر جوتائے کہ داخل سلاخ خانہ ہو سکتا ہے

۱۰ توپ جلانے والے عذر شاہ کی اولاد میں ہیں۔ غوث پاک کے چلنے کی پہاڑی پر توپ چلائی جاتی ہے۔

۱۱ منجانب پانچا معین الاولہ سلاخ خانہ کے انتظام کیلئے ایک داروغہ ہوتا ہے آجکل یہ خدمت غلام غریب نواز انجام دیتے ہیں۔

۱۲ آج کل یہ خدمت محمد بخش وغیرہ انجام دیتے ہیں۔

۱۳ عرس کی پہلی دو مشیوں میں سینٹھ اسحاق صاحب کی طرف سے چائے بنتی ہے تیسری چوتھی پانچویں شب میں محی لاو تاج معین گدڑی شاہی کیش چائے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہے چھٹی شب میں عبدالرحمن صاحب کے صاحبزادہ چائے پیش کرتے ہیں۔

۱۴ رکابداران کی خدمت بشیر خاں اور علی محمد خاں انجام دیتے ہیں۔

درگاہ کے چار اسی ان امور پر اور دیگر خدمات متعلقہ پر مامور رہتے ہیں چھ شب تک برابر اسی طرح روزانہ محفل ہوا کرتی ہے اس زمانہ میں تقریباً لاکھ ڈیڑھ لاکھ عقیدتمندان کا اجیر میں جمع ہو جاتا ہے ہندوستان کے تمام حصوں سے لوگ دور و دور از کا سفر کر کے آتے ہیں۔ بلکہ بیرونی ملک کے لوگ بھی اس موقع پر ماحضر آستانہ ہوتے ہیں اندرون رات ہزاروں آدمی درگاہ میں حاضر رہتے ہیں اس زمانہ میں درگاہ اجیر کی گلیوں میں اور سڑکوں اور بازاروں میں اتنا ہجوم ہوتا ہے کہ یہ آسانی کسی کا گذر ناممکن ہو جاتا ہے شانہ سے شانہ بھرنے لگتا ہے پلنے کو آسانی سے راستہ نہیں ملتا بعض اوقات راستہ صاف ہو جائیکے لئے کھڑے رہنا پڑتا ہے بیویوں و درویشی کی بکثرت دوکانیں لگ جاتی ہیں ان دوکانوں پر ہمہ وقت ازدحام رہتا ہے بیرونی دکاندار بھی تقسیم کی اشیا کی دوکانیں لیکر آتے ہیں درگاہ بازار نمائش گاہ نظر آتا ہے۔ بریلی کا سرمہ، دہلی کا سوہن حلوہ۔ پنجاب کے زیو۔ حیدر آباد کے بٹن۔ لاہور کے عطر۔ امرت سر کے کر بند۔ مراد آباد کے برتن۔ میرٹھ کا حلوہ میرٹھ راجپور کے سہوڑے سمجھل کے کنگے اور اہلن کلک کا چاندی کا سامان دینارسی کپڑے اور ساڑیاں دہلی اور گجرات کے جواہرات جڑے ہوئے زیورات غرض قریب قریب ہندوستان بھر کی مشہور چیزیں اجیر میں موجود ہوتی ہیں۔

خرید و فروخت اور ٹوکھوں کے گالوں کی وجہ سے درگاہ بازار میں لوگوں کا بچہ ازدحام رہتا ہے یہاں تک کہ یکم جب سے درگاہ بازار میں موٹر دن تا نگوں وغیرہ کا گذر ناممکن ہو جاتا ہے پولیس انتظام پسند رہتی ہے۔

محفل صل یوں تو بیچ خانہ میں صبح سے رات تک برابر بہت سے حافظ قاری عقیدت کیش قرآن مجید پڑھتے ہیں گرتا یخ اور جب تقریباً آٹھ بجے صبح سے سماع خانہ میں قرآن خوانی شروع ہو جاتی ہے اور بکثرت لوگ اس سعادت میں شامل ہوتے ہیں دس نو گیارہ بجے کے درمیان پھر شب کی محفل کی طرح یہاں محفل سماع شروع ہو جاتا ہے ڈیڑھ بجے کے قریب فاتحہ ہوتی ہے فاتحہ کے بعد جب حضور غریب نور کا نام مبارک آتا ہے تو چوبدار چوبیس اونچی کر لیتے ہیں حجاج بجا شروع ہو جاتے ہیں سات توپوں کی سلامی ہوتی ہے اس وقت بڑا شور مچا ہوتا ہے بہت سے لوگ روتے نظر آتے ہیں بہت سے نعرے لگاتے ہیں جگہ جگہ لوگوں پر گلاب چھڑکا جاتا ہے اسے قل کا چھینٹا

کہتے ہیں بعد قش سے بیردنی حضرات واپس جانا شروع ہو جاتے ہیں۔

غسل شریف بتاریخ ۹ رجب صبح چھ اور سات بجے کے درمیان غسل شروع ہو جاتا ہے مزار شریف کو کیڑہ دگلاب سے غسل دیا جاتا ہے بیردنی احاطہ پانی سے دھویا جاتا ہے زائرین سینکڑوں مشکیں پانی کی خرید کر خود بڑی بڑی جھاڑوں سے تمام فرش درگاہ کو دھوتے ہیں سینکڑوں مرد و عورت پانی سے تراشہ میں جھاڑ دیں لئے اس مقدس آستانہ کی جاروب کشی میں نظر آتے ہیں گویا اس دن سب ملکر ایک ہی خدمت کو انجام دینے میں مصروف ہو گئے ہیں صوفی صاحبان اس دن گولوم توجید کہتے ہیں یعنی جس طرح حج میں حاجی ایک ہی لباس میں ہوتے ہیں اسی طرح اس دن یہاں عقیدت کیش ایک ہی خدمت میں مشغول نظر آتے ہیں۔

(ب) مراسم قدیم کے تحت میں بزرگان دین کے اعراس و دیگر تقاریب

درگاہ شریف میں بہت سے بزرگان سلف کی فاتحہ شریف یعنی عرس معہ محفل سماع و وعظ وغیرہ منجانب درگاہ ان کی تاریخ وصال پر سالانہ ہوتا رہتا ہے نیز ایسے بزرگ اور خدام سیدہ درویشوں کے اعراس کا اضافہ بعزت درگاہ ہو جب رسم قدیم ہوتا رہتا ہے جنھوں نے وطن سے ہجرت کر کے اپنی زندگی غریب نواز کے قدموں میں گذاری ان حضرات کے علاوہ بعض بیردنی بزرگوں کے اعراس بھی درگاہ میں قائم کر دئے جاتے ہیں ماسوا اس کے بعض بزرگوں کے اعراس وغیرہ کے مراسم کسی دوسری انجمن یا شخص واحد کی طرف سے بھی ادا کئے جاتے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

منجانب درگاہ شریف بتاریخ ۱۱ ربیع الاول بعد عشا محفل پنجشنبہ کی طرح سماع کے ساتھ سرور عالم کی فاتحہ شریف کے مراسم ادا کئے جاتے ہیں۔

بتاریخ ۵ ربیع الثانی المیہ غریب نواز اور بتاریخ ۲۵ ربیع الثانی خواجہ رکن الدین (شوہر بی حافظ جمال) کے اعراس ہوتے ہیں۔ یہ اعراس محلات کے کلاتے ہیں۔ ان میں سے ہر اک میں ۵۰ سالانہ صرفہ کیا جاتا ہے۔

(الف) اعراس بہ ماہ محرم

۱۔ مولانا عبدالباق بتاریخ ۲ محرم بعزت ۵ سالانہ ۲۔ حضرت فرید محمد محرم بعزت ۵ سالانہ

۳۔ بابا فرید گنج شکر بتاریخ ۵ محرم بصرہ مٹہ سالانہ (۴) فرید میاں احمد آبادی ۲۵ محرم بصرہ عا سالانہ

(ب) اعاس بماء صفر

- (۱) حضرت شاہ ڈارث علی بتاریخ یکم صفر بصرہ عا سالانہ
(۲) حضرت سلیمان بتاریخ ۱ صفر بصرہ عا سالانہ
(۳) حضرت سید ابوالعلا اکبر آبادی ۹ صفر بصرہ عا سالانہ
(۴) حضرت مولانا شمس الدین بتاریخ ۱ صفر بصرہ عا سالانہ
(۵) حضرت کالے میاں ۱۴ صفر بصرہ عا سالانہ
(۶) حضرت عبدالرزاق لکھنوی ۲۴ صفر بصرہ عا سالانہ

(ج) اعاس بماء بیع الاول

- (۱) حضرت معنوق علی بتاریخ ۱۰ بیع الاول بصرہ عا سالانہ
(۲) حضرت محمد بخش بتاریخ ۱۰ بیع الاول بصرہ عا سالانہ
(۳) حضرت مولانا قادری سلیمان بتاریخ ۱۰ بیع الاول بصرہ عا سالانہ
(۴) حضرت مخدوم علاء الدین بیکلیری ۱۳ بیع الاول بصرہ عا سالانہ
(۵) حضرت شیخ کلیم شہ جہاں آبادی ۲۴ بیع الاول بصرہ عا سالانہ
(۶) حضرت شاہ محی الدین ۲۴ بیع الاول بصرہ عا سالانہ
(۷) حضرت محمد بتاریخ ۲۹ بیع الاول بصرہ عا سالانہ

(د) اعاس بماء بیع الثانی

- (۱) حضرت غلام فرید بتاریخ ۶ بیع الثانی بصرہ عا سالانہ
(۲) حضرت سلطان الدین بتاریخ ۶ بیع الثانی بصرہ عا سالانہ
(۳) حضرت صوفی حمید الدین ناگوری ۱۰ بیع الثانی بصرہ عا سالانہ
(۴) حضرت لدرا علی عتہ مذاق میاں ۱۰ بیع الثانی بصرہ عا سالانہ
(۵) حضرت دیوان شمس الدین علیخان ۱۰ بیع الثانی بصرہ عا سالانہ
(۶) حضرت پیران پیر شگیر شیخ عبدالقادر حلوانی ۱۰ بیع الثانی بصرہ عا سالانہ
(۷) حضرت خواجہ محمود میاں بتاریخ ۱۳ بیع الثانی بصرہ عا سالانہ
(۸) حضرت محبوب الہی سلطان نظام الدین دیبا ۱۳ بیع الثانی بصرہ عا سالانہ
(۹) حضرت محمد مراد بتاریخ ۱۴ بیع الثانی بصرہ عا سالانہ
(۱۰) حضرت حاجی قدرت اللہ ۲۰ بیع الثانی بصرہ عا سالانہ

(ه) اعاس بماء جمادی الاول

- (۱) حضرت شاہ مصاف بتاریخ جمادی الاول بصرہ عا سالانہ
(۲) حضرت احمد علی عتہ بابا بتاریخ ۵ جمادی الاول بصرہ عا سالانہ

- (۳) حضرت غلام محمد الدینؒ شاہ رجائی الاولیٰ بصرہ سالانہ
(۴) حضرت سلطان الدینؒ بتایخ ۹ جمادی الاول بصرہ ۸ سالانہ
(۵) حضرت شاہ مرادؒ بتایخ ۱۱ جمادی الاول بصرہ ۸ سالانہ
(۶) حضرت یوان غیاث الدینؒ بتایخ ۱۱ جمادی الاول بصرہ ۸ سالانہ
(۷) حضرت پیر بیٹاؒ بتایخ ۱۱ جمادی الاول بصرہ ۸ سالانہ
(۸) حضرت نعل لے میاںؒ بتایخ ۱۲ جمادی الاول بصرہ ۸ سالانہ
(۹) حضرت خواجہ انس بخشؒ بتایخ ۲۹ جمادی الاول بصرہ ۸ سالانہ

(و) اعراس ماہ جمادی الثانی

- (۱) حضرت شاہ نیاز احمدؒ بتایخ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ
(۲) حضرت پیر پکھر باؒ بتایخ ۹ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ
(۳) حضرت ابراہیم علی خانؒ بتایخ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ
(۴) حضرت معصوم علی باباؒ بتایخ ۱۱ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ
(۵) حضرت مولانا امداد اللہؒ بتایخ ۱۲ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ
(۶) حضرت یوان امام الدینؒ بتایخ ۱۲ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ
(۷) حضرت شاہ محمدؒ بتایخ ۱۸ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ
(۸) حضرت محمد حسینؒ بتایخ ۲۲ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ
(۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۴ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ
(۱۰) حضرت خواجہ فخر الدینؒ ۲۶ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ
(۱۱) حضرت مولوی فخر الدینؒ ۲۹ جمادی الثانی بصرہ ۸ سالانہ

(ز) اعراس رجب المرجب

- (۱) حضرت الی بخشؒ بتایخ ۴ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۲) حضرت فیروز شہیدؒ بتایخ ۴ رجب بصرہ ۱۲ سالانہ
(۳) حضرت بابا صاحبؒ بتایخ ۷ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۴) حضرت جلال الرحمنؒ بتایخ ۷ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۵) حضرت مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادیؒ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۶) حضرت خواجہ عاقل محمدؒ بتایخ ۸ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۷) حضرت سائیں سنگھؒ بتایخ ۹ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۸) حضرت قطب الدینؒ بتایخ ۱۱ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۹) حضرت علی حسینؒ پکھر شریفؒ بتایخ ۱۱ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۱۰) حضرت خواجہ حسام الدینؒ بتایخ ۱۴ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۱۱) حضرت پیر یحییٰ صاحبؒ بتایخ ۱۶ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۱۲) بی بی حافظہ جمال ودہ والیہؒ بتایخ ۱۸ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۱۳) حضرت میراں سید حسینؒ خٹکؒ ۱۸ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۱۴) حضرت پیر نوازؒ بتایخ ۲۱ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۱۵) حضرت خواجہ یادگار محمدؒ بتایخ ۲۵ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۱۶) حضرت پیر بک خانؒ بتایخ ۲۱ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۱۷) حضرت کمال الدینؒ بتایخ ۲۱ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۱۸) حضرت خواجہ فخر الدینؒ بتایخ ۲۵ رجب بصرہ ۸ سالانہ
(۱۹) حضرت مامون بہاؒ بتایخ ۲۵ رجب بصرہ ۸ سالانہ

- (۲۱) حضرت عبداللہ سعیدؒ بتاریخ ۲۵ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۲) فاتحہ سرور عالم بتاریخ ۲ رجب بسلطہ جی شریف
(۲۳) حضرت چندن شہیدؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۴) حضرت شہاب الدینؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ
(۲۵) حضرت مدہو شہیدؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۶) حضرت سکین شہیدؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ
(۲۷) حضرت مولانا عبدالباریؒ لکھنؤ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۸) حضرت سید سلالہ مسعود خاڑیؒ ۵ رجب بصرہ ۷ سالانہ

(ح) اعراس ماہ شعبان

- (۱) حضرت جلال الدینؒ بتاریخ ۱۰ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۲) حضرت محمد سعیدؒ بتاریخ ۱۰ شعبان بصرہ ۷ سالانہ
(۳) حضرت صوفی جیؒ بتاریخ ۱۰ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۴) حضرت محمد سعیدؒ بتاریخ ۱۲ شعبان بصرہ ۷ سالانہ
(۵) حضرت چندن شہیدؒ بتاریخ ۱۵ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۶) حضرت سعید احمدؒ بتاریخ ۲۴ شعبان بصرہ ۷ سالانہ
(۷) حضرت چندن شہیدؒ لکھنؤ کوٹھی بتاریخ ۲۵ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۸) حضرت چندن شہیدؒ درگاہ شریف، ۲ شعبان بصرہ ۷ سالانہ

(ط) اعراس ماہ رمضان المبارک

- (۱) حضرت شاہ نظام الدینؒ بتاریخ یکم رمضان بصرہ ۷ سالانہ (۲) حضرت حاجی محمد حمید الدینؒ ناگوری ۱۰ رمضان بصرہ
(۳) حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ سائیں جی گڈری شاہ بابا بتاریخ ۱۰ رمضان المبارک بصرہ ۷ سالانہ
(۴) حضرت نعل شاہؒ بتاریخ ۱۱ رمضان بصرہ ۷ سالانہ (۵) حضرت حافظ محمد بخشؒ بتاریخ ۱۱ رمضان بصرہ ۷ سالانہ
(۶) حضرت شرف الدینؒ بتاریخ ۱۳ رمضان بصرہ ۷ سالانہ (۷) حضرت خواجہ نصیر الدینؒ چراغ دہلویؒ ۱۱ رمضان بصرہ ۷ سالانہ
(۸) حضرت مولانا علی مسکانشاہؒ شہید اکرم اللہ دہمہ بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک بصرہ ۷ سالانہ
(۹) حضرت پیام الدینؒ اخلاقؒ بتاریخ ۲۱ رمضان بصرہ ۷ سالانہ

(ی) اعراس ماہ شوال

- (۱) حضرت مولانا رفیق علیؒ بتاریخ ۴ شوال بصرہ ۷ سالانہ (۲) حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف قبا صنی گڈریؒ بابا شوال بصرہ ۷ سالانہ
(۳) حضرت شاہ جمالؒ بتاریخ ۸ شوال بصرہ ۷ سالانہ (۴) حضرت محمد الحسن جیپوریؒ بتاریخ ۱۴ شوال بصرہ ۷ سالانہ
(۵) حضرت امیر خضرؒ بتاریخ ۱۷ شوال بصرہ ۷ سالانہ (۶) حضرت نظام الدینؒ بتاریخ ۲۱ شوال بصرہ ۷ سالانہ

(ک) اعاس ماہ ذیقعدہ

- (۱) حضرت خاموش شاہ بتایں ۴ ذیقعدہ بفر عا سالانہ (۲) حضرت سجاد حسین بتایں ۱۴ ذیقعدہ بفر عا سالانہ
(۳) حضرت مولانا محمد علی بتایں ۱۵ ذیقعدہ بفر عا سالانہ (۴) حضرت مولانا ضیاء الدین بتایں ۲۵ ذیقعدہ بفر عا سالانہ

(ل) اعاس ماہ ذالحجہ

- (۱) حضرت حاجی نور محمد بتایں ۴ ذالحجہ بفر عا سالانہ (۲) حضرت خٹک سوار بتایں ۴ ذالحجہ بفر عا سالانہ
(۳) حضرت شاہ نصیر میاں سلی بھیت شیر محمد ذالحجہ بفر عا سالانہ (۴) حضرت حبیب علی بتایں ۵ ذالحجہ بفر عا سالانہ
(۵) حضرت ناواں شاہ بتایں ۱۵ ذالحجہ بفر عا سالانہ (۶) حضرت ابوسعید بتایں ۱۲ ذالحجہ بفر عا سالانہ
(۷) حضرت موسیٰ صاحب بتایں ۱۵ ذالحجہ بفر عا سالانہ (۸) حضرت محمد رمضان بتایں ۱۵ ذالحجہ بفر عا سالانہ
(۹) حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتایں ۱۵ ذالحجہ بفر عا سالانہ

- (۱۰) حضرت خواجہ جامی میاں ۲۳ ذالحجہ بفر عا سالانہ (۱۱) حضرت فخر الدین بتایں ۲۶ ذالحجہ بفر عا سالانہ
(۱۲) حضرت خواجہ حسین بتایں ۲۹ ذالحجہ بفر عا سالانہ (۱۳) حضرت خواجہ فخر الدین بتایں ۲۹ ذالحجہ بفر عا سالانہ
(۱۴) حضرت امیر المؤمنین عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتایں ۲۶ ذالحجہ بفر عا سالانہ

منجانب انجمن فخریہ چشتیہ خدام خدام صاحبانکی یہ انجمن درگاہ شریف میں تازیہ رکھتی ہے اور یکم محرم سے ۱۰ محرم تک خواجہ سیدنا وکان اجمیر شریف چوڑڈی مراسم تعزیه داری شاندار طریقہ سے ادا کرتی ہے محرم شریف کے زمانہ میں مجلس سوز خوانی و تحت خوانی و وعظ بھی منعقد ہوتی ہیں اس موقع پر بدوشی کا انتظام بہت خاص طور پر کیا جاتا ہے بتایں ۲۵، ۲۶ رجب حضرت خواجہ فخر الدین گردیزی و حضرت یادگار محمد سبزواری کے مراسم عرس و فاتحہ احاطہ نور میں کیا گئے جاتے ہیں۔

بتایں ۲۶ رجب احاطہ نور میں شب کیوقت محفل میلاد ہوتی ہے اور ۲۷ بتایں دن میں محفل سماع کے بعد فاتحہ شریف کے مراسم منعقد ہوتے ہیں۔

بتایں ۳ شعبان المعظم نہایت شاندار طریقہ پر درگاہ شریف سے سمر ڈر شریف چادر پہنچائی جاتی ہے۔

۱۵ محرم انجمن کے موجودہ صدر قان بہادر عبد الوحید صاحب۔ سکریٹری ظہور الحسن صاحب عرف مولامیاں اجمیری اور جاسٹ سکریٹری سید غلام محمد نبی صاحب ہیں۔

دن کے تین بجے کے قریب یہ جلوس بیگم الان سے قوال کے ساتھ مدد ہو کر تقریباً ایک گھنٹہ میں عثمانی دروازہ پر پہنچتا ہے یہاں قوالی ختم کر دی جاتی ہے مختلف باجوں کے ساتھ یہ اہتمام نیک ایوسی ایشن خدائمان یہ جلوس اسٹیشن روانہ ہو جاتا ہے۔

منجانب نئی لاوقات معینی گدڑی شاہی } یہ انجمن درگاہ شریف میں حسب ذیل مراسم عقیدت خادمی و خدمت
انجمن اجمیر شریف جسٹو } مراد آباد کی آمدنی سے سالانہ ادا کرتی ہے۔

(۱) فاتحہ سالانہ حضرت خدا علی خفی (جد و اہل بیت) تاریخ ۱۲ محرم بعثت ۱۲۸۰ سالانہ

(۲) فاتحہ سالانہ حضرت شاہ ابوالعلا اکبر آبادی تاریخ ۹ صفر المظفر بعثت ۱۲۸۰ سالانہ

(۳) فاتحہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بلسلہ فتح خیر بتاریخ ۲۱ صفر المظفر بعثت ۱۲۸۰ سالانہ

(۴) مراسم فاتحہ حضرت امام حسن علیہ السلام بتاریخ ۲۸ صفر

(۵) مراسم فاتحہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلسلہ یوم وفات شریف بتاریخ وفات یکم ربیع الاول احاطہ لور میں مسجد قرآن خوانی۔ مجلس وعظ و محفل سماع ادا کرتی بعثت ۱۲۸۰ سالانہ۔

(۶) مجلس وعظ و میلاد شریف بلسلہ ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بتاریخ ۸ ربیع الاول بمقام احاطہ زیر گیارہ شب سے صبح تک۔

(۷) فاتحہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قرآن خوانی مجلس وعظ و میلاد شریف و سماع بلسلہ یوم نبوت شریف بمقام احاطہ لور بتاریخ ۹ ربیع الاول بعثت ۱۲۸۰ سالانہ۔

(۸) فاتحہ بی بی باہ نور رحمۃ اللہ علیہا (دالہ غریب نواز) بتاریخ ۲۱ ربیع الاول بعثت ۱۲۸۰ سالانہ

(۹) فاتحہ حضرت مولانا فضل الرحمن شاہ صاحب گنج مراد آبادی بتاریخ ۲۲ ربیع الاول بعثت ۱۲۸۰ سالانہ

اسی طرح لاوقات معینی گدڑی شاہی انجمن خادمی و خدمت سے متعلقہ تقاریب اور اہلیہ مولفہ کی وقف کردہ عمارت برائے عثمانیہ خانقاہ و خدمت انجام کرتی ہے اس انجمن کا دفتر بالاسے بھارہ اجمیر شریف میں ہے اور بعض موجودہ آرکین حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت عشرت حسن مسلمی۔ ایچ۔ ڈی صد (ب) ممتاز محمد سکریٹری (ج) نظیر بخش مسلمہ مرگاد سکریٹری (د) ڈاکٹر سید امتیاز الحق صاحب بھٹری رکن (۴) علی شاہ خزانچی (۵) عبدالمجید مسلمہ رکن۔

(۶) شہزاد حسین صاحب رکن (۷) سید محمود علی صاحب رکن (۸) محمد بخش صاحب رکن۔

انجمن خادمی و خدمت کے انتظام کے لئے مراد آباد میں خادمی و خدمت کمیٹی قائم ہے جس کے موجودہ کارکن حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت صدیق (ب) ظہیر الرحمن مسلمہ کیل سکریٹری (ج) عشرت حسن مسلمہ سکریٹری (د) نعمت حسن سکریٹری (۵) حکیم مقبول حسن صاحب رکن

(۱۰) فاتحہ حضرت زبیر ابن العوام (صحابی و جلدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مع محفل سلع بتاریخ ۱۰ جمادی الثانی
بصرف لقمہ سالانہ

(۱۱) فاتحہ سالانہ حضرت مخدوم ساء الدین سہروردی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۰ جمادی الاول بصرف صہ سالانہ
(۱۲) فاتحہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بسلسلہ ولادت شریف بتاریخ ۱۰ جمادی الثانی معہ قرآن خوانی محفل و غلط
و میلاد شریف و سلع بمقام احاطہ نور بصرف صہ سالانہ

(۱۳) بتاریخ ۲۴ رجب (پانچویں شب میں) بموقعہ عرس شریف حضرت خواجہ غریب نواز صواع خانہ میں متجانب
وقت چائے پیش کیجاتی ہے اور بتاریخ ہر ۳۰ رجب منہائے نواب زادہ حاجی کرم علیخان صاحب اکبر آبادی
و دھرم پور و حاجی ہاقت حسین صاحب مراد آبادی - و طفیل احمد صاحب فریدی - و آغا پاشا حیدر آبادی
انجمن موصوف چائے پیش کرتی ہے۔

(۱۴) فاتحہ سردر عالم علی اللہ علیہ وسلم بموقعہ رجب شریف بتاریخ ۲۶ رجب معہ محفل و غلط بمقام احاطہ نور۔

(۱۵) فاتحہ منظر حسن نشین دی مراد آبادی (پندرہ آفت بتاریخ ۲۲ رجب المرجب

(۱۶) فاتحہ سالانہ حضرت خواجہ نیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ (پہرہ غریب نواز) بتاریخ ۱۵ شعبان المعظم

(۱۷) فاتحہ قتل حضرت علی کرم اللہ وجہہ معہ محفل سلع بتاریخ ۱۲ رمضان المبارک تقریباً بارہ بجے دن سے ڈیڑھ شب تک

(۱۸) مراسم فاتحہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان اردنی مکی قدس سرہ بتاریخ ۱۵ شوال معہ قرآن خوانی محفل و غلط

محفل سلع و میلاد شریف و دیوبندی دالان و جلوس چادر شریف و چادر سلع خانہ بصرف لقمہ سالانہ۔

(۱۹) مشاعرہ منقبت حضور خواجہ عثمان رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۶ شوال بمقام سلع خانہ درگاہ معلیٰ۔

(۲۰) چائے بموقعہ محفل عرس حضور خواجہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۲ رجب الحجہ بوقت شب بصرف لقمہ

متجانب پشاری صاحبان { باہتمام عبدالستار پاشا بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی سید اسرار احمد صاحب

سابق متوفی درگاہ کے مکان سے جھنڈا جلوس و توالی کے ساتھ ماہین عہد و مغرب لاکر درگاہ شریف میں شاہی جلوس

دروازہ پر نصب کیا جاتا ہے یہ رسم بہت شاندار طریقہ سے ادا ہوتی ہے بہت مجمع ساتھ ہوتا ہے جھنڈا انقب

ہوتے ہی توپوں (۱۱) دلی توپ کی سلامی ہوتی ہے۔

منجانب تو الان درگاہ { باہتمام اکرام حسین قوال ماہ کے ہینہ میں قمری ۵ ربیع الثانی موصوف کے مکان سے اشراق و چاشت کے درمیان بسنت کا گڑوا جس میں سرسوں کے پھول وغیرہ ہوتے ہیں قوالی کے ساتھ لاکھوش کیا جاتا ہے اس موقع پر متولی درگاہ صوفیائے کرام اور بکثرت عقیدہ مند ان شامل ہوتے ہیں قوالی میں بسنت پڑھے جاتے ہیں۔

منجانب سید اسرار احمد صاحب { سلسلہ فاتحہ سرور عالم بتایخ ۱۱ ربیع الاول (بارہویں شب) رات کو تقریباً سید شہار احمد صاحب مرحوم متولی درگاہ علی { دو بجے سے صراط نور میں محفل وعظ شروع ہوتی ہے آغاز محفل پر اطلاع کیلئے آتش بازی کے گولے چلائے جاتے ہیں بڑے خاص اہتمام سے یہ محفل منعقد ہوتی ہے۔ موصوف کے والدین بزرگوار سید شہار احمد صاحب کی یادگار ہے اس موقع پر بکثرت لوگ شرکت کرتے ہیں لوگوں کے اژدہام اور جاگنے کی وجہ سے دو گامیں دن سا معاہم ہوتا ہے قبۃ شریف کا دروازہ کھلنے پر سلام بدرگاہ رسول انام علیہ السلام پیش کیا جاتا ہے یہ منظر بہت ہی نیکیت ہوتا ہے دعا پر اختتام مجلس ہوتا ہے بعد مجلس شیری تقسیم ہوتی ہے۔

منجانب مولانا عبد الباقی صاحب { بتایخ ۱۱ ربیع الاول (بارہویں شب) قبۃ شریف کا دروازہ معمور ہو چکے بعد سماع خانہ میں آل انڈیا نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد ہوتا ہے اس مشاعرہ میں صرف ان چیدہ حضرات کو غزل پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے جنہیں دعوت نامے بھیجے جاتے ہیں یہ اپنی طرز کا ایک خاص مشاعرہ ہے۔

رج ۱ مراکم قدیم کے تحت میں فیضانِ حدیث

درگاہ کمیٹی { جو نذر عقیدت شکل جاگیرات و عمارت درگاہ میں ہوتی ہیں ان کا انتظام پہلے بذریعہ متولی ہوتا کرتا تھا۔

گمراہ ۱۸۶۶ء میں بہت کچھ کشن صاحب اجمیہ وقتات درگاہ کے انتظام کے لئے ایک انجمن از نام درگاہ کمیٹی بنائی گئی اس میں ایک صدر اور چار الائن تھے لیکن ۱۹۰۷ء میں بنفاد موجودہ درگاہ ایکٹ یہ انجمن پچیس اراکین پر مشتمل ہوئی کمیٹی مذکور متولی بہتم دفتر منظم درگاہ۔ پیشکار۔ واصل باقی نویس۔ بیابہ نویس اہل پدمیٹی۔ محافظ دفتر خزانچی۔ کلرک وائس پریڈینٹ۔ مختار۔ گرد اور۔ نائب گرد اور۔ اسٹور کیپر۔ دروغہ نائب دروغہ آٹھ چہرے بیان

متعلق دفتر کیٹی دس چار سیان متعلق عملہ انتظامی درگاہ۔ حوالدار۔ آٹھ امین کے ذریعہ سے انتظامات کرتی ہے
دیوان صاحب درگاہ شریف کے دیوان کا غریب نوازی کی اولاد میں سے ہونا لازمی ہے تمام سائن دیوان
آپ کی اولاد جوئے کی بنیاد پر اس عہدہ پر مہمور ہونے پہلے آئے ہیں۔

دیوان کے عہدہ کے ساتھ ایک جاگیر بھی ملتی ہے جس کی آمدنی سے دیوان اور اس کے متعلقین بخوبی
گذر بسر کرتے ہیں۔

محافل چٹنبہ عہد شریف۔ اور عرس شوال میں دیوان کے پہونچنے پر فاتحہ شریف ہوا کرتی ہے بعد ازاں
سماع شروع ہوتا ہے یہ محافل میں نذر لینے کے حقدار ہیں۔

متولی صاحب دفتر متعلقہ کی نگرانی کرتے ہیں اور انتظام درگاہ کی عداوت بذریعہ عملہ درگاہ انجام دیتے
ہیں محافل کے مواقع پر اکثر انعقاد محافل کرتے ہیں ان کے پہونچنے پر دیوان صاحب کے آتے سے پہلے کلمہ
خوانی و میلاد خوانی شروع ہوا کرتی ہے متولی صاحب محفل میں دیوان صاحب کے برابر بیٹھتے ہیں اور محفل کے
تمام انتظامات متعلقہ انجام دیتے ہیں چوبداران وغیرہ کے ذریعہ سے احکام صادر کرتے ہیں۔

برسم قدیم متولی صاحب بھی محافل میں ندریں لیتے ہیں اور چوبدار کے ذریعہ سے قوالان کو پہونچواتے ہیں۔
محافل میں قوالان کی چرکی بدانا انہیں وقت دینا عامیاد کلام پڑھنے سے روکنا ان کے فرائض میں ہے۔

علاوہ ازیں اگر کسی صاحب حال کو کسی شعر پر کیفیت ہوتا ہے تو وہی شعر پڑھواتے ہیں اور اس درمیان میں
کو چوکی بدلی جاتی ہے تو آئندہ چوکی سے وہی شعر پڑھایا جاتا ہے جس پر کیفیت ہوتا ہے۔

موسم سماع میں اگر بحالت کیفیت کوئی کھڑا ہو جاتا ہے تو متولی بذریعہ چوبدار بہ آواز بلند اعلان کرتا ہے
کہ تمام حاضرین کھڑے ہو جائیں۔

فاتحہ خواں۔ کابداران۔ چوبداران۔ جفت برداران۔ کھڑیالی۔ نوبتی۔ سگزن۔ وار وقر درگاہ۔ قوالان۔
قزاقان۔ سیدی مشعلی بردار۔ چارسیان۔ عملہ ہتھم برقی روشنی۔ روشن کنندہ موم بتی۔ روشن کنندہ فانوس۔
ڈیو وغیرہ۔ مؤذن۔ اٹھ مراجعہ۔ چاروب کش۔ نقارچیان۔ نوپچی نال وغیرہ متولی کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔
خدام صاحبان۔ جس طرح کہ معظمہ شریف اور مدینہ منورہ شریف میں زیارت اور اراکین حج ادا کرانے والے

معلین ہیں اسی طرح اخیر میں خدام صاحبان غریب زادہ رکتہ اللہ علیہ کے روضہ منورہ کی زیارت اور سلام گو اتے ہیں یہاں یہ حضرات دکیل درگاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ قریب قریب ہر میرانی اور مقامی عقیدت مند کا ایک دکیل ہوتا ہے۔ اُس کے ذریعہ سے یہ قبۃ مبارک میں حاضری دیتا ہے پھول و عطر دلو بان داگر بتی و موم بجی اور تندرانیہ پیش کرتا ہے صاحب مقدرت حضرات اپنے دکیل کے ذریعہ سے مساکین میں نقدی یا کھانا اور کبیل وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ جہانگیری و اکبری دیگ پکواتے ہیں محافل میلاد شہریت اور چادر میں پیش کرتے ہیں برقی و عمومی روشنی کراتے ہیں سبیل و جوسن میں پانی بھرداتے ہیں۔ درگاہ میں تعمیرات اور کوئی بیش بہا چیز پیش کرتے ہیں۔ پر دہی عقیدت مندوں کو یہ حضرات بہت آرام پہنچاتے ہیں ان کے طعام و قیام اور دوسری ضروریات کا معقول انتظام کرتے ہیں غرض سب چیز گھر کی طرح سے ہوتا کھیتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات ان حضرات کو رنگی اُس کے تہہ پر چوری ہو جاتی ہے یا حبس کٹ جاتی (خدام صاحبان بطور قرض حسنہ سفر خرچ بھی دیتے ہیں۔

(۷) مراسم قدیم کے تحت میں آداب آستانہ

آپ کی درگاہ شریف میں حاضری کے آداب مقرر ہیں جن کی پابندی ہر زائر کو لازم ہوتی ہے مختصر تشریحات حسبِ ملاحظہ۔
آداب اندرون درگاہ میں داخل ہونے سے پہلے جوتا اور دیا جاتا ہے کوئی شخص جو پہنکر حدود درگاہ میں داخل درگاہ شریف نہیں ہو سکتا البتہ انگریزوں کو جو تہہ پر ہاتھ پٹا دیا جاتا ہے۔ کوئی شخص چترئی لگا کر بار پھول پہنکر لائیں لیکر حدود درگاہ میں داخل ہونے کا عجز نہیں ہے درگاہ کے کسی حصہ میں بیڑی سگریٹ یا حقہ پینا ڈا ہشٹا بلکہ ٹفل چکانا یا گسی ادبھی جگہ پائوں لٹکا کر بیٹھنا ممنوع ہے۔

آداب احاطہ نور احاطہ نور میں کسی کو جو تہہ لٹکے جانے کی اجازت نہیں۔

آداب اندرون قبۃ مبارک میں کوئی شخص تنگے سر یا ایسا لباس پہنکر جس میں گھٹنوں کے اوپر کا حصہ ختم نظر **قبۃ مبارک** آئے داخل نہیں ہو سکتا۔ اندرون قبۃ باتیں کرنا خرافات کہنا زور سے بات کرنا کسی قسم کا جھگڑا یا تکرار کرنا ممنوع ہے نیز نشہ کی حالت میں کسی شخص کو اندرون داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

قبۃ شریف کے احاطہ مبارک میں انگریزوں کی ممانعت ہے البتہ بادشاہ وقت داخل ہو سکتا ہے۔

ستورات کو ایسا لباس پہن کر گتہ شریف میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے جس میں اون کے سینہ کا حصہ
بیاپاؤں کے ٹخنے سے اوپر کا حصہ نظر آئے بلکہ برقعہ کی حالت میں ستورات کی حاضری سخن خیال کی جاتی ہے۔
آداب محفل سماع { سماع کی محفل میں ننگے سر یا نشہ یا گھٹنوں سے اوپر کا حصہ نظر آنے کی حالت میں داخل
ہونا ممنوع ہے محفل میں دوزخوں یا پالتی کی نشست سے بیٹنا لازمی ہے محفل میں ہٹنا یا پانی پینا ممنوع ہے
مازمین درگاہ کیلئے لازمی ہے کہ وہ محفل سماع میں دستار باند نہ جائیں۔ اور متولی صاحب اور
دیوان صاحب کو دستار باندہ کر اور چھ پہنکر محفل میں آنا لازمی ہے نیز ان دونوں کو چھ کے اوپر ایک
گیرے رنگ کی چادر اوڑھنا بھی ضروری ہے۔

محفل میں کسی کو اپنی طرف سے یا کسی کی پیش کردہ نذر براہ راست خوالان کو دینا ممنوع ہے بلکہ متولی
یا دیوان کی نذر کرنا چاہیئے وہ بندہ یوں چوہ داران خوالان کو پہنچاتے ہیں۔
البتہ عرس شریف کی محافل میں جب دیوان اور متولی مزار شریف کو غسل دیتے چلے جاتے ہیں تو انکی
غیر موجودگی میں حسب رواج قدیم اگر کوئی نذر قبول کرے بندہ یوں چوہ داران خوالان کو پہنچائے تو مصلحت نہیں
اگر محفل سماع برخواست ہو نیک وقت اجاتا ہے اور کوئی صاحب مال کیفیت میں ہوتا۔ ہے تو ملکہ بنا کر محفل
سماع برقرار رکھی جاتی ہے اور دوسری جانب متولی اور دیوانکی موجودگی میں مراسم فاتحہ ادا کر لے جاتے ہیں۔

درگاہ میں عقیدت مند نہ مفید عام یا دکار میں

چونکہ اہل اللہ کا مقصد خالق کی مخلوق کو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے اس لئے حیات بعد وصال ہی لوگان
سے دینی و دنیاوی مفاد حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت غریب نواز رح کی ذات گرامی اور تفرقات باطنی کے زیر اثر آٹھ سو سال سے جہاں طرح طرح
کے درباے فیوض جاری ہیں۔ وہاں لوگوں کی شکم سیری۔ تعلیم تلوپ۔ و داسے اعراف وغیرہ کے فوٹو بھی
آج تک لوگ حاصل کر رہے جن کا مختصر تذکرہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مدرسہ عثمانیہ معینیہ { سلسلہ عقیدت یہ مدرسہ متجانب میر عثمان علیاں صاحب شاہ دکن دینی تعلیم کیلئے مقرر

درگاہ میں قائم ہے تقریباً دو سو بچے اس میں تعلیم پلتے ہیں۔
یہاں قاعدہ بخداوی سے لے کر فارغ التحصیل ہونے تک تعلیم دی جاتی ہے سالانہ جلسہ و نتائج بنی ہوئے
عس غریب نواز ہوتا ہے۔ ہینک سیکڑوں عالم فاضل ہو چکے ہیں تعلیم کا خاص انتظام ہے۔

مولانا عبدالبیاری صاحب معینی متجانب میر عثمان علیخان صاحب شاہ دکن مدرسہ کے نگراں ہیں
خواجہ کالنگر لنگر خانہ میں (جن کا تذکرہ عمارت میں ہے) جو کا دلیا تیار ہوتا ہے اور عام طور پر تقسیم کیا جاتا ہے
سیکڑوں غریب معذور پلتے ہیں اور یہ منیت کسی کے اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں۔ چنانچہ اجیر میں عام طور پر یہ زبان
زد ہے کہ کچھ بھی ہو گا تو غریب نواز کا دلیا تو موجود ہے بے چاروں کے لئے یہ گویا شفا بخش دوا ہے اجیر کے حکماء اکثر
خطرناک بیماریوں کے موقع پر مریضوں کو غذا میں یہی بتاتے ہیں۔ الغرض یہ غذا کی غذا اور دوا کی دوا ہے مریضوں
در خواجہ کاتیرک جس کو پیران عظام اپنے مریضوں کو بزمانہ مجاہدہ قلب کی صفائی کے لئے بھی دیتے ہیں۔
شہنشاہ اکبر نے اس ہی دئے کیلئے گدائی اختیار کی تھی۔

صبح کا لنگر درگاہ کی طرف سے ہوتا ہے اور شام کا شاہ دکن کجانب سے عقیدت مندانہ طور پر کیا جاتا ہے
غریب نواز رح کے دوبار میں یہ بڑی غریب پرور نعمت ہے۔

اکھارا صحت جملی درست رکھنے کے لئے یہ جناب شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی یادگار ازراہ عقیدت
چار باری میں عرصہ سے قائم ہے موجودہ زمانہ میں بابو فخر الدین صاحب خادم درگاہ اسکی نگرانی کرتے ہیں۔
شفا خانے و احاطہ درگاہ میں دو شفا خانے ہیں ایک متجانب درگاہ ہے جس میں دو طبیب مریضوں کو دیتے
دوا خانے ہیں۔ یہاں مفت دوا تقسیم کی جاتی ہے۔

دوسرا شفا خانہ حیدر آبادی ہے ان ہر دو شفا خانوں سے زائرین اور غریب اہل شہر کو بہت آرام ہے
تیسرا حصہ درگاہ اور مراحم خمد

حصّہ چہارم حلقہ ارادت

آپ کا دائرہ عقیدت

کوئی نہیں جانتا کہ ہندوستان کے لاکھوں افراد اعلیٰ سلسلہ میں اور غریب توڑ سے رشتہ ارادت و محبت رکھتے ہیں مگر ان کے علاوہ بھی بکثرت افراد آپ سے رشتہ عقیدت رکھتے ہیں جن کی تعداد سلسلہ شریعی سے بھی کہیں زیادہ ہے آپ کا دائرہ عقیدت صرف مسلمانان ہندوستان تک ہی محدود نہیں بلکہ انسانی بھی آپ برفہ میں ترک چشتیوں پر شمار ہیں اہل عراق آپ کی بڑی عظمت کرتے ہیں عرب آپ کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں خراسان میں آپ کی تعظیم سے فیض جاری ہے شام میں آپ کی بزرگی کا چرچا ہے نیز آپ کے سلسلہ کی رباط فریدی موجود ہے۔ مصر میں ہندوستانی مسلمانوں نے آپ کا نظام پونہ بچایا ہے چین میں آپ کے سلسلہ کی ڈیرہ سو خاں تھا ہیں موجود ہیں۔

آپ کا دائرہ عقیدت صرف مسلمانوں کے کسی گروہ یا خاص فرقہ تک محدود نہیں بلکہ اولیاء نظام دشا تختین کرام و صوفیائے اولو العزم کے علاوہ علماء و فضلاء اہل سنت دیوبندی حضرات شیعہ سنی۔ انگریزی دان و جوانان دعوام اناس سب آپ کے حلقہ ارادت میں نظر آتے ہیں اور آپ کی بزرگی کے معترف اور آپ کو عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

آپ اپنے عقیدت کا سلسلہ صرف مسلمانوں پر ہی منحصر نہیں بلکہ جہت مسلمانان بہتو اے مختلف آپ کے عقیدت کیلش ہیں اسی طرح اہل ہندو عیسائی پارسی بھی آپ کے عقیدت مندوں میں ہیں یعنی جس طرح مختلف مذاہب کے لوگ اختلافات سے گزر کر ذات باری تعالیٰ کے ملنے میں سب متفق ہیں اسی طرح مختلف مذاہب اور فرقوں کے افراد بلکہ اختلافات آپ کے ساتھ عقیدت رکھنے میں متفق نظر آتے ہیں اور ہر مذہب و ملت والا آپ کے روحانی شفقت و کرام سے فلاح و بہبودی حاصل کرتا ہے۔

ہمارے مذہب و بالا بیان کا ثبوت آج سات صدیوں کے بعد بھی آپ کی درگاہ مقدسہ میں نمایاں نظر آتا ہے اور اہل امیر ان مناظر سے روزانہ لطف اندوز ہوتے رہے ہیں اہل بعثت ان مناظر سے حقیقت حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جبکہ وہ دیکھتے ہیں کہ درگاہ میں کسی وقت بیرونی مسلمانوں کا گروہ

آستانہ یوسی کر رہا ہے تو کسی وقت متعدد پارسی عورت مرد حجاز کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہیں تھوڑی
 دیر بعد نظر آتا ہے کہ درگاہ کے ایک جانب ہندو صاحبان آپ کے در فیض پر ہاتھ جوڑ کر اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں
 ہیں دوسری طرف عیسائی لوگ اپنا ٹوپ اتر کر آپ کے روضہ کو سلام کر رہے پھر لطف یہ کہ اس حلقہ عقیدت
 میں امیر غریب نقیب و بادشاہ سب یکساں نظر آتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو ہمدردانہ نظروں سے دیکھتے
 ہیں گویا غریب نواز کی روحانی ہمہ گیری اور محیط عالم ہونی کا آنکھوں ہی آثار کرتے نظر آتے ہیں۔

عقیدت مندانہ حاضریاں اور تذکرہ

شہزادہ سن غوری اور خیر فرنگ کے بعد غریب نے ایک خدمت میں حاضر ہو کر داخل سلطنت ہوا تفصیلاً سوانح اور سیرت کے حصہ میں درج ہے (۱۱۱۰)

سلطان محمد بن اقمش نے یہ نیک دل بادشاہ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ اس نے غریب نواز کی خدمت اقدس میں حاضری دینے کا شرف بھی حاصل کیا۔ اور آپ سے تعلیم معرفت بھی حاصل کی جس کا مفصل تذکرہ مولفہ میں درج ہے (کنیل اسمار)

۸۵۹
 بعد فتح احمدیہ سلطان محمد ظہری شاہ مالوہ میرے اظہار شکریہ و نیاز و بار غریب نواز میں حاضر
 ہوا۔ مزار اقدس کا طواف کیا فاتحہ پڑھی اور اس خوشی میں خدایمان درگاہ کو مال مال
 پہنچا دیا۔ اور وہ خدیوہ مبارک کے سہارے ایک مسجد تعمیر کرائی۔ جس کا مفصل حال عبارت
 درگاہ کے سلسلہ میں ہے (فرستہ)

شہزادہ بہادر شاہ مظفر شاہ بن { اس عقیدت مند بادشاہ نے ۱۳۱۹ء میں ہاجرہ کو دوبارہ غریب نواز میں حاضر کیا
سلطان محمد شاہ سیکرہ گجراتی { دیتے کا ثروت حاصل کیا (فرشتہ)

۶۹۵۹ ایک دن اکبر اگر وہ سے فتح پور سیکری جانے والے راستے سے گھبراہٹا۔ موضع ٹڈا کے قریب قوت اللہ
اکبر بادشاہ سے تقریباً عس غیب نواز کی منقبت خواہ کر رہے تھے۔ حضرت کا اسم مبارک سن کر اکبر کو شوق
قد موسیٰ ہوا۔ اور ۶۹۵۹ میں حاضر آستانہ ہو کر فیوض دیرکات حاصل کئے۔

دوبارہ چتوڑ فتح کر کے ۹۶۶ء میں حاضری کا شرف حاصل کیا اس حاضری کے موقع پر بڑی دیگ

نذر کی اور اس میں کھانا بکوا کر غیا اور مساکین کو تقسیم کیا۔ بڑا چراغ پیش کیا اور گلش دروازہ دروضہ کا موجودہ مشرقی دروازہ نصب کیا۔ چونکہ شہزادہ سلیم تبصرات غریب نواز پیدا ہوا تھا اس لئے سہ بارہا جہانگیر کی ولادت کے بعد ۹۷۷ھ میں حاضری دی اور اس موقع پر اکبری مسجد تعمیر کرائی۔ بار چہارم اکبر ۹۷۹ھ میں حاضر ہوا۔ بعد ازاں ۹۸۱ھ میں حاضری دی۔ پھر فتح بنگال کے بعد ۹۸۲ھ میں حاضر دربار خواجہ ہو کر دو نقارے پیش کئے۔ جواب تک نقار خانہ میں موجود ہیں۔ یہ نقارے بنگال کے بادشاہ داؤد کے تھے۔ اس لئے انھیں داؤدی کہتے ہیں۔ اکبر نے پایادہ سفر کے بھی حاضری دی۔ اور شہر پناہ بھی تعمیر کرائی جس کا تذکرہ آثار جمیر میں ہے۔

شہباز خاں اکبر کی بیوی میں آپ آدھے پور کی ٹھم سر کے جمیر تھے۔ اور ۹۸۵ھ میں بمقام جمیر انتقال کیا۔ چونکہ آپ کو غریب نواز سے عقیدت تھی اس لئے درگاہ میں دفن کرنے کی وصیت کی۔ چونکہ خدام و روضہ صحنہ نہ ہوئے اس لئے ناچار باہر دفن کیا گیا۔ رات کو حضرت خواجہ غریب نواز نے غنطیں کو عالم رویا میں تاکید فرمائی کہ شہباز خاں ہمارا دوست ہے اس کو شمال رویہ گنبد کے اندر جگہ دو صبح صبا لڑ منت و ساجت انکی نعش قبر سے نکال کر اس جگہ دفن کی گئی جہاں کے لئے ارشاد کیا گیا تھا۔

جب جہانگیر جمیر حاضر ہوا تو مرزا محمد علی بیگ نے بھی حاضر ہو کر مزار خواجہ کی زیارت کی۔ ان کو شہباز خاں کے ساتھ بڑی محبت تھی قبر دیکھ کر بکناں تپاک اس سے لپٹ گئے۔ اور کہا یہ ہمارا قدیمی دوست ہے۔ اسی وقت ان کی جان نکل گئی۔ اور مرزا محمد علی بیگ کو بھی وہیں دفن کیا گیا۔ نسل دوست بد دوست پیوست صادق آئی۔

جہانگیر ۱۰۲۲ھ جہانگیر کو بھی غریب نواز سے بڑی عقیدت تھی۔ اس نے شہزادگی اور شہنشاہی دونوں حالتوں میں دربار غریب نواز میں حاضری دی۔ تزک جہانگیری میں رد انکی جمیر کے متعلق حسب ذیل بیان ہے۔

اس قصد سے دو چیزیں منظور غاظر تھیں۔ اول زیارت روضہ منورہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جن کی روح پر فتوح کی برکتوں سے اس خاندان عالی شان کو بہت فائدے پہنچے تخت پر بیٹھنے کے بعد روضہ بزرگوار کی زیارت نصیب نہیں ہوئی تھی۔

بالآخر جہانگیر جمیر روانہ ہوا جب جمیر ایک کوس کے فاصلہ پر پہنچا تو سوادی سے اتر کر پایادہ روانہ ہوا اور وہیں سے نحر اتار کر آستانہ خواجہ پر حاضر ہوا۔ بعد آستانہ بوسی و فاتحہ خوانی قیام گاہ پر آیا۔

۱۰۲۲ء میں حاضر دربار ہو کر ۱۰۲۳ء میں سخت علیل ہو گیا جب مرض لاعلاج کے قریب ہوا تو بحالت علالت دربار غریب نواز میں حاضر ہو کر صحتیابی کی دعا مانگی۔ اور صحت یاب ہوا۔ چنانچہ اس واقع کے متعلق ترکہا نگاروں میں لکھا ہے۔

”علالت کے زمانہ میں میرے دل میں اتنا تھا کہ جس طرح میں باطن میں خواجہ بزرگ کے مریدوں اور عقیدت مندوں میں ہوں اور جانتا ہوں کہ میری ہستی انھیں کا طفیل ہے۔ اسی طرح علانیہ بھی صحت یاب ہو کر اپنے کان چھدو اگر ایک ایک ایذا موتی ہر کان میں ڈالوں گا۔“

چنانچہ اس نے سر دربار ایسا ہی کیا اور اس کے اتباع میں اہل دربار نے بھی اعلا م کے ساتھ خزانہ شاہی کے عطا کردہ موتی اپنے کانوں میں ڈالے۔ رفتہ رفتہ یہ رسم عام ہو گئی۔

جہانگیر کا اجمیر میں تقریباً تین سال قیام رہا۔ اس عرصہ میں نومرتبہ حاضر آستانہ ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اور ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کی لاکٹ کا طلائی کٹہرہ بڑا کر مزار شریف کے گرد نصب کرایا۔ نیز چھوٹی دیگ پیش کی جس کا تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔

شہزادی خور انساؑ یہ عہد جہانگیری میں حاضر آستانہ ہوئی۔ بروز چہار شنبہ وفات پائی۔ جہانگیر کو یہ پوتی بہت عزیز تھی اس کی محبت کی وجہ سے وہ اس کے یوم وفات یعنی چہار شنبہ کو کم شنبہ کہا کرتا تھا۔ اس کی قبر کے مفصل حالات پیچھے درج ہو چکے ہیں۔

۱۰۵۳ء { یہ دیندار بادشاہ بھی اپنے باپ دادا کی طرح غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتا تھا شہزادی کے شاہ جہاں زمانہ میں حاضر دربار خواجہ ہوا۔ اور بادشاہ ہونے کے بعد بھی حاضری دیتا رہا۔ کسی مرتبہ بابا اجمیر حاضر ہو کر زیارت روضہ سے مشرف ہوا۔ ہر مرتبہ نذر دنیا ز پیش کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔ اور خیرات سے مستحقین کو مال مال کیا۔ اجمیر میں اب آنا ساگر عارات بھی بنوائیں نیز درگاہ شریف میں شاہجہانی مسجد قبة شریف کا بیرونی احاطہ مہ جنتی دروازہ وغیرہ (جو پائیں میں ہے) تعمیر کرایا مفصل حالات پیچھے آچکے ہیں۔

۱۰۵۳ء { یہ شہزادی شاہجہاں کی بڑی لڑکی تھی عالم فاضل۔ دیندار اور ذہین تھی۔ غریب نواز شہزادی جہاں آرا بیگم سے بہت عقیدت رکھتی تھی۔ اس نے خواجگان چشت کے حالات میں کتاب

نوش الارواح بھی لکھی ہے اس کتاب کے آخر میں اپنے سفرِ حجیر کے حسب ذیل حالات لکھے ہیں

”بتاریخ ۸ شعبان المبارک والد بزرگوار (شاہجہاں) کے ہمراہ اگرہ سے اجیر روانہ ہوئی اور بتاریخ ۱۲ رمضان المبارک ۱۰۸۵ھ وہاں پہنچی۔ اس تمام عرصہ میں میرا یہ معمول رہا کہ ہر منزل پر دو رکعت نماز نفل ادا کرنے کے بعد سورہ یسین اور سورہ فاتحہ نہایت اخلاص اور عقیدت مندی سے پڑھ کر اس کا ثواب حضرت خواجہ بزرگ کی روح پر فوج کی نذر کرتی رہی۔ کچھ دنوں تک تالابِ اناساگر کی عمارت میں قیام رہا اس عرصہ میں یہاں ادب و تعظیم بھی پانگپ پر نہیں ہوئی اور ردِ مٹوہ کی جانب بھی پشت پاداؤں نہیں کئے۔ جب سے اس سرزمینِ پاک پر قدم رکھا ہے تصور والا کی برکات و فیوض سے دل میں ایک عجیب ذوق پیدا ہو گیا ہے۔“

”جمعرات کے دن بتاریخ ۱۴ رمضان المبارک کو حضرت پیر دستگیر (خواجہ غریب نوازؒ) کے مرقدِ مٹوہ کی زیارت کی سادات نصیب ہوئی ایک پہر دن باقی رہ گیا تھا کہ حاضر بارگاہِ سعادت چھا ہوئی۔ سات مرتبہ خزاں مبارک کا طواف کیا اس کے بعد اپنی پلوں سے جھاڑ دی۔ مزار مبارک کی خاکِ پاک کو سرسٹھ چشم بنایا اس وقت دل پر جو ذوق و شوق کی حالت اور کیفیت طاری تھی وہ بیان نہیں کر سکتی نہ وہ تحریر میں آسکتی ہے نہ کچھ سمجھ میں آتا تھا کہ کیا رکازِ اذرنہ خیال میں آتا تھا کہ کیا کہوں کچھ دیر تک یہی حالت طاری رہی اس کے بعد مجبور ہو کر خزاں مبارک پر اپنے ہاتھ سے غرض شہولی اور پھولوں کی چادر جو میں اپنے سر پر رکھ کر لائی تھی قبرِ نورانی پر چڑھائی پھر والدِ ماجد کی سنگِ مرمر سے تعمیر کرائی ہوئی مسجد (جس پر ڈھائی لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا) میں نماز عصر ادا کی اور گنبد میں داخل ہو کر سورہ یسین اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کی اور مغرب کے وقت تک وہیں مقیم رہی جہاں کے پانی سے اوزہ افطار کیا۔“

”اس مقامِ شہرہ اور محرمین فیوض سے کسی طرح ہٹنے کو ہی نہ چاہتا تھا اگرچہ مجھ پر بھی اگر خود مختار ہوتی تو ہمیشہ اس طرح عافیت میں بادلِ ناز تمام عمر رہتی مگر ایسا نہ کر سکی اور بادلِ بریاں و گریباں درگاہ سے رخصت ہو کر قیام گاہ پر ابس آئی تمام رات یہی قرار دی یہ کٹ گئی صبح کو جمعہ کا دن تھا والد بزرگوار کے ساتھ اگرہ کی طرف کوچ کیا۔“

درارِ مبارک کا تقرری ممبر اور خوشحال کی دالان جہاں آرا بیگم کا تعمیر کرایا ہوا ہے جو اس کے حسنِ عقیدت کی تہنیت یادگار ہے درگاہ شریف کے محلہ حلقہ خطیب۔ مولود خان فراش۔ باذریچی جو بدار اور جلد شاکر و پیشہ اسی شہر کے معترفہ کردہ ملازمین کی اولاد ہیں جو سلاہند سلاہند اپنے کام پر مامور چلے آتے ہیں۔

اورنگ زیب عالمگیر { سلطان محمد الدین اورنگ زیب نے جی کئی مرتبہ پایادہ دربار خواجہ میں حاضری دیکر اپنے
باب داد کے رشتہ حقیقت کو قائم رکھا۔

یہ بادشاہ عالم فاضل اور دیندار تھا کہتے ہیں جب حاضر دربار ہوا تو بادشاہ نے سلام علیکم کہا۔ جواب میں
آواز آئی وعلیکم السلام۔ اس نے مسجد صندل خانہ (تسمیہ کردہ سلطان محمود غزنوی کی مرمت کرائی ایک مرتبہ ۲۹ شعبان
۱۰۹۰ھ میں حاضر دربار ہو کر پانچ ہزار روپیہ کی نذر گزاری۔

امیر حبیب اللہ شاہ صاحب { نے شہر میں دربار خواجہ میں حاضری دی۔ آپ درگاہ غریب نواز میں مع
شاہ افغانستان { حیف کشن دیگر حکامان سلطنت برطانیہ حاضر ہوئے۔ متولی درگاہ شریف دیوان
صاحب اور خدام صاحبان نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ کسی سے متوجہ نہیں ہوئے۔ بلکہ پہلے سیدھے قہر شریف
میں حاضر ہوئے۔ قہر شریف کے دروازے بند کر دئے گئے۔ اور سب کو اندر آنے سے روک دیا گیا۔ آپ تنہا تقریباً
ڈیڑ گھنٹہ تک حاضر رہے بعد ازاں باہر آکر متولی صاحب دیوان صاحب وغیرہ سے مصافحہ کیا اور حکام کے
نواب حامد علی خان صاحب { آپ نے اپنی سسرال جاوہر ہاتھ ہوئے امیر شریف اسٹیشن پر اپنی اپنی ٹھکانوں
دالئی رامپور { رات کے وقت دربار خواجہ میں حاضری دی جو وقت آپ درگاہ شریف میں پہنچے قہر

شریف کا دروازہ بھجور ہو چکا تھا۔ آپ بگئی والان میں دروازہ کے سامنے بہت دیر سر ہکا سے روتے رہے
اس وقت بگئی والان میں آنے سے سب کو روک دیا گیا تھا۔ آپ یہاں تقریباً ایک گھنٹہ حاضر رہے۔ آپ نے خدام
صاحبان و ذمہ دار کارکنان سے کہا کہ تھوڑی دیر کیلئے قہر شریف کا دروازہ کھول دیا جائے تاکہ میں تھوڑی سی چل
کروں سب نے مجبوری ظاہر کی کہ غلات وقت ہم دروازہ کھولنے سے قاصر ہیں۔

اس موقع پر نواب خواجہ محمد خاں صاحب جاگیر دار ریاست دھولپور ساتھ تھے۔ نواب صاحب رامپور
ان سے بار بار کہتے تھے کہ اگر یہاں نہ آتا تو بڑا جھگڑا تھا۔ یہ تو بڑا پر کیف نوری مقام ہے۔
حضرت میر عثمان علی خاں شاہ دکن و ہزار تہا پنج ۱۶ اکتوبر ۱۰۹۱ھ مطابق ۱۳۳۱ھ
میر عثمان علی خاں شاہ دکن { دربار خواجہ صاحب میں حاضر ہوئے۔ خواجہ دمساکین کو کہا کہ آج کل ایسا یہ سنگرام

لہ المکان اھلبہ۔ سکنو فھو معذور۔ { شرب الحمد اور دھولپور
مطبوعہ میرٹ

جس کا جی چاہتا کہ تاجہ ہزار پاروپہ خیرات کئے اور غلاموں کی بھولیاں بھردیں ایک عظیم الشان صدر دروازہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ دوبارہ شاہ دکن ۱۳ نومبر ۱۹۱۳ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ میں سلطان الہند غریب نواز کی خدمت میں گئے حاضر ہوئے اس وقت دروازہ زیر تعمیر تھا جامع مسجد اور گنبد شریف کے اندر دینی حصہ کی مرمت کرائی نیز سنگ مرمر کی اگر دانی اور دو مرمرین چراغدانوں کی تعمیر ہوئی۔ اور دونوں جھالوں کو ایک کر دیا گیا دھنچہ مبارک میں مزار شریف کے پائوں میں چاندی کی تختی پر سونے کے حروف میں لکھا ہوا قطعہ شہر یار دکن کا نذر کر دیا۔ روضہ منورہ کے اندر ہر ایک شمع دان میں ایک ایک موم بتی روزانہ آپ کی طرف سے روشن ہوتی ہے اور روزانہ ایک وقت کا لنگر اور غرس کے دنوں میں دو دگیں آپ کی طرف سے پکوائی جاتی ہیں علاوہ ازیں العلوم عثمانیہ (جہاں عربی فارسی کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے) کے اخراجات بھی شہر یار دکن ہی ادا کرتے ہیں اس مدرسہ دینیہ میں غریب و لائق طلباء کو وظائف بھی دے جاتے ہیں اور کتابیں بھی مفت ملتی ہیں کہتے ہیں کہ دیوان صاحب کی جو بی کسی ہمارے پاس رہن تھی جس کا خرصہ و سود در سود بڑھتا رہا اور دیوان صاحب ادا نہ کر سکے بالآخر یہ خدشہ پیدا ہو گیا کہ ہمارے نیلام کر کے اپنے نام کی بولی بول کر خرید لے گا۔ اور وہاں مندر بنادیا گیا چنانچہ حضور نظام نے مراحم خسروانہ سے اس جو بی کو خرید کر کے وقف کر دیا اس طرح اجمیر فتنہ و فساد کی آگ بجھ گئی۔ ۱۹۱۲ء

ہمارے گورنر سنگ صاحب } بحالت معزولی آپ بریلی و افریقہ کا سفر کر کے اجمیر شریف پہنچے اس زمانہ میں آپ بہت رنجیدہ رہتے تھے بنیالآخر جمہورات کے دن آپ معید معصوم والی ریاست تیا

صاحب دیوان خواجہ محمد خاں صاحب و اکرم علی خاں صاحب حاضر دیار ہوئے عطر سے بسی ہوئی بھولوں کی چادر شریف اپنے سر پر رکھ کر روضہ اقدس پر پیش کی اور اپنی بھالی کی دعا مانگی۔ آخر مراد کو پہنچے۔

۱۹۲۲ء } آپ دولت آصفیہ حیدر آباد دکن کے صدر اعظم تھے۔ بتاریخ ۲۳ صفر ۱۳۴۳ھ مطابق ہمارے سرکشن پرشاد } ۲۳ دسمبر ۱۹۲۲ء معہ اہل و عیال دیار غریب نواز میں حاضر ہوئے اور مورچھل جھیل کی خدمت میں بجا لاکر سرفرازی حاصل کی۔ آپ شاعر بھی تھے شاد و شخلص کرتے تھے۔ اس موقع سے متعلق آپ نے غریب نواز کی منقبت میں ذیل کے قطعات بھی کہے ہیں۔

قطعات

بھٹکتے ہیں شاہوں کے سر خواجہ کی ہر کار ہے ہیں ملک دربان شاہ چشت کا دربار ہے
شاہ کیا پرداہ ہو بال ہما کی تجلی اب خواجہ اجیر کا نور چل بردار ہے

مور پھل جھلنے کی خدمت مل گئی شاد کو دنیا کی عزت مل گئی
بارگاہِ خواجہ اجیر سے کلیدِ گنج قسمت مل گئی

ہند کے سلطان تم ہو مصطفیٰ کا واسطہ بیخ تن کا واسطہ آلِ غیاث کا واسطہ
شاد اس درگاہ ہے سائلِ دیبچہ کی مراد یا معین الدین اجیری خدا کا واسطہ
مندرجہ بالا امراء و سلاطین کے علاوہ شہزادہ داراشکوہ شہزادہ شجاع و شہزادہ فرخ سیر و غیرہ و دیگر
امراء بھی حضورِ غریب نوازؒ سے عقیدت رکھتے تھے۔
زمانہ حال میں حافظ ابراہیم علی خاں صاحب سابقہ دائی ٹونک۔ نواب افتخار علی خاں صاحب موجودہ
دائی جاوہرہ۔ نواب سرور علی خاں دائی کوردائی۔ اور دیگر دالیان ریاست بھی غریب نوازؒ سے عقیدت
رکھتے ہیں۔ اور حاضر دربار خواجہ ہوئے ہیں۔

(ب) مشاہیر کی عقیدت مندرجہ حاضریاں۔
۱۹۲۸ء ہندوستان کے مصلحِ اعظم قائد ملت حضرت محمد علی جوہر مراد آبادی نے راولپنڈی
مولانا محمد علی جوہر کانسفرنس میں لندن جانے سے قبل اجیر اگر ہندوستان کے روحانی تاجدار
اہل ہند کے نمکسار حضورِ خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے دربارِ عالی میں ماضی کا شرف پایا۔
بعد نمازِ عشاءِ نیکی دان کے روبرو قوالی سنی اور نصحت ہوئے۔ لندن میں اپنے قول و فعل پر قائم ہے
ملک کی خاطر جان دیدی مگر بات سے نہ ٹلے۔
جہاں گاندھیؒ آزادی ہندوستان کے کامیاب رکنِ اعظم تمام مذاہب اور بانیاں مذاہب کو عورت کی

نظر سے دیکھنے والے گیانی اور بلا تفریق مذہب ہمدرد اہل ہندوستان ہما تاکا مذہبی احمد آبادی نے دربار خواہ میں آل انڈیا خلافت کانفرنس کے موقع پر حاضری دی۔ آپ نے اس موقع پر روشنی منورہ میں پھولوں کی پانچ بھی پیش کیا۔ مشہور ہے درگاہ کی طرف سے آپ کو تلوار دی گئی مگر آپ نے تلوار لینے سے انکار کیا۔
 ۱۹۳۶ء { آزاد دی ہند کے حامی مسلمانوں کے بھی خواہ۔ ہندوستان کے مشہور سیاسی رہنما حضرت
 عبدالرشید شتر ۱۹۳۶ء میں حاضر دربار خواہ ہوئے۔

۱۹۳۶ء { ہندوستان کے سچے ہمدرد وہی خواہ۔ مذہبی تعصبات و تنگ خیالی کو آزادی
 پنڈت جواہر لال نہرو اور ملکی مفاد کی راہ میں سد راہ سمجھنے والے عالی ہمت لیڈر جناب پنڈت جواہر لال نہرو
 خلف پنڈت موتی لال نہرو الہ آبادی نے ۱۹۳۵ء میں حضور غریب نواز کے دربار میں حاضری دی دن کے
 تین بجے کے قریب غلام حسین عرف طوطی نوال سے درگاہ میں توالی تھی۔

۱۹۳۳ء { حضرت محمد علی جوہر کے دست راست اور حکیم اجل خاں صاحب مرحوم کی
 قاضی علی لغفار مراد آبادی فوت باز و قاضی عبدالغفار خلف قاضی ابرار احمد صاحب مرحوم مراد آبادی
 ۱۹۳۵ء میں حاضر دربار خواہ ہوئے۔ یہ حاضری آپ کی پہلی حاضری تھی۔

۱۹۳۳ء { آپ آل انڈیا افتیہ مشاعرہ کے موقع پر حاضر دربار خواہ ہوئے اور مشاعرہ
 علی سکنہ جگر مراد آبادی میں نقیب غزل پڑھی۔

۱۹۳۰ء { آپ دیرائے ہند رہنے کے زمانہ میں حاضر دربار غریب نواز ہوئے حضور غریب نواز کی عالمگیر
 لارڈ کرزن مقبولیت اور بلا تفریق مذہب اہل ہند کو حاضر دربار خواہ دیکھ کر آپ نے غریب نواز کے روح
 متقدس کے لئے لکھا ہے کہ ہندوستان میں میں نے ایک قبر کو شہنشاہی کرتے دیکھا۔

۱۹۳۹ء { ہندوستان اور مسلمانوں کے سیاست دان ہمدرد مولوی محمد یعقوب مرحوم
 سمر محمد یعقوب مراد آبادی خلف حافظ محمد اسماعیل صاحب وکیل شاہ جہاں پوری ۱۹۳۹ء میں حاضر دربار

۱۰ آپ کے خاندان سے بولنے کے خاندان کے پورے تعلقات چلے آتے ہیں۔
 ۱۱ آپ سے صحبت کا پورا ناوا بطور خاص خاندان میں آپ جید آبادہ دکن میں نمبر کونسل ہو گئے تھے وہیں انتقال ہوا۔ مزار خلد
 صاحبین میں ہے۔

خواجہ ہوئے۔ آپ مراد آباد میں وکالت کرتے تھے۔ فقیر دوست مخیر انسان تھے

آپ کے نام سے عقیدتمندانہ منسوب مقامات و محافل

ہندوستان میں بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں تاریخی لحاظ سے غریب نواز کا شریف لیجانا ثابت نہیں ہے۔ مگر محبت کی کرشمہ سازیوں نے اہل محبت کو مجبور کیا کہ وہ تسکین خاطر کے لئے اپنے اپنے مقامات پر بھی آپ کے نام سے منسوب چلہ وغیرہ قائم کریں۔ یا آپ کی محافل فاتحہ کا انعقاد کریں یوں تو ہندوستان کے ہر شہر ایک قصبات تک میں آپ کی سالانہ فاتحہ شریف گھر گھر ہوتی ہے۔ اور تقریباً ہر گھر فاتحہ گاہ ہی مگر ہم ان میں سے صرف بعض ایسے مقامات کے تذکرہ پر اکتفا کریں گے جو آپ کے نام سے عقیدت یا بوجہ قیام منسوب کئے گئے ہیں یا جہاں آپ کی فاتحہ شریف کے سلسلہ میں مجالس سماع یا بندی سے منعقد ہوتی ہیں۔

حیدر آباد دکن (یہاں حضور غریب نوازؒ کے نام نامی سے منسوب ایک چلہ ہے یہ وسیع عمارت ہے۔ نیاں مقام پر غریب نوازؒ کے چلہ سے منسوب ایک جگہ ہے۔ یہاں دیوان سلگتا رہتا ہے۔ اور اہل محبت اجیر شریف نہ پہنچنے کی صورت میں اس مقام کی زیارت سے تسکین قلبی اور بواسطہ نسبت فیض روحانی حاصل کر لیتے ہیں۔ یہاں بھی غریب نوازؒ کا عرس شریف ہوتا ہے اور دولت آصفیہ کی طرٹ سے یہاں کے مصارف کے لئے جاگیر ہے متعلقہ علمہ یہاں کی مقررہ خدایات بجالاتا ہے بعض اوقات شاہ دکن بھی تقریب عرس میں شامل ہو کر اظہار عقیدت مندی کرتے ہیں۔

ریاست جاوہر (یہاں حیدر شاہ مولائی کے تکیہ کے اندر ایک دریا ایک مقام تقریباً تین گز مربع ہے اس پر گنبد بنا ہوا ہے۔ جو حضور غریب نوازؒ کے چلہ کے نام سے منسوب ہے۔ اس کے احاطہ میں ایک مسجد اور مسافر خانہ ہے۔ یہاں اکثر قذافی بھی ہوتی ہے لوگ اس چلہ کے اندر جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں۔ دیوان اور بیہوشی کا باقاعدہ انتظام ہے۔ لوگ اس مقام کی زیارت کیلئے اکثر حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

علاوہ ان میں ازراہ عقیدت فواب محمد افتخار علی خاں صاحب دہلی ریاست جاوہر دریا بہال میں چائیل سے ہر جب تک اجیر کی طرح محافل سماع منعقد کرتے ہیں۔ دور دور سے نامی قوالان بلاتے ہیں۔ شاہانہ آداب

کے ساتھ خدمات محافل ادا کی جاتی ہیں۔ بتایا جھوڑ جب صبح قرآن خوانی ہوتی ہے ازاں بعد محفل میلاد شریف منعقد کی جاتی ہے بعد ازاں محفل سماع ہو کر فاتحہ قل شریف ہوتی ہے۔

بیکانہ آبادی سے باہر تھوڑی دُورنگل میں ایک کنواں غریب نواز کے نام سے منسوب ہے مسلمانان اس کنوین کی توقیر کرتے ہیں۔ مشہور ہے۔ اجیر جانے والے حضرات یہاں قیام کرتے ہیں۔

اگرہ یہاں اہل محبت نے ایک انجمن از نام عثمانی معینی کیٹی قائم کر لی ہے یہ انجمن عثمانیہ خانقاہ میں ہر جمعرات کو آپ کی فاتحہ شریف کی خدمات انجام دیتی ہے۔

ضروریات کے پیش نظر نواب خواجہ محمد خالص صاحب مرحوم جاگیر دار ریاست دھولپور کی اہلیہ نواب بیگم صاحبہ مرحومہ نے ایک مکان بھی واقع محلہ بساؤن گلی وقف کیا ہے۔ اور اُس کا انتظام بھی کیٹی تدبیر کے ہاتھ میں ہے۔

جو دہری رحیم بخش صاحب جنتی صابری ماہانہ اپنے مکان پر سماع کے ساتھ غریب نواز کی فاتحہ شریف کے مراسم ادا کرتے ہیں۔

لاہور ہندوستان آتے وقت آپ شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مستکف رہے تھے جیسا کہ پیچھے مذکور ہو چکا ہے یہاں آپ کی جا قیام اب تک محفوظ ہے جو آپ کے چلے کے نام سے مشہور ہے۔

بھوپال یہاں سیدانوامیاں سالانہ بموقعہ عرس حضور غریب نواز کی فاتحہ شریف کی خدمات اپنے مکان پر انجام دیتی ہیں نیز سید عبدالجید شاہ صاحب عرس جو میاں تالی ہفتہ دار بروز پنجشنبہ غریب نواز کی فاتحہ کرتے ہیں۔

مندسور غلام نبی صاحب یہاں ہفتہ دار بروز پنجشنبہ غریب نواز کی فاتحہ شریف کرتے ہیں۔

ریاست جھڑپور کے علاقہ میں ایک پلائی بستی ہے یہاں خواتین بکثرت ہیں اور شاہان اسلام کے نمائندہ کی بڑی سیع مسجد اور مینار بھی ہے۔

عنائی میں کئی مسئلہ ہیں مقام اگرہ قائم ہوئی یہ کئی ہفتہ دار پنجشنبہ غریب نواز کی فاتحہ شریف کرتی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا سالانہ عرس شریف بتایا کرتی ہے نیز غریب نواز کے پیر محمد حضور نواب عثمان مکی ہڑنی قدس سرہ العزیز کے مراسم عرس بھی ہر سال سے ہوتا ہے۔ محافل سماع میلاد قرآن خوانی اور مجلس صدق شریف کیساتھ خانقاہ عثمانیہ میں کیا کرتی ہے اس موقع پر باہر کے ہمالان بھی شرکت کرتے ہیں عزیز نواب حاجی کرم علی خاں ملہ اس کے صدر ہیں اور عزیز میاں مراد آبادی ملہ اس کے ناظم ہیں۔ و عزیزان زمین محمد سلہ علیہ السلام علیہ الرحمہ علی بیگ سلم مولانا اخلاق احمد سلہ مجید خاں صاحب ملہ اور ضیاء الدین سلہ حافظہ نواز محمد سلہ وغیرہ برآمدہ انداکیں ہیں۔

فلاوجہ! یہاں کی جامع مسجد میں غریب نواز زادراپ کے پیر و مرشد مقفل رہے ہیں۔ ابھی تک مقام اتمکات زیارت گاہ غلامی ہے۔

آپ کے اذکار و مناقب

سردر عالم کے اس ارشاد کے مطابق جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ بہت سے اہل قلم نے مختلف طور پر حضور غریب نواز کا ذکر کر کے اپنے جذبات محبت کا ثبوت دیا ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے قلم سے غریب نواز کی محبت بکھل نکلتی ہے یا مناقب ظاہر ہوئی اور نصیب والے ہیں وہ حضرات جنہوں نے بافتل محبت آپ کے اسم گرامی کو اپنا وظیفہ بنایا اور بڑے نیک بخت وہ ملنگ فقرا ہیں جو ہمہ وقت یا خواجہ کالغہ لگا کر ثبوت محبت پیش کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں پہلے ہم بعض اہل تذکرہ کا ذکر کریں گے جو بطور تحفہ محبت دربار غریب نواز میں پیش کئے گئے ہیں (الف) غریب نواز کے تاریخی تذکرے۔

دلیل العارفین { حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے غریب نواز کے ارشادات و بعض حالات سب سے پہلے شکل رسالہ دلیل العارفین مرتب کر کے کثرت حاصل کیا۔ یہ ملفوظات غریب نواز کی حیات ظاہری میں مرتب کئے گئے اس رسالہ میں ۸۳۲ھ سے لے کر ۱۲۳۲ھ تک کے حالات مجالس غریب نواز درج ہیں سیر العارفین { حضرت مخدوم سہار الدین سہروردی رحمۃ اللہ کے مرید و خلیفہ حضرت شیخ حامد عون مولانا جامی ابن شیخ فضل اللہ نے دسویں صدی ہجری کے شروع میں بچہ ہمایوں بادشاہ بربان فارسی یہ کتاب مرتب کی۔

سیر الاقطاب { یہ کتاب مولانا ابراہیم بن عبد الرحیم نے عہد شاہجہانی میں بربان فارسی مرتب کی۔

۱۵ ہذا شریف سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے دوسری منزل پر لب فرات ایک نصیب ہے۔
۱۶ حضرت مخدوم سہار الدین سہروردی رحمۃ اللہ کا دھال مشرف میں ہوا۔ آپ کا خزاں مبارک تالاب شمس کے مقفل ہونے کی تشریف میں ہے
۱۷ حضرت شیخ حامد المعروف بہ مولانا جامی کے جمعہ ہیں۔ آپ کا دھال مشرف میں ہوا۔ نزار مردولی میں محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام ہے۔

مونس الارواح { یہ رسالہ شہزادی بہاؤ الدین بنت شاہجہاں نے بزبان فارسی مرتب کیا ہے اس میں
بڑے بڑے علوم و بیانات کے ذریعہ غریب نوازؒ کے حالات و کمالات کو مندرجہ ذیل ہے
اقتباس الانوار { یہ کتاب بزبان فارسی مولانا اکرام کی مرتبہ ہے اس میں ادلیا کے اکرام کے سلسلہ میں غریب نوازؒ
کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اخبار الاخبار { یہ کتاب فارسی زبان میں شیخ الحدیث شاہ عبدالجلی محدث دہلوی کی مرتبہ ہے۔
خزینۃ الاصفیاء { یہ کتاب غلام سرور صاحب لاہوری کی مرتبہ ہے فارسی زبان میں ہے۔
وقائع شاہ معین الدین { یہ رسالہ ششی بالوال صاحب الہادی نے بزبان فارسی بڑی عقیدت کے ساتھ
مرتب کیا ہے۔

احسن السیر { یہ کتاب اکبر خاں صاحب تخلص بہشت گشت کی مرتبہ ہے۔ موصوف نے ۱۲۸۵ھ میں بزبان
اردو دوس میں تاریخ انجیر اور غریب نوازؒ کے مختصر حالات لکھے ہیں۔
معین الاولیاء { یہ رسالہ دیوان امام علی خاں صاحب مرحوم کا مرتبہ ہے۔
ذکر خواجہ { یہ فریب نوازؒ کا مختصر تذکرہ بزبان اردو قبول احمد صاحب نظامی سید لاہوری کا مرتبہ ہے۔
تاریخ سلف { یہ رسالہ اردو میں مولانا عبدالباری صاحب معینی انجیری کا مرتبہ ہے۔ اس میں غریب نوازؒ
کے بعض تذکروں پر تنقیدی بحث کی گئی ہے۔

ماہتاب تبسم { یہ رسالہ مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی گویا مودی کا مرتبہ ہے۔
عطاء رسول { یہ رسالہ مولانا عبدالرحمن صاحب المحدث بہ عرب صاحب کا مرتبہ ہے۔
کامل سولنج عمری غریب نوازؒ { یہ رسالہ اردو زبان میں ملک بشیر احمد صاحب چشتی لاہوری کا مرتبہ ہے۔
ان کے علاوہ ادبیت سے رسالے آپ کے حالات میں موجود ہیں جن کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہوگی
اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ ہنوز جاری ہے۔ ہر سال عرس شریف میں غریب نوازؒ کے تذکرہ کے دو چار نئے رسالے
نظر آجاتے ہیں۔

(ب) مناقب غریب نوازؒ

جس طرح سرور عالم کی شان میں قصائد کہہ کر حضرت حسان بن ثابتؓ نے مقبولیت اور پسندیدگی کا شرف پایا اسی طرح حسب ذیل حضرات نے غریب نوازؒ کی منقبت گوئی کی حدیث انجام دیکر نہ صرف غریب نوازؒ کی خوشنودی حاصل کی بلکہ خدا و رسول (صلعم) کے دربار سے بھی اس سلسلہ میں فیوض و برکات حاصل کئے۔
اب تک جو تاریخی معلومات ہم پہنچی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے غریب نوازؒ کی منقبت میں قصیدہ ۹۳۹ء میں لکھا گیا ہے۔ مگر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ یہ شرف اولیت کس خوش قسمت شاعر کے حصہ میں آیا۔ مکمل قصیدہ عمارت کے سلسلہ میں درج ہے۔ مگر قصیدہ کا پہلا ہی شعر غریب نوازؒ کے ساتھ شاعر کے گہرے عقیدہ و محبت کا تعلق کا نمایاں ثبوت ہے۔

خواجہ خواجگان معین الدین اشرف اولیائے روئے زمین
شاہ نیاز احمد بریلویؒ {عرصہ کے بود پر یہ خدمت مبارکہ نظامیہ سلسلہ کے آفتاب اور مغیرہ شاخ کے ماہتاب حضرت
نشاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ بریلویؒ نے ادا کی اور غزل کے طور پر بتاقب غریب نوازؒ لکھے۔ ذیل کی غزل آپ کے حسن
عقیدت کا درخشاں کارنامہ ہے۔

خواجہ خواجگان معین الدین	فخر کون و مکان معین الدین
سرخ را بیاں معین الدین	بے نشان را نشان معین الدین
منظر و جلوہ گاہ نور قدم	آفتاب جہاں معین الدین
مرشد و رہنمائے اہل صفا	ہادی الشرجاں معین الدین
خواجہ لامکان و قدس مکان	آساں آستان معین الدین
عاشقان و ادبیل و اہل یقین	سدا و اہل گاہ معین الدین

قرب حق لے نیاز اگر خواہی

ساز و در و دیوار معین الدین

داغ دہلویؒ {اود میں غریب نوازؒ کی محبت لکھنے کا کثرت کا ثبوت شاید داغ نے حاصل کیا یہ جب تباہ حال ہو کر حیرت
پہنچے تو ذیل کی منقبت آئینہ کار و منورہ کے سامنے خود پیش کی۔ اس کے بعد ہی نظام حیدر آباد دکن کے

یہاں باریاب ہو کر نہال ہو گئے۔ اشعار حسب ذیل ہیں۔ آج کل لوگ مشکل کے وقت انہیں بطور وظیفہ پڑھتے ہیں

یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نے اُ
لائی ہے مجھے امید کرم اس خاک کی اور اس کی تم
منہ عیش و طرب نے پھیر لیا دمرات کے غم نے گھیر لیا
فریاد تم ہی سے ہر میری تکلیف سہی کیسی کیسی
یاد اقب راز خفی و جلی سلطان الہند غریب نے اُ
آیا ہوں پیے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نے اُ
سب دور ہوں میرے سچ دلی سلطان الہند غریب نے اُ
ہو اد طلب کی اور سی سلطان الہند غریب نے اُ

یہ دل کا تنک سچ ہے تم سے نہ کہ تو کس کے

تم آل نبی اولاد علی سلطان الہند غریب نے اُ

مولانا معنی احمدی { اس سلسلہ میں مولانا معنی احمدی کی خدمات بھی قابل ستائش ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں

دہاں حرم ہے یہاں دل سرائے عثمانی خدا کے دونوں گھروں میں ہے بائے عثمانی
بناد یا میرے خواجہ کو رحمتہ الہند یہ ہیں عطاسے رزل اور عطاسے عثمانی

بیدم شاہ ارثی { بیدم شاہ صاحب نے اپنے عقیدت مند جذبات اس طرح پیش کئے ہیں۔

خواجہ تیری خاک آستانہ ہے طرہ تاج خرد دانہ

سید محمد علی شاہ صنائیازی اکبر آبادی { حضرت سیکش جذبات عقیدت حسب ذیل ہیں۔

سلام آپ کے ظاہر پر یا شہنشاہ ہند سجد آپ کے باطن کو یا غریب نواز

حبیب ذات الہی انیس روح نبی مجلس محفل ناز دامیر بزم نیاز

ہوا ہے آپ سے جاری جہاد بے شمشیر مٹا ہے آپ سے کفر خیال شرک سخا

بغیر آپ کے بے آئینہ تھا حسن ازل یغیر آپ کے بے مدعا تھا عشق مجاز

ہوئے ہیں آپ کی ہستی میں جمع یا خواجہ خدا کا ناز نبی کا نیاز غلی کا راز

رہی نہ شاہی اکبر نہ ملک عالمگیر رہی ہمیشہ شہنشاہی غریب نواز

جہاں میں ہے یہی چہ چاکہ آپ کا میکش

خدا اب صحتاں ہے اسیر زلف مجاز

مولف! خیال تھا کہ اپنا کلام یہاں نہ لکھوں مگر غریبی مولانا عبد الشکور کے اصرار نے مجبور کیا۔ ناچیز کی دہرا
خواجہ میں حقیر نہ رعایت حسب ذیل ہے۔

قبیلہ عاشقان معین الدین	کعبہ عارفان معین الدین
حامی بے کسایں معین الدین	چارہ ساز جہاں معین الدین
درہمہ صنوفشان معین الدین	نور بخش جہاں معین الدین
برنگ لک نور دیر زمین قمر	زمینت دو جہاں معین الدین
عالم علم ظاہر و باطن	مثل پیغمبران معین الدین
قرب خواجہ بروز حشر نگر	غبطہ مسلمان معین الدین
باب مصطفیٰ دریں کشور	رشد پیغمبران معین الدین

بہر تکین روح اے خادِم
از دل و جاں بخوان معین الدین

تمہارے حُسن کی وہ شان خواجہ	دو عالم جہاں ہیں قربان خواجہ
تمہاری زلف میرا دین و ایمان	تمہارا رخ میرا قرآن خواجہ
تمہارے نقش پا کی اک جھلک پر	مشاع دو جہاں قربان خواجہ
ہر اک شے اور لاشے کہہ رہی ہے	میں تجھ پر تا ابد قربان خواجہ
جہاں کا ذرہ ذرہ کہہ رہا ہے	عطا ہو صدقہ عثمان خواجہ

نگاہِ لطف ہو خدام پہ اپنے

بحق حضرت عثمان خواجہ

سردارِ خاں فرازا کیر آبادی! آپ نے غریب نواز کی منقبت میں بہت کچھ کہا ہے۔ تو انہی اکثر آپ کے لکھے
ہوئے مناقب پڑھتے ہیں۔ آپ کی اگر وہیں عطر کی دوکان تھی تقریباً تین سال ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا
مولف سے بڑا غلوں رکھتے تھے۔ آپ کا کلام مناقب حسب ذیل ہے۔

میرے خانہ دل میں آ میرے خواہ
میرا ہوا گھر بسا میرے خواہ
میرا دلوں عالم میں کوئی نہیں ہے
ہے تیرا ہی پہاڑ میرے خواہ
نہیں تھا ہوش تھرزدوس و گاڑ
ہے کافی مجھے در تیرا میرے خواہ
عز و رہنما ہے معراج الفت
ترا در ہے غش و نا میرے خواہ
ترا چھوڑ کر در تمنا ہے جنت
گناہ ہے گناہ سرتاپا میرے خواہ
خبر نیمے شکل میں کام آنے والے
ہریشان ہوں شکستہ میرے خواہ
فراتر حزیں پر بھی ہو چشم حوت
ہے یہ بھی تو آخر تیرا میرے خواہ

حکیم یہ مقصود الحسنی فانی چشتی { آپ عرصہ تک اجیر حاضر رہے آج کل بھی اکثر دربار خواجہ میں حاضری
قادری المتخلص در اکبر آبادی { سینے رہتے ہیں۔ حضرت عرفان علی شاہؒ کے مریدین مولف سے خلوص
رکھتے ہیں۔ اگر کے خاندانی حکیم ہیں۔ شعر بھی کہتے ہیں ذیل کا شعر آپ کے حسن عقیدت کا ثبوت ہے۔

دعا یہ ہے کہ م نزع آئے جب تک
زباں پہ جاری ہو نام آپ کا غریب نواز
عزیزی عشرت حسن سلمہ انور ایم لے { آپ نے چین جاتے وقت دربار غریب نوازؒ میں رد و بیگی دالان
لی۔ ایچ۔ ڈی۔ مراد آبادی { مندرجہ ذیل قصیدہ پیش کیا۔

میں عقل و فراست کے جمیڑوں سے گذر کر
اپنے پہ گماں ہے مجھے خورشید فلک کا
ہر دمہ و اختہ پے نقطہ سیم جھمکے ہیں
دل کو ہے میرے حوصلہ رفعت پروں
بدلے ہوئے انداز ہیں کچھ درد جگر کے
بے چین سے جذبات جو ہیں دل میں رچے
امید کرم پتیری آتے ہیں مسافر
اسرار حقیقت میری آنکھوں پہ ہوں روشن
کیوں اپنی جبین کو نہ جھکاؤں تیرے در پر
خاک و خواجہ جو چمکتی ہے جسمیں پر
گردن کو جھکایا ہے جو میں نے تیرے در پر
آنکھوں کو زیارت ہے تیری جب سے سیر
سے چین نظر آتے ہیں کچھ عشق کے تیور
کس طرح سے لاؤں انقیس میں یر منظر
دامن میں میرے پھینک دھرومہ و اختر
افارہ و عالم ہوں میرے دل کو بستر

انسان کی فطرت میں ہے تاریکی عسلیاں
 گرمیری طرف ایک تبسم کی لٹسہ ہو
 ہمت کو عطا ہو میری اک ذوق بلیندی
 مجھ کو ہے تمنا کہ پئے خدمت انساں
 "تبی احسن تقویم کے معنی کے مطابق
 تم خوب سمجھتے ہو میرے دل کی کہانی
 اشار میں میرے حیات دم عیسیٰ
 اب کس کو نہ ہو حرأت آداب گدائی
 یہ شرم بھری میرے لئے نیم نگاہی
 اس درجہ خوشی ہے تیرے انداز نظر سے
 مدحت کا تقاضہ ہے کہ کچھ آپ سے مانگوں
 دامن کو میرے گنج تمنا کی ہوس ہے

مولوی منظر جلیل صاحب { آپ مراد آباد کے ایک معزز خاندان کے فرد ہیں مسلم اسکول مراد آباد میں ہیڈ مولوی ہیں
 شوق مراد آبادی { علی مذاق رکھتے ہیں شاعری سے دیرینہ شغف ہے۔ مولف کے پرانے دوست
 ہیں۔ منقبت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں آپ کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

مدد ہو بہر خدا عزم میں یا غریب نواز
 نہیں ہے اتو سکت ہم میں یا غریب نواز
 بھوم یا س ہے سبے چارگی ہی بے حالی
 بدل دو حال رادم میں یا غریب نواز
 عیوب پر جو ہمارے ہوا اک کرم کی نظر
 ہو ایک ایک ہجر ہم میں یا غریب نواز

پلائے مے الفت کا جام یا خواجہؔ رہے غلام نہ اب تشنہ کام یا خواجہؔ
یہ آستان ہی ہمیں بام طہر ہو جائے قبول ہو جو ہمارا سلام یا خواجہؔ
جہاں فیض کلہرورہ جس سے روشن ہے تمہارا فیض ہے وہ فیض عام یا خواجہؔ
یہ ہی جو قلب سیہ آج کچھ ظلمت ہے ترے کرم سے ہوا ہر تہام یا خواجہؔ
برائے غوث ہے محتاج یک نگاہ کرم یہ شوق آپ کے در کا غلام یا خواجہؔ

عزیزی **طہور الحسن صاحب** مولف کے بھائی منشی نور الحسن صاحب کی مایہ ناز اولاد میں سے ہیں ولادت
مراد آبادی ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ بڑے ہوئے تو ایم۔ اے اور پی ایچ۔ ڈی
کا امتحان پاس کیا۔ ایڈوکیٹ ہوئے۔ ڈاکٹر کٹر اور نیٹل رورل ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور ایس اینڈ لیٹر مس
فیوالت رائل اکیونامک سوسائٹی لندن۔ فیلور رائل اسٹیٹ اسٹیکل سوسائٹی لندن اور ممبر رائل ایشیائی
سوسائٹی بنگال ہوئے۔ علمی ذوق اور ولولہ تصانیف نے انگریزی میں دوسرے گورنمنٹ ان دی یونیورسٹی
پراڈنسٹر پالیس آف پنچائت دوسرا پکا ڈومی۔ انڈین دلچ ان ٹرانزیشن۔ یا انگریزی اینڈ سینکس آف
ہولی سینکس۔ انگلش ٹرانسلیشن آف رباعیات سہروردہ ویلنٹن آف ٹاؤن ایر یا کمسٹیر ان
دی یونیورسٹی پراڈنسٹر۔ اور اردو میں تذکرہ حضرت زبیر ابن العوام تالیف کیا غریب نواز میں عرصہ تک مٹری
دی۔ فیوض برکات خواجہ سے استفادہ حاصل کیا۔ شعر گوئی میں عشق تخلص پر حسب ذیل منقبت نتیجہ فکر ہے

کتاب عشق کا عنوان خواجہؔ ظہور حسن کا سامان خواجہؔ
تمہاری دید کا ارمان خواجہؔ ہماری زلیبت کا ارمان خواجہؔ
ہوئے ہو ہند کے سلطان خواجہؔ یہ ہے فیض شہ عثمان خواجہؔ
جہاں جھکے ہیں سر شاہ و گداسکے وہ تیرا در وہ تیری شان خواجہؔ

تمہیں بے پردہ دیکھے دیدہ عشق
یہ دل میں ایک ہے ارمان خواجہؔ

خجسته
آپ کے درباری

دربار ہے۔ مگر حضرت قطب الاقطابؒ کو یہ سعادت زیادہ تر میسر رہی۔ آپ اکثر سفر و حضر میں غریب نواز کے ہمراہ رہے۔ ہندوستان بھی آپ کے ہمراہ آئے آپ اکثر دہلی سے اجیر حاضر ہو کر شرف قدمی حاصل کیا کرتے تھے آپ کی آخری حاضری ۱۳۲۷ھ میں ہوئی۔ جس کا مفصل تذکرہ اور آپ کے مختصر حالات حصہ سوانح میں ہیں۔ مفصل حالات مسالک السالکین وغیرہ میں موجود ہیں۔ (ماخوذ از دلیل المعارفین وغیرہ)

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے متعلق بروایت وقایع معین الدین آپ کا حسب ذیل بیان ہے۔

ایک دن میں بمقام اجیر خدمت خواجہ غریب نوازؒ میں حاضر تھا۔ اس زمانہ میں پتھورازندہ تھا ایک شخص آیا اور حضرت سے عرض کیا پتھور اکہتا ہے کہ اگر یہ شیخ (غریب نوازؒ) ہماری عملداری سے چلے جائیں تو بہتر ہے۔ حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا کہ ہم نے اسے لشکر اسلام سے زندہ گرفتار کر لیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (ماخوذ از وقایع معین الدین)

آپ مفصل حال مسالک السالکین میں ہے (موت)

حضرت شیخ سلیم حشریؒ آپ کی ولادت ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی شیخ موسیٰ فتح پور سیکریؒ کے پاس حاصل کی بعد ازاں سرہند جا کر شیخ مجدد الدین سے علوم حاصل کئے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ براہ خشکی حج کے لئے روانہ ہوئے۔ تیس سال تک مالک اسلامیہ عرب۔ عراق۔ روم۔ شام و مصر کی سیاحت کی اس عرصہ میں چودہ حج کئے ۹۴۷ھ میں فتح پور سیکری تشریف لائے ۹۶۲ھ میں پھر حج کے لئے براہ دریا سورت سے روانہ ہوئے ۱۰۰۷ھ میں واپس ہندوستان آکر فتح پور سیکری میں خانقاہ تیار کرائی شیر شاہ سلیم شاہ اور اکبر کو آپ سے عقیدت تھی۔

مشہور ہے ایک دن جب آپ اور اکبر دربار غریب نوازؒ میں حاضر تھے۔ اکبر نے آپ سے دریافت کیا حضرت خواجہ کی کیا شان ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ حضرت خواجہ کی یہ شان ہے کہ اکبر جیسا بادشاہ اور سلیم جیسا مسکین عرصہ سے حاضر و بار ہیں مگر ابھی تک باریابی نصیب نہیں۔

آپ کی دعا سے اکبر کے یہاں شہزادہ سلیم کی عمر کے ساتھ ولادت ہوئی۔ آپ کا وصال بتاریخ ۲۹ رمضان

۱۹۹۰ء میں ہوا۔ مزار شریف فتح پور سیکری میں ہے۔ سالانہ عرس بڑی شان سے ہوتا ہے۔
 شیخ بدیع الدین شاہ مدارِ ممکن پور { آپ ہندوستان کے مشہور مشائخین اور اولیائے کبار میں سے
 ہیں بارہ سال تک مقام صہبت میں رہے۔ اس عرصہ میں کھانا پیتا بالکل ترک رہا۔ جب آپ ہندوستان
 تشریف لائے تو اول دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے۔ وہاں چند روز مقفل رہے۔ آپ کا چلہ کوکلا پہاڑی
 پر زیارتگاہ خلایق ہے جہاں کا ذکر چلوں کے ذیل میں درج ہے۔ یہاں سے اجازت حاصل کر کے کاہلی تشریف
 لے گئے۔ آپ کی وفات ۱۰۳۵ھ میں ہوئی۔ مزار ممکن پور میں ہے۔ (تذکرۃ العابدین)
 ۱۰۳۵ھ - ۱۰۳۶ھ { آپ کی ولادت ۱۰۳۵ھ میں ہوئی۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ میں شیخ عبدالباقی
 حضرت محمد الف ثانی مہر ہند { ذیلوی۔ قادریہ میں شاہ اسکن بختیاری۔ صابریہ چشتیہ اور سہروردیہ میں حضرت
 عبدالحق سے نسبت اراوت رکھتے تھے۔ روایت ہے جب آپ دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے ہیں اس وقت
 درگاہ کی صندلی مسجد شکتہ حالت میں قریب مہدم ہونے کے تھی۔ یہاں لکیرنے مرمت کرائی جیسا کہ سنارات کے
 سلسلہ میں مذکور ہے۔

آپ کے اہل سلسلہ کی تعداد کثیر ہے۔ وصال ۱۰۳۵ھ میں ہوا۔ مزار سرہند میں زیارتگاہ ہے۔

(خزینۃ الاسفیاء و جواہر حمیدویہ)

۱۰۶۱ھ - ۱۰۶۲ھ { آپ کی ولادت ۱۰۶۱ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے عم بزرگوار امیر عبداللہ علیہ الرحمۃ
 سیدنا امیر ابو العلاء نقشبندی سے بیعت ہیں۔ دربار غریب نواز میں حاضر ہو کر مخصوص فوض دبرکات سے
 احرامی اکبر آبادی { مشرف ہوئے۔ آپ کا سلسلہ از نام سلسلہ ابوالعلائیہ ہندوستان کے مختلف

مقامات پر پھیلا ہوا ہے۔ بنگال اور حیدرآباد دکن میں آپ کے سلسلہ کے زیادہ افراد ہیں وصال بتاریخ
 ۹ صفر المظفر ۱۰۶۲ھ میں ہوا۔ مزار مقدس متصل محلہ وزیر پورہ آگرہ میں ہے۔ آپ کا سالانہ
 عرس بڑی شان سے ہوتا ہے۔ مفصل حالات نجات قاسم میں ہیں (احسن السیر)

۱۱۹۹ھ - ۱۱۹۹ھ { آپ نظامی خاندان کے درخشاں آفتاب ہیں۔ ذیلوی اور نیازی
 حضرت محمد فخر الدین { المعروف بہ { شاخیں آپ ہی سے جاری ہوئی ہیں۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت
 مولانا فخر الدہلوی

مولانا نظام الدین اورنگ آبادی سے تحصیل علوم ظاہری و باطنی کر کے خلافت پانی حیدر آباد دکن سے
اجمیر شریف آئے اور قدوة الاولیاء صلیبن حضرت خواجہ غریب نواز کے دربار اقدس میں کچھ دن حاضر رہے
بعد ازاں غریب نواز کے باطنی حکم سے دہلی تشریف لائے آپ کے فیوض باطنی و ظاہری سے بہ تعداد
کثیر اشخاص فیضیاب ہوئے بعد ۳۷ سال بتاریخ ۲۷ جمادی الآخر ۹۹۹ھ آپ کا وصال ہوا آپ کا
مزار باب درگاہ حضرت خواجہ قطب الانطاب کے متصل ہے (احسن السیر)

سید حاجی شاہ محمد سجاد { آپ کی ولادت بمقام داناپور بتاریخ ۲۱ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ میں ہوئی سترہ
الوالعلاء - داناپوری } سال کی عمر میں اپنے سید رکن الدین عشق سے شرف بیعت حاصل کیا۔ چالیس
ساگی عمر میں آپ تارک دنیا ہو کر حج کے لئے روانہ ہوئے مدینہ منورہ میں دو برس قیام کیا وہاں سے
باشاہ باطنی سرور عالم اجمیر شریف حاضر ہوئے اور ایک عرصہ تک دربار غریب نواز میں حاضر رہ کر وہاں
عطیات غریب نواز سے بہرہ اندوز ہوئے۔ آپ کا وصال ۱۲۹۹ھ میں ہوا۔ وصال سے چند لمحہ قبل
فرمایا کہ حضرت سیدنا ابوالعلاء اور حضور خواجہ غریب نواز (باطنی طور پر) تشریف لائے ہیں (احسن السیر)
سید غلام علی شاہ { آپ کی ولادت ۱۲۸۸ھ میں بمقام مرشد آباد ہوئی۔ آپ کے والد امیر کبیر تھے
مرشد آبادی } تاریخ التحصیل پنجکے بعد آپ کو عملیات کی طرف رغبت رہی پھر حج کے لئے چلے
گئے واپس ہو کر اجمیر شریف حاضر ہوئے بعد ازاں آپ شاہ محمد جمال سے مرید ہوئے اور مراتب
عالیہ پر پہنچے۔ آپ کا وصال بتاریخ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۱۸ھ میں ہوا۔ مزار شریفیت سل پہانی
میں ہے (تذکرۃ العابدین)

شاہ سید امام ابدال { آپ حضرت شاہ ہدایت اللہ قادری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ مدراس کے
رہنے والے ہیں آپ شیخ عظیم المرتبت ہیں۔ بعد حصول خلافت انتقال اہلیہ اور نکاح دختر آپ اجمیر
شریف میں حاضر دربار خواجہ ہوئے۔

اجمیر شریف سے تین کوس پر چھپر ڈالکر سپاہیانہ لباس میں رہنے لگے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی
کا بیان ہے کہ میں نے شاہ صاحب کو اجمیر کے مشاعروں میں بد لباس سپاہیانہ بہت مرتبہ دیکھا ہے۔ آپ

کو شترگوئی میں بدرجہ کمال ملکہ تھا۔ اجمیر سے آپ دہلی آئے پھر گڑ گاؤں چلے گئے وہاں سے حج کے لئے بمبئی پہنچے وہاں کچھ دن قیام کر کے مکہ معظمہ اور وہاں سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور تاحیات وہیں رہے۔ آپ کی وفات بتایں ۱۲ ربيع الاول ۱۲۸۶ھ میں ہوئی۔ مزار جنت البقیع میں ہے آپ کے خلیفہ حاجی محمد عابد ہیں (تذکرۃ العابدین)

سید مظفر علی شاہ جعفری آپ کی ولادت بتایں ۲۱ جمادی الاول ۱۲۲۴ھ میں ہوئی۔ آپ اگرہ قادری اکبر آبادی کے ممتاز متلیخ ہیں سے ہیں۔ امجد علی شاہ کے نمبرہ ہیں۔ بیس سال تک ایک تنگ چجرہ میں بحالت تجرید بسر کی پایادہ اجمیر شریف حاضر ہو کر فیوضِ برکات غیبِ نواز حاصل کئے۔ آپ کا وصال بتایں ۱۲ ربيع الاول ۱۲۹۹ھ میں ہوا۔ مزار مدرسہ پنچہ شاہی میں ہے آپ کے بہت سے مریدین تھے۔ سالانہ عرس باہتمام محمد علی شاہ صاحب میکش ہوتا ہے (ماہتاب اجمیر) حافظ حاجی وارث علی آپ کی ولادت یکم رمضان ۱۲۲۵ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے برادر بستی حاجی شاہ دبیہ شریف خادم علی شاہ کے مرید و خلیفہ ہیں مشہور جب آپ نے اجمیر شریف اگرہ بازار خواجہ میں حاضری دی تو جو تاپتا ترک کر دیا بعد ازاں پھر بھی نہیں پہنا۔ اجمیر شریف سے آپ ناگور پاک پٹن۔ بہک۔ احمد آباد ہوتے ہوئے بمبئی شریف فرما ہوئے۔ یہاں سے مکہ معظمہ حاضر ہو کر ذبیحہ حج ادا کیا بعدہ مدینہ منورہ۔ بیت المقدس۔ نجف اشرف۔ کربلائے معلیٰ۔ کاظمین اور بغداد شریف کی زیارات سے مشرف ہوئے۔ آپ ہندوستان کے بڑے مشہور درویش ہیں۔ آپ کے سلسلہ میں اس وقت لاکھوں افراد ہیں۔ آپ کی وفات بتایں یکم صفر المظفر ۱۲۳۳ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک دبیہ شریف میں زیارت گاہ خلاقی ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

حاجی سید شاہ محمد اکبر آپ کی ولادت بتایں ۲۴ شعبان ۱۲۶۴ھ بروز چہار شنبہ بمقام اگرہ ہوئی دانا پوری حضرت قاسم شاہ دانا پوری سے علوم ظاہر و باطن حاصل کئے بتایں ۲۴ رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ جلسہ عام میں حضرت قاسم شاہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ آپ نے دربار غریب نواز میں زمانہ عرس شریف حاضری دی۔

مقام ہے ایک دن آپ شاہجہانی مسجد اجمیر میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے آپ کی مدداری میں سے گھڑی نکالنا چاہی۔ آپ نے منہ پھیر لیا۔ اور وہ گھڑی لے کر چل دیا۔ آپ سلسلہ ابوالعلماء کے مشہور پردہ پوش اور صاحبِ ثروت و درویش تھے۔ وصال بتایا ۱۴۲۳ھ رجب ۱۳۳۳ھ میں ہوا۔ مزار دانا پور میں ہے۔

بعض متاخرین درباری

حکیم و اصف حسین شاہ { آپ حضور غوث پاک کی اولاد میں ہیں۔ آپ حضرت عرفان علی شاہ صاحب صاحبِ قادری اکبر آبادی { قادری کے خلیفہ اول ہیں۔ بڑے خوش مزاج و اعظا درویش تھے۔ کانپور میں طبابت کا شغل رکھتے تھے۔ اجمیر شریف سالانہ حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کے مریدین و خلفاء بھی آپ کی سنت پر قائم ہیں۔ مولف کے بڑے دوست تھے۔ اجمیر شریف میں قیام بھی مولف کے پاس ہی کیا کرتے تھے۔ بتایا ۱۴۲۳ھ رجب بوقت صبح سماع کے ساتھ غریب نواز اور نواب غلام محی الدین شاہ صاحب کلپی حیدر آبادی کی فاتحہ عثمانیہ خانقاہ میں کیا کرتے تھے۔ آپ کا وصال ۱۳۶۶ھ میں بمقام اکبر آباد ہوا۔

سید سلطان حسین شاہ { امر وہہ (ضلع مراد آباد) کے سادات میں سے ہیں۔ بڑے پر مذاق و رند مشرب جشتی صابری امر وہوی { درویش تھے۔ حضرت صوفی محمد حسین شاہ مراد آبادی کے مرید ہیں۔ آپ کو قوالی سے بہت رغبت تھی۔ سات سو غزلیات یاد تھیں۔ قوالان جہاں غلطی لقمہ دیدیا کرتے تھے پنجاب وغیرہ کی بہت سیاحت کی تھی۔ آپ کا وصال ہوئے تقریباً دس سال ہو گئے۔ مزار ڈھولنا (متصل علیگڑھ) میں ہے مولف کے دوستوں میں تھے۔

شاہ نواب غلام محی الدین خاں { آپ کو اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا دونوں عطا کئے تھے۔ حیدر آباد کلپی حیدر آبادی { دکن میں بعدہ تعلقات دی امور تھے۔ پھر ناظم جاگیرات ہو گئے۔ اول حضرت

قبل شاہ بابا (خواہر زادہ حضرت محبوب امی دہلوی) سے مرید ہوئے۔ پھر حضرت سوار شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہوئے فیضیاب ہوئے۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ سالانہ عرس شریف میں برسوں اجمیر حاضری دی۔ آپ کے

صاحب زادہ بشیر نواب سلمیٰ نے اس سال سے اس باب میں آپ کی تقلید شروع کی ہے۔
آپ غریب نواز کے عرس میں فقرا کی بہت خدمت کیا کرتے تھے۔ آخری زمانے میں مولف کے پاس مقیم
رہتے تھے۔ اور مولف بھی آپ کے بنائے پر تین مرتبہ حیدر آباد گیا۔ وفات آپ کی بعارضہ بخار ۱۲۶۱ھ میں
ہوئی۔ آپ کا مزار اپنے پیر کے قدیموں میں کلہی شاہ کی برابر ہے۔ مولف سے بڑا خلوص تعلق رکھتے تھے۔

نظیر شاہ عرف تجت شاہ آپ محراب شاہ گویاری سے مرید ہیں۔ بعد عرفان علی شاہ صاحب
اکبر آبادی اکبر آبادی سے طالب ہوئے۔ شروع میں جذب کی حالت رہی۔ پھر سلوک

میں آئے عرصہ تک اگرہ قیام رہا۔ تقریباً نوے سال کی عمر میں بمقام اگرہ ۱۲۶۵ھ میں وصال ہوا۔ آپ
کا مزار حضرت سیدنا شاہ ابو العلاء کی خانقاہ کے متصل میدان میں ہے۔ آپ کے خلفا سید شان علی دھشت اللہ
دیگرہ آپ کی سالانہ فاتحہ کرتے ہیں۔ مولف سے بڑا خلوص رکھتے تھے۔

ضیاء میان صائغی آپ بڑے ملنا خوش خلق درویش تھے۔ خانقاہ حسامیہ کے سجادہ نشین تھے
کسرہ مانک پور غریب نواز کے عرس میں اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ مولف سے خلوص رکھتے

تھے۔ حکیم دافص حسین شاہ صاحب کے ہم عصر اور دوست تھے

شاہ احمد رضا خان آپ صوفی محمد حسین شاہ مراد آبادی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ بڑے خوش اوقات درویش تھے
رامپوری ممباری انجیر شریف میں بموتہ عرس کبھی کبھی حاضری دیا کرتے تھے آپ کا وصال رامپور میں ہوا

مزار شریف اعظم خانقاہ حضرت جمال الدین میں ہے۔ آپ کے خلیفہ حضرت سجاد حسین شاہ صاحب آپ کا
سالانہ عرس کرتے ہیں۔ مولف کے ساتھ بڑے خلوص سے پیش آیا کرتے تھے۔

حمید الرحیم شاہ سدا سہاگ لکھنوی۔ لیج آباد کے متمول خاندان سے تھے۔ امیری چھوڑ کر فقیری اختیار کی بڑا
مواحد تھے۔ گلپور شریف کے پورائے حاضر باش تھے ہر دو اور بھی تیرتھ کے لئے جایا کرتے تھے۔ سدا سہاگ شریف سے

تعلق تھا۔ بڑے وضع دار ہند درویش تھے غریب نواز کے عرس شریف میں تقریباً پچاس سال سالانہ حاضری
دی۔ مولف سے بڑی دوستی تھی۔ آخر زمانہ میں بولف ہی کے یہاں قیام کرتے تھے۔ آپ کے معتقدین اب تک

آپ کی اس سنت پر قائم ہیں۔ سماع میں رقص کیا کرتے تھے۔ بڑے بافیض فقیر تھے۔ آپ کا وصال محرم ۱۲۶۶ھ

میں بمقام لکھنؤ ہوا۔ مزار بانسے شریف میں لکھنؤ سے ۲۴ میل پر ہے۔

حضرت سید احمد علی جمال شاہ آپ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ احمد بخشؒ کو تنوی کے ہیں۔ غریب نواز المعروف بہ کبیل شاہ بابا دہلوی کے عرس شریف میں برابر ماضی دیا کرتے تھے۔ یکم رجب تک اجیر

پہنچ جاتے تھے۔ سید فیض علی گوٹہ والے کے یہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔ دن کے نو دس بجے کے قریب

درگاہ شریف میں حاضر ہو کر رات کے ایک دو بجے تک شاہجہانی مسجد میں بیٹھے رہتے تھے اور آپ کے

مریدین آپ کے پاس نعت خوانی کیا کرتے تھے۔ درخواست کو بار بار چا کرتے تھے۔ اور قیام قدم پر سر نیاز جھکایا

کرتے تھے۔ بعض موقع پر فرمایا کرتے تھے سجدہ نہیں کر رہا ہوں یہاں کے پتھر دلوں کو چاٹ رہا ہوں۔ آپ نے

کبھی روضہ مبارک کی طرف پشت نہیں کی نہ کبھی اندر حاضر ہوئے۔ البتہ ایک مرتبہ مولانا محمد حسین الہ آبادی

اور شاہ التفات احمد آپ کی دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈال کر آپ کو قبہ شریف میں لینگے۔ وہاں حاضر ہو کر اپنے بیٹے

دیکھ میں غریب تمھارا ہوں اور تم محبوب خدا کے ہو

آپ کا وصال بتاریخ ۱۹ شعبان ۱۳۱۱ھ میں ہوا۔ مزار متصل درگاہ محبوب الہی بری کے گنبد میں ہے۔ آپ کے

مریدین سالانہ فاتحہ اور مراسم عرس ادا کرتے ہیں۔

سید میر محمد یاد شاہ کو ہاٹ۔ آپ جمال شاہ کے خلیفہ ہیں۔ دربار غریب نواز میں بارہ سال تک پیر کی تلاش

میں رہے۔ ایک دن اشارہ ہوا کہ دربار محبوب الہی میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کرو۔ خلافت ملنے پر آپ نے

پیری مریدی کا سلسلہ جاری کیا۔ آپ کا قیام اردلی (متصل علیگڑھ) میں رہا کرتا تھا۔ آپ کے مریدین اب تک

علیگڑھ۔ جو دھپور اجیر وغیرہ میں ہیں۔

آپ کو سماع کا بہت ذوق تھا۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے عرس شریف سے واپسی میں جو دھپور

گئے وہاں سے جیلپور اگر بتاریخ ۱۹ شعبان ۱۳۵۸ھ وفات پائی۔ مسکین شاہ کے تکیہ میں بمقام جیلپور آپ کا مزار ہے

منشی شوکت حسن چشتی مراد آبادی۔ آپ حضرت منشی نلہ رحن مجددی رئیس اعظم کے خاں اکبر ہیں آپ کی نانا

۱۶۵۷ء میں ہوئی آپ اور بیس شاہ صاحب میر ہٹی کے مرید ہیں۔ بڑے فقیر دوست تھے جو ۱۹۱۱ء میں آپ نے

اجیر شریف آکر عرس غریب نواز میں ماضی کا شرف حاصل کیا۔ آپ کا انتقال بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۹۲۸ء

بعارضہ طاعون مراد آباد میں ہوا مزار سرلے پختہ کے جنوبی دروازہ کے متصل مسجد میں ہے۔
 دروغم عبدالعزیز خاں { آپ اجیر میں تعیندار تھے۔ پورانی منڈی میں رہا کرتے تھے۔ حضرت سید ملک
 گدڑی شاہی اجیری { محمد عالم المعروف بہ گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے تھے۔ صاحب حال
 لوگوں میں تھے۔ دربار غریب نواز اور حضرت گدڑی شاہ کی خانقاہ میں روزانہ حاضری دیا کرتے تھے۔ تقریباً دس
 سال ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا۔ مزار حضرت گدڑی شاہ کے پائے میں ہے۔

حافظ محمد یوسف { آپ سکھ تھے۔ حضرت گدڑی شاہ کی توبہ سے مسلمان ہوئے۔ بچپن سے حضرت کے ساتھ
 گدڑی شاہی اجیری { رہے موصوف سے نسبت رکھنے کے باعث لوگ آپ کی عزت کرتے تھے۔ پنی گردوں کے چوک
 میں رہا کرتے تھے تقریباً پندرہ سال گزرے آپ کا انتقال ہو گیا۔ مزار حضرت گدڑی شاہ کے برابر اسی جانب
 حافظ محمد بخش اجیری { آپ محلہ چوک پنی گراں میں رہا کرتے تھے۔ آپ کا قیام زیادہ تر مسجد میں رہتا تھا۔
 بڑے بافیض درویش تھے۔ آپ کے معتقدین میں زیادہ تر حفاظ ہیں آپ کے وصال کو تقریباً بارہ سال ہوئے
 مزار غریب نواز کے چلہ شریف کے شمالی اساطہ میں ہے۔ آپ کے معتقدین ماہ رمضان آپ کا عرس کرتے ہیں۔
 حکیم سید عرفان علی شاہ { آپ حضور غوث پاک کی اولاد میں ہیں۔ گڑھیہ کے ممتاز خاندان حکما کے فرد ہیں۔ خدا
 قادی { اکبر آبادی نے آپ کو دین دنیادوں عطا کئے تھے۔ اپنے بزرگوں کی خانقاہ الموسوم بہ
 دیوان خانہ کے سجادہ تھے۔ ہر سال عوس شریف کے موقع پر مع کثیر تعداد مریدین دربار غریب نواز میں حاضری
 دیا کرتے تھے۔ بڑے مخیر بافیض درویش تھے۔ ۱۹۳۱ء میں وصال ہوا اگرہ میں مزار ہے۔ آپ کے مریدین
 واہل سلسلہ آپ کا سالانہ عوس بہت خوش اسلوبی سے کرتے ہیں۔

بابورستم شاہ چشتی { آپ ریلوے یاوستے۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اجیر کے زائرین کو بڑا آرام
 اکبر آبادی { پونچا یا کرتے تھے۔ ہر سال عوس غریب نواز میں مع مریدین حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کا
 مزار اگرہ کے محلہ عید گاہ میں ہے۔

حاجی محبوب علی عطاری { آپ اکبر آباد محلہ تاج گنج کے رہنے والے ہیں سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے ہیں
 اپنے پیر کے علاوہ دادا پیر سید غلام علی لاہوری سے بھی فیض یافتہ ہیں اول مرتبہ حب و یارست

حرمین کے لئے روانہ ہوئے تو پہلے اجمیر شریف حاضری دی۔ دوسری مرتبہ تمام گھر والوں کو حج کے لئے ساتھ لے گئے۔ آپ کا وصال ۱۳۵۷ھ میں ہوا۔

بابو حیا مراد آبادی { آپ حضرت خواجہ احمد بخش تونسوی اور حضرت شاہ مذاق سے فیض یافتہ ہیں حضرت دہلوی سلطان المشائخ میں زیادہ حاضر رہتے تھے۔ دربار غریب نواز میں بھی اکثر حاضری یا کرتے تھے آپ شاعر بھی تھے۔ سماع کا بہت ذوق تھا۔ تقریباً پانچ سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔

مزار حضرت قطب الاقطاب و محبوب الہی کے درمیان موضع جہانگیر میں ہے

عزیز الرحمن شاہ { آپ حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری مراد آبادی کی خالقاہ الموسوم بہ بغیہ شریف مراد آبادی کے سجادہ تھے بڑے خوش مزاج متواضع درویش تھے۔ مشہور ہے خالقاہ بغیہ میں جس کا

جو تکم ہو جائے اس کی بڑی بہتری ہوتی ہے۔ مگر جب دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے تو یہاں آپ کا جو تکم ہو گیا تقریباً دس سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ مزار خالقاہ بغیہ میں ہے آپ کے صاحبزادگان آج کل سجادگی کی خدمت بجالاتے ہیں۔

امت الرشید بیگم { آپ دربار غریب نواز میں عقیدت سے حاضری دیا کرتی ہیں۔ ۱۳۶۷ھ میں ایک بھوپالی خور دس سال لڑکی چھوڑ کر انتقال کیا۔ مؤلف سے خلوص رکھتی تھیں۔

موجودہ درباری

(الف) بعض موجودہ بیرونی۔ اصفیا مشائخین عقیدت کیش

سجاد حسین شاہ صاحب { آپ حضرت نواب شاہ احمد رضا خاں صاحب کے مرید اور خلیفہ ہیں ہر حال چشتی صابری و اچھوری { عوس شریف کے موقع پر اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔ شاہجہانی مسجد درگاہ شریف میں قیام کرتے ہیں۔

امراؤ شاہ صاحب { آپ تقریباً پالیس سال سے برابر عوس شریف کے موقع پر اجمیر حاضر چشتی جے پوری { ہوتے ہیں محفل سماع میں آپ پر بہت وجد و حال طاری ہوتا ہے۔

کبھی محفل خانہ کی حاضری ناغہ نہیں کرتے۔ کچھ عرصہ سے حضور خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز کے عرس شریف میں حاضری دیتے کے لئے بتایا کہ ہر سال سالانہ اجیر آتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں حافظ سدید الدین صاحب { آپ عرصہ سے غریب نواز کے عرس شریف میں سیکڑوں مریدین کو ساتھ چشتی تونسوی لے کر حاضری دیتے ہیں۔ عرس شریف کے علاوہ بھی کبھی کبھی آتے ہیں۔ تونسہ شریف کے سجادہ ہیں۔

عزیز میاں صاحب چشتی { آپ خانقاہ نیازیہ بریلی کے سجادہ ہیں۔ آپ کا حلقہ مریدین وسیع نظامی نیازی بریلوی ہے ہر سال عرس شریف میں مریدین کی کثیر تعداد کے ساتھ حاضری دیتے ہیں درگاہ شریف میں آپ کے دلیل صاحبزادہ سید کاظم علی ہیں وہ ہی آپ کے قیام وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں۔

میاں جان شاہ صاحب { آپ تقریباً پچاس سال سے بلاناغہ برابر عرس شریف میں حاضری علی گڑھی دیتے ہیں۔ سرمہ داد دیا تا بھی لوگوں کو مفت تقسیم کرتے ہیں۔ بڑے متوکل ہیں۔ ارکانی دالان میں قیام کرتے ہیں۔ مولف سے رابطہ رکھتے ہیں۔

سید عاشق علی شاہ صاحب { آپ عرس شریف کے پورے حاضر باش ہیں۔ عرس کے علاوہ چشتی متوطن فتح پور ہوا بھی درمیان سال میں آپ کی دو تین حاضریاں ہو جاتی ہیں۔ بڑے متوکل عالم فاضل واعظ اور صاحب حال درویش ہیں۔ بوجہ کبیر سنی اب کمزور ہو گئے ہیں۔

حیات اللہ شاہ صاحب { چشتیہ سلسلہ میں مرید ہیں تقریباً بیس سال سے عرس شریف میں حاضری چشتی مقیم ممبئی دیتے ہیں۔ بڑے پُر خلوص اور جو شیلے درویش ہیں۔

سلطان زماں شاہ صاحب { آپ تقریباً پندرہ سال سے معمر مریدین عرس شریف میں حاضری چشتی رامپوری دیتے ہیں کبھی کبھی ناغہ بھی ہو جاتی ہے بڑے خوش خلق تصوف وال

درویش ہیں۔ آپ کے مریدین و معتقدین کی کافی تعداد ہے۔

حیدر علی شاہ صاحب چشتی رامپوری۔ آپ سالانہ عرس شریف میں تقریباً بیس سال سے

حاضری دیتے ہیں اپنے پر کی جگہ سلع خانہ میں قیام کرتے ہیں
سید واعظ الحق شاہ صاحب چشتی { آپ تقریباً پچاس سال سے معریدین عرس شریف میں حاضری دیتے
اور نگ آباد سلع گیا ہیں۔ آپ کی عمر ستر سال سے تجاوز ہے۔ آپ سید عاشق محمد صاحب دھوا
خادم درگاہ کے یہاں قیام فرماتے ہیں۔

صوفی خدایت صاحب چشتی لاہوری { آپ بڑے شایستہ قدم اور وضع دار صوفی ہیں۔ غریب نواز کے عرس میں
پرانے حاضری دینے والے ہیں۔ سید احمد صاحب سابق متولی کے یہاں قیام کیا کرتے ہیں۔ مولف
سے بھی بہت رابطہ رکھتے ہیں۔ لاہور میں اسٹیشن کے قریب خانقاہ غوثیہ کے قریب رہتے ہیں۔

منتاب شاہ ارنی لکھنوی { آپ رنگین پوش جڑیہ صفت درویش ہیں۔ حضرت عبدالرحیم شاہ سدا سہاگ
لکھنوی سے فیض یافتہ ہیں۔ کلیر شریف عرس میں برابر حاضری دیتے ہیں۔ غریب نواز کے عرس شریف میں بھی سالانہ
حاضر ہوتے ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں قیام کرتے ہیں۔

بابہ شاق احمد خاں صاحب { آپ ملیح آباد کے باشندے ہیں۔ حضرت عبدالرحیم شاہ سدا سہاگ آپ کے مرید عقیدت
ملیح آبادی { ہیں۔ ان کی سنت کے بموجب سالانہ غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتے

میں۔ خانقاہ عثمانیہ میں قیام کرتے ہیں۔ بڑی محبت کے آدمی ہیں۔ کلیر شریف بھی سالانہ حاضری دیتے ہیں۔
حاجی لیاقت حسین صاحب { آپ صوفی منش نوجوان ہیں۔ ہر سال غریب نواز کے عرس شریف میں حاضر ہوتے
مراد آبادی { ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں قیام ہوا کرتے ہیں۔ بڑی خاطر مدارات کے شخص ہیں۔ ٹھکیرا

سے قوت پسری کرتے ہیں۔
حاجی حافظ معین الدین میرٹھی { آپ کلیر شریف کے پرانے حاضر باش ہیں۔ غریب نواز میں بھی عرس کے موقع
پر حاضری دیا کرتے ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں قیام کرتے ہیں۔ ایک کلام مجید دوران عرس میں پڑھنے کی سعادت
میل کرتے ہیں۔ بہت رنگین مزاج خوش طبع شخص ہیں مولف سے رشتہ محبت رکھتے ہیں۔

سید محمد علی شاہ صاحب قادری { آپ اگرہ کے مقتدر عالم شاعر اور صوفی ہیں۔ خاندان سادات کی یادگار ہیں
چشتی نیازی اکبر آبادی { اپنے تہذیب گوئی کی خانقاہ کے سجادہ بھی ہیں۔ اہل اگرہ آپ کی بڑی عزت کرتے

ہیں عرصہ تک آرزو مند رہتے کے بعد اس سال پھر ۱۳۶۶ھ میں غریب نواز کے عوس شریف میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کیا مولف سے بہت خلوص سے پیش آتے ہیں

حکیم سید قدا علی صاحب { آپ سلسلہ قادریہ میں عرفان علی شاہ کے مرید ہیں۔ آگرہ کے مشہور حکما کے خاندان قادری اکبر آبادی { (الموسم بہ گڑھیا دالے) سے ہیں۔ بڑے دستدار خوش خلق ہیں۔ عوس غریب نواز

میں تقریباً چالیس سال سے برابر حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے رابطہ رکھتے ہیں

حفیظ الدین شاہ صاحب { آپ محبوب عالم شاہ (جن کا اجمیر میں غریب نواز کے چلہ شریف پر مزار ہے) کے سلسلہ قادری اکبر آبادی عرف بھٹیابی قادریہ میں مرید ہیں۔ غریب نواز کے عوس میں اکثر حاضری دیتے ہیں۔

مغل سماع میں بحالت وجد خوب رقص کرتے ہیں۔ بڑے پرنذاق ملنسار صوفی ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں مقیم ہوا کرتے ہیں۔

سید نظام الدین صاحب { آپ آستانہ عالیہ قادریہ آگرہ کے سجادہ ہیں۔ بڑے بانداق تعلیم یافتہ نوجوان ہیں قادری اکبر آبادی { گیارہویں شریف کے موقع پر برسم قدیم آستانہ عالیہ میں فاتحہ اور محافل سماع کی خدمات بجالاتے ہیں۔ کبھی کبھی غریب نواز کے عوس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔

حکیم سید عطاء منظور حسین صاحب { آپ آگرہ کے حکما میں سے ہیں۔ حکیم عرفان علی شاہ قادری کے مرید ہیں خلافت قادری اکبر آبادی { حکیم دافعت حسین شاہ صاحب قادری (خلیفہ اول حضرت عرفان علی شاہ) سے

حاصل کی۔ بڑے دستدار۔ ملنسار۔ اور خوش خلق ہیں۔ غریب نواز کے عوس شریف میں سالانہ اجمیر آگرہ حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے رابطہ رکھتے ہیں۔ خانقاہ عثمانیہ میں قیام کیا کرتے ہیں۔

حکیم سید احمد حسین صاحب { آپ آگرہ کے پرانے حکیم ہیں۔ گڑھیا کے مشہور حکما کی یادگار ہیں غریب نواز کے عوس قادری اکبر آبادی { شریف میں اخیر حاضر ہوتے ہیں۔ بڑے متقی پرہیزگار ہیں۔

مولوی قمر الدین شاہ صاحب { آگرہ کے صاحب سلسلہ صوفی ہیں۔ اشرف علی شاہ گچھوی کے مرید اور خلیفہ قادری اکبر آبادی { ہیں۔ غریب نواز کے عوس شریف میں کبھی کبھی اجمیر پہنچ کر حاضری دیتے ہیں

خانقاہ عثمانیہ آگرہ میں غریب نواز کے پیر و مرشد کے عوس شریف میں سالانہ حاضر ہوتے ہیں۔ عالم فاضل صوفی ہیں

آپ کے مریدین و خلفاء کی تعداد خاصی ہے۔

صوفی رشتی الدین صاحب { آپ سلسلہ چشتی صابری میں حضرت صوفی محمد حسین شاہ کے مرید ہیں۔ بڑے چشتی صابری مراد آبادی { پرنذاق صوفی ہیں۔ بزرگان دین کے حالات سے کافی واقفیت ہے۔ کبھی کبھی

غریب نواز کے عوس میں اہمیر حاضر ہوتے ہیں۔ مراد آباد کے ہر دلعزیز شخص میں مولف سے پرانے تعلقات ہیں محمد ابراہیم شاہ ضا المعروف بہ { آپ سلسلہ چشتیہ میں خواجہ اللہ بخش شاہ تونسوی کے مرید ہیں۔ بڑے

صوفی قادر { الکلام دہلوی { پرنذاق متوکل صوفی اور زبان لکھنے والے شاعر ہیں۔ صوفی تخلص کرتے ہیں خطاب قادر { الکلام ہے۔ حضور غریب نواز کے عوس شریف میں برابر حاضر دیتے ہیں۔ درگاہ غریب نواز دہلوی

ضیاء الدین چیلپوری میں اکثر مقیم ہی رہتے ہیں۔ آج کل حضرت محبوب الہی کے پیارے مقیم ہیں۔ بخشی سید الطاف حسین صاحب { آپ حضرت سید حاجی وارث علی شاہ کے مرید ہیں۔ غریب نواز میں حاضری

اکبر آبادی { دی ہے اپنے مرشد کا سالانہ عوس کرتے ہیں۔ آپ خوشنویس بھی ہیں۔ خوش اخلاق صوفی ہیں اکثر ازراہ محبت مولف کے پاس آتے رہتے ہیں۔ آپ کو شعر گوئی کا ذوق بھی ہے۔

مولانا عبد الشکور سلمہ نظامی اکبر آبادی { عزیز عبد الشکور نظامی مرید و خلیفہ حضرت جمال شاہ المعروف بہ کبیل بابا کے ہیں اپنے پیر کے ساتھ قریب قریب سالانہ غریب نواز کے عوس شریف میں حاضری دیا کرتے تھے۔ ان کے

وصال کے بعد بھی اکثر عوس شریف میں حاضری دیتے رہتے ہیں۔ میلاد شریف خوب پڑھتے ہیں۔ شاعر بھی ہیں حضور خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز کی منقبت میں آپ کا ایک دیوان بھی ہے۔ عثمانیہ خانقاہ کی مسجد میں جمعہ کی نماز

بھی پڑھاتے ہیں۔ مولف سے پُر غلوں محبت رکھتے ہیں۔ خوب اللہ شاہ ضا الہ آبادی { آپ چشتی ابو العلانی ہیں۔ الہ آباد کے مشہور عالم مولانا فخر صاحب کے بھائی

ہیں۔ دائرہ اجل سے تعلق ہے۔ حضور خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز سے رشتہ نسب ہے۔ غریب نواز کے عوس شریف میں اکثر حاضری دیتے ہیں۔ خانقاہ عثمانیہ میں قیام رہتا ہے مولف کے بڑے بے تکلف دوست

ہیں۔ اگرہ وغیرہ میں آپ کا سلسلہ مریدی بھی ہے۔ وسیم شاہ ضا قادری ریاست جادوہ { آپ ریاست جادوہ کے خوش خط و خوش آواز متوکل صوفی

ہیں۔ عرصہ سے غریب نواز کے عرس شریف میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ بلکہ بعد عرس بھی زیادہ دنوں تک قیام کرتے ہیں جین علی شاہ وکیل درگاہ کے یہاں مقیم رہتے ہیں۔ مولف سے بھی رابطہ محبت رکھتے ہیں۔
 علامہ محی الدین شاہ ضامن سجادہ نشین { آپ ہندوستان کے ممتاز ترین مشائخین میں سے ہیں حضرت ہر علی خانقاہ گوارہ شریف ضلع راولپنڈی } شاہ صاحب کے صاحبزادہ ہیں۔ عالم فاضل باعمل درویش ہیں۔ آپ کا حلقہ مریدی بہت وسیع ہے۔ غریب نواز کے عرس شریف میں مریدین کی کثیر تعداد کے ساتھ سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ سید امیر احمد صاحب کے یہاں قیام فرماتے ہیں اہل اجمیر آپ کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ اور آپ بھی اہل اجمیر سے بہت خاطر و رات کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

گلاشاہ ضامن آبادی { آپ حافظ منشاہ صاحب کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ کسب حلال سے گذر اوقات کرتے ہیں۔ پہلے اکثر اجمیر شریف حاضری دیا کرتے تھے لیکن اب چند سال سے اجمیر میں قیام کر لیا ہے۔ مولف سے تعلق رکھتے ہیں۔

پیر جماعت علی شاہ ضامن { آپ کے مریدین بکثرت ہیں کبھی کبھی غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیا کرتے ہیں۔ پیر سداں ضلع پاکپٹن } ہیں۔ ہندوستان کے بہت مشہور صوفی ہیں۔ بہت متقی و پرہیزگار درویش ہیں کہا جاتا ہے کہ ان کے مریدین کی تعداد نو لاکھ تھی۔

خواجہ حسن نظامی بلوی { آپ کبھی کبھی غریب نواز کے عرس شریف میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ ہندوستان کے مشہور ادیب اور مشائخ میں سے ہیں۔ آپ کا حلقہ مریدی وسیع ہے حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے خواہر زادہ ہیں۔ بہت ہمدرد و خوش خلق صوفی ہیں۔ مولف سے پرانے تعلقات ہیں۔

حمزہ الطغریٰ پیارے { آپ حافظ منشاہ صاحب مراد آبادی کے صاحبزادہ ہیں۔ بڑے خوش مذاق و شاہ صاحب آبادی } صوفی ہیں۔ قریب قریب سالانہ غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ خانقاہ عثمانیہ میں قیام کرتے ہیں۔

سید علی ریشہ ضامن { آپ عمر درویش ہیں پہلے ریاست جودپور میں قیام تھا۔ اب چند سال سے پٹنہ میں رہتے ہیں۔ خانقاہ ضامن آبادی } ولاد اسٹیشن کے قریب علاقہ ریاست اودھ میں پور میں زیر کواہ ایک گھاٹی میں

قیام کر لیا ہے۔ اس میں پہلے شیر ہا کرتا تھا۔ اس نے آپ شیروں والے شاہ صاحب مشہور ہو گئے۔
اہل حاجت بالحد و من مریض بکثرت آپ کے پاس حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے ہیں۔ اکثر غریب نواز کے عرس
شریف میں حاضری دیا کرتے ہیں۔ مولف کے پرانے دوست ہیں۔

صاحبی محمد حسن صاحب { آپ کی ولادت سنہ ۱۲۸۷ھ میں بمقام مراد آباد ہوئی۔ آپ کے والد حضرت منظر حسن
نقشبندی مراد آبادی { مجددی نقشبندی نے اپنے پیر زادہ حضرت احمد میاں شاہ کا آپ کو جوانی میں
کرایا۔ آپ بہت بخیر و درویش صفت ہیں۔ مولف کے برادر حقیقی ہیں جو سنہ ۱۳۱۷ھ میں بمقام عرس شریف حاضری
اگست ۱۹۱۱ء میں مع مولف حج کے لئے براہ مصر و شام روانہ ہوئے۔ وقتاً فوقتاً اجیر شریف حاضری دیتے رہتے
ہیں۔ میلاد شریف پڑھنے کا بہت شوق ہے ایک میلاد شریف لکھا بھی ہے۔ ڈاکٹری سے مخلوق کو فائدہ پہنچا
ہے۔ مراد آباد میں مطلب کرتے ہیں۔

منشی نور الحسن صاحب { آپ کی ولادت بمقام مراد آباد سنہ ۱۳۰۵ھ میں ہوئی۔ آپ منشی منظر حسن کے فرزند سوم
جستی مراد آبادی { اور حضرت ادیس شاہ صاحب کے مرید ہیں۔ کبھی کبھی اجیر شریف اگر دربار خواجہ میں
حاضری دیتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ اپنے فرزند ان کو بھی ساتھ لائے تھے بچوں کو اکثر شریعتی تقسیم کرتے رہتے ہیں
آپ کے ایک دختر اور تین فرزند ہیں۔ مولف کے برادر حقیقی ہیں۔

محمد علی صاحب چوڑی کے امیڈی { آپ چوڑی کے تاجر ہیں۔ بڑا کاروبار ہے۔ ہر سال غریب نواز کے عرس شریف میں
حاضری دیتے ہیں بلکہ ملاوہ عرس کے بھی دوران سال میں دو ایک مرتبہ آتے رہتے ہیں۔ نیاز یہ سلسلہ میں مرید
ہیں بڑے خوش مزاج۔ ملنا دینے تکلف شخص ہیں۔

حضرت قائم میاں شاہ صاحب { آپ حیدر آباد کے مشہور بایض درویش حضرت آغا داد شاہ صاحب اہل علم
اہل علمانی حیدر آباد دکن { جملہ الرحمت کے صاحبزادہ ہیں۔ بڑے خوش خلق صاحب نیر ہند درویش ہیں
آپ کے مریدین کی تعداد کثیر ہے اکثر غریب نواز کے عرس شریف میں مع مریدین حاضری دیتے ہیں۔

عاشق حسین صاحب { آپ صوفی منش فقیر دوست زندہ دل انسان ہیں۔ متقی پرہیزگار ہیں۔ دربار غریب نواز
ٹھیکیدار مراد آبادی { اور بزرگان دین کے آستانوں پر بڑی عقیدت سے حاضری دیتے والے شخص ہیں۔

حبیب اللہ خاں صاحب آپ عرصہ تک اجیر میں مقیم رہے ہیں۔ آج کل بھی دربار عالیہ غریب نواز میں وقتاً
اکبر آبادی وقتاً حاضری دیتے رہتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

رفیق محمد سلیم عرف نمبر عثمانی معینی انجن اگرہ کے سرگرم کارکن ہیں۔ انجن مذکور کی طرف سے بزرگان دین کی
اکبر آبادی فاتحہ کا انتظام کرتے ہیں۔ اجیر شریف سالانہ بموقع عرس حاضری دیتے ہیں۔ مولف
سے خلوص رکھتے ہیں۔

امین الدین سلیم اکبر آبادی عثمانی معینی انجن میں بزرگان دین کی فاتحہ کا حساب کتاب کرتے ہیں۔ سالانہ دربار
غریب نواز میں حاضری دیتے ہیں مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

مولانا اعلیٰ احمد سلیم آپ عالم علم دین ہیں۔ چند رسالہ بھی لکھے ہیں۔ عثمانی معینی انجن اگرہ میں بزرگان
اکبر آبادی دین کی خدمات متعلقہ فاتحہ میں حصہ لیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔ سالانہ
غریب نواز کے عرس میں حاضر ہوتے ہیں۔

حافظ نور محمد سلیم اکبر آبادی حافظ ہیں عثمانی معینی انجن میں فاتحہ پڑھنے کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ پر خلوص
آدمی ہیں غریب نواز کے دربار میں سالانہ بموقع عرس حاضر ہوتے ہیں۔

ضیاء الدین عرف پوچو سلیم فقیر دوست نوجوان ہیں۔ عرس غریب نواز میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ مولف
اکبر آبادی سے خلوص رکھتے ہیں۔

اعجاز محمد صاحب لکھنؤ اکبر آبادی اسال حج کر کے آئے ہیں۔ دربار خواجہ میں سالانہ حاضری دیتے ہیں مولف
شاہ صاحب کے مرید اور حافظ منظور حسین صاحب قادری سے طالب ہیں۔

حشمت علی خاں صاحب سوگڑ اکبر آبادی دربار غریب نواز میں سالانہ حاضری دیتے ہیں حضرت قائم میاں حیدر آبادی سے مرید ہیں۔

فیاض الدین صاحب آپ ابو اعلیٰ سلسلہ کے صوفی ہیں۔ سالانہ عرس غریب نواز میں حاضری
اکبر آبادی دیتے ہیں۔

دبایب الدین سلیم فقیر دوست نوجوان ہیں۔ عرس غریب نواز میں سالانہ حاضری دیتے ہیں ایک مرتبہ
اکبر آبادی اگرہ سے اجیر شریف تک سائیکل پر آئے۔

محمد حسین سلمہ مراد آبادی { آپ خوش عقیدہ تعلیم یافتہ نوجوان ہیں۔ غریب نواز کے عوس میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔ عثمانی معینی انجمن کے منتظم ہیں۔ دفتری کاموں کا تجربہ رکھتے ہیں۔ حبیب خاں سلمہ اکبر آبادی۔ آپ سالانہ غریب نواز کے عوس میں حاضری دیتے ہیں۔

مرتضیٰ علی بیگ سلمہ اکبر آبادی۔ سالانہ عوس غریب نواز میں حاضری دیتے ہیں۔ اور اپنے یہاں حضور نور عثمان قدس سرہ کے عوس شریف کے موقع پر میلاد شریف بھی پڑھواتے ہیں مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر محبوب الرحمن سلمہ لکھنوی { آپ انگریزی داں فقیر دوست نوجوان ہیں۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں سالانہ عوس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر فریدی صاحب لکھنوی { آپ لکھنؤ کے منتخب کامیاب ڈاکٹروں میں ہیں۔ بزرگان دین سے عقیدت رکھتے ہیں اس سال بوجہ عیدیم الفرصتی غریب نواز کے عوس میں ہوائی جہاز سے آکر حاضری دی۔

طفیل احمد صاحب یدیی { آپ بزرگان دین کے پر خلوص عقیدت مندوں میں ہیں۔ غریب نواز سے سول حج لکھنوی { بڑی محبت رکھتے ہیں۔ سالانہ عوس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ درمیان سال میں بھی جب کبھی ملازمت سے چھٹی مل جاتی ہے اجیر آجاتے ہیں۔ مولف سے بڑا خلوص رکھتے ہیں۔

نواب بانی سلمہ علیگڑھ { آپ معہ اپنی بہنوں (شکیلہ و شاہجہاں سلمہ) کے سالانہ غریب نواز کے عوس میں حاضری دیتی ہیں بڑی خوش اعتقاد ہیں۔ مولف سے خلوص ہے۔

نواب زادہ حاجی کرم علیخان سلمہ { آپ نواب خواجہ محمد خاں صاحب مرحوم جاگیر دار ریاست دھولپور کے صاحبزادے اکبر آبادی { ہیں۔ خوش عقیدہ خود نوجوان ہیں موہل و عیال سالانہ غریب نواز کے

عوس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ شعبان میں واپس ہوتے ہیں۔ اپنے خاندان میں بہترین شخص خیال کئے جاتے ہیں۔ حضرت پیر ابراہیم شاہ صاحب بغدادی سے مرید ہیں۔

اکبری سلمہ { کرادلی ضلع اگڑہ کی بڑی مسکین طبع خاتون ہیں۔ غریب نواز کے عوس شریف میں سالانہ حاضری دیتی ہیں۔ اور زائچہ کے انتظام خورد و نوش میں ہاتھ پاؤں کی مدد دیتی ہیں مولف سے خلوص رکھتی ہیں۔

الف شاہ صنا اکبر آبادی { آپ مین پوری کے مولوی عبدالرشید شہتی صابری سے مرید ہیں۔ سالہا سال سے

آگرہ میں مقیم ہیں۔ خوش مزاج معصومی ہیں۔ اکثر غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔
 اشتیاق حسین صاحب چشتی { آپ پرانے وضع دار معصومی ہیں۔ ہر ہفتہ حضرت صابر علیہ الرحمۃ کی فاتحہ شریف کرتے
 صابری اکبر آبادی { ہیں۔ اکثر غریب نواز کے عرس میں اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔

ہرچند ہری راجہ بخش صاحب { آپ چشتی صابری سلسلہ میں مرید ہیں۔ بہت مناسک مزاج پختہ خیال معصومی ہیں۔ غریب
 اکبر آبادی { نواز کے عرس شریف میں اکثر اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔

مولوی امام علی صاحب { آپ وظائف سے بہت رغبت رکھتے ہیں۔ عثمانیہ مسجد آگرہ کے پیش امام ہیں
 اکبر آبادی { بعد جمعہ مسجد میں نعت خوانی کراتے ہیں۔ کبھی کبھی غریب نواز کے عرس میں بھی

حاضری دیتے ہیں۔ عرصہ تک اجمیر میں قیام پذیر بھی رہے ہیں۔

مستار علی خاں صاحب جاگیردار { آپ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ سالانہ عرس غریب نواز میں اجمیر
 حیدر آباد وکن { حاضر ہوتے ہیں کبھی کبھی مع اہل خانہ حاضر دربار خواجہ ہوتے ہیں فرزند علی صاحب

غلام درگاہ کے یہاں تنہا کرتے ہیں۔ آپ کو اجمیر رہنے والوں تک سے انسیت ہے۔

آغا پاشا حیدر آبادی { آپ فقیر دوست معصومی مشرب نوجوان ہیں۔ غریب نواز کے عرس شریف میں سالانہ
 حاضری دیتے ہیں۔ حضرت خواجہ کے پر خلوص عقیدہ مندوں میں ہیں۔

حاجی الطاف حسن سلمہ { آپ غریب نواز سے عقیدت رکھتے ہیں اول مرتبہ آپ۔ سالانہ عرس حاضرانہ ہیں
 مراد آبادی { اس کے بعد بھی آپ کبھی کبھی حاضر دربار ہوتے رہتے ہیں۔ منتشرع استی ہے۔ مولف

کے برادر خورہ ہیں۔

تصدق حسین شرفی { آپ محبت واسے نوجوان ہیں۔ مولانا اشرف علی شاہ صاحب کچھوڑی کے مرید ہیں سالانہ
 مراد آبادی { غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ میلاد شریف یا منقوش مسلمان مع

در: د شریف خوب پڑھتے ہیں۔

مصطفیٰ احسن سلمہ { مولف کے برادر زادہ مصطفیٰ احسن کی پہلی حاضری دربار غریب نواز سالانہ میں ہوئی۔ اس
 مراد آبادی کے بعد دوسری حاضری سالانہ میں ہوئی تیسری مرتبہ سالانہ عین شرف باریابی حاصل کیا

رضا حسن سلمہ مراد آبادی { مولف کے برادر زادہ رضا حسن سلمہ کی پہلی حاضری بہ دربار غریب نواز ^{۱۹۴۰ء} میں ہوئی۔

(ب) بعض مقامی اور موجودہ ہاجر عقیدتمندان

مولوی عبدالرحمن صناپشتی { آپ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پالیس سال سے اجیر میں مقیم ہیں۔ غریب المعروف بہ ٹھیلی شاہ اجیری { نواز کے چلہ شریف پر ایک جھرو میں رہتے ہیں بڑے باسلیقہ خوش وضع درویش ہیں۔ حضرت خواجہ انس بخش علیہ الرحمۃ تونسوی سے نسبت رکھتے ہیں۔

بابو عبدالرحیم صناقا ضوی { آپ تونسوی خاندان میں مرید ہیں۔ حضرت قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے ہیں۔ موصوف کے عوس شریف کا انتظام آپ ہی کرتے ہیں آپ شاعری میں لوگوں کو شاکر کرتے ہیں آپ کے کچھ مریدین بھی ہیں۔ روزانہ دربار غریب نواز میں حاضری دیتے ہیں۔

منشی احمد علی صناقا ضوی { آپ حضرت قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے ہیں۔ دربار غریب نواز میں گدڑی شاہی اجیری { روزانہ حاضری دیتے ہیں۔ اکل حلال سے قوت پسری کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحجیم صنامیتانی { آپ چند سال سے بحالت ہجرت اجیر میں مقیم ہیں۔ شاعر ادیب علم دوست صوفی ہیں۔ متوکل اور صابر درویش ہیں۔ خدا نے آپ کو انتقامت بخشی ہے۔

ایراہیم خاں صنا گدڑی { آپ حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے ہیں شاہی اجیری { موصوف کے عوس شریف کا انتظام بھی کرتے ہیں۔ صاحب حال صوفی ہیں۔ پرانی منڈی میں رہتے ہیں۔

بیلا بانی صاحبہ گدڑی { آپ بھی حضرت گدڑی شاہ بابا سے نسبت رکھتی ہیں۔ لوگ بالخصوص مستورات آپ شاہی اجیری { سے عقیدت رکھتی ہیں۔ روزانہ دربار غریب نواز میں بعد نماز عشا حاضری دیتی ہیں

محمد اکبر صاحب المعروف { آپ دانش میاں صاحب سے مرید ہیں۔ سماع سے بہت ذوق ہے روزانہ بہ صوفی کل محمد ہاجر { درگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔ تقریباً بیس سال سے ترک وطن کر کے اجیر میں مقیم ہیں

ممتاز محمد سلمہ باجر { تقریباً پندرہ سال سے ترک وطن کر کے اجیر میں مقیم ہیں خیر کے کاموں میں خوب حصہ لیتے ہیں۔ فقیر دوست نوجوان ہیں۔ نچی الادفات یعنی گڈری شاہی کمیٹی کے سکریٹری ہیں۔

سکینہ بانی صاحبہ { آپ خدا پرست معر خاتون ہیں غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتی ہیں۔ تقریباً بیس سال سے اجیر میں مقیم ہیں۔

کلی شاہ صاحبہ { آپ نیک دل پسندیدہ خیال خدا پرست و خدا شناس خاتون ہیں۔ تقریباً بیس سال سے اجیر میں مقیم ہیں۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت و محبت رکھتی ہیں۔ بعض مستورات آپ سے عقیدت رکھتی ہیں۔ اپنے یہاں ہر ماہ غریب نواز کے پیر و مرشد کی فاتحہ شریف بڑے اہتمام سے کرتی ہیں۔

عبد الغفور صاحب { آپ نیک طبیعت عقیدت کیش باشندہ اجیر ہیں۔ آپ کچھ عرصہ سے بسلسلہ رذگاہ عرف غفور شاہ { جے پور چلے گئے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

حیدر خاں انداز { آپ اجیر کے باشندہ ہیں چند سال سے بسلسلہ ملازمت جلیپور چلے گئے ہیں غریب نواز سے عقیدت رکھتے ہیں۔ شاعر بھی ہیں۔ مولف سے خلوص ہے۔

(ج) بعض حاضر باش خدامان درگاہ

سید محمد صلیف صاحب { آپ متقی پرہیزگار معر خادم خواجہ ہیں۔ پیچیدہ معاملات میں خدام صاحبان آپ سے خادم درگاہ { مشورہ لیتے ہیں۔ حیدر آباد دکن میں آپ کے موکل زیادہ تر ہیں خدام صاحبان میں

ممتاز اور با وقعت ہیں۔ ریسانہ مزاج زائرین کو بھی آپ ان کی مرضی کے مطابق آرام پہونچا دیتے ہیں۔ خدا درگاہ میں بڑی عقیدت سے حصہ لیتے ہیں۔

سید ظہور الحسن صاحب عرف { آپ غریب نواز کے خدام اور اہل شہر میں بہت با عزت ہیں۔ آپ اپنی متعلقہ مولا میاں خادم درگاہ { خدمات درگاہ بڑی پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ بڑے متدین خدام

ہیں۔ آپ کے موکل زیادہ تر سندھی ہیں۔ آپ اپنے موکلین کو آرام پہونچانے کا کافی انتظام رکھتے ہیں

بڑے باخبر خادم ہیں۔

سید فضل رسول صاحب { آپ کے یہاں زائرین کو کہانے اور رہائش کا معقول آرام ملتا ہے بمبئی کے لوگ اکثر آپ کے یہاں قیام کرتے ہیں۔ آپ مرجان منہج خادم ہیں۔

محمد حسین صاحب چشتی { آپ اجیر کے صاحب مقدرت و عزت لوگوں میں ہیں۔ بڑے لوگ عموماً آپ کے موکل خادم درگاہ ہیں۔ آپ کے یہاں ان کو خاطر خواہ آرام ملتا ہے۔ آپ کی سردار شریف میں بہت عقیدت مندانہ حاضری ہوتی ہے۔

سید ولی الدین صاحب { آپ مقبول خادم ہیں۔ زیادہ تر بنگال بہار کے لوگ آپ کے موکل ہیں۔ زائرین کی آسائش کے آپ کے یہاں وسیع انتظامات ہیں۔

سید محمد انیس صاحب { آپ نیاز یہ سلسلہ سے نسبت رکھتے ہیں۔ ملنار فقیر دوست خادم ہیں۔ صاحب نیازی خادم درگاہ مقدرت اصحاب کے علاوہ آپ کے یہاں اکثر ہدیش بھی قیام پذیر ہوتے ہیں۔

سید کاظم علی صاحب { بہت سیدھے کم سخن خادم ہیں۔ رامپور بریلی کے اصحاب زیادہ تر آپ ہی کے یہاں قیام نیازی خادم درگاہ کرتے ہیں۔ آپ حضرت عزیز میاں صاحب نیازی بریلوی اور مولف کے بھی مقیم ہیں۔

سید حسن علی صاحب { آپ علم دوست متشرع خادم ہیں۔ اطراف بمبئی کے لوگ زیادہ تر آپ کے یہاں خادم درگاہ قیام کرتے ہیں۔

سید ظہور الحسن عین زید صاحب { آپ منجانب خدامان درگاہ کیٹی کے ممبر ہیں۔ آپ کے موکلین زیادہ تر ہندوستان کے سربراہ آدرہ اشخاص ہیں۔

سید محمد اسماعیل صاحب { آپ نہایت سادہ مزاج خادم ہیں۔ آپ کے یہاں زائرین بے تکلفانہ طور پر رہتے ہیں۔ بمبئی کے لوگ اکثر آپ کے یہاں مقیم ہوتے ہیں۔ آپ بڑے

خلیق ملنار ہیں۔

سید نوشہ میاں صاحب { آپ فقیر دوست محنتی خادم ہیں۔ عرس شریف کے زمانہ میں آپ کی طرف سے ارکات کے والان میں گدی بچھتی ہے۔ وہیں آپ کے موکل جمع رہتے ہیں۔

سینہ طور الحسن صاحب { آپ بزرگان دین بالخصوص سید الشہداء سے عقیدت رکھتے ہیں۔ زائرین کو کافی آرام و عافیت دیا کرتے ہیں۔

(د) بعض مقامی درباری علما

مفتی امتیاز احمد ضابطیاب { آپ اجیر کے مفتی ہیں۔ چند رسالے بھی آپ نے لکھے ہیں۔ صوفی مشرب ہیں۔ کبھی کبھی سماع بھی سنتے ہیں۔ بڑے خوش خلق عالم متبحر ہیں۔ آپ شاعر بھی ہیں حضرت علی کریم اللہ وجہ کی منقبت کا سالانہ مشاعرہ آپ ہی کی تحریک سے قائم ہوا۔

مولوی محمد فیض صاحب { آپ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ میں صدر مدرس ہیں۔ آپ نے فلسفہ پر بھی ایک مبدعہ لکھا ہے۔ آپ کو بھجور علی حاصل ہے۔

مولوی عبدالرحمن ضاعوائی { آپ واعظ عالم ہیں روزانہ درگاہ میں تفسیر ہی بیان کرتے ہیں آپ صندلی مسجد میں امامت بھی کرتے ہیں۔ اور دارالعلوم معینیہ عثمانیہ میں مدرس ہیں۔

مولوی سید علی صاحب { آپ نے مصر میں علوم کی تکمیل کی ہے۔ آپ کے پاس کتب کا اچھا ذخیرہ ہے۔ آپ کے علم ہونے کے ساتھ خادم غریب نواز ہونیکا شرف حاصل ہے۔

مولوی عبداللہ صاحب { آپ اجیر کے مقتدر علما میں سے ہیں۔

مولوی محمد یونس صاحب { آپ اجیر کے مشہور عالم ہیں۔

مولوی محمد شفیع اللہ صاحب { اجیر کے علما میں سے ہیں۔

(ه) بعض موجودہ مقامی درباری شعرا

مولانا سید عبدالباری صاحب معنی { آپ اجیر کے ممتاز ترین شعرا میں سے ہیں۔ نیز عالم ادیب اور مونی بھی ہیں خادم درگاہ ہونے کے ساتھ آپ کو غریب نواز کے مناقب کہنے کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپ سالانہ عثمانیہ مشاعرہ کے مستقل صدر ہیں۔

سید احت علی صا رحمت۔ آپ اجیر کے پرانے شعرا میں سے ہیں۔ بزرگان دین کے مناقب بڑی عقیدت اور محبت سے لکھتے ہیں۔ عثمانی مشاعرہ اور مشاعرہ منقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں سالانہ شرکت کرتے ہیں۔ آپ نے غریب نواز کے مناقب بھی لکھے ہیں۔

سید محمود علی صاعوشی۔ آپ اجیر کے زود گو شیریں کلام استادوں میں ہیں آپ کے شاگردوں کی تعداد خاص ہے آپ کے کلام میں غریب نواز کے مناقب کا کافی ذخیرہ ہے جہانگیری ابو العلاء سلسلہ میں حضرت عبدالشکور شاہ کے خلافت یافتہ مرید ہیں۔ اجیر میں آپ کی سحر لاء یادگار ہیں۔

رنگیلے شاہ صا رنگیلے۔ غریب نواز کی منقبت میں آپ کا ہندوستانی کلام قابل قدر ہے۔ شاعری میں حضرت مغل مرحوم سے آپ کو ارادت ہے۔

اختر صاحب مودودی آپ غریب نواز کے مناقب خصوصیت سے خوب لکھتے ہیں۔ اکثر تو لان آپ کا کلام پڑھتے ہیں۔ آپ نے اجیر میں شاعران ہند کا ایک عالی شان مشاعرہ بھی منعقد کیا تھا۔

مندرجہ بالا شعرا کے علاوہ حضرات ذیل بھی سالانہ محفل خانہ درگاہ میں بمقام عثمانی مشاعرہ حاضر ہو کر تحفہ منقبت پیش کرتے ہیں

- (۱) محمد ایوب صاحب احسن (۲) عبدالوحید خاں صاحب اختر (۳) امتیاز محمد صاحب چشتی امتیاز (۴) حبیب اللہ خاں صاحب خوشتر (۵) انوار الرحمن صاحب زاہد (۶) محمد جبار صاحب صابر (۷) شاہ نظام الحق صاحب محمود (۸) امین الدین خاں صاحب مفتوں (۹) محمد محمود صاحب محمود (۱۰) سید نظر محمد صاحب نظر (۱۱) منظور حسین صاحب شگفتہ (۱۲) شہاب الدین صاحب غازی (۱۳) عباس علی منظر (۱۴) ذین العابدین صاحب زاہد (۱۵) عبداللطیف صاحب تیغ (۱۶) جری صاحب (۱۷) راز صا (۱۸) عبتر صاحب (۱۹) ساغر صاحب (۲۰) اثم صاحب (۲۱) انیس صاحب نیازی (۲۲) حافظ صاحب (۲۳) موجد صاحب (۲۴) ریاض صاحب۔

(و) بعض موجودہ مقامی درباری اطبا

حکیم عبدالاعظم خاں صاحب قاضی گدڑی شاہی { آپ محلہ کماری کنویں میں رہتے ہیں تقریباً تیس سال سے المعروف بہ نوشہ میاں طبیب آستانہ { منجانب درگاہ آستانہ شریف میں مطب کرتے ہیں۔ کہنے حکیم ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے دست شفا عنایت فرمایا ہے۔

حکیم نصیر الدین صاحب طبیب آستانہ۔ آپ اجیر کے مشہور حکیم بہا الدین مرحوم کے صاحبزادہ ہیں۔ روز آستانہ میں مطب کرتے ہیں۔ تجربہ کار پڑائے حکیم ہیں۔ اولیٰچے ہوئے مریشوں کے علاج میں خاص دستگاہ ہے حکیم آواز احمد صاحب طبیب آستانہ۔ آپ منجانب شاہ دکن متصل عثمانی دروازہ آستانہ میں مطب کرتے ہیں اجیر کے مشہور درویش حافظ شبیر علی کے صاحبزادہ ہیں۔ محلہ شیخان میں رہتے ہیں قیمتی ادویات آپ کے نجی دواخانہ میں غنیمت مل جاتی ہیں۔

حکیم نظام الدین صاحب۔ آپ اجیر کے بڑے قابل فقیر دوست حکیم ہیں۔ جب کسی مریض کی طرت خاص تو جہر کرتے ہیں تو وہ بفضلہ تعالیٰ شفا یاب ہی ہوتا ہے۔ راجگان اور امر اکٹر آپ کے زیر علاج رہتے ہیں آپ صاحب ثروت معززین اجیر سے ہیں۔ غریب نواز کے زیر سایہ آپ کا مطب گلی لنگر خانہ میں ہے۔ حکیم عزیز الرحمن صاحب صفوی۔ آپ صفی پور کے پیرزادہ ہیں۔ پورائے تجربہ کار حکیم ہیں۔ تقریباً دو سال سے دار اجیر ہو کر بالائے جہارہ مطب کرتے ہیں۔ آپ عموماً سستے نسخے لکھتے ہیں غریبوں کے لئے سرائے حیات ہیں بڑے لوگوں کے علاج کے لئے بھی آپ کو دور دورہ راز کا سفر کرنا پڑتا ہے۔

ڈاکٹر امتیاز علی سلمہ جعفری۔ آپ محلہ خادان میں مطب کرتے ہیں۔ درگاہ غریب نواز میں روزانہ حاضری دیتے ہیں آپ کے مریض مطمئن رہتے ہیں۔ زائرین کی خدمت کو فرح منسوبی سمجھتے ہیں

حکیم نصیر الدین صاحب۔ آپ حکیم نظام الدین کے صاحبزادہ ہیں۔ نوجوان خوش طبع فقیر دوست حکیم ہیں غریب نواز کے سوس میں اکثر درویش آپ کے یہاں مفیم ہوتے ہیں۔ آپ کا دواخانہ درگاہ شریف کے متصل گلی لنگر خانہ میں ہی حکیم سعید احمد صاحب۔ آپ غریب نواز کے عقیدت مند حکیم ہیں۔ فقرات ارادت رکھتے ہیں۔ غریبوں کے علاج کو

کو خدا کی طاعت سمجھتے ہیں ادویات کی قیمت وصول کرنے میں بھی آپ تشدد نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا عطا فرمائی ہے۔

حکیم عبد المجید صاحب۔ آپ کا دواخانہ محلہ خادمان میں ہے۔ علاج بہت غور اور کوشش سے کرتے ہیں دربار غریب نواز میں اکثر حاضری دیتے ہیں۔

شوکت حسین سہیل کمپوٹر۔ آپ منجانب وکٹوریہ ہسپتال عوس شریف کے موقع پر درگاہ میں دواخانہ لاتے ہیں اور اہل شہر کی خدمت بہت خلوص سے کرتے ہیں۔ شہر میں آپ ہر دلعزیز ہیں پُراٹے کمپوٹر ہیں

(۴) بعض مقامی عمائدین

نواب محمد عمر رضا جاگیر المعروف نواب بولاج۔ آپ عموماً روزانہ صبح کی نماز کے وقت درگاہ شریف میں حاضریت میں آپ کے اولاد نہیں ہوتی مگر اب غریب نواز کے فیض باطنی سے صاحب اولاد ہیں۔

سید محمد یوسف علی صاحب مؤودی جاگیر عرف شاہ جی۔ آپ خواجہ ابویوسف چشتی قدس سرہ کی اولاد میں ہیں۔ اپنے جد کا عوس بتاریخ ۳۰ رجب سالانہ سماع کے ساتھ کرتے ہیں۔ اکثر درگاہ شریف میں حاضری دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید عبدالحق جاگیر دار۔ آپ شہر کے باثر عمائدین سے ہیں۔ مولشیوں کے ڈاکٹر اور جاگیر دار ہیں۔ محرم شریف اور دیگر اسلامی تقاریب میں خلوص سے حصہ لیتے ہیں۔

سید بخاؤر علی صاحب۔ آپ صحیح النسب سادات سے ہیں۔ غوث پاک کے چلہ پر گیارہویں شریف کی تقریب میں آپ متعلقہ خدمات بجالاتے ہیں۔ روزانہ دربار غریب نواز میں حاضری دیتے ہیں پُراٹے دھندار

لوگوں میں ہیں۔ سید محمد یسین رضا جاگیر دار۔ آپ حضور غوث پاک کے چلہ کے متولی ہیں۔ وہاں گیارہویں شریف کے موقع پر آپ کے اہتمام سے مراسم عوس سالانہ ادا کئے جاتے ہیں۔

عبد المجید خاں صاحب۔ آپ خاندان دیس دالیان سے ہیں پہلے وکالت کی پھر نائب تحصیلدار بنے بعد ازاں مجسٹریٹ ہوئے غریب نواز کے دربار میں روزانہ حاضری دیتے ہیں فقیر دوست ہیں۔

عبدالقیوم خاں صاحب - آپ ہی اجیر میں مجسٹریٹ ہیں۔ غریب نواز اور حضرت گدڑی شاہ بابا سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ اکثر درگاہ شریف میں حاضری دیتے ہیں۔

(ح) بعض موجودہ ریاری میلاد خواں

نظیر بخش سلمہ گدڑی شاہی ہی میلاد خواں اجیری۔ آپ یہاں کے استادوں میں جانشین عطار ہیں۔ بہت کچھ میلاد شریف پڑھتے ہیں۔ آپ کے پڑھنے پر اکثر لوگوں پر گریہ طاری ہو جاتا ہے۔ آپ مثنوی خواں اور تحت خوانی بھی کرتے ہیں۔ بالائے بھارہ رہتے ہیں۔ انجن میلاد خوانان کے سکریٹری ہیں۔ حافظ عبدالرحمن صفا اجیری۔ آپ معہ اپنی جماعت کے بہت خوش الحانی کے ساتھ میلاد شریف پڑھتے ہیں۔ محلہ توپ وڑے میں رہتے ہیں۔

رمضان خاں صفا میلاد خواں اجیری۔ آپ اجیر کے خوش الحان میلاد خواں ہیں۔ استاد نظیر بخش کے فقیہ صحبت اور روشنی صاحب کے نقیہ کلام کی وجہ سے میلاد خوانی میں خاصی ترقی کر لی ہے۔ امیر بخش صفا میلاد خواں اجیری۔ آپ پرانے میلاد خواں ہیں۔ بہت ثابت قدم وقت کے پابند۔ وضع و میلاد خواں ہیں۔ عثمانیہ فائقہ شریف میں ہر ماہ پانچویں شریف کے موقع پر آپ برسوں سے میلاد خوانی کرتے ہیں۔

کالے میاں صفا کلیدی اجیری۔ آپ اجیر کے پرانے استادوں میں ہیں۔ آپ کی میلاد خوانی میر لک آگاتے نہیں۔ پر غبت سنتے ہیں۔ آپ زیادہ دیر تک میلاد پڑھنے کے موافق نہیں ہیں۔ زمین الدایدین صفا اجیری آپ اجیر کے اچھا میلاد پڑھنے والوں میں ہیں۔ اکثر زائرین درگاہ شریف میں آپ میلاد پڑھواتے ہیں۔

محمد عظیم صاحب میلاد خواں اجیری۔ آپ اجیر کے اچھے میلاد خوانوں میں ہیں۔

بعض بیرونی اور مقامی درباری قوالان

شاہی چوکی المعروف بہ { یہ درگاہ کی پورانی چوکی ہے غریب نواز کے عرس پر قتل کی محفل میں صرت چوکی اول } یہی چوکی حاضری دیتی ہے لوگوں کو اسی چوکی کا رنگ پڑنا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ دسترخوان کی حاضری بھی یہی چوکی دیتی ہے مفصل تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔

صابری چوکی المعروف بہ { یہ چوکی اکثر لوگوں کی پسندیدہ ہے۔ فارسی کا پورا ناکلام زیادہ یاد ہے چوکی دو نیم درگاہ شریف } اردو کے کلام کی بھی ادائیگی خوب ہے۔ رنگ شناس چوکی ہے مفصل تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔

چوکی سویم درگاہ شریف۔ یہ چوکی حال میں ملازم رکھی گئی ہے۔ دیوان صاحب کی پسندیدہ چوکی ہے۔ چوکی غلام حسین صاحب { یہ چوکی روزانہ درگاہ شریف میں از رہ عقیدت حاضری دیتی ہے۔ قوال عورت طوطی اجمیری } غریب نواز کے کرم سے کامیاب چوکی ہے۔

چوکی انگارا شاہ صاحب اجمیر۔ یہ چوکی انگارا شاہ نے بنائی تھی۔ انہی کے نام سے مشہور ہے اجمیر کی غنیمت چوکی ہے۔ روزانہ درگاہ میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی فخر الدین صاحب۔ یہ چوکی حال میں تیار کی گئی ہے۔ روزانہ درگاہ میں حاضری دیتی ہے۔ چوکی نظیر صاحب { یہ خورد سال بچوں کی چوکی ہے روزانہ درگاہ میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی صدیق صاحب جلیپوری { یہ چوکی صوفیوں کی پسندیدہ ہے۔ کلام بھی غنیمت یاد ہے سالانہ غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی مرلی صاحب { ہندوستان کے مشہور قوال کٹھن کے لڑکے مرلی کی چوکی ہے۔ اچھے قوال ہیں کلاں شاہ جہاں پوری } کلام بھی عاویانہ نہیں پڑھتے اس سال غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی عبدالکریم صاحب { عبدالکریم خاں کا انتقال ہو گیا مگر چوکی انہی کے نام سے ہے۔ غریب نواز کے دہائی } عرس میں سالانہ حاضری دیتی ہے۔

چوکی علی بخش صاحب } یہ اگرہ کی ممتاز چوکیوں میں ہے۔ عثمانیہ خانقاہ اگرہ میں عرس خواجہ - ان قدس سرہ
اکبر آبادی } اور ماہانہ پانچویں شریف کی خدمت کرتی ہے۔ ہر سال غریب نواز کے عرس
شریف میں اہمیر حاضر ہوتی ہے۔

چوکی لکھ صاحب } مراد آباد کی بہترین چوکیوں میں ہے۔ اچھے قوال ہیں۔ دور دور بلائے جاتے ہیں
مراد آبادی } سالانہ عرس غریب نواز میں حاضر ہوتے ہیں۔

چوکی چھین صاحب } سجدہ دار قوال ہیں۔ فارسی کا کلام اچھا یاد ہے۔ غریب نواز کے عرس میں سالانہ
خیر آبادی } حاضر ہوتے ہیں۔

علی بخش صاحب قادری المعروف } آپ عربی فارسی داں صاحب دل قوال ہیں۔ دہلی وغیرہ کے
بر داغظ قوال حیدر آباد کن } لوگ آپ سے عقیدت رکھتے ہیں اور مرید بھی ہیں۔ غریب نواز

کے کرم سے با اثر قوال کرتے ہیں۔ ہر سال غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ تبارک
ہر رجب عثمانیہ خانقاہ شریف میں اور حضرت سید اسرار احمد صاحب کے یہاں بھی قوالی کی خدمات
بجالاتے ہیں۔



بعض متاخرین درباری مہاجریں

تاج الملک ہاجرین حضرت سید ملک محمد عالم ^{۱۳۲۶ھ} مرثیہ دہلوی سلطان زندان حضرت سید ملک محمد عالم کی ولادت ^{۱۲۰۴ھ} المعروف بہ گڈڑی شاہ بابا خجڑوانے تقریباً ۱۲۰۴ھ میں ہوئی۔ آپ کا آبائی وطن اور جائے پیدائش قصبہ کبکی ضلع شاہ پور پنجاب ہے۔ آپ کے والد ماجد شیر محمد صاحب کھانوں کی عملداری میں جاگیر ملی تھی۔ آپ ناٹ ہریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے آپ بجائے کھیل تماشوں میں مشغول رہنے کے جنگلوں میں عزت گزیں رہ کر رہتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ جب آپ کی محبت میں زیادہ بیقرار ہو کر تلاش کراشیں تو آپ ہنیوہ بعد اپنی والدہ سے ملنے مکان پر چلے آتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ بعد جب آپ کی والدہ نے رحلت کی تو آپ نے بالکل گھر آنا جانا ترک کر دیا۔ ابتدائی زمانہ میں آپ کچھ عرصہ تک حضرت معظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ (جن کا مزار راہ لپنڈی میں ہے) کے پاس رہے۔ ازاں بعد آپ نے حاجی جان محمد شاہ کے ارشاد کے مطابق اجمیر شریف کا رخ کیا۔ اور بقیہ تمام عمر تقریباً ساٹھ سال دربار غریب نواز میں گزاری۔ آپ نے سیر و سیاحت بہت کی۔ حج بیت اللہ شریف کیا۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ نجف اشرف کو بلائے معلے اور ادس نواح کے اکثر متبرک مقامات پر حاضری دی۔ جب بغداد شریف حاضر ہوئے تو حضرت پیر مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ کی بود و باش نہایت سادہ تھی۔ آپ معمولی خوراک تناول فرماتے اور معمولی لباس پہنتے۔ اکثر ناٹ کا لباس کرتے زیب تن فرماتے۔ تہ بند باندھتے۔ گڈڑی اڑھتے رہتے اس وجہ سے آپ گڈڑی شاہ بابا کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ اکثر بہہ نہ سر رہتے ہاتھ میں ایک عصا بھی رکھتے تھے۔

آپ اجمیر شریف سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک باغ میں رہا کرتے تھے۔ مگر وہ بھر شہر اجمیر میں رہتے تھے۔ روزانہ درگاہ غریب نواز میں حاضری دیا کرتے تھے۔ روضہ منورہ کے پائین کی جانب آرکائی دالان کے قریب بیٹھا کرتے تھے۔ کبھی عالم راز و نیاز میں کئی کئی دن تک بلا خور و نوش سر بسجود رہا کرتے تھے۔

آپ نہایت خوش خلق تھے۔ کسی سے قصور بھی ہو جاتا تو فرما دیا کرتے تھے بھول ہو گئی۔ مگر عہدہ فرماتے
ماہ رمضان شریف اور ماہ محرم کی یکم سے دس تاریخ تک روزہ دار رہتے تھے۔ خوراک بقدر
قوت لایموت تھی۔ اکثر کھانے سے قبل گرم پانی پی لیا کرتے تھے۔

آپ کو سماع سے بہت رغبت تھی۔ روزانہ درگاہ میں بوقت شب سماع سنتے تھے۔
جمعات۔ چھٹی۔ اور عرس شریف کی محافل سماع میں شامل ہوا کرتے تھے۔ آپ سے بہت سی
کرامتوں کا ظہور ہوا۔ اہل اجمیر اور بیرونی حاجتمندوں نے آپ سے بہت فیوض حاصل کئے۔
آپ کا دھماکہ بھر ایک سو بیس سال بتاریخ ۱۲۲۴ھ بروز یکشنبہ بوقت ڈیڑھ بجے
دن محلہ پورانی منڈی اجمیر میں ہوا۔ مزار شریف غریب نواز کے چلہ شریف پر سنگ مرمر کی بارہری
میں داخل ہے۔ مخلوق آپ کے مزار سے فیض پاتی ہے۔

آپ کا سالانہ عرس ۸ رمضان المبارک سے ارتکاب ہوتا ہے۔ خادمی وقف میں آپ
کے عرس شریف کے لئے رقم وقف ہے۔

آپ سے فیض یافتہ حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ۔ ابراہیم خاں
صاحب۔ ہیلابائی صاحبہ۔ حافظ محمد یوسف علیہ السلام عبدالعزیز صاحب اور دیگر بہت سے حضرات ہیں۔
حضرت عبدالرحیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ { آپ کا خاندان سلیم پور گڑھی ضلع بجنور کا قدیم باشندہ ہے۔
المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ { آپ کا وطن اور جائے پیدائش کاشی پور ضلع نیپنی تال ہے
آپ کے والد بزرگوار شیخ علی بخش صاحب میراں پور جالندھر میں جو تہ کی دوکان کیا کرتے
تھے۔ آپ کی ولادت تقریباً ۱۲۴۶ھ میں ہوئی۔ ابتدائی زمانہ میں آپ حضرت لونگے شاہ
کاشی پوری کی صحبت میں رہے۔

شادی کے بعد آپ کے ایک فرزند اور دو صاحبزادیاں ہوئیں۔ پھر آپ ترک وطن کر کے
اجمیر شریف آئے۔ دربار غریب نواز میں حاضر ہو کر حضرت گدڑی شاہ بابا کے حلقہ بگوش ہوئے۔ تقریباً
چالیس سال تک اجمیر میں قیام کیا اجمیر میں کوئی آپ کو بھی لے شاہ کہتا۔ کوئی قاضی جی کہتا۔ اور کوئی قاضی گدڑی

شاہ کے لقب سے یاد کرتا تھا۔

آپ حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ زیادہ تر عالم سکر میں رہا کرتے تھے۔ روزانہ شام کے وقت درگاہ شریف میں حاضری دیا کرتے تھے۔ چھٹی۔ پنجشنبہ اور عرس شریف کی محافل میں پابندی کے ساتھ حاضری دیا کرتے تھے۔ اور حضرت گدڑی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی خدمات پابندی کے ساتھ سجالاتے تھے۔

آپ کا وصال بعمر اٹھ سال بتایہ پنج ۵ ماہ شوال ۱۳۴۲ھ یوم یکشنبہ بوقت ڈیڑھ بجے دن پورانی منڈی اجمیر میں ہوا۔ مزار شریف غریب نواز کے چلہ کے احاطہ میں سنگ مرمر کے چبوترہ پر بافیض و زیار گاہ خلق ہوا۔ آپ کے حلقہ بگوش حکیم عبدالاعظم خاں صاحب۔ بابو عبدالرحیم صاحب۔ منشی احمد علی صاحب اور مولف وغیرہ ہیں۔

حضرت احمد علی شاہ بنارس { آپ کا وطن بنارس ہے۔ اجمیر میں تقریباً پچاس سال دربار غریب نواز میں حاضر رہ کر مطلق خدا کو فیض پہنچایا۔ آپ کے مریدین کی تعداد خاصی ہے۔ آپ کا وصال بتایہ پنج ۵ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ میں بمقام اجمیر ہوا۔ مزار غریب نواز کے چلہ کے احاطہ میں ہے۔ آپ کا عرس سالانہ آپ کے مریدین کرتے ہیں۔

حضرت محمد علی شاہ صاحب قادری { آپ کا ٹھکانہ دار کے باشندے ہیں۔ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً ساٹھ سال اجمیر میں حاضر رہے۔ آپ جمعہ کے دن دربار غریب نواز میں حاضر ہو کر نماز جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ بافیض عزت گزین اور مستغنی درویش تھے۔ پیر مصطفیٰ صاحب بغدادی سے شرف بیعت حاصل تھا۔ آپ کا مزار دانش کی ریتی میں ہے۔ آپ کے مریدین سالانہ بتایہ پنج ۱۰ ربیع الثانی آپ کا عرس کرتے ہیں۔

مولوی بخاری شاہ صاحب { آپ متقی پرہیزگار درویش تھے۔ تقریباً چالیس سال دربار خواجہ میں حاضر رہے۔ دہانمنڈی کی ایک مسجد میں قیام رکھا۔ شروع زمانہ میں آپ بڑی عسرت سے گزر کرتے تھے پھر صاحب نصاب ہو گئے۔ اجمیر میں آپ کے کچھ مریدین بھی ہیں آپ کے وصال کو تقریباً بیس سال ہوئے۔ مزار غریب نواز کے چلہ پر ہے۔ حافظ شبیر علی صاحب { آپ کرپور منڈا اور ضلع بھونڈا کے باشندے تھے۔ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پچاس

سال اجمیر میں مقیم ہے۔ بہت متشرع درویش تھے۔ محلہ شیخان میں رہتے تھے۔ اکثر درگاہ میں حاضری دیتے تھے۔ تقریباً دس سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ مزار چاریاری میں ہی آپ کے صاحبزادہ حکیم نواز احمد صاحب۔ اور آپ کے مریدین بماء شعبان آپ کا عرس کرتے ہیں۔

یعقوب شاہ صاحب { آپ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پچاس سال درگاہ شریف کے ایک حجرہ میں مقیم رہے۔ بڑے متواضع بافیض درویش تھے۔ آپ کے وصال کو ابھی ایک سال پورا نہیں ہوا۔ مزار غریب نواز کے جد شریف کے احاطہ میں ہے۔

رنگین شاہ { آپ مظفر نگر کے باشندے تھے۔ وطن کی سکونت ترک کر کے اجمیر حاضر ہوئے۔ تقریباً پچاس سال دربار غریب نواز میں حاضر رہے۔ رنگین کپڑے پہنا کرتے تھے۔ متوکل درویش تھے۔ حاجی محمد خالصا صاحب کی حویلی میں رہا کرتے تھے۔ مرض الموت میں مبتلا ہو کر وطن چلے گئے وہیں تقریباً پندرہ سال ہوئے۔ انتقال ہو گیا۔

سید معصوم علی شاہ { آپ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پچاس سال چھوٹی دیگ کے قریب ایک عرف حافظ نابینا حجرہ میں مقیم رہے۔ آپ بیماروں اور اہل حاجت کو تعویذ وغیرہ دیا کرتے تھے۔ ایک شب آپ نے باواز بلند تمام رات بسلسلہ راز و نیاز یہ کہہ کر گزر کیا، تمام عمر تو یہاں گزری مگر اب آخر وقت یہاں سے بھیجا جاتا ہے۔ آخر صبح ہوئے پر آپ جے پور روانہ ہوئے۔ جے پور پہونچ کر لو لگی اور اسی دن آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کے وصال کو تقریباً دس سال کا عرصہ ہوا۔

عبدالکریم شاہ صاحب تاجی { آپ جے پور کے باشندے تھے۔ چند سال سے اجمیر میں مقیم ہو گئے تھے۔ آپ حضرت تاج الدین بابا ناگپوری سے نسبت رکھتے تھے۔ خوش مزاج درویش تھے۔ آپ کے بہت مریدین ہیں۔ ضلع علیگڑھ میں آپ کے مریدین زیادہ ہیں۔ آخر وقت آپ کو اپنی چلے گئے۔ وہیں ۱۳۶۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حسین
احمد

اجمیر کی تاریخ و جغرافیہ

(الف) جغرافیہ

جغرافیہ { اجمیر ہندوستان کے شمالی مغربی حصہ میں واقع ہے یہ صوبہ راجپوتانہ کا بڑا شہر ہے۔ اگرہ اور دہلی سے تقریباً دو سو چونتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

جائے وقوع { عرض البلد شمالی ۲۶-۲۹ اور طول البلد شرقی ۷۴-۷۳ ہے۔
موجودہ حدود دار لیم { شمال میں گوگراگھاٹی جوب میں کوہ ارادلی مشرق میں ریاست کشن گڑھ اور مغرب میں دریائے سوتی ہے۔

مختصر تاریخ

اقوام ہند { ہندوستان بہت پورائے زمانہ سے بھیل اور گونڈ اقوام کا وطن ہے یہ مثل حبشیوں کے سیاہ نام ہوتے ہیں یہی ہندوستان کے باشندگان قدیم ہیں اور ان کی نسل آج تک پہاڑی اطراف میں اسی نام سے چلی آتی ہے۔ عرصہ مزید کے بعد وسط ایشیا سے دراوڑ قوم کے لوگ، رجویشہ مردے و فن کیا کرتے تھے) وارد ہندوستان ہوئے ان کے بعد منگولیا سے منگولین آئے بعد از ان ایرین (جو اپنے مردے جلایا کرتے تھے) ہندوستان میں آئے۔ سرور عالم کی وفات کے کچھ عرصہ بعد یہاں پورائے مسلمان مکمل ہو کر آنا شروع ہوئے۔ ان ہر چار اقوام کی نسلیں ہندوستان میں بھیل

۱۵۲۱ء نیپالے سابقین کے نزول سے وجود پونے سے تہ جلا ہے کہ ان کے زمانہ سے مسلمانوں میں مردہ کو دفن کرنے کا قاعدہ چلا آتا ہے اسلئے دراوڑ دراصل پورائے مسلمان ہیں جو آج تک اپنے مذہب کے قاعدہ کے مطابق اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں اور ایرین ہند ہیں جو قدیمی مسلمانوں کے بعد ہندوستان آئے اور آج تک اپنے مذہب کے اتباع میں چلنے مرنے جلاتے ہیں (دیکھئے نیوہٹری آٹ انڈیا تاریخ ہند از اسٹرن وغیرہ)
۱۵۳۱ء یہ خیال فلسفہ ہے کہ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے شروع ہوا بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر سرور عالم تک تمام انبیاء میں اسلام کی تبلیغ ہوتے رہے ہیں جیسا کہ قرآن میں ارشاد دیا ہی آخالی ہے (ترجمہ) پریم نے آپ کی طرت وحی بھی کہ آپ ابراہیم (ع) علیہ السلام کے مذہب پر چلیں۔ جو ایک طرف کا ہو رہا تھا اور مشرگوں میں نہ تھا

(سورہ نحل پارہ چودہ)

اور گونڈوں کے بعد جاری ہوئیں۔ اس لئے موجودہ ہندوستان ان تمام داران ہند کی جائے پیدائش اور وطن ہے۔

اجمیر کی چھ تسمیہ { اجمیر ہندوستان کا بہت پرانا شہر ہے۔ چونکہ اس پہاڑ میں بکریوں کی بو آتی تھی اس لئے لفظ اجمیر آج اور میر سے مرکب ہے ہندی میں آج بکری اور میر پہاڑ کو کہتے ہیں یعنی بکریوں والا پہاڑ۔ **راجہ سیجے پال چکوا** { دوسری روایت یہ ہے کہ چوان راجہ اچھے پال چکوانے یہ شہر اپنے نام پر۔ کوہ اجمند (معروف بہ اردلی پہاڑ) کے واسطے آباد کیا۔ یہی راجہ بانی ہے۔ اور خردین یادش بن کیکاؤس کا معاصر اس کے چوبیس بیٹے تھے۔ ان کی اولاد نے اس سرزمین کو آباد کیا۔ اس کے زمانہ میں رستم بن لال عالم سیدتان نے اپنے بیٹے فرامز کو لشکر جبار کے ساتھ ہندوستان تسخیر کرنے کے لئے روانہ کیا تھا مگر کسی وجہ سے ناکام واپس گیا۔

راجہ دو لہارائے { عرصہ دراز کے بعد سمنٹ میں دو لہارائے راجہ ہوا۔ اس وقت اسلامی سلطنت بنی امیہ کے خاندان میں تھی۔ ولید بن عبد الملک حکمران نے اپنے مصاحب رذن علی کو برسم سفارت راجہ دو لہارائے راجہ کے پاس بھیجا تھا۔ اور اس جرم میں کہ انہوں نے راجہ کے کھانیکے طرف جغرات میں (جو ایک گوجر عورت رذنانہ لایا کرتی تھی) ادنگلی لگائی تھی۔ ان کی انگشت شہادت کاٹی گئی۔ سفیر مذکور نے یہ سب ماجہ ولید بن عبد الملک کو سنایا۔ ولید نے انتقام کے لئے اسلامی فوج کے سوار سوداگروں کے لباس میں رذنانہ کے یہ فوج اجمیر پہنچ کر دو لہارائے پر حملہ آور ہوئی۔ دو لہارائے اور اس کے بیٹے کو قتل کر کے سمنٹ میں قلعہ گڈہ بٹیلی پر قبضہ کر لیا۔ تاکہ راجہ برادر دو لہارائے اجمیر سے سامبر کی طرف فرار ہو گیا۔ اور ۹۵ھ میں قلعہ تاراگڈہ پر اسلامی جھنڈا نصب ہوا۔

ہرس راج { چند سال بعد پھر چوہانوں نے اجمیر لیا۔ راجہ ہرس راج نے ناصر الدین سے مقابلہ کیا اور اسے شکست دی اور سلطان گیر کا خطاب پایا۔

بیر بیلین دیلو { ہرس راج کے بعد بیر بیلین دیو قلعہ کشانی اور ملک آرائی میں معروف رہا۔ اور ہنگامہ حفاظت اجمیر بمقابلہ سلطان محمود غزنوی قتل ہوا۔

راجہ بیل دیو بیل دیو سمیت میں راجہ ہوا۔ بہت سے راجگان ہند اس کو اپنا سر تلج جانتے تھے اس نے ایک لشکر عظیم کے ساتھ (جس میں ہندوستان کے راجہ اور نامی بہادران شامل تھے) سلطان محمود غزنوی سے مقابلہ کیا۔ سات روز تک معرکہ جہاں قتال گرم رہا۔ آٹھویں روز بیل دیو کی فوج نے راہ فرار اختیار کی۔ سلطانی لشکر قلعہ تاراگڈھ پر پہونچا۔ بیل دیو گرفتار ہو گیا۔ سلطان نے راجہ کے قتل کا حکم دیا۔ راجہ نے اسلام قبول کیا۔ سلطان نے بہانہ بخشی کے ساتھ راجہ کو مفتوحہ علاقہ بھی واپس دینا چاہا مگر راجہ نے لینے سے انکار کیا۔ اور سلطان سے کہا کہ اب سوائے خدا پرستی کے اور کوئی خواہش نہیں ہے۔ راجہ نے مسلمان ہو کر دنیا ترک کی۔ یاد خدا میں مشغول رہا۔ اور مقام بلند یعنی ڈھوٹڈھ پر عزت نشینی اختیار کی اور وہیں انتقال کیا اور دفن ہوا۔

سلطان محمود غزنوی نے اجمیر فتح کرنے کے بعد سالار ساہو رحمتہ اللہ علیہ کو اپنا نائب بنا کر ملک مفتوحہ سپرد کیا۔ ۴۰۲ھ میں سد ابھار پہاڑی پر سالار ساہو کے یہاں سید سالار مسعود غازی پیدا ہوئے۔ یہ مقام اب تک سالار غازی کے چلہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کو صاحبزادہ کی ولادت سے بہت مسرت ہوئی۔ اس خوشی میں اجمیر کے قریب بیٹے کے نام پر ایک شہر مسعود آباد کیا۔ بیس برس تک یہاں مسلمانوں کا قبضہ رہا۔ پھر چوہانوں نے سالار کو شہید کر کے اپنا قبضہ کر لیا۔ راجہ سارنگ دیو کو تخت سلطنت پر بیٹھایا۔ مگر اس نے تھوڑے دن راج کر کے سن صغیر میں ملک عدم کا راستہ لیا۔

راجہ آناد دیو بعد ازاں آناد دیو بن بیل دیو نے حکومت کی۔ آتا ساگر تالاب اسی نے تعمیر کرایا ہے کچھ عرصہ بعد اس کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد جے پال راجہ ہوا۔ راجہ جیپال کے بعد سوین دیو نے حکومت کی۔

۱۱ اس وقت سب سے بڑا ہندوستان کا راجہ تھو ج کا راجہ تھا۔ یہ سلطان محمود غزنوی سے دوستی رکھتا تھا۔

۱۲ تالاب بیلہ اسی کے نام سے مشہور ہے۔ جو ابھی تک اجمیر میں موجود ہے۔

راجہ سوہین دیو سوہین دیو کی شادی راجہ بانو دختر انگ پال تنور (راجہ دہلی) سے ہوئی تھی چونکہ انگ پال تنور کے راجہ کے حملوں سے بامداد سوہین دیو محفوظ رہا تھا اس لئے اس احسان کے پیش نظر راجہ انگ پال تنور نے اپنی لڑکی کی شادی راجہ سوہین دیو سے کر دی اس کے بطن سے پرتھوی راج پیدا ہوا۔

راجہ پرتھوی راج آٹھ سال پر وایتہ دیگر چودہ سال کی عمر میں تخت دہلی پر بیٹھا۔ تنور کا راجہ جیسے چنر اور پرتھوی راج دونوں انگ پال کے نواسے تھے۔ یعنی سبچ پال (پدو بے چند) اور سوہین دیو (پد پر پرتھوی راج) دونوں راجہ انگ پال کے داماد تھے۔ جب پرتھوی راج تخت دہلی پر بیٹھا تو سبچ چند نے صرف اس کے بڑے ہونے کا انکار نہیں کیا بلکہ خود سلطنت دہلی کا دعویدار ہوا۔

آخر پرتھوی راج چودہ برس سلطنت کرنے کے بعد شہاب الدین غوری سے مقابل ہوا۔ اس جنگ میں دہلی کے سپہ سالار کھانڈے راؤ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ آخر سلطان نے اپنا گھوڑا دوڑا کر کھانڈے راؤ کے منہ پر نیزہ مارا اگر کھانڈے راؤ نے بھی سلطان کے بازو پر برچھا مارا۔ دونوں زخمی ہوئے۔ مگر دونوں میں سے کوئی مرا نہیں۔ قریب تھا کہ سلطان گھوڑے کی زین سے زمین پر گرے کہ ایک خلی جوان بادشاہ کے گھوڑے پر آگیا اور سلطان کو میدان سے بچا لایا۔ بالآخر سلطان بینا کو اس کے ناصیہ پر اپنے خیمت خوردہ لشکر سے جا ملا۔ سلطان کو اس شکست کا بڑا صدمہ تھا۔ اس نے جنگی تیاریاں کر کے قوام الملک رکن الدین حمزہ کو بطور اعلیٰ خط دے کر روانہ کیا مگر جواب میں راجہ امدادہ جنگ ہوا آخر ۶۵۵ھ میں سلطان نے پھر حملہ کیا اور پرتھوی راج کو شکست دیکر (جس کا مفصل حال سوانح میں درج ہے) اجیر تسخیر کیا۔

سلطان شہاب الدین غوری نے بعد فتح اجیر ۶۵۵ھ میں پرتھوی راج کے لڑکے لکھپت راؤ کو اس کے باپ کی جگہ حکمران کر دیا۔ ۶۵۵ھ سے ۶۵۸ھ تک سلطان برصوف کا قنبر رہا۔ قطب الدین ایبک۔ شہاب الدین غوری کے انتقال کے بعد قطب الدین ایبک ۶۵۸ھ سے

۶۰۰ھ تک بطور سلطان دہلی اجمیر پر قابض رہا۔ اُس کی طرف سے میراں سید حسن اجمیر کے قلعہ دار تھے جن کا تذکرہ سوانح میں درج ہو چکا ہے۔

آرام شاہ قطب الدین ایبک کے انتقال کے بعد اُس کا بیٹا بطور سلطان دہلی اور اجمیر پر چند ماہ متصرف رہا۔ ازاں بعد ۶۰۱ھ میں شمس الدین التمش تخت دہلی پر بیٹھا۔ اور ۶۰۳ھ تک سلطان شمس الدین التمش اجمیر پر قابض رہا۔

راجگان میواڑ نے ۶۰۱ھ میں اجمیر پر پھر قبضہ کر لیا۔

سلطان محمد غلجی شاہ مالوہ المعروف بہ شاہ مستدو اسلامی زائل کر دیا گیا۔ سلطان محمود کو جب ان حالات سے مطلع کیا گیا اور اس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ہندوستان کے مبلغ اعظم اسلام حضور خواجہ

معین الدین اجمیر میں اسودہ ہیں تو سلطان موصوف اسی دن اجمیر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور حضور خواجہ بزرگ کی درج پر فتوح سے طالب امداد ہو کر قلع کا محاصرہ کر لیا۔ رانا کپھیا کا قلعہ دار گجادر ہر معہ فوج راجپوتان مقابل ہوا۔ چار دن تک لڑائی ہوئی۔ پانچویں دن گجادر ہر مارا گیا اور سلطان لشکر ۶۰۳ھ میں فتحیاب ہوا سلطان نے خواجہ نعمت اللہ خاں النماطب بہ سیفِ نناں کو اپنی طرف سے اجمیر کا قلعہ دار مقرر کیا۔ بعد ازاں اپنے ولی عہد فیاض الدین کو اجمیر کا حاکم کیا (فرشتہ تذکرہ حاکمان گجرات و احسن السیر)

آمرائے راٹھور { اسلامی حکومت کا زوال ہونے پر امرائے راٹھور پھر اجمیر پر قابض ہو گئے۔

اجمیر محمد مغلیہ میں مغلوں کے دور اقتدار میں اجمیر رائے ٹھور دوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ اور سلطنت مغلیہ کے قبضہ میں آ گیا۔ اجمیر کا ایک صوبہ بنایا گیا۔ اکبر جہانگیر شاہ جہاں عالمگیر کے زمانہ میں اجمیر مغلوں کی حکومت میں رہا۔

محمد شاہ { کے زمانہ میں راجہ سوئی بجے سنگا اجمیر کا صوبہ دار رہا۔ بعد ازاں بارہ سال تک ابھے سنگا و دیگر راجگان جوہنپور کے قبضہ میں رہا۔

جنگو جی سندھیا۔ ۱۱۰۰ھ میں جنگو جی سندھیا نے راجہ جوہنپور سے اپاجی مرہٹہ کے خون بہا میں لیلیا

اور ۳۳ سال تک مرہٹوں کے قبضہ میں رہا۔

ہمارا جہ بچے سنگد والی جو دھپور { ۱۸۰۷ء میں ہمارا جہ بچے سنگد نے با مدد ہمارا جہ جیپور مرہٹوں کو ہٹا دیا۔ اور اور اپنا قبضہ کر لیا۔ تین سال تک قابض رہا۔ ۱۸۰۹ء میں ہمارا جہ مادھو جی سندھیانے فوج کشی کر کے ہمارا جہ جو دھپور کو شکست دی اور اجیر پر قبضہ کر لیا اس وقت سے ۱۸۱۷ء تک اجیر میں مرہٹوں کی عملداری رہی۔

سلطنت برطانیہ { ۱۸۱۷ء کے آغاز میں مرہٹوں نے اجیر کا قلعہ برطانیہ کے حوالہ کر دیا۔

(ج) آثار اجیر

اجیر کے شمال میں سدا ہار پہاڑی جنوب میں تارا گدہ کے پہاڑوں کا سلسلہ مشرق میں پلہ مار کی پہاڑی ہے اور مغرب میں الف کے گچے کی پہاڑیاں ہیں۔

چ حفاظتی عمارت اور مفید عام مقامات

قلعہ تارا گدھ { یہ بہت پرانا قلعہ پہاڑ پر ہے۔ راجہ پھور نے اپنے عہد حکومت میں اسکی مرمت مکمل کرانی زمین سے تقریباً ۸ فٹ بلند ہے۔ اب شکستہ حالت میں ہے عہد برطانیہ میں پہلے یہاں انگریزی فوج رہتی تھی۔ اکبری فصیل شہر { ولادت شہزادہ مراد کی خوشی میں اکبر نے ۱۵۹۷ء میں یہ شہر بنانے کی فصیل تیار کرائی تھی اس کا دور چار ہزار سینتالیس گز ہے پتھروں کی عمارت پر چونکہ کامند ہے اب اکثر مقامات پر مہم ہوتے ہیں دروازے { شہر کے گوشہ جنوب و مغرب میں تریپولہ دروازہ اور شمال میں دہلی دروازہ اور اگرہ دروازہ مشرق میں مدار دروازہ اور دوسری دروازہ پرانی یادگار ہیں۔

فیل سنگ { بیرون شہر بنیاد متصل دولت خانہ اکبری پیل کے درخت کے نیچے عہد جہانگیری کا تراشا ہوا فیل سنگ خارا رکھا ہے۔ ہاتھی کے پہلوئے راست پر یہ شعر کندہ ہے۔
تاریخ فیل سنگ شہزادہ حکمت الہ { این کوہ پارہ فیل جہانگیر بادشاہ

سوت بھج {جہانگیر کے محل (جسے روٹھی رانی کا محل بھی کہتے ہیں) کے قریب اوڈے پور کے راجہ مالہ پور اٹھو کا بنا ہوا یہ پانی کا چرخ ہے مشہور ہے قلعہ تارالڈ پورس کے ذریعہ سے پانی پہنچایا جاتا تھا اب خستہ حالت میں ہے۔

سینہ کات {درگاہ شریف کے جنوب و مشرق میں شہر نیاہ کے قریب واقع ہے یہ کان پٹری دوڑ تک چلی گئی ہے اندر جگہ جگہ کنویں ہیں مٹی جون کی سخت گرمی میں یہاں ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ کسی زمانہ میں اس کان سے بہت سیلہ نکلتا تھا مگر اب نہیں نکلتا۔ اس لئے منتقل کر دی گئی ہے۔

(ج) محلات

محل اکبری {یہ محل مشرقی فصیل شہر کے متصل واقع ہے جلال الدین، اکبر بادشاہ نے ۹۷۹ھ میں تعمیر کرایا تھا۔ محل بصورت قلعہ معلوم ہوتا ہے چار دیواری کے اندر ہر چار سمت چار برج ہیں عمارت کا رفیع نشان غیب رویہ دروازہ ہے۔ پہلے صحن میں باغ تھا اور تہریں باری تھیں۔ اب شکستہ حالت میں ہے کچھ عرصہ پہلے یہاں فوجی میگزین تھا۔

پھول محل {یہ محل موتی کٹڑہ کے شمال میں عہد اکبری کا بنا ہوا تھا۔ اب صرف اس کا نقشہ باقی ہے دولت خانہ شاہجہانی {یہ محل اناساگر کے مشرقی کنارہ دولت باغ میں واقع ہے۔ عمارت سنگ مرمر کی ہیں وسط میں بارہ درزی ہے۔ ایوان شاہی کے متصل سنگ مرمر

کا حمام ہے یہ عمارت شاہجہاں نے تعمیر کرائی ہیں۔ اب ویران ہیں دو لشکرہ دانیال {یہ غریب نواز کے آستانہ کی مشرقی دیوار احاطہ کے متصل بیرون درگاہ واقع ہے شہنشاہ اکبر نے شہزادہ دانیال کی والدہ کے لئے یہ عمارت تیار کرائی تھی شہزادہ موصوف کے انتقال کے بعد سے یہ شیخ دانیال مجاہد درگاہ کے تصرف میں رہا۔ آج کل محل کے نام سے مشہور ہے

چ باغات

دولت باغ { شاہجہانی محل کے قریب متصل آنا ساگر داق ہے۔ بہت پر فضا اور سرسبز باغ ہے اس میں خوش اور پہلوں کے جنگلے ہیں۔ سیلابی پیر کا مزار اور عمدہ پانی کا کنواں بھی ہے زمانہ حال میں یہاں دروازہ اور سڑکیں بنائی گئی ہیں پہلے یہاں سہیلی بازار کی نمائش ہوتی تھی آج کل فلاور شو۔ ہندو سوار کے میلے ہوتے ہیں شاہجہانی باغ { یہ باغ شاہجہاں بادشاہ نے آنا ساگر کے شمال میں نصب کرایا تھا۔ مگر اب ویران حالت میں ہے۔

قصیر باغ { یہ باغ ۱۸۷۷ء میں لگایا گیا تھا۔ دولت باغ سے وسیع ہے مگر پر فضا نہیں ہے۔ باغ پوراج { یہ باغ اجیر شہر سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر بھانپ غوب داق ہے۔ یہ لواب محمد رضا کی جاگیر میں ہے۔ اہل شہر یہاں بھسات کے موسم میں سیر کے لئے جایا کرتے ہیں۔

چ بازار

خاص بازار { ۱۸۷۹ء میں اکبر بادشاہ نے دورویہ دوکانات پختہ لداؤ کی درگاہ کے زینہ کے پاس بجانب شمال تعمیر کرائی تھیں۔

درگاہ بازار { یہ درگاہ شریف کے شمال میں خاص بازار سے آگے اجیر کا بارونی بازار ہے جسے درگاہ بازار کہتے ہیں۔ غریب نواز کے عرس کے ایام میں اس بازار میں ہندوستان کی مشہور دوکانیں آتی ہیں۔ ہزاروں آدمیوں کی آمد و رفت اور خرید و فروخت سے بازار میں ہر وقت چہل پہل رہتی ہے۔ لاکھوں روپیہ کا بیوپار ہوتا ہے۔

سہیلی بازار { پاس باغ دولت خانہ کے متصل یہ بازار چنبیلی (جو زمانہ اکبر بادشاہ سہیلی تھی) کا بنوایا ہوا ہے دورویہ لداؤ کی دوکانیں بنی ہوئی ہیں۔ کچھ کچھ نشانات باقی ہیں۔

نیا بازار { اکبری محلات کے غریب سمت وسیع میدان تھا۔ مرہٹوں کے زمانہ میں اسی بازار کی یہاں

بنیاد قائم ہوئی۔ اور کوئٹہ کے زمانہ میں تعمیر ہوئی۔

(ج) تالاب

اتاساگر { یہ تالاب آنا دیو راجہ کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ موسم برسات میں اس کا دور تقریباً چھ میل سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ طول چھ سو گز اور عرض سو گز کے قریب ہے اس کے مشرقی کنارہ پر بہت عمدہ گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔

تالاب بیسلہ { یہ تالاب راجہ بیسلہ دیو کا بنوایا ہوا ہے۔ اس کے گرد تجمانہ تعمیر تھے۔ جن کو سلطان محمود غزنوی نے سمار کر دیا۔ اور خوبصورت پتیلیاں (جن کے منہ تک پانی آجانے سے ڈارہ چھوٹتے تھے) کو جھاڑوں نے برباد کر دیا۔ حمد جہانگیر میں اس میں ٹیلوں پر مکانات تعمیر ہوئے تھے۔ وہ بھی سلب ہو گئے۔ تالاب کا فرش سنگین تھا۔ بارش میں یہ پانی سے پڑھو جاتا ہے۔ سادھے دونوں میں خشک پڑا رہتا ہے۔

تالاب پشکر { یہ تالاب بیضوی شکل کا ہے شہر اجیر سے تقریباً تین کوس کے فاصلہ پر مغرب میں ہے۔ اس کے کنارے مندر اور گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔ تالاب کے جنوبی کناروں پر اکبر بادشاہ نے محل بنوائے تھے۔ جو کھنڈرات کی شکل میں موجود ہیں۔ بادشاہ عالمگیر نے یہاں سنگ تشریح کی مسجد بنوائی تھی جو اب تک موجود ہے۔ یہ تالاب بارہ گز گہرا اور ڈیڑھ کوس کے دور میں ہے۔ یہاں سالانہ میلہ سولشی کا ہوتا ہے۔ سب سے بڑی عمارت یہاں پر ہامند کی ہے۔ جس کو کوکل پارکھ خزانچی ہمارا راجہ سندھیانے ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ کی لاگت سے بنوایا ہے۔

فانی ساگر { اجیر کے جنوب میں تقریباً چار میل کے فاصلہ پر یہ تالاب واقع ہے۔ یہاں سے تمام شہر کو پانی پہنچایا جاتا ہے۔ ایک لاکھ پچیس ہزار روپے کی لاگت سے زیر اہتمام مسٹر فانی ایکڑ کیٹیوا انجینئر نے اس میں میونسپل بورڈ کی جانب سے بنایا گیا۔ اب ایک کاٹھ کا بنکھہ بھی بنایا گیا ہے۔

یہاں کچھ سایہ دار درخت بھی ہیں۔

ڈکی { یہ ۱۹۲۸ء میں کر تل ڈکن نے شہر اجیر کی جنوبی فصیل کے دو برو بنوائی۔ اس سے اہل شہر کو

پانی کا بہت آرام ہے۔ اس میں ایک گاؤں تک بھی لگا ہوا۔ اس ٹکڑے کا پانی بہت سرد ہوتا ہے۔
 کاٹن باؤلی { ڈھائی دن کی مسجد کے جنوب میں بنی ہوئی ہے۔ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ
 میں ایک بڑھیا نے سوت کی انٹی نذر گزاری۔ بادشاہ نے کہا کیا چاہتی ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ
 میرے نام پر ایک مسجد اور باؤلی تعمیر ہو جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے یہ تعمیر کرا دی
 بھاٹ باؤلی { اجمیر شہر کے باہر مشرقی سمت راہ بھاٹ کی بنوائی ہوئی ہے۔
 قلعہ تاراگدہ کے مشرق میں یہ چشمہ واقع ہے۔ پہلے اس کے متصل راجہ ارجے پال کا
 نور چشمہ تھا { آباد کیا ہوا شہر تھا۔ نور الدین جہانگیر بادشاہ ۱۵۷۳ء میں اجمیر آیا اور ایک عالی شان
 محل اس چشمہ کے متصل تعمیر کرایا جس کی تاریخ تعمیر حسب ذیل ہے۔

”محل شاہ نور الدین جہانگیر“

۱۰۲۳

درداؤہ کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح میں یہ اشعار کندہ ہیں۔

بلند اقبال شاہ ہفت کشور	کہ دھت او نمی گنجد بہ تقریر
فروغ خاندان شاہ اکبر	شہنشاہ زماں شاہ جہانگیر
دریں سرچشمہ چوں آمد ز فیضش	رداں شد آب خاکش کشت اکیر
شہنشاہ کرد نامش چشمہ نور	شدہ آب خضر ز دچاشنی گیر
دہم سال از جلوس شاہ غازی	بحکم بادشاہ نیک تدبیر
بہ طرقت چشمہ نور این عمارت	جہاں آراے شد از روئے تقدیر
خسہ و تاریخ اتناش رقم کرد	محل شاہ نور الدین جہانگیر

۱۰۲۳ھ

یہ چشمہ نور نال کے نام سے مشہور ہے۔ قصور یاوان میں سے صرت ایک دروازہ اور رنگ سرخ کا دالان باقی

درگاہ کے چارسی ان امور پر اور دیگر خدمات متعلقہ پر مامور رہتے ہیں چھ شب تک برابر اسی طرح روزانہ محفل ہوا کرتی ہے اس زمانہ میں تقریباً لاکھ ڈیڑھ لاکھ عقیدتمندان کا اجیر میں جمع ہو جاتا ہے ہندوستان کے تمام حصوں سے لوگ دور دور از کا سفر کر کے آتے ہیں۔ بلکہ بیرونی ممالک کے لوگ بھی اس موقع پر حاضر آستانہ ہوتے ہیں اور دن رات ہزاروں آدمی درگاہ میں حاضر رہتے ہیں اس زمانہ میں درگاہ اجیر کی گلیوں میں اور سڑکوں اور بازاروں میں آٹنا ہجوم ہوتا ہے کہ یہ آسانی کسی کا گذر نامشکل ہو جاتا ہے شانہ سے شانہ بھڑنے لگتا ہے پلٹے کو آسانی سے راستہ نہیں ملتا بعض اوقات راستہ صاف ہو جائیکے لئے کھڑے رہنا پڑتا ہے پھوون اور شیرینی کی بکثرت دوکانیں لگ جاتی ہیں ان دوکانوں پر ہمہ وقت اثر دھام رہتا ہے بیرونی دوکاندار بھی قسم قسم کی اشیا کی دوکانیں لیکر آتے ہیں درگاہ بازار نمائش گاہ نظر آتا ہے۔ بریلی کا سرمہ، دہلی کا سوہن حلوہ۔ پنجاب کے زیو۔ حیدر آباد کے بٹن۔ لاہور کے عطر۔ امرت سر کے مکربند۔ مراد آباد کے برتن۔ میرٹھ کا حلوہ برٹھا رامپور کے سروٹے سمبھل کے کنگے اور امین کلک کا پانندی کا سامان و بناوٹی کپڑے اور ساڑیاں۔ دہلی اور لکھنؤ کے جواہرات جڑے ہونے زیورات غرض قریب قریب ہندوستان بھر کی مشہور چیزیں اجیر میں موجود ہوتی ہیں۔

خرید و فروخت اور ٹھکانوں کے گاہوں کی وجہ سے درگاہ بازار میں لوگوں کا بھجھ ازدھام رہتا ہے یہاں تک کہ یکم رجب سے درگاہ بازار میں موٹر دن تانگوں وغیرہ کا گذر نامکمل کر دیا جاتا ہے پولیس انتظام پرستند رہتی ہے۔

محفل یوں تو بیچ خانہ میں صبح سے رات تک برابر بہت سے حافظ قاری عقیدت کیش قرآن مجید پڑھتے ہیں مگر بتایہج ہر رجب تقریباً آٹھ بجے صبح سے سماع خانہ میں قرآن خوانی شروع ہو جاتی ہے اور بکثرت لوگ اس سعادت میں شامل ہوتے ہیں دس ہویا رہ بجے کے درمیان پھر شب کی محفل کی طرح یہاں محفل سماع شروع ہو جاتا ہے ڈیڑھ بجے کے قریب فاتحہ ہوتی ہے فاتحہ کے بعد جب حضور غریب نور کا نام مبارک آتا ہے تو چوبدار چوبیس اونچی کر لیتے ہیں جھانج بھانج شروع ہو جاتے ہیں سات توپوں کی سلامی ہوتی ہے اس وقت بڑا شور مچا ہوتا ہے بہت سے لوگ روتے نظر آتے ہیں بہت سے نعرے لگاتے ہیں جگہ جگہ لوگوں پر گلاب چھڑکا جاتا ہے اسے قل کا چھینٹا

کیٹھی سے اختلاف ہے مذکورہ بالا اوقات کے علاوہ بھی رات کے ساڑھے گیارہ بجے سے بارہ بجے تک بہ اہتمام درگاہ کیٹھی تدبیری شاعری نقارخانہ پر اور بارہ بجے شب سے ساڑھے بارہ بجے تک عثمانی دروازہ پر بطور نذر عقیدت منجانب شاہ دکن فوت بجائی جاتی ہے ازاں بعد پھر رات کے تین بجے سے ساڑھے تین تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تاہم آج کل بھی اوقات نماز اور مقررہ مذکورہ اوقات پر ملازمین تو اللان درگاہ کے علاوہ دیگر مقامی و بیرونی تو اللان بطور نذر عقیدت مختلف اوقات میں تو آلی کرتے رہتے ہیں۔

نیز بعد نماز عشاء شاہجہانی جامع مسجد میں تفسیر لکھنؤ دارانہ بیان ہوتا ہے۔

اور قریب قریب روزانہ وقتاً فوقتاً محفل میلاد شریف بھی منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ اور اکثر چادر ہائے گل دہار پہ تو آلی اور بیٹہ باہر کے ساتھ پیش ہوتی رہتی ہیں۔

پنجشنبہ جمعرات کے دن روزانہ سے زیادہ عقیدت مند ان ماضی دیتے ہیں بعد مغرب سے درگاہ شریف میں جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ بموجب رسم قدیم عشا کی نماز کے بعد بیگنی اللان کے درجہ محفل سماع منعقد ہوتی ہے فرش بچایا جاتا ہے۔ شاہی زمانہ کی یادگار کپڑا منڈا ہوا فائوس رکھا جاتا ہے اور کپڑا منڈھے ہوئے متعدد چھوٹے فائوس بیگنی اللان کے سامنے لٹکائے جاتے ہیں محفل میں صدر جگہ فرش کے نیچے گدیلا بچتا ہے اور دیوان صاحب متولی صاحب اس پر بیٹھتے ہیں ان دونوں کے درمیان میں ان سے ذرا پیچھے تونٹہ شریف کے سجادہ اگر موجود ہوتے ہیں تو بیٹھتے ہیں نیز متولی صاحب کے برابر ڈاکٹر شہید عبدالحی صاحب کے خاندان میں سے کوئی شخص بیٹھتا ہے۔ ان حضرات کے سامنے کپڑے کے چھوٹے فائوس اور موم بتی کی دو لائیں ہیں اگر دانی کے گرد رکھی جاتی ہیں اور ان کے

۱۔ عبدالرحمن صاحب موصی المعروف بہ عرب صاحب آجمل تفسیر بیان کرتے ہیں۔

۲۔ آج کل دیوان آل رسول صاحب ہیں۔

۳۔ آج کل رحمت الہی صاحب منجانب ذاب منظر علی خاں صاحب لاہوری نائب متولی ہیں۔ یہی محفل میں بیٹھتے ہیں۔

۴۔ اس وقت تونٹہ شریف کے سجادہ حافظہ سید الدین صاحب ہیں۔

۵۔ ڈاکٹر عبدالحی صاحب کے خاندان میں سے اس وقت عبدالرؤف صاحب گدیلا پر بیٹھتے ہیں

اسی دالان سے طبعی ایک دالان ہے۔ جو ۱۳۲۶ء میں مالارادو ایٹکلہ نے تعمیر کرایا جسکی محراب پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

”از بشارت سید الشہد احسن تنگ سوا
کرد دالان را و بالا ایٹکلہ پیش مزار
یک ہزار دو صد و ہزاروں ازیں کن بست دو
سال خانہ بیتا لعدن آمد شہار
روضہ کی چار دیواری کے دو دروازے ہیں۔ ایک شرقی اور دوسرا جنوب رو ہے۔ شرقی دروازہ
سنگ مرمر کا قدیم بنا ہوا ہے۔ اس کی محراب پر یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے۔

دشہسوار ملک دنیا شاہباز ملک دین	قاتل کفار آں سید حسین مہ حسین
منج بود سخاکان فتوت و اتقا	واقف سرہدی آں مہبط نور معین
سرور ہر دو جہاں شگل کشائے انس و جاں	مفخر کون مکان حاکم دنیا و دین
خانقاہش پر عرق از عطر جنت ہر طواف	مقدسش برود شرف چوں بطور رکوع میں
فرش دروازہ عین از سنگ مرمر شد زین	شد مرتب بر زمین بر صفہ اش در زمین
از پئے تاریخ او کردم سوال از عقل کل	گفت چو تاریخ آواز دہ صد سلطان دین

قطعہ قدیم میں تنگ گھوڑے کی قبر ہے۔ غریبی قطعہ میں مسجد ہے جس کا طول تقریباً چوبیس گز و عرض چھ گز ہے۔
قطعہ سویم میں بھی بڑے بڑے دالان ہیں۔ مغرب میں ایک مسجد قدیم اور پانی کا حوض ہے۔ شمال میں ہلال الدین
محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ کا بلند دروازہ معہ نقار خانہ ہے جو تقریباً چوبیس گز طویل و سترہ گز چوڑا ہے یہ
اسمعیل خاں صوبہ دار اجمیر نے ۱۱۹۹ھ میں سنگ مرمر سے بنوایا تھا۔ دروازہ میں سنگ مرمر کا فرش ہے
اور لوح میں قطعہ کندہ ہے۔

”بعد بادشاہ آساں قدر	پناہ ملک ولایت غلط یزداں
ہلال الدین محمد اکبر آں شاہ	کہ دارد در نگین ملک سلیمان
بدین درگاہ بچو کعبہ آمد	سوادش عین نور و نور ایمان
بنا فرمود این ایوان عالی	کریم الذات اسمعیل قلی خان

زکاخ دل کشا و تارخ اقسام اگر خواہد کہ می یابد اسان
۹۷۴ھ

بلند دروازہ کے نیچے متعدد دالان اور ایک مسجد بھی ہے۔ صحن میں شہداء کے مزارات بنے ہوئے ہیں شمالی دروازہ کے پاس دو آہنی دنگیں ہیں۔ ایک دیگ نور الدین جہانگیر نے بڑائی ہے اور دوسری ملا مداری نے۔ یہ قطعہ تاریخ دیگ پر کندہ ہے۔

”صرف زمرہ الامار کرد و تعمیر دیگ باو ناستن زہاں روشن بشل آفتاب
مخت در ہتہ اکھے چندش نمودہ اہتمام گفت ہاتھ سال رخس جہاں شہ فیضیا“

۱۳۶۶ھ

حضرت میراں سید حسین کا عرس عارہ ار حجب المرجب کو ہر سال ہوتا ہے۔ جو لوگ حضور غریب نواز کے عرس شریف میں شریک ہوتے ہیں ان میں سے بعض لوگ میراں صاحب کے عرس تک ٹہر جاتے ہیں عرس کے دن مزار مبارک پر بہت کلاوہ لپیٹا جاتا ہے جسے ہندو لٹتے ہیں اور سلطان ان سے چھینتے ہیں۔ اس وقت عجیب رقت آمیز سناں ہوتا ہے۔ درگاہ کے نام کچھ جاگیر بھی ہے۔ جس کا انتظام ایک کمپنی کرتی ہے۔

گنج شہداء درگاہ میراں سید حسین کے جنوب میں گنج شہداء ہے یہاں بہت سے شہداء کے مزارات ہیں سلطانہ میں وزیر خاں کلاں (جو جہانگیر بادشاہ کے امیروں میں سے تھے) نے ان مزاروں کے گرد چاروں دیواری بڑائی ہے۔ مشہور ہے ان کا صحیح شمار باوجود کوشش کوئی شخص کیج تک نہیں کر سکا۔ یہاں ایک گنبد ہے اس میں بھی ایک مزار ہے۔

امیر تاجاں ترخان شہید کے مزارات چٹنہ نور کے غریبی سطح پہاڑ واقع ہیں۔ ان کے گرد چھتہ چار دیواری ہیں دو دالان اور ایک گراوض بھی یہاں چٹنہ نور کے درخت کثرت سے مزار و پھر چائے ہو کر ہیں یہاں بھی گنج شہداء ہے مقبرہ عبداللہ خان یہ سرائے عبداللہ پور میں سیٹھ اللہ رکھا کی دوکان کے قریب واقع ہے آپ کا نام سید میاں المعروف عبداللہ خان تھا۔ آپ سادات سے تھے۔ فرخ سیر بادشاہ کے وزیر سلطنت تھے۔

- (۲۱) حضرت عبداللہ سعید بتاریخ ۲۵ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۲) قاتلہ سرد عالم بتاریخ ۲۹ رجب بسلیمان شریف
(۲۳) حضرت چندین شہید بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۴) حضرت شہاب الدین بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ
(۲۵) حضرت مدو شہید بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۶) حضرت سکین شہید بتاریخ ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ
(۲۷) حضرت مولانا عبدالباری لکھنوی ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ (۲۸) حضرت سید سالار مسعود خاڑی ۲۹ رجب بصرہ ۷ سالانہ

(ج) اعراس ماہ شعبان

- (۱) حضرت جمال الدین بتاریخ ۲ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۲) حضرت محمد سعید بتاریخ ۲ شعبان بصرہ ۷ سالانہ
(۳) حضرت صفی جی بتاریخ ۹ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۴) حضرت محمد سعید بتاریخ ۱۲ شعبان بصرہ ۷ سالانہ
(۵) حضرت چندین شہید شہزادان بتاریخ ۱۵ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۶) حضرت سعید احمد بتاریخ ۲۴ شعبان بصرہ ۷ سالانہ
(۷) حضرت چندین شہید لکھنوی کوٹھی بتاریخ ۲۵ شعبان بصرہ ۷ سالانہ (۸) حضرت چندین شہید دگرگاہ شریف ۲۵ شعبان بصرہ ۷ سالانہ

(ط) اعراس ماہ رمضان المبارک

- (۱) حضرت شاہ نظام الدین بتاریخ یکم رمضان بصرہ ۷ سالانہ (۲) حضرت حاجی محمد حمید الدین ناگوری ۱۰ رمضان بصرہ
(۳) حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ سائیں جی گڈی شاہ بابا بتاریخ ۱۰ رمضان المبارک بصرہ ۷ سالانہ
(۴) حضرت نعل شاہ بتاریخ ۱۱ رمضان بصرہ ۷ سالانہ (۵) حضرت حافظ محمد بخش بتاریخ ۱۱ رمضان بصرہ ۷ سالانہ
(۶) حضرت شرف الدین بتاریخ ۱۳ رمضان بصرہ ۷ سالانہ (۷) حضرت خواجہ نصیر الدین چیلہ دہلوی ۱۴ رمضان بصرہ ۷ سالانہ
(۸) حضرت مولانا علی مسکلات شیر خدا کرم اللہ وجہہ بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک بصرہ ۷ سالانہ
(۹) حضرت فیام الدین اخلاق بتاریخ ۲۱ رمضان بصرہ ۷ سالانہ

(ی) اعراس ماہ شوال

- (۱) حضرت مولانا رفیق علی بتاریخ ۴ شوال بصرہ ۷ سالانہ (۲) حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف قاضی گڈی شاہ بابا شوال بصرہ ۷ سالانہ
(۳) حضرت شاہ جمال بتاریخ ۸ شوال بصرہ ۷ سالانہ (۴) حضرت محمد الحسن صیوری بتاریخ ۱۴ شوال بصرہ ۷ سالانہ
(۵) حضرت امیر خضر بتاریخ ۱۴ شوال بصرہ ۷ سالانہ (۶) حضرت نظام الدین بتاریخ ۲۱ شوال بصرہ ۷ سالانہ

کہتے ہیں بعد قن سے بیرونی حضرات واپس جانا شروع ہو جاتے ہیں۔
عسل شریف { بتاریخ ۹ رجب صبح چھ اور سات بجے کے درمیان غسل شروع ہو جاتا ہے مزار شریف کو کیوڑہ د
 اگلاب سے غسل دیا جاتا ہے بیرونی احاطہ پانی سے دھویا جاتا ہے زائرین سینکڑوں مشکیں پانی کی خمیدہ کر خود بڑی
 بڑی جھاڑوں سے تمام فرش درگاہ کو دھوتے ہیں سینکڑوں مرد و عورت پانی سے تراشہ میں جھاڑویں لئے اس مقدس
 آستانہ کی جاروب کشی میں نظر آتے ہیں گویا اس دن سب ملکر ایک ہی خدمت کو انجام دینے میں مصروف ہوتے
 ہیں صوفی صاحبان اس دن گویا م توحید کہتے ہیں یعنی جس طرح حج میں حاجی ایک ہی لباس میں ہوتے ہیں اسی طرح
 اس دن یہاں عقیدت کیش ایک ہی خدمت میں مشغول نظر آتے ہیں۔

(ب) مراسم قدیم کے تحت میں بزرگان دین کے اعراس و دیگر تقاریب
 درگاہ شریف میں بہت سے بزرگان سلف کی فاتحہ شریف یعنی عرس موعہ محفل سماع و دو غلط و غیرہ منجانب
 درگاہ ان کی تاریخ وصال پر سالانہ ہوتا رہتا ہے نیز ایسے بزرگ اور خدایہ سیدہ درویشوں کے اعراس کا اضافہ
 بصورت درگاہ بوجہ رسم قدیم ہوتا رہتا ہے جنھوں نے وطن سے ہجرت کر کے اپنی زندگی غریب نواز کے قدموں
 میں گذاری ان حضرات کے علاوہ بعض بیرونی بزرگوں کے اعراس بھی درگاہ میں قائم کر دئے جاتے ہیں اسوا
 اس کے بعض بزرگوں کے اعراس وغیرہ کے مراسم کسی دوسری انجمن یا شخص واحد کی طرف سے بھی ادا کئے جاتے
 ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

منجانب درگاہ شریف { بتاریخ ۱۱ ربیع الاول بعد عشاء محفل پنجشنبہ کی طرح سماع کے ساتھ سرور عالم کی فاتحہ
 شریف کے مراسم ادا کئے جاتے ہیں۔

بتاریخ ۵ ربیع الثانی اہلیہ غریب نواز اور بتاریخ ۲۵ ربیع الثانی خواجہ رضی الدین (شوہر بی حافظ جمال)
 کے اعراس ہوتے ہیں۔ یہ اعراس محلات کے کہلاتے ہیں۔ ان میں سے ہر اک میں عسل ۸ سالانہ صرفہ کیا جاتا ہے جو

(الف) اعراس بہ ماہ محرم

۱۔ مولانا عبدالوہاب بتاریخ ۲ محرم بصورت ۷ سالانہ ۲۔ حضرت فرید ۴ محرم بصورت ۸ سالانہ

چلہ حضرت غوث پاکؒ درگاہ کے جنوب میں پہاڑی پر واقع ہے۔ یہاں سوئڈے شاہ درویش بدوٹ
ہیں مشہور ہے اپنی بعد از مرگ سے حضور غوث پاکؒ کے یہاں کی ایک اینٹ لائے تھے۔ وصیت کی
یہ بعد وفات قبر میں میرے سینہ پر رکھ دینا۔ بایں وجہ یہ مقام چلہ غوث پاکؒ کے نام سے مشہور ہے۔
یہاں جمشید خاں صاحب نے دالان در دالان تعمیر کرایا۔ اصغر علی صاحب منٹولی نے پختہ
صحن اور گنبد بنوایا۔ حکیم ارشاد علی صاحب نے ایک حوض اور ایک دالان تعمیر کرایا۔ حاجی دزیر علی
صاحب غلام درگاہ غریب نواز نے درگاہ کے رخ ایک بارہ درسی تعمیر کرائی۔
چلہ بابا فرید گنج شکرؒ اس کا تذکرہ عبارات درگاہ میں دہج ہے۔

چلہ سالار غازیؒ محمد امجد بہادر پہاڑی کی چوٹی پر ننگ مشرخ کے اندر ایک مزار ہے۔ اس احاطہ میں
بہت مزارات ہیں۔ حضرت کوثر علی شاہؒ، انگارہ شاہؒ، گل بادشاہ مجددیؒ اور دیگر
اہل دل حضرات کے بھی یہاں مزارات ہیں۔

محمد غوثی نے بعد فتح سید ساہو سالار کو یہاں کا صوبہ دار کر دیا تھا مشہور ہے اس مقام پر آپ کے
صاحبزادہ سید سالار سعود غازی (جن کا ہر ایچ میں مزار ہے) کی ولادت ہوئی اس لئے یہ چلہ سالار غازی
کے نام سے مشہور ہے۔

چلہ شاہ مدارؒ اجمیر کے مشرقی کوکلہ پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ چوٹی تقریباً سات سو فٹ بلند
ہے حضرت شیخ بدیع الدین عت شاہ مدار مکن پوری علیہ الرحمۃ نے یہاں چلہ کشی کی تھی۔

چلہ عیدائش میا بانیؒ اجمیر کے مغرب میں تقریباً تین میل کے فاصلہ پر اس کے گھر ڈر موجود ہیں۔

چلہ ناواں شاہؒ یہ درگاہ کے گوشہ جنوب و مشرق میں تحصیل شہر کے متصل ہے۔ ناواں شاہؒ یہاں

عمر اکبر میں چلہ کشی میں مصروف رہے۔ تحصیل شہر کے گنبد میں ایک مزار ہے

گنبد کے سامنے بجانب شرق چوک ہے۔ یہاں آپ کے عقیدتمندوں کے مزارات ہیں۔

کندہ کرادے۔

برزیاں مشہد رفیع القدر	جامی مشرع دین شہاب الدین
ردنی عدل وجود داد چنناں	کہ نیازد از زمان دوزخیں
گشت دالی صوبہ اجمیسہ	خان خاناں بعزت و تمکین
پاک دین پاکساز دولت خاں	بود شقہ ارادہ رسم امین
ساختہ این مکاں چلہ چشت	تا بود یادگار اوہ زمیں
سال تار بخ طالبی گشتار	سی دہفت و ہزار ہوشین

مسئلہ میں محی الاوقات معینی گدڑی شاہی انجن کے اہتمام سے اس پر گنبد تعمیر کیا گیا۔
اور برقی روشنی کا انتظام کیا گیا۔

آثار قدیمہ پر مشرقی اعظمی مرستہ لواب زادہ۔ اسی کرم علی خاں اکبر آبادی خلف نواب خواجہ
محمد خاں صاحب جاگیر دار براست و حول پورے مسلمانوں میں کرائی۔ یہاں کے بقیہ حالات سوانح
میں درج ہیں۔

چلہ حضرت قطب صا { سد بہار پہاڑی کے شمالی گوشہ میں واقع ہے مقام چلہ پر دو دروازہ
ادیناں ہے۔ چلہ کے غرب میں تین در کی مسجد ہے۔ شرق میں بہت سی سیڑھیاں ہیں ان کے
ہر دو جانب دالان ہیں۔ نیچے صحن میں ایک عالیشان مسجد حال میں تیار ہوئی ہے۔ کچھ زیریں عمارت
قریب کی دیوار گرجا سے منہدم ہو گئی ہیں

چلہ بی بی حافظہ جمال { نور چشمہ کے متصل پہاڑ کی کچھ میں واقع ہے۔ اس میں ایک دروازہ ادیناں
سے مشہور ہے بی بی حافظہ جمال بنت غریب نواز نے یہاں چلہ کی تھی۔

چلہ شادی دیو { سد بہار پہاڑی پر گنبد اور ایک حجرہ ہے۔ جہاں کا مجاور مسلمان ہے۔ یہود صاحب
شادی کے موقعہ پر وہ لھا دھن کو یہاں لاسٹے ہیں۔

پہلے حضرت غوث پاک { درگاہ کے جنوب میں پہاڑی پر واقع ہے۔ یہاں سوئڈے شاہ درویش
مذہب ہیں مشہور ہے آپ بغداد شریف سے حضور غوث پاک کے یہاں کی ایک انیٹ لائے تھے نصیحت
کی یہ بعد وفات قبر میں میرے سینہ پر رکھ دینا بایں وجہ یہ مقام چلہ غوث پاک کے نام سے مشہور ہے۔
یہاں جمشید خاں صاحب نے دالان در دالان تعمیر کرایا۔ اصغر علی صاحب متولی نے پختہ
صحن اور گنبد بنوایا۔ حکیم ارشاد علی صاحب نے ایک حوض اور ایک دالان تعمیر کرایا۔ حاجی ذریعہ
صاحب تھام درگاہ غریب کو از نے درگاہ کے رخ ایک بارہ درہی تعمیر کرائی۔
چلہ بابا فرید گنج شکر { اس کا تذکرہ عمارت درگاہ میں درج ہے۔

چلہ سالار غازی { سدا بہار پہاڑی کی چوٹی پر سنگ سرخ کے اندر ایک مزار ہے اس احاطہ میں
بہت مزارات ہیں حضرت کوثر علی شاہؒ۔ انکارہ شاہؒ کلہ بادشاہ مجذوبؒ اور
دیگر اہل دل حضرات کے بھی یہاں مزارات ہیں۔

محمود غزوی نے بعد فتح سید ساہو سانا رکو یہاں کا صوبہ دار کر دیا تھا مشہور ہے اس مقام
پر آپ کے صاحبزادہ سید مسعود غازی (جن کا ہر ایچ میں مزار ہے) کی ولادت ہوئی اس لئے یہ چلہ سالار
غازی کے نام سے مشہور ہے۔

چلہ شاہ مدار { اجمیر کے کے مشرقی کواکھ پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ چوٹی تقریباً سات سو فٹ
بلند ہے حضرت شیخ مدیح الدین عرف شاہ مدار مکن پوری علیہ الرحمۃ نے یہاں پلہ کشی کی تھی۔
چلہ عجب اللہ بیابانی { اجمیر کے مغرب میں تقریباً تین میل کے فاصلہ پر اس کے کچھ رومو جو ہیں۔

چلہ ناواں شاہ { یہ درگاہ کے گوشہ جنوب و مشرق میں فصیل شہر کے متصل ہے۔ ناواں شاہؒ یہاں عہد
چلہ میں پلہ کشی میں معروف رہے فصیل شہر کے گنبد میں ایک مزار ہے گنبد
کے سامنے بجا نب شرق چوک ہے۔ یہاں آپ کے عقیدہ مندوں کے مزارات ہیں۔

چمساجد

عید گاہ { یہ عید گاہ اجمیر شریف کے جنوبی مشرقی حصہ میں واقع ہے۔ نواب مرزا جن بیگ ابن مرزا عادل بیگ نے ۹۷۷ھ میں اس کی تعمیر کرائی اس کا طول تقریباً ۱۳۰ گز اور عرض ۴۰ گز ہے۔ مشرق کی طرف پانچ دروازے ہیں۔ عید گاہ کے سامنے بہت سی زمین پڑی ہوئی ہے۔ محراب وسطیٰ میں یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے۔

”شہ نیک تو عید خواجہ معین“
 جبیں بردریش سود عشق پریں
 زلفین شدہ فروزیب جہاں
 یگانہ زباں فخر دور متین
 زلف و کرم آل ولی اللہ
 شدہ شمس دین نور شمع متین
 زعوش بنا کر دایں عید گاہ
 چمن بیگ از روئے صدق لقیں
 بتایں سانش خود این بگفت
 شد آراستہ مسجد اہل دین

۱۱ ۸۴

مسجد شمس الدین التمش { محلہ اند کوٹ میں ایک عالی شان قدیم مسجد ہے۔ جو ڈہائی دن کا جو پڑا۔ یاد ڈہائی دن کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ کسی زمانہ میں راجہ اندرسین نے اندر کوٹ میں بتخانہ بنایا تھا۔ اس میں صد ہا مورتیاں اور قسم قسم کے جانوروں کی صورتیں پتھروں کی تراشی ہوئی رکھی تھیں۔ جب ۹۵۵ھ میں سلطان شہاب الدین غوری اجمیر آئے تو اس بتکدہ کو مٹا دیا۔ بتوں کی صورتیں مٹ کر دیں۔ غری دیوار کے وسط میں ایک سنگ مرمر کی محراب بنوا کر اس میں تاریخ بنوایہ لکھوائی۔ (جی) اٹھارہویں جمادی الآخر ۷۵۵ھ و ۷۵۶ھ و ۷۵۷ھ و ۷۵۸ھ و ۷۵۹ھ و ۷۶۰ھ و ۷۶۱ھ و ۷۶۲ھ و ۷۶۳ھ و ۷۶۴ھ و ۷۶۵ھ و ۷۶۶ھ و ۷۶۷ھ و ۷۶۸ھ و ۷۶۹ھ و ۷۷۰ھ و ۷۷۱ھ و ۷۷۲ھ و ۷۷۳ھ و ۷۷۴ھ و ۷۷۵ھ و ۷۷۶ھ و ۷۷۷ھ و ۷۷۸ھ و ۷۷۹ھ و ۷۸۰ھ و ۷۸۱ھ و ۷۸۲ھ و ۷۸۳ھ و ۷۸۴ھ و ۷۸۵ھ و ۷۸۶ھ و ۷۸۷ھ و ۷۸۸ھ و ۷۸۹ھ و ۷۹۰ھ و ۷۹۱ھ و ۷۹۲ھ و ۷۹۳ھ و ۷۹۴ھ و ۷۹۵ھ و ۷۹۶ھ و ۷۹۷ھ و ۷۹۸ھ و ۷۹۹ھ و ۸۰۰ھ و ۸۰۱ھ و ۸۰۲ھ و ۸۰۳ھ و ۸۰۴ھ و ۸۰۵ھ و ۸۰۶ھ و ۸۰۷ھ و ۸۰۸ھ و ۸۰۹ھ و ۸۱۰ھ و ۸۱۱ھ و ۸۱۲ھ و ۸۱۳ھ و ۸۱۴ھ و ۸۱۵ھ و ۸۱۶ھ و ۸۱۷ھ و ۸۱۸ھ و ۸۱۹ھ و ۸۲۰ھ و ۸۲۱ھ و ۸۲۲ھ و ۸۲۳ھ و ۸۲۴ھ و ۸۲۵ھ و ۸۲۶ھ و ۸۲۷ھ و ۸۲۸ھ و ۸۲۹ھ و ۸۳۰ھ و ۸۳۱ھ و ۸۳۲ھ و ۸۳۳ھ و ۸۳۴ھ و ۸۳۵ھ و ۸۳۶ھ و ۸۳۷ھ و ۸۳۸ھ و ۸۳۹ھ و ۸۴۰ھ و ۸۴۱ھ و ۸۴۲ھ و ۸۴۳ھ و ۸۴۴ھ و ۸۴۵ھ و ۸۴۶ھ و ۸۴۷ھ و ۸۴۸ھ و ۸۴۹ھ و ۸۵۰ھ و ۸۵۱ھ و ۸۵۲ھ و ۸۵۳ھ و ۸۵۴ھ و ۸۵۵ھ و ۸۵۶ھ و ۸۵۷ھ و ۸۵۸ھ و ۸۵۹ھ و ۸۶۰ھ و ۸۶۱ھ و ۸۶۲ھ و ۸۶۳ھ و ۸۶۴ھ و ۸۶۵ھ و ۸۶۶ھ و ۸۶۷ھ و ۸۶۸ھ و ۸۶۹ھ و ۸۷۰ھ و ۸۷۱ھ و ۸۷۲ھ و ۸۷۳ھ و ۸۷۴ھ و ۸۷۵ھ و ۸۷۶ھ و ۸۷۷ھ و ۸۷۸ھ و ۸۷۹ھ و ۸۸۰ھ و ۸۸۱ھ و ۸۸۲ھ و ۸۸۳ھ و ۸۸۴ھ و ۸۸۵ھ و ۸۸۶ھ و ۸۸۷ھ و ۸۸۸ھ و ۸۸۹ھ و ۸۹۰ھ و ۸۹۱ھ و ۸۹۲ھ و ۸۹۳ھ و ۸۹۴ھ و ۸۹۵ھ و ۸۹۶ھ و ۸۹۷ھ و ۸۹۸ھ و ۸۹۹ھ و ۹۰۰ھ و ۹۰۱ھ و ۹۰۲ھ و ۹۰۳ھ و ۹۰۴ھ و ۹۰۵ھ و ۹۰۶ھ و ۹۰۷ھ و ۹۰۸ھ و ۹۰۹ھ و ۹۱۰ھ و ۹۱۱ھ و ۹۱۲ھ و ۹۱۳ھ و ۹۱۴ھ و ۹۱۵ھ و ۹۱۶ھ و ۹۱۷ھ و ۹۱۸ھ و ۹۱۹ھ و ۹۲۰ھ و ۹۲۱ھ و ۹۲۲ھ و ۹۲۳ھ و ۹۲۴ھ و ۹۲۵ھ و ۹۲۶ھ و ۹۲۷ھ و ۹۲۸ھ و ۹۲۹ھ و ۹۳۰ھ و ۹۳۱ھ و ۹۳۲ھ و ۹۳۳ھ و ۹۳۴ھ و ۹۳۵ھ و ۹۳۶ھ و ۹۳۷ھ و ۹۳۸ھ و ۹۳۹ھ و ۹۴۰ھ و ۹۴۱ھ و ۹۴۲ھ و ۹۴۳ھ و ۹۴۴ھ و ۹۴۵ھ و ۹۴۶ھ و ۹۴۷ھ و ۹۴۸ھ و ۹۴۹ھ و ۹۵۰ھ و ۹۵۱ھ و ۹۵۲ھ و ۹۵۳ھ و ۹۵۴ھ و ۹۵۵ھ و ۹۵۶ھ و ۹۵۷ھ و ۹۵۸ھ و ۹۵۹ھ و ۹۶۰ھ و ۹۶۱ھ و ۹۶۲ھ و ۹۶۳ھ و ۹۶۴ھ و ۹۶۵ھ و ۹۶۶ھ و ۹۶۷ھ و ۹۶۸ھ و ۹۶۹ھ و ۹۷۰ھ و ۹۷۱ھ و ۹۷۲ھ و ۹۷۳ھ و ۹۷۴ھ و ۹۷۵ھ و ۹۷۶ھ و ۹۷۷ھ و ۹۷۸ھ و ۹۷۹ھ و ۹۸۰ھ و ۹۸۱ھ و ۹۸۲ھ و ۹۸۳ھ و ۹۸۴ھ و ۹۸۵ھ و ۹۸۶ھ و ۹۸۷ھ و ۹۸۸ھ و ۹۸۹ھ و ۹۹۰ھ و ۹۹۱ھ و ۹۹۲ھ و ۹۹۳ھ و ۹۹۴ھ و ۹۹۵ھ و ۹۹۶ھ و ۹۹۷ھ و ۹۹۸ھ و ۹۹۹ھ و ۱۰۰۰ھ

ہے۔ محیط کی دیواریں ۲۵ فٹ اونچی ہیں۔ صحن کے آگے دو دروازے آمد و رفت کے لئے ہیں۔ محمد عارف کے اہتمام سے علی احمد سہارنے اس کو تیار کیا داییں محراب پر سورہ "اِنَّا فَتَحْنَا" اور سن تعمیر اور بائیں طرف محراب پر سورہ "تَبَارَكَ" اور وسطی محراب پر یہ کتبہ بخط طغرلے علی کندہ ہے۔

أَمْرًا بِهَذَا الْعِمَارَةِ السُّلْطَانُ الْعَادِلُ الْمُعْظِمُ وَالْخَاقَانُ الْأَعْظَمُ مَلِكُ التُّرْكِ شَهْنشَاهُ الْأَعْظَمُ
الْعَالِمُ مَالِكُ رِقَابِ الْأَمَمِ مَوْلَى الْمُلُوكِ الْعَرَبِ وَالْتُرْكِ وَانْجَمِ نَظِيرُ اللَّهِ فِي الْعَالَمِ شَمْسُ الدِّينِ
وَالدِّينِ غِيَاثُ الْأَمَّةِ وَالْمُسْلِمِينَ تَاجُ الْمُلُوكِ وَالسُّلَاطِينِ قَاطِعُ الْكُفْرَةِ وَالْمُلْحِدِينَ قَاصِدُ
الظُّلْمِ وَالْمُشْرِكِينَ نَاصِرُ الْأَمَّةِ عَلَى الدِّينِ وَالْمِلَّةِ الْبَاهِيَةِ مَالِكُ الْغُرُورِ وَالْبَحْرِ
سُلْطَانُ الْمَشْرِقِ الْمُوَيْدُ مِنَ السَّمَاءِ الْمُظْفِي عَلَى الْأَعْدَاءِ إِلَى الْمُظْفَرِ الْقَتْلِ السُّلْطَانُ الْمُعْتَمَدُ
خَلِيفَةُ اللَّهِ أَمِيرُ نَاصِرِ الْمُؤْمِنِينَ أَعْلَى اللَّهِ فِي كُلِّ شَأْنٍ وَأَطْمَأْنِنُوا بِمُسَاعَدَةِ بَنِي سُلَيْمَانَ
وَكُتِبَ فِي الْعَشْرِينَ مَعَ سَائِرِ الْأَخَرَةِ

اس مسجد کے نام کے متعلق بہت سی بے سرو پا روایتیں مشہور ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہاں بعد تعمیر مسجد اکثر فقراء اگر ٹہرتے اور ایک دور دراز ٹہر کر پھر روانہ ہو جاتے اس لئے اسے بعض لوگ ڈھائی دن کا چھوٹا پتھر لگتے ہیں مگر دراصل یہ مسجد سلطان شمس الدین التمش کی بوائی ہوئی ہے۔ مسجد گیونخاں {تارہ گڑھ کے راستہ پر محلہ اندر کوٹ کے غروب میں یہ مسجد واقع ہے۔ اس کے جنوب میں سنگین بادلی ہے۔ اس کے قریب پختہ حوض تھا جو اب شکستہ ہو گیا مسجد کی محراب پر رنگ مرمر کی لوح میں یہ اشعار کندہ ہیں۔

پناہ دین احمد ظل یزداں	بہمد حضرت شاہ فلک قدر
سکندر حشمت و دارائے دوراں	جلال الدین محمد شاہ اکبر
سپہر جو گکیو خاں عمراں	ہمیں ہمت خاں حسن خلق
کہ شد تعمیر این استقائے میزاں	کہ ہجرت نہصد و ہفتاد و شش بو
(کتبہ الراجی درویش محمد حاجی)	۹ ۶۶

مسجد میاں بابائی { یہ مسجد درگاہ بازار میں شرق رو یہ دکا کین سے ملتی واقع ہے۔ ۱۳۷۸ء میں میاں بابائی نے سنگ سرخ کی تعمیر کرائی تھی۔ اس میں پانچ درہ حجرے اور پچھتہ کنواں ہے۔
شاہجہانی مسجد { یہ مسجد شمالی فصیل اور دہلی دروازہ کے متصل سنگ سرخ کی تعمیر ہے اس کے تین درہ ہیں پہلو میں حجرے ہیں۔

مسجد سیرا { میر سعادت علی خاں میرنشی ایجنٹی راجپوتانہ نے سرائے سابق کے دروازہ پر خوش قطع مسجد تعمیر کرائی۔ ایک چاہ پختہ مسجد سے ملتی ہے۔ مسجد کی محراب پر رنگ مرمر کی لوح میں یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے۔
”میر سعادت علی کرد در اہمیں طرح مسجد دیا کہ ہست از چشمہ آب بقا
آنکہ از باقر علی تا بہ علی می رسد حلقہ بجلقہ ہم سلسلہ اش مرحبا
ساختم شد این مکان کرد بدل از آذرہ صدق و صفاند رسول خدا
از پئے این سال نیک گفت ہمایوں چہتم زمزم صفت مسجد کعبہ ہما

مسجد تلوک دی { تلوک دی بنت تان سین (عہد اکبر کا گویا) نے درگاہ بازار میں یہ مسجد بنوائی وسطی محراب پر سنگین لوح میں یہ عبارت کندہ ہے۔

”اللہ اکبر۔ ایں مسجد را بابائی تلوک دی کلاوت بجی بنت میاں تان سین کلاوت راست

کردہ است ۱۰۶۲ھ

ان کے علاوہ پُرانی عید گاہ اور دیگر بہت سی مساجد ہیں جن کا تذکرہ بہ تفصیل اختصار نہیں کیا گیا۔

نئے جدید عمارات

میو کالج { یہ راجپوتانہ کا سب سے بڑا کالج سڑک سری نگر پر واقع ہے۔ ۱۸۶۳ء میں لارڈ میو کی تجویز سے بننا شروع ہوا۔ اور ۱۸۸۵ء میں مکمل ہوا۔ اس کا پھیلاؤ سولہ ایکڑ زمین پر ہے۔ جس میں کالج کے تربیب راجگان راجپوتانہ کی کوٹھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اس کالج میں والیان ریاست کے لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ اس کے رد برد لارڈ میو کا مجسمہ نصب ہے جس کی قیمت ۱۲۲۸۸ روپیے ہے۔

قری میسن لاج۔ یہ انگریزی طرز کی دو منزلہ عمارت سڑک سری نگر پر واقع ہے۔

مارٹنڈیل برج { یہ پل قیصر گنج کے آخری حصہ میں ریلوے لائن کے اوپر بنایا گیا ہے ۱۹۰۶ء میں
بنکر تیار ہوا۔ اور چیت کشن کے نام سے نامزد ہوا اس میں ایک لاکھ روپیہ کے قریب خرچ ہوا یہ مرزاٹھی
محکمہ علی ریلوے انجنیر کے اہتمام سے تیار ہوا۔

گھنٹہ گھر { یہ جوہلی ٹاور کہلاتا ہے ۱۸۸۵ء میں بنایا بلندی اس کی ایک سو فٹ ہے لاگت دس
ہزار روپے ہے۔ اس کے گرد باغیچہ اور متصل ایک عالی شان مسجد ہے۔

ٹریوڈ ٹاؤن ہال { یہ خوشنما عمارت بیرون مدار دروازہ نزد سوچ کنڈ واقع ہے۔ کرنل ٹریوڈ راجنٹ گورنر
جنرل بہادر راجپوتانہ کی یادگار میں مسٹر مارٹنڈیل چیت کشن راجپوتانہ کی تحریک ۱۸۹۹ء میں بننا
شروع ہوئی اور ۱۹۰۶ء میں مکمل ہوئی اس میں آج کل میونسپل آفس اور لائبریری ہے۔

سنگر جیل { ۱۸۸۳ء میں تیار ہوا۔ سڑک سے پورے پر واقع ہے۔ اس کا صرفہ تقریباً پچیس ہزار
روپے سالانہ ہے۔ یہاں دریاں اور قالین عمدہ تیار ہوتے ہیں

یادگار شاہ { یہ ریلوے اسٹیشن کے بہت قریب ہے۔ اس کا سنگ بنیاد ۱۹۰۶ء میں دائر
ایڈوارڈ چیمبرلین نے رکھا تھا۔ اس میں مسافروں کے آرام کے لئے کمرے ہیں۔

اجمیر کی بعض سلامی تقاریب

علامہ اُن تقاریب کے جو درگاہ شریف میں ہوتی ہیں اجمیر میں حسب ذیل تقاریب بھی انجام دی جاتی ہیں۔
محرم شریف { میں شہر کے مختلف مقامات پر تعزیر رکھے جاتے ہیں اور مجالس برپا ہوتی ہیں سب سے زیادہ مقبول درگاہ شریف کا تعزیر ہے۔ جو نہایت سلیقہ کے ساتھ ملوہ میں سیراب کیا جاتا ہے۔ علامہ ازیں چاندی کا تعزیر۔ اجمیری ڈرے کا نابوط۔ محلہ مدار دروازہ محلہ شیخ زادگان محلہ گنچ کے تعزیر اور اندر گاہ کے علم زیادہ مشہور ہیں۔ بموقعہ چلم آگدہ پر اہل اجمیر بتعداد کثیر جمع ہوتے ہیں۔

صفر المظفر { ۱۰ صفر کے آخری چہار شنبہ کے روز دولت باغ میں دوکانیں لگتی ہیں اور میلہ ہوتا ہے۔
ربیع الاول { کے ہینہ میں بتاریخ ۹ ربیع الاول بسلسلہ یوم نبوت شریف ماہین عصر و مغرب ایک اسلامی جلوس دفتر محمی الاوقات معینی گڈری شاہی انجمن سے غریب نواز کے چلہ پر باہتمام کمیٹی مذکورہ پونچتا ہے بتاریخ ۱۴ ربیع الاول حضرت قطب الاقطاب کے چلہ شریف پر منجانب دیدگاہ عرس شریف اور دولت باغ میں بتقریب عرس میلہ ہوتا ہے۔

ربیع الثانی { اس ہینہ کی گیارہ تاریخ حضور غوث پاک کے چلہ پر عرس معہ سماع ہوتا ہے۔ اس دن یہاں بکثرت مسلمانان اجمیر حاضری دیتے ہیں۔

جمادی الثانی { کی تو تاریخ غریب نواز کے چلہ شریف پر باہتمام محمی الاوقات معینی گڈری شاہی انجمن عصر و مغرب کے درمیان بسلسلہ یوم ولادت غریب نواز معہ سماع فاتحہ شریف ہوتی ہے۔

رجب المرجب { بتاریخ ۵ رجب اشراق و چاشت کے درمیان حضرت اسرار احمد صاحب کے مکان پر محفل سماع منعقد ہو کر غریب نواز کی فاتحہ شریف ہوتی ہے۔

رجب کی ۵ تاریخ چھٹی شب میں عثمانیہ خانقاہ یعنی دفتر محمی الاوقات معینی گڈری شاہی انجمن میں بالائے ہالہ بعد عشاء سے تقریباً دو بجے شب تک محفل سماع منعقد ہو کر غریب نواز کی فاتحہ ہوتی ہے۔

رمضان المبارک۔ بتاریخ ۸۔ ۹۔ ۱۰ رمضان حضرت گڈری شاہ علیہ الرحمہ کے مراسم عرس معہ محافل سماع

کئے جاتے ہیں۔

۱۷ رمضان المبارک سے ۲۱ تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مراسم عرس معہ سماع - سلام خوانی - نغمہ خوانی وغیرہ عثمانیہ خانقاہ میں باہتمام انجمن مذکورہ ادا کئے جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں محلہ پیر مٹھا سے بعد نماز تراویح جلوس کے ساتھ چادر شریف درگاہ معلیٰ میں آتی ہے۔

اس ہفتہ میں مختلف محلوں کے نغمہ خوانان کی ڈلیاں سحریاں پڑھ کر لوگوں کو بوقت سحری جگاتی ہیں
شوال المعظم { بتاریخ ہر شوال مابین عصر و مغرب منجانب محلی الاوقات بسلسلہ عرس حضور خواجہ عثمان قدس سرہ درگاہ شریف میں سماع کے ساتھ چادر پیش کی جاتی ہے۔

بتاریخ ہر شوال بوقت شب اور بتاریخ ہر شوال بوقت یوم حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ کے مراسم عرس معہ محافل سماع غریب نواز کے چلہ شریف پر ادا کئے جاتے ہیں۔

ذالحجہ { بتاریخ نو ذالحجہ یعنی حج کے دن عثمانیہ خانقاہ میں مابین عصر و مغرب سماع ہو کر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی فاتحہ ہوتی ہے۔

قطعہ تاریخ سال غازی و تکمیل معین الارواح مستخرجہ

مولوی محمد مظہر جلیل صفا شوق مراد آبادی

آپ کے خادم میاں سے لطف نیاز
اُس کی زیارت مجھے میسر ہے
ہیں وہ حالاتِ حضرت خواجہ
سال تاریخ کی ہوئی جب فکر
ہوایہ قصید کہ اس طرح لکھئے
المرد داغے غریب تو اُر
کچھ زیادہ ہے۔ میری خوش بختی
آپ نے جو کتاب ہے لکھی
روح کے جو معین ہیں لیکن
جسٹو شوق کی ہوئی پوری
کب تکمیل ہوئی شروع کب کی
یہ ہے تاریخ ابتر اس کی

دہ تاریخ ہو گئی کیسی
۱۳۶۵ = ۱۳۶۶

ہوا جب فیض پائے بسم اللہ
۶۶ ۱۳۶۵

تقاریر

از مقبول احمد صاحب سید ہاروی { حضرت خواجہ خواجگان کے حالات میں ایک دہائیوں کے سیکڑوں کتابیں مختلف
مقیم حیدر آباد دکن } زبانوں میں لکھی گئیں۔ اور ہر ایک لکھنے والے نے اپنی تلاش یا اپنی عقیدت

و محبت کی بنا پر انہیں لکھا مگر جن تفصیل و وضاحت سے خواجہ بزرگ کے حالات لکھے جانے چاہئیں تھے وہ اب تک
نہ لکھے گئے تھے۔ لکھنے والوں میں کچھ ایسے تھے جو ہر چیز میں صحت و ادب کی تلاش کرتے تھے۔ اور کچھ ایسے تھے جو
روایات سے ایک قدم آگے نہ بڑھنا چاہتے تھے۔ اس لئے بہت سی گتھیاں بغیر سلجھے رہ گئیں۔ خدا کا شکر ہے کہ
معین الارواح نے یہ کمی پوری کر دی اور اب کہا جاسکتا ہے کہ ایک مکمل سوانح عمری حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی تیار
اس کتاب میں روایات پر ناقذانہ نظر بھی ڈالی گئی ہے۔ اور روایات و روحانیات کو سمو کر ایک ایسا حسین
مرتبہ پیش کیا گیا ہے جو دوسری تمام سوانح عمریوں سے الگ ممتاز ہے۔

مصنف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ کے آستانہ نشین اور مہاجر جمیر ہیں اور یہ ہجرت خالص محبت کی بنا پر
ہے۔ اس لئے محبت کے تاثرات جگہ جگہ نمایاں ہیں اور یہ مرتبہ اور بھی خوشنما اور نظر افروز بن گیا ہے۔

محترم مصنف تمام دلداد گان سلسلہ حشمت کی طرٹ سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے حضرت خواجہ
خواجگان کی سوانح نویسی کا صحیح معنی میں حق ادا کر دیا ہے۔

یقین ہے کہ سلسلہ عالیہ حشمتیہ کے حلقہ یگوشوں کے لئے خصوصاً اور دوسرے تمام خانوادوں کے لئے عموماً
یہ کتاب رہنما کا کام دیگی۔ و با اللہ التوفیق۔

عزیز حسن صاحبی۔ اے { صلحاء سلف کے سوانح حیات اس لحاظ سے قومی تعمیر کا ایک ضروری جزو ہیں
علیگ مراد آبادی } کہ قومیں ایک مخصوص شعار حیات ایک مخصوص لائحہ فکر و عمل اور ایک مخصوص غلام

کے ماتحت بنتی اور زندہ رہتی ہیں اور بانیان قوم و داعیان تہذیب و تمدن کے انکار و افعال انہواری نسلوں کے لئے زندگی
کے ہر شعبہ اور ہر ضرورت میں شمع راہ بن سکیں۔ قوم کی بدبختی ہے کہ اکابر صوفیاء کے حالات زندگی کی جانتی سے قطعاً انہوں
پر تاجار ہے۔ حضرت خواجہ غریب نواز کے آستانہ سے دنیاوی و روحانی کسب فیض کرنے والوں کی تعداد آج بھی بہت

مگر کس قدر انوس کی بات ہے کہ آج تک اس مجاہد اعظمؒ کے سوانح حیات جمع کر نیکی جانب سے اعراض برتا گیا ہے اور اس موضوع پر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ نہ لکھے جائیگی برابر ہے۔ میرے عمر محترم حاجی خادم حسن صاحب معینی بھی بہن بزرگوں میں ہیں جو اس آستانہ سے کسب فیض کر رہے ہیں مگر یہ ثمرت خداوند تعالیٰ نے انکے لئے ہی مقرر کر رکھا تھا کہ بارگاہ غریب نوازؒ سے جو فیوض دیرکات وہ حاصل کر رہے ہیں ان کو عام کر سکیں۔ اور اس سلسلہ میں انکی کتاب معین الارواح سامنے ہے۔ حضرت غریب نوازؒ کے وصال کو سات سو سال ہو چکے اور آج تک سوانح خواجہؒ پر کوئی ایسی جیسٹ کتاب نہیں لکھی جاسکی۔ میں اس کتاب کو بھی خواجہؒ کا ہی فیضان سمجھتا ہوں۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی میرے نزدیک یہ ہے کہ تاریخی صداقت اور محبت و عقیدت اس طرح ایک دوسرے سے ہم آغوش ہیں کہ انکو جدا کرنا ناممکن ہے اور اسکے لئے حاجی صاحب متقی مہار کیا ہیں۔

خواجہ بخاریؒ نے اپنی حیات مقدس جس متبرک مقصد کے لئے صرف کی اسکو صرف وہی شخص بیان کر سکتا ہے جو حضرت خواجہؒ سے کامل عقیدت بھی رکھتا ہو اور عقیدت کے ساتھ اس اہل علیل کے نقش قدم پر چلنے کا متمنی بھی ہو۔ حاجی صاحب کی یہ تصنیف انکی ہر دو کیفیات کی پردہ دار ہے۔ اور وہ اپنے اس مذاق حیات کو عام کر دینے کے خواہشمند ہیں۔ خدا انہیں فائز الامام کرے آمین۔ حضرت خواجہؒ کی ہر ہر جنبش۔ ہر ہر حرکت۔ اور ہر ہر سکون اس امر کا شاہد ہو کہ اپنے دماغوں کو فلسفہ اسلام اور دلوں کو ولایت سے پھر دینے کی سعی بلیغ کی ہے۔ کیا اس میخانہ سے آج بھی جوہر کشی ممکن ہے؟ اسکو معین الارواح سے دریافت کیجئے۔

حاجی صاحب نے تاریخی اختلافات میں جس دقت نظر کا ثبوت دیا ہے وہ انکی عہد خانہ ثروت نگاہی۔ وسعت مطالعہ اور تحقیق کی پردہ دار ہے۔ حضرت غریب نوازؒ کی بلند پایہ شخصیت کے سوانح جمع کرنے کے لئے جس کاوش فکر و نظر اور محبت و عقیدت کی ضرورت تھی وہ معین الارواح کی ہر سطر سے معلوم ہو رہی ہے۔ کتاب کی زبان اور طرز بیان میں جو لوح ہے وہ مزید باعث دلچسپی ہے۔ حضرت غریب نوازؒ تمام عالم اسلامی کی مقتدر ترین شخصیتوں میں سے ہیں اور بلاد اسلامیہ میں ہر جگہ آپکے متبعین بکثرت موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حاجی خادم حسن صاحب نے اس جامع تصنیف سے ایک طرف تمام اسلامی دنیا کے فقراء و صاحبان طریقت کی پیاس بجھائی ہے اور دوسری طرف انگریزی کالوں کے ان طلباء کی اہم ترین خدمت انجام دی ہے جو اپنے اخلاق کی اصلاح کی طرف جب مائل ہوتے تو ان کو یورپین مصنفین کی زہر آلود تصانیف سے واسطہ پڑتا ہے میرے نزدیک حضرت غریب نوازؒ کی زندگی کے حالات اس شرح و بطن اس اہتمام اس جامعیت اور اس تاریخی اصول و صداقت کے ساتھ جمع کر کے حاجی خلوام حسن صاحب نے ایک بہت بڑی قومی۔ اخلاقی۔ ملی اور ملکی ضرورت کو پورا کیا ہے۔

حکومت ہند

غلط	صحیح	صفحہ و سطر	غلط	صحیح	صفحہ و سطر	غلط	صحیح	صفحہ و سطر
مستند	مستند	الف سطر ۱۴	داؤد بن	داؤد بن	۵ سطر ۲۰			
ذات	ذاتی	الف سطر ۲	تخت	تخت	۶ سطر ۱۲			
ساتیہ	ساتم	الف سطر ۳	سجستان	سجستان	۶ سطر ۱۸			
یا	نیا	الف سطر ۶	آپ کے والد کا وصال	آپ کے والد کا وصال	۴ سطر ۸			
معنوی	مصطفوی	الف سطر ۱۹	منتظر	منتظر	۶ سطر ۱۶			
زاد	ہنداد	الف سطر ۲۰	تدیس	قدس	۸ سطر ۱۴			
حفرات	حضرت	الف سطر ۳	پیدا شدہ	پیدا شدہ	۱۲ سطر ۱۰			
مخزان	مخدومان	الف سطر ۸	چہان برعایت	چہان برعایت	۱۲ سطر ۱۵			
تلبیق	تطبیق	الف سطر ۳	ہونا ہے	ہونا ہے	۱۲ سطر ۱۶			
جنلی	جنکی	الف سطر ۱۸	وغیرہ تبریز	وغیرہ تبریز	۱۲ سطر ۱۶			
ماننے	سامنے	الف سطر ۵	ملنا جائے	ملنا جائے	۱۲ سطر ۴			
لی طرح	کی طرح	ج سطر ۲	سیاحت	سیاحت	۱۳ سطر ۱۰			
میدان	نہ میدان	ج سطر ۳	نیر	نیر	۱۳ سطر ۱۶			
نرم نشاط	بزم نشاط	ج سطر ۳	ان سین	ان سین	۱۳ سطر ۲			
لازراہ	ازراہ	د سطر ۱	اس سنہ	اس سنہ	۱۳ سطر ۵			
گلی شاہ	کلی شاہ	د سطر ۶	۵۵۵	۵۵۵	۱۳ سطر ۸			
ویل	ذیل	د سطر ۹	۵۵۵	۵۵۵	۱۳ سطر ۸			
مگر	لیکن	د سطر ۱۰	۵۵۵	۵۵۵	۱۳ سطر ۸			
مشخ	مشعر	د سطر ۱۰	۸۲۴	۸۲۴	۱۵ سطر ۲			
طبقات حاصری	طبقات ناصری	د سطر ۱۵	ایک سنگ	ایک سنگ	۱۵ سطر ۱۰			
غینی	غینی	د سطر ۲۲	پس خوردہ	پس خوردہ	۱۴ سطر ۱۶			
رحمتہ اللعالمین	رحمتہ اللعالمین	د سطر ۴	دو ہیں	دو ہیں	۱۴ سطر ۲۰			
گڈڑی شاہی	گڈڑی شاہی	د سطر ۱۶	شاہرؤ	شاہرؤ	۱۴ سطر ۲۱			
(غریب نواز) کے والد	(غریب نواز) کے والد	د سطر ۱۶	تفصیلات	تفصیلات	۱۹ سطر ۱۸			
صوالہ	صوائق	د سطر ۱۲	تقریب	تقریب	۲۰ سطر ۲			
۱۹۲۵ء	۱۹۲۵ء	د سطر ۱۲	دورو	دورو	۲۰ سطر ۸			
دو	کے دو	د سطر ۱۲	کی خدمت میں	کی خدمت میں	۲۱ سطر ۱۱			
مسالک السالکین	مسالک السالکین	د سطر ۱۸	دنیا	دنیا	۲۲ سطر ۱۱			

نقطہ	صحیح	صفحہ و سطر	غلط	صحیح	صفحہ و سطر
صور	صمدیہ ۵۷	۲۲ سطر ۱۹	ملتان سے پہونچکر	ملتان سے دہلی پہونچکر	۵۲ سطر ۶
حضرت قطب صاحب	حضرت قطب صاحب	۲۲ سطر ۲۰	ہندوستان اور جہود	وایسی ہندوستان کا کہ	۵۳ سطر ۳ و ۴
مون	مولانا	۲۲ سطر ۱۳	لاہور کا ہے	آپ کا لاہور سے آجیہ	۵۳ سطر ۶
جزو	جزو	۲۲ سطر ۱۷	ادھر آپ لاہور سے	ادھر آپ خراسان سے	۵۳ سطر ۵
اہل سلسلہ کیلئے	اہل سلسلہ میں بھی خواص کیلئے	۲۲ سطر ۲۰	ملتان سے پہونچکر	ملتان سے دہلی پہونچکر	۵۳ سطر ۶
لے ہا	نالہ	۲۶ سطر ۱۹	دو مرتبہ دہلی	دو مرتبہ قطب صاحب سے	۵۳ سطر ۱۹
زقہ	تو کہ خرچہ	۲۸ سطر ۱۱	صاحب سے مرید تھا	صاحب کا خلیفہ تھا	۵۳ سطر ۲۱
رہا	رہا	۲۸ سطر ۱۵	تجربہ بیعت کی	بیعت کی	۵۳ سطر ۲۱
یہا بمقام	یہا جبکہ ہندوستان چلے	۲۹ سطر ۳۳	۴۳۳	۴۳۳	۵۳ سطر ۲۱
شمسی	شمسی	۳۰ سطر ۱۸	موجود ہے	موجود ہے	۵۵ سطر ۱۸
فرمایا	فرمایا	۳۰ سطر ۲۷	برادری موجودگی سے اتفاق نہیں	برادری موجودگی سے اتفاق نہیں	۵۵ سطر ۱۸
بی بی ہی	بی بی ہی	۳۳ سطر ۱۹	خدمات	خدمات	۵۸ سطر آخر
قل	قلعہ	۳۹ سطر ۸	۴۳۳	۴۳۳	۶۱ سطر ۲۰
بجا یک	بجائے یک	۴۰ سطر ۱۱	تفسیرات	تفسیرات	۶۲ سطر ۱۲
اچاؤ	جاؤ	۴۱ سطر ۱۲	۴۳۳	۴۳۳	۶۳ سطر ۷
واد	داہ	۴۳ سطر ۷	۴۳۳	۴۳۳	۶۳ سطر ۷
چپکی	چپکی	۴۴ سطر ۲	وفات	وفات	۶۴ سطر ۵
عوری اور کے خلی	عوری اور خلی	۴۵ سطر ۱۳ و ۱۴	پھول	پھول	۶۵ سطر ۷
سیرا	سیرا	۴۶ سطر اول	سید وجہ الدین	سید وجہ الدین	۶۶ سطر ۳ و ۴
گنا	گنا	۴۶ سطر ۸	اور	اور	۶۶ سطر ۵
دست حق پر	دست حق پر	۴۶ سطر ۱۲	۵۵	۵۵	۶۶ سطر ۱۱
بعد ہی	بعد	۴۶ سطر ۱۷	بی بی کی	بی بی کی	۶۶ سطر ۲
بھر ۵۰۹	بھر ۵۰۹	۴۶ سطر ۱۵	کچ	کچ	۶۶ سطر ۱۳
بھر اٹھارہ سال	بھر اٹھارہ سال	۴۶ سطر ۱۹	امراؤں	امراؤں	۶۶ سطر ۱۸
زردشاہی کیلئے	زردشاہی وصول کیلئے	۴۶ سطر ۲۲	(نقشبہ)	(نقشبہ)	۶۶ سطر ۲۹
ورد	ورد	۵۰ سطر ۳۳	(بی) تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ میں ہے	(بی) تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ میں ہے	۶۶ سطر ۲۳
عوری نے قصبہ	عوری نے قصبہ	۵۱ سطر ۱۱	حضرت خواجہ غلام الدین	حضرت خواجہ غلام الدین	۶۶ سطر ۲۴
نوکر یا	نوکر یا	۵۲ سطر ۱۱			

صفحہ و سطر	صحیح	غلط	صفحہ و سطر	صحیح	غلط
۹۵ سطر ۱۶	زردند	زردند	۶۲ سطر ۸	۵۶۹ م	۵۵۴ م
۹۶ سطر ۴	جانکوبطور	جامیر بطور	۶۲ سطر ۱۰	۵۶۳ م	۵۶۳ م
۹۶ سطر ۱۸	پاکینہرہ حملے	پاکینہرہ حملے	۶۲ سطر ۱۲	ادد	مگر
۹۶ سطر ۱۰	فرمان	قرآن	۶۲ سطر ۱۲	میں بھی آپ	میں آپ
۹۶ سطر ۲۰	کی	لی	۶۲ سطر ۵	ناہتاب اجیر و تندرہ	تندرہ
۹۸ سطر ۶	پابندی	پابندی	۶۵ سطر ۲	کے بعض مزید	کے مزید
۹۸ سطر ۱۸	خداوند	خداوند	۶۵ سطر ۵	خدا	خلفہ
۹۸ سطر ۲۰	باطہارت سوتا	باطہارت ہوتا	۶۸ سطر ۱۱	سفیا	سفیا
۹۹ سطر ۱۲	دہ	۵۵	۶۹ سطر ۱۹	نثار	نثار
۱۰۰ سطر ۱۲	کیا	لیا	۸۰ سطر ۸	چادری کے واسطے	چادری کے واسطے
۱۰۰ سطر ۸	اس سے	لین	۸۰ سطر ۱۸	پہیاں	پہیاں
۱۰۳ سطر ۲	طوسی	طوسی	۸۲ فٹ نوٹ لکھیں	(الف) ان	(البحث) ان
۱۰۳ سطر ۱۸	ذوہ ہر شہر طغاز	ذوہ ہر شہر طغاز	۸۲ سطر ۱۴	فرماتے	فرماتے
۱۰۴ سطر ۱۶	جس	جس	۸۶ سطر ۱۴	دروازہ	دروازہ
۱۰۵ سطر ۱۰	غافل اگر	غافل اگر	۸۶ سطر ۲۱	قطب الاقطاب	قطب الاقطاب
۱۰۵ سطر ۱۴	ساتھ خندہ زن	ساتھ خندہ زن	۸۶ سطر ۱۰	اور روئے	اور روئے
۱۰۵ سطر ۱۸	جسے	جسے	۸۶ سطر ۱۸	مردی	مردی
۱۰۵ سطر ۲۰	یاروں کے ہاتھ چوم کر انہیں۔	یار کے ہاتھ چوم کر آؤ	۸۶ سطر ۲۰	حمیدہ سے	حمیدہ سے
۱۱۱ سطر اول	بیکران	بیکران	۸۸ سطر ۱۳	مانگنا	مانگنا
۱۱۱ سطر ۱۶	پھر	پھر	۸۸ سطر ۱۶	چاہا	چاہا
۱۱۳ سطر ۱۳	خار و درود	خار و درود	۸۹ سطر ۱۸	روزہ	روزہ
۱۱۳ سطر ۱۵	سی	سے	۹۱ سطر ۵	حوالت	حوالت
۱۱۶ سطر ۱۱	تو کبھی رات	تو کبھی رات	۹۲ سطر ۱۹	اگر کہیں	اگر کہیں
۱۱۶ سطر ۱۸	پھر اسی	پھر اس	۹۲ سطر ۲۱	ایک واقعہ	ایک واقعہ
۱۱۸ سطر ۱۸	غور و غیب	غور و غیب	۹۳ سطر ۲	محمودہ	محمودہ
۱۱۹ سطر ۱۹	کایہ طبعی	کایہ طبعی	۹۳ سطر ۲۰	خوف	خوف
۱۲۰ سطر ۱۶	انسان	انسان	۹۴ سطر ۲	حامد علی خان	حامد علی خان
			۹۵ سطر ۲	نہیں	نہیں

غلط	صحیح	صفحہ و سطر	غلط	صحیح	صفحہ و سطر
ہستین	ہستین	۱۵۲ سطر ۷	الشدر پر ایمان	الشدر پر ایمان	۱۵۲ سطر ۷
نے	نے	۱۵۲ سطر ۸	یہ ہے	یہ ہے	۱۵۲ سطر ۸
پرے رہتے تھے	پرے رہتے تھے	۱۵۲ سطر ۸	اس لڑوہ	اس لڑوہ	۱۵۲ سطر ۸
صفائیاں	صفائیاں	۱۵۲ سطر ۱۴	لے	لے	۱۵۲ سطر ۱۴
ان کے پیچھے گیا	ان کے پیچھے گیا	۱۵۴ سطر ۱۲	وہاں	وہاں	۱۵۴ سطر ۱۲
تیرے آواز ہو چکے	تیرے آواز ہو چکے	۱۶۰ سطر ۱۱	وقت	وقت	۱۶۰ سطر ۱۱
بدی	بدی	۱۶۱ سطر ۱۹	پہلی تہی تک نہیں	پہلی تہی تک نہیں	۱۶۱ سطر ۱۹
اور بھی پیش بہا منتوں	اور بھی پیش بہا منتوں	۱۶۱ سطر آخر	تو آزمات	تو آزمات	۱۶۱ سطر آخر
حال صد برکات	حال صد برکات	۱۶۲ سطر ۳	مناسٹر	مناسٹر	۱۶۲ سطر ۳
کمانیت	کمانیت	۱۶۵ سطر ۲۱	اب ذریعے	اب ذریعے	۱۶۵ سطر ۲۱
عارف راہ تفت	عارف راہ تفت	۱۶۶ سطر ۱۸	کثیر	کثیر	۱۶۶ سطر ۱۸
قتیرار	قتیرار	۱۶۷ سطر ۹	مالان	مالان	۱۶۷ سطر ۹
دنت	دنت	۱۸۰ سطر ۲	بہارا	بہارا	۱۸۰ سطر ۲
قدس اللہ ارواہم	قدس اللہ ارواہم	۱۸۲ سطر آخر	کفارہ کا ذکر نہ کرنا اور ایک کشتی کا ذکر نہ کرنا	کفارہ کا ذکر نہ کرنا اور ایک کشتی کا ذکر نہ کرنا	۱۸۲ سطر آخر
ملنے کیلئے	ملنے کیلئے	۱۸۵ سطر ۱۵	سند	سند	۱۸۵ سطر ۱۵
یا شن بین یا زخار	یا شن بین یا زخار	۱۸۶ سطر ۷	ان بزرگوں	ان بزرگوں	۱۸۶ سطر ۷
یا قدیم دیم	یا قدیم دیم	۱۸۶ سطر ۱۵	چیم کہت	چیم کہت	۱۸۶ سطر ۱۵
مد شہر	مد شہر	۱۸۶ سطر ۱۹	سولہ کتبہ	سولہ کتبہ	۱۸۶ سطر ۱۹
رسول الاملاہم	رسول الاملاہم	۱۹۱ سطر ۷	حاجات	حاجات	۱۹۱ سطر ۷
عربی	عربی	۱۹۱ سطر ۲۰	اس وقت	اس وقت	۱۹۱ سطر ۲۰
قرب	قرب	۱۹۲ سطر ۱۳	محمود	محمود	۱۹۲ سطر ۱۳
الصلوۃ	الصلوۃ	۱۹۲ سطر ۱۳	توالان	توالان	۱۹۲ سطر ۱۳
الوالاعطہ	الوالاعطہ	۱۹۶ سطر ۹	زیو	زیو	۱۹۶ سطر ۹
لاریب	لاریب	۱۹۶ سطر ۱۴	مگر	مگر	۱۹۶ سطر ۱۴
دور	دور	۱۹۷ سطر ۸	(ب)	(ب)	۱۹۷ سطر ۸
چاشت	چاشت	۱۹۷ سطر ۱۱	ہجرت	ہجرت	۱۹۷ سطر ۱۱
سین	سین	۱۹۷ سطر ۱۶	رضی الدین	رضی الدین	۱۹۷ سطر ۱۶

عظم	صحیح	صغیر و سطر	عظم	صحیح	صغیر و سطر
گراو	مراد	۱۹۹ سطر ۲	ریل کی منفیت	ذیل کی منفیت	۲۲۳ سطر آخر
بہرہ مہر	بہرہ مہر	۱۹۹ سطر ۲۱	میکش نے	میکش کے	۲۲۲ سطر ۱۳
حضرت مامو سا بنجہ	حضرت ماموں بہا بنجہ	۱۹۹ سطر ۲۲	مراد آباد اک	مراد آباد کے ایک	۲۲۶ سطر ۱۳
بہرہ	بہرہ سالانہ	۲۰۰ سطر ۱۱	نیلر	نیلر	۲۳۰ سطر ۷
رلف صدر	مولف صدر	۲۰۲ سطر آخر	حبوب الہی	محبوب الہی	۲۳۰ سطر ۸
جدا استاد	عبد الستار	۲۰۳ سطر ۱۸	دربار والی میں ا	دربار عالی میں ح	۲۳۰ سطر ۹
طق	ملحق	۲۰۵ سطر ۴	شیخ بوعلی	شیخ بوعلی	۲۳۰ سطر ۱۲
کون	کون	۲۱۰ سطر ۲	حضرت خواجہ	حضرت خواجہ	۲۳۰ سطر ۱۵
تمام	نام	۲۱۰ سطر ۸	مشہد ہے جب	مشہد ہے جب	۲۳۰ سطر ۱۷
فضلاہل	فضلاہل	۲۱۰ سطر ۱۰	آپ نے روضہ	آپ نے روضہ	۲۳۰ سطر ۱۸
قرنہائے	قرنہائے	۲۱۰ سطر ۱۳	و حال ۱۲۶ھ	و حال ۱۲۶ھ	۲۳۰ سطر ۱۹
حلقہ مقیدت	حلقہ مقیدت	۲۲۰ سطر ۳	حضرت..... لوی	حضرت خواجہ قطب الدین	۲۳۰ سطر آخر
نیکہ دل داد شاہ	نیکہ دل بادشاہ	۲۱۱ سطر ۹		پنجار کا کی چٹی اوشی مہر لوی	
دوق	دوق	۲۱۳ سطر اول	مردیں	مردیں	۲۳۱ سطر ۵
پچولیدیا جائے	پچولیدیا جائے	۲۱۵ سطر ۲۰	۱۱۷ھ	۱۱۷ھ	۲۳۲ سطر ۱۹
۱۹۱ھ	۱۹۱ھ	۲۱۵ سطر ۱۵	یر	خیر	۲۳۵ سطر ۱۸
بیگمی دان	بیگمی دان	۲۱۵ سطر ۱۹	طینت	طینت	۲۵۰ سطر ۷
غریب کی نواز	غریب کی نواز	۲۱۶ سطر ۱۷	مستوجا	مستوجا	۲۵۲ سطر ۷
حنور	حنور	۲۲۰ سطر ۱۰	مشاعر کے مستقل صدر	مشاعر کے مستقل صدر	۲۵۲ سطر ۱۹
ناجی	ناجی	۲۲۰ سطر ۱۵	سرمایہ حیات	سرمایہ حیات	۲۵۲ سطر ۱۳
برو پختہ	برو پختہ	۲۲۰ سطر ۱۶	حاضر دیتے ہیں	حاضر دیتے ہیں	۲۵۵ سطر ۸
بہت پور	بہت پور	۲۲۰ سطر ۱۷	آپ	آپ	۲۵۶ سطر ۱۷
غیرزی فین محمد سلم	غیرزی فین محمد سلم	۲۲۰ سطر ۱۸	۱۲۲۷ھ	۱۲۲۷ھ	۲۶۰ سطر ۷
امین الدین سلم	امین الدین سلم	۲۲۰ سطر ۲۲	خلق خدا	خلق خدا	۲۶۱ سطر ۱۱
وغیرہ سیر بردار و دہ	وغیرہ سیر بردار و دہ	۲۲۰ سطر ۲۳	۱۷۷۱ھ	۱۷۷۱ھ	۲۶۸ سطر ۳
کثرت	کثرت	۲۲۱ سطر ۲	دروازہ	دروازہ	۲۶۸ سطر آخر
پیش	پیش	۲۲۱ سطر ۹	جہ	جہ	۲۶۹ سطر ۱۱
					۲۷۱ سطر ۱۱

ڈاکٹر ظہور الحسن شاربیم اے پی ایچ ڈی
کی

گراںمایہ تصنیف

ترجمہ بہ زبان انگریزی

رباعیات ^{رحمۃ اللہ علیہ} سمر

سوانح و اقوال بزرگان دین

بہ زبان اردو

تذکرہ حضرت زبیر بن العوام ^{رضی اللہ عنہ}

اسماء پبلکیشن۔ آگرہ۔ مراد آباد

نرت خادم اجیری کی تصانیف

بادہ معرفت - حضرت خادم اجیری کے زور قلم زبیرین شاہکار۔ ارباب عقیدت کے لئے گرانمایہ گنجینہ اہل ورور کے لئے بیش
خزینہ۔ سوز گدازد بزرگان کے مناقب کا بہترین مجموعہ اردو ادب میں ایک نئے باب کا اضافہ۔ دنیا کے شاعر کا آفتاب

درخشاں۔ کاغذ سفید کالی سائز قیمت فی جلد علاوہ محصول ایک روپیہ چار آنہ (۴ روپے)

ہجرت رسول - سرور عالم کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جانے کے مستند تاریخی حالات۔ صحیح روایات سے مرتب کئے گئے ہیں
بہترین تالیفیں میں سے ہے۔ قیمت علاوہ محصول فی جلد چار آنہ۔ (۴ روپے)

وفات رسول - سرور عالم کی وفات کے مستند حالات صحیح روایات سے جمع کئے گئے ہیں۔ فی جلد چار آنہ (۴ روپے)
مذکورہ حضرت گدڑی شاہ بابا۔ اجیری شریف کے مشہور بانی فص دردیش کے مبارک حالات نہایت دلکش کے ساتھ لکھے
گئے ہیں قیمت علاوہ محصول آٹھ آنہ (۸ روپے)

صحیفہ معانی - حضرت خادم اجیری کی غزلیات کا جدید ترین مجموعہ۔ فلسفہ نقیص اور ادب بہانہ بیزانہ۔ جذبات کی بھیتی
جاگتی تصویریں ناظرین کو کیف و جدمیں لائبرالی کتاب۔ قیمت علاوہ محصول ایک روپیہ (۱ روپے)

جام حسین - جدید ترین سوز و سلام۔ رباعیات۔ قطعات اور مناقب کا مجموعہ ہے اپنے طرز کے بے نظیر کتاب۔ کاغذ سفید
کالی سائز۔ دیدہ زیب چھپائی۔ قیمت فی جلد علاوہ محصول ایک روپیہ چار آنہ (۴ روپے)

فاتحہ خیبر - مناقب شیر خدا۔ اور جنگ خیبر کے دلول انگیز واقعات مستند حضرت خادم اجیری نے ۱۰۵۰ ہجری میں لکھے
ہیں۔ کاغذ سفید۔ قیمت علاوہ محصول فی جلد آٹھ آنہ (۸ روپے)

سلطان المصیر - قطب الاقطاب حضرت احمد لہودی قدس سرہ کی مبارک زندگی کے فیض رسالہ حالات ایک عربی
رسالہ سے اردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔ فی جلد علاوہ محصول چار آنہ (۴ روپے)

معین الارواح - انگریزی میں ڈاکٹر ظہور الحسن صاحب شارب۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ اور فارسی میں ڈاکٹر
عشرت حسین صاحب آذر۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ والکس پرنسپل شیلی ڈگری کالج اعظم گڑھ ترجمہ کرتا
ہیں۔ علم دوست حضرات ذیل کے پتہ پر اپنا نام برائے خریداری پہلے سے بھیجیں تاکہ دوسرے ایڈیشن
کا انتظار نہ کرنا پڑے۔

فیہر شعبہ اشاعت معینی گدڑی شاہی انجن جہارہ
اجیری شریف

५५५
(१५५५)

१५५५५

DUE DATE

Ram Datta Lakshana Collection

५५५५५

